UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226492

UNIVERSAL
LIBRARY

قانون اسلام　　هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ　　سلسلہ عبادات

فتاویٰ عثمانی

جلد ۶

یعنی

زبان اردو میں شرع اسلام کا ایک جامع ذخیرہ جو علماء حنفیہ کی جملہ مستند کتب کا مجموعہ ہے۔ اور ایک نئی طرز پر ترتیب دیا گیا ہے
اور جسمیں احادیث و دلائل نیز عبرت بھی جگہ جگہ درج کئے گئے ہیں

کتاب الحج والزیارۃ

مصنف

مولوی محمد منور الدین

خلف فاضل اجل عالم بے بدل حاجی الحرمین شریفین علیہ الرحمۃ شمس العلماء مولوی سید محمد ضیاء الدین خان صاحب خان بہادر ایل ایل ڈی (ایڈنبرگ) اسسٹنٹ کمشنر پنجاب۔ رئیس اعظم دہلی۔ مرحوم و مغفور۔

سنہ ۱۹۲۴ عیسوی مطابق سنہ ۱۳۴۳ ہجری

هندوستانی الیکٹرک پریس ورکس دہلی میں باہتمام منشی شیام لال طبع ہوئی

سنے کاپتہ۔ مولوی محمد منور الدین محمد چاند رسٹ نزد بیت عبدالرحمٰن

صحت محفوظ

نذر

بحضور

آفتاب عالمتاب دولت قاہرہ وماہ جہان افروز سلطنت باہرہ

حضرت عالی جاہ

ہزگزاللہ ہای نفس ستم دوراں ۔ راسطوزماں ۔ سپہ لار آصف جاہ ۔ مظفر الممالک والممالک ۔ نظام الملک نظام الدولہ نجی ملتہ والدین

نواب میر سر عثمان علی خاں بہادر

جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ بی ۔ ای ۔

والی مملکت حیدرآباد دکن

خلداللہ ملکہ وسلطنتہ

کرقبول افتد زہے عز وشرف

منور الدین

فہرست مضامین

کل کتاب سات باب پر منقسم ہے اور آخر میں ایک فہرست درج ہیں جس میں اس کتاب کے مضامین
لحاظ حروف تہجی ترتیب دیے گئے ہیں تاکہ سائل کو تلاش کرنے میں بہت سہولت ہو

دیباچہ

مقدمہ

باب اوّل (حج کی تفسیر اور مختلف صورتیں)

فصل اوّل ۔ عمرہ اور حج کی تفسیر

۱ ۔۔۔ عمرہ اور حج کے معنی اور فضائل ... ۷
۲ ۔۔۔ حج کے متعلق آیات قرآنی اور انکی تفسیر ... ۸
۳ ۔۔۔ حج فرض ہے اور عمرہ سنت (از امام اعظم) ... ۱۲
۴ ۔۔۔ حج کس طرح واجب ہوتا ہے ... ۱۳
۵ ۔۔۔ حج کب فرض ہے اور کن شرائط کے ساتھ (شرائط حج) ... ۱۳
۶ ۔۔۔ حج فرض ہونے پر کب کرنا چاہئے اور کتنی مرتبہ ... ۲۰
۷ ۔۔۔ حج فرض ہونے پر خود کرے یا بذریعہ نائب یا بذریعہ وصیت ... ۲۱
۸ ۔۔۔ حج فرض ہونے پر حج کو نکلا اور راستہ میں مرگیا ... ۲۱

فصل دوم۔ حج کرنیکے مختلف طریق۔ (یعنی عمرہ اور حج اور قران اور تمتع مع مناسک) ... ۲۲

۹ — عمرہ و حج و قران و تمتع سے کیا مطلب ... ۲۲

۱۰ — افراد قران و تمتع میں سے کونسا افضل ہے اور کیوں (مع نقشہ) ... ۲۳

۱۱ — عمرہ و حج و قران و تمتع کس طرح ادا کئے جاتے ہیں۔ ... ۲۴

۱۲ — عمرہ و حج و قران و تمتع کے مناسک کے ادائیگی کی ترتیب (نقشہ مناسک) ... ۲۶

۱۳ — عمرہ و حج کس کو کرنا چاہئے۔ اور قران و تمتع کسکو ... ۲۷

۱۴ — جملہ مناسک کے شرائط و فرائض و واجبات وغیرہ وغیرہ۔ ... ۲۹

باب دوم (حج کی ادائگی کا وقت اور جگہ)

فصل اول۔ حج کے مہینے اور مناسک کی ادائیگی ... ۳۵

۱۵ — حج کے مہینے اور اُن کا تعلق مناسک سے ... ۳۵

فصل دوم۔ حج کا مقام اور وہاں پہنچنا ... ۳۷

۱۶ — مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا جانے و قوع اور حج کی ادائیگی کا مقام۔ ... ۳۷

۱۷ — بیت اللہ شریف کا بحری راستہ مختلف ممالک کے ساحلوں میں۔ ... ۳۷

۱۸ — دنیا کا نقشہ جس کے ذریعہ جدہ تک کے بحری راستے معلوم ہوں گے۔ ... ۳۹

۱۹ — ملک عرب (مغربی حصہ) جس میں مکہ و مدینہ و نواح واضح طور پر معلوم ہوں گے۔ (نقشہ) ... ۴۰

باب سوم (حج کی ادائگی کی کیفیت)

۲۰ — نقشہ سفر حج و مناسک عمرہ و حج ... ۴۱

۲۱ — نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ اول ابتدائی یا ترتیب ادائگی عمرہ ... ۴۲

افعال حج علی الترتیب مع افعال عمرہ و تمتع و قران مع جملہ مناسک و احکام بالتفصیل۔ ۴۳

موقع ۱ — گھر سے روانہ ہونا ... ۴۳

۲۲ — حج کے واسطے روانگی کا ارادہ کرے تو امور ذیل پر غور کرے۔ ... ۴۳

۲۳ — روانگی کے متعلق ان اُمور کا خیال رکھے۔ ... ۴۵

۲۴	راستہ میں امور ذیل مدنظر رکھے۔	۴۶
موقع ۲	- میقات پر پہنچے تو احرام باندھے۔	۴۷
۲۵	- میقات و احرام و افاقی و میقاتی و مکی کے معنی و مطلب۔	۴۸
۲۶	میقات پر احرام باندھنا۔ یا اس سے پہلے۔	۴۹
۲۷	میقات سے بغیر احرام باندھے گزر شریف جانا	۴۹
۲۸	مقامات احرام۔	۵۱
۲۹	نقشہ حدود میقات و حرم	۵۲
۳۰	اوقات احرام۔	۵۳
۳۱	احرام کا لباس۔	۵۴
۳۲	احرام کی تیاری۔	۵۵
۳۳	احرام باندھنا (اور احرام اتارنا)	۵۶
۳۴	اگر کوئی شخص بیہوش ہو جائے تو اس کی طرف سے دوسرا شخص احرام باندھ سکتا ہے۔	۵۸
۳۵	احرام کے واسطے لبیک کے ساتھ نیت بھی ضروری ہے۔	۵۹
۳۶	تلبیہ کے الفاظ خاص ہیں ان میں کمی بیشی نہ کرنی چاہئے۔	۵۹
۳۷	تلبیہ کن موقعوں پر کہے اور کب موقوف کرے۔	۶۰
۳۸	احرام پر احرام باندھنا۔	۶۱
۳۹	احرام باندھنے کے بعد کن چیزوں سے پرہیز لازم ہے۔	۶۱
۴۰	احرام باندھنے کے بعد حج کرنے سے رک جانا (احصار)	۶۲
موقع ۳	- اب زمین حرم میں داخل ہو تو آداب حرم نگاہ رکھے	۶۲
۴۱	زمین حرم کونسی ہے۔ اور اس کے حدود کیا ہیں (دیکھو نقشہ حدود حرم نقرہ- ۲۹)	۶۲
۴۲	حرم شریف کے کیا آداب ہیں۔	۶۳
موقع ۴	- اب مقام مدعی پر پہنچے اور آگے بڑھکر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑے تو دعا مانگے۔	۶۳
۴۳	مقام مدعی اور دعاء	۶۴
۴۴	شہر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑنی (دیکھو نقشہ شہر مکہ معظمہ نقرہ- ۴۶)	۶۴
موقع ۵	- اب شہر مکہ معظمہ میں داخل ہو۔	۶۴
۴۵	مکہ شریف میں داخلہ	۶۴
۴۶	نقشہ مسجد حرام واقع مکہ معظمہ	۶۵
موقع ۶	- اب سیدھا مسجد حرام میں جائے۔	۶۶

۴۷ مسجد حرام میں داخلہ ... ۶۶
۴۸ اندر داخل ہوتے ہی خانہ کعبہ پر نگاہ پڑنا۔ ... ۶۷

موقع ۷ - اب طواف خانہ کعبہ کرے ... ۶۸

۴۹ نقشہ خانہ کعبہ۔ وحجر اسود ومطاف وگردش طواف۔ ... ۶۸
۵۰ طریق استلام حجر اسود ... ۶۹
۵۱ طریق طواف مع اضطباع ورمل ... ۷۰
۵۲ نقشہ مقام ابراہیم ... ۷۲
۵۳ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنی۔ ... ۷۳
۵۴ طواف قدوم وطواف عمرہ کا وقت۔ ... ۷۴
۵۵ طواف قدوم وطواف عمرہ واجب ہیں۔ ... ۷۴
۵۶ اب چاہ زمزم وملتزم پر آئے۔ (نزد بعض علماء) ... ۷

موقع ۸ - اسکے بعد صفا ومروہ کی سعی کرے۔ ... ۷۴

۵۷ استلام حجر اسود ... ۷۵
۵۸ مسجد حرام سے باہر نکلنا اور صفا کی طرف جانا۔ ... ۷۵
۵۹ نقشہ سعی صفا ومروہ۔ ... ۷۵
۶۰ سعی درمیان صفا ومروہ ... ۷۶
۶۱ سعی کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ ... ۷۸
۶۲ سعی صفا ومروہ رکن حج ہے یا واجب ... ۷۸
۶۳ وقت سعی درمیان صفا ومروہ ... ۷۹

موقع ۹ - اب مسجد حرام سے باہر آکر سر منڈوائے اور احرام کھولے ... ۷۹

۶۴ احرام اُتارنا۔ نہ اُتارنا۔ ... ۷۹
۶۵ اثنائے قیام مکہ میں کیا کرے۔ ... ۸۰

موقع ۱۰ - ۷ - ذی الحجہ - آج مسجد حرام میں خطبہ ہوگا جسمیں حج کے احکام بیان ہونگے۔ ...

۶۶ دوران حج میں کل تین خطبہ ہوتے ہیں۔ ...
۶۷ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ دوم) ...

موقع ۱۱ - ۸ - ذی الحجہ - آج حج کیواسطے احرام باندھیں اور صبح ہی منا روانہ ہوں۔ (دیکھو نقشہ سنا نقرہ ۹۳) ...

۶۸ آج حج کیلئے احرام بندھیگا۔ ...
۶۹ منا کو روانہ ہونا۔ اور وہاں قیام کرنا۔ ...

موقع ۱۲ ۹- ذی الحجہ- آج سب حاجی منا سے عرفات پہنچیں- ۸۵

۷۰ عرفات کیطرف جانا- ۸۵

۷۱ نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ سوم) ۸ و ۹ ذی الحجہ کی کارروائی- ۸۷

۷۲ عرفات مین کس جگہ اترنا چاہیئے- ۸۷

۷۳ مسجد نمرہ مین خطبہ سننا اور نماز ظہر اور عصر ملاکر پڑھنا- ۸۷

۷۴ وقوف عرفات کا وقت- ۹۰

۷۵ عرفات حج کے موقع پر (نقشہ)- ۹۰

۷۶ وقوف عرفات- 91

۷۷ اذکار و ادعیہ مخصوصہ وقوف کے موقع پر- 93

۷۸ بعض امور موقع وقوف پر یاد رکھنے کے قابل- 94

۷۹ وقوف عرفات کا اختتام- 95

۸۰ وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے- 95

۸۱ یوم عرفہ مین غلطی واقع ہونا- 96

۸۲ وقوف عرفات مین شامل نہوسکنا- اور حج فوت ہوجانا- 96

موقع ۱۳ ۹- ذی الحجہ- آج ہی شام کو سب حاجی عرفات سے مزدلفہ آوین- ۹۷

۸۳ عرفات سے مزدلفہ جانا اور وادی محسر سے گذرنا- ۹۷

۸۴ (الف) مزدلفہ حج کے موقع پر- ۹۸

۸۵ مزدلفہ مین کہان اترنا چاہیئے- ۹۸

۸۶ مغرب اور عشا ملاکر پڑھنا- (جمع بین الصلوتین) اور اسکے شرائط- ۹۸

۸۷ مزدلفہ مین شب باشی- ۱۰۰

۸۸ وقوف مزدلفہ کا وقت- ۱۰۰

۸۹ نماز فجر و وقوف مزدلفہ- ۱۰۰

۹۰ وقوف مزدلفہ واجب ہے یا رکن- ۱۰۱

۹۱ مزدلفہ سے روانگی- ۱۰۲

موقع ۱۴ ۱۰- ذی الحجہ- آج صبح مزدلفہ سے منا آوین- ۱۰۲

۹۲ منا پہنچنا- ۱۰۲

۹۳ نقشہ منا و جمرات- ۱۰۳

۹۴ آج ۱۰ مین کون کون سے مناسک ادا کرنے ہونگے- ۱۰۴

۹۵ رمی جمرہ عقبہ- ۱۰۴

۹۶ رمی جمرہ عقبہ واجب ہے- ۱۰۶

۹۷ رمی جمرہ عقبہ کا وقت- ۱۰۶

۹۸	رمی کے بعد قربانی کرے کہ قارن اور متمتع پر واجب ہے۔	—
۹۹	قارن اور متمتع کو اگر قربانی میسر نہ ہو تو کیا کرے۔	۱۰۷
۱۰۰	قربانی کا وقت۔	۱۰۸
۱۰۱	قربانی کے بعد سر منڈوائے۔	۱۰۸
۱۰۲	سر منڈوانا یا بال کتروانا واجب ہے اس سے احرام اتارا جاتا ہے۔	۱۰۹
۱۰۳	سر منڈوانے کا وقت۔	۱۱۰
۱۰۴	نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ چہارم)۔	۱۱۰
۱۰۵	بعد سر منڈوانے کے سب چیز کا استعمال جائز ہے سوائے بعض کے۔	۱۱۲
موقع ۱۵	۱۰- ذی الحجہ- آج ہی مکہ معظمہ جاکر طواف زیارت کرے اور واپس منا آجاوے۔	۱۱۱
۱۰۶	طواف زیارت کو مکہ جانا اور واپس آنا۔	۱۱۱
۱۰۷	طواف زیارت	۱۱۲
۱۰۸	طواف زیارت رکن حج ہے۔	۱۱۲
۱۰۹	طواف زیارت کا وقت۔	۱۱۲
۱۱۰	طواف زیارت کے بعد سب چیز جائز ہے۔	۱۱۳
موقع ۱۶	۱۱-۱۲-۱۳- ذی الحجہ- اب منا میں قیام کرے اور تینوں دن تمام جمرات کی رمی کرے۔	۱۱۳
۱۱۱	نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ پنجم)۔	۱۱۳
۱۱۲	گیارہویں کو تمام جمرات کی رمی ہوگی۔	۱۱۴
۱۱۳	بارہویں کو تمام جمرات کی رمی کے بعد منا سے جا سکتا ہے۔	۱۱۴
۱۱۴	منا میں شب باشی- بارہویں کو منا میں قیام۔	۱۱۵
۱۱۵	رمی جمار واجب ہے	۱۱۵
۱۱۶	رمی جمار کا وقت	۱۱۵
۱۱۷	تیرہویں کو صبح مکہ جا سکتا ہے ورنہ رمی کے بعد	۱۱۶
موقع ۱۷	۱۴- ذی الحجہ- اب منیٰ سے کوچ کرے اور مکہ معظمہ آکر طواف الصدر ادا کرے۔	۱۱۶
۱۱۸	نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ ششم)۔	۱۱۶
۱۱۹	منا سے مکہ طرف روانگی اور راستہ میں محصب پر قیام۔	۱۱۷
۱۲۰	طواف الصدر یا طواف الوداع۔	۱۱۷
۱۲۱	طواف الصدر	۱۱۷
۱۲۲	طواف الصدر کا وقت۔	۱۱۸
موقع ۱۸	۱۴- ذی الحجہ- اب چاہ زمزم سے پانی پی کر خانہ کعبہ کو الوداع کہے۔ (حج ختم ہوا)	۱۱۸

۱۲۳ آب زمزم پینا۔ ... ۱۱۹
۱۲۴ آب زمزم کی فضیلت ... ۱۱۹
۱۲۵ ملتزم کو بوسہ دینا۔ ... ۱۲۰
۱۲۶ خانہ کعبہ کو کس طرح الوداع کہے۔ اور جدائی پر تاسف کرے۔ ... ۱۲۰

باب چہارم

(حج کے متعلق بعض احکام کی تشریح)

فصل اول۔ اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرانا۔

۱۲۷ ایک کے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل ہو سکتا ہے ... ۱۲۱
۱۲۸ بعض عبادت نائب کے ذریعہ ادا ہو سکتی ہے۔ ... ۱۲۲
۱۲۹ نائب کے ذریعہ حج کرانا۔ ... ۱۲۲
۱۳۰ اگر دو آدمیوں کے بدلہ ایک شخص حج کرے۔ ... ۱۲۴
۱۳۱ حج کرانے والے نے کچھ حکم کیا اور حج کرنے والے نے کچھ اور ہی کیا ... ۱۲۵
۱۳۲ اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو حج ہوا یا نہیں۔ ... ۱۲۵
۱۳۳ دوسرے کی طرف سے حج کرنے والے کو کسقدر خرچ ملنا چاہیے ... ۱۲۶
۱۳۴ قربانی حج کرنے والے کے ذمہ ہے یا کرانے والے کے ... ۱۲۷
۱۳۵ حج کے متعلق وصیت کرنے کا ثواب ... ۱۲۸
۱۳۶ وصیت کا حج ان شرائط پر منحصر ہے۔ ... ۱۲۹
۱۳۷ وصی کو حتی المقدور وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہیئے ... ۱۳۰
۱۳۸ حج بذریعہ نائب کب صحیح خیال کیا جائے اور کب فاسد۔ ... ۱۳۰

فصل دوم۔ عورتوں کے افعال حج۔

۱۳۹ حائض و نفساء و منفلہ کے واسطے رعایت۔ ... ۱۳۱
۱۴۰ عورتوں کا حج بھی مردوں کی طرح فاسد ہو جاتا ہے۔ ... ۱۳۲
۱۴۱ بعض مناسک کی ادائگی میں مردوں سے اختلاف۔ ... ۱۳۲

فصل سوم۔ معذور کا حج۔

۱۴۲ معذور کے افعال حج نائب کر سکتا ہے۔ ... ۱۳۳
۱۴۳ معذور کا وقوف عرفات۔ ... ۱۳۳
۱۴۴ معذور کا طواف۔ ... ۱۳۴

فصل چہارم۔ پچون کا حج۔

... ۱۳۵

۱۴۵ بچہ کو احرام باندھنے یا اسکی طرف سے کوئی بڑا باندھے۔ ۱۳۵
۱۴۶ افعال حج بچہ کرسکتا یا اسکی طرف سے کوئی اور کرے گا۔ ۱۳۵
۱۴۷ جنایات وکفارات کا کون ذمہ دار ہوگا۔ ۱۳۵

فصل پنجم۔ حج یا قربانی کی نذر ماننا۔ ۱۳۶

۱۴۸ حج کی نذر ماننے کے مختلف طریق معہ احکام شرعی۔ ۱۳۶
۱۴۹ قربانی کی نذر ماننے کے مختلف طریق معہ احکام شرعی۔ ۱۳۷

فصل ششم۔ حج کرنے سے رک جانا اور حج ہاتھ نہ لگنا۔ (احصار وفوات) ۱۳۸

۱۵۰ احصار ومحصر کے معنی ومطلب ۱۳۸
۱۵۱ محصر احرام کس طرح کھولے۔ ۱۴۰
۱۵۲ ہدی بھیجنے کے بعد اگر احصار دور ہوجائے یا احصار پر احصار واقع ہو تو کیا کرے۔ ۱۴۱
۱۵۳ احصار کی ہدی کہاں ذبح کی جائے ۱۴۲
۱۵۴ محصر سال آیندہ میں بدلہ کیلئے لوٹ کر دے۔ ۱۴۲
۱۵۵ حج فوت ہوجانا۔ ۱۴۳

فصل ہفتم۔ ہدی یعنی قربانی کے جانور۔ ۱۴۵

۱۵۶ ہدی اور بدنہ اور دم کے معنی ومطلب۔ ۱۴۵
۱۵۷ ہدی کے جانور ۱۴۶
۱۵۸ ہدی پر سواری نہ کرنی چاہیئے۔ نہ اسکی کوئی چیز کام میں لانی چاہیئے۔ ۱۴۶
۱۵۹ سوق ہدی یا تقلید بدنہ یا اشعار بغرض اظہار نیت احرام۔ ۱۴۷
۱۶۰ ہدی کا ضائع ہونا یا قریب المرگ ہونا یا بعد ذبح گوشت تلف ہونا۔ ۱۴۸
۱۶۱ ذبح یا نحر کرنا۔ ۱۴۹
۱۶۲ ہدی کے جانور کب اور کہاں ذبح کئے جائیں۔ ۱۴۹
۱۶۳ حج کی قربانی بقر عید کی قربانی کی نیت سے نہ کرے۔ ۱۵۰
۱۶۴ ہدی کے گوشت کی تقسیم اور مالک کو اس میں سے کھانے کی اجازت۔ ۱۵۰
۱۶۵ ہدی کی کھال اور جھول اور قلادہ وغیرہ کو کیا کرے۔ ۱۵۱

فصل ہشتم۔ مقامات قبولیت دعا بہ تعین اوقات۔ ۱۵۱

۱۶۶ مقامات قبولیت دعا بہ وقت قبولیت۔ ۱۵۲

فصل نہم۔ بعض امور جو حج سے متعلق نہیں ہیں لیکن حاج کو اُن کی احتیاج ہوتی ہے۔ ۱۵۲

۱۶۷ بعض امور جن کا جاننا حاج کو ضرور ہے۔ ۱۵۲

باب پنجم (حج کے جنایات اور کفارات)

فصل اول۔ جزا و کفارے۔

۱۶۸ جزا و کفارے جو عام طور پر ممنوعات حج سے متعلق ہیں۔ ۱۵۳
۱۶۹ شکار کی جزا یا کفارہ۔ ۱۵۴
۱۷۰ جوں مارنے یا ٹڈی مارنے کی جزا۔ ۱۵۶

فصل دوم۔ ممنوعات احرام اور ان کی جزا۔

۱۷۱ بال کترنا اور مونڈنا۔ ۱۵۹
۱۷۲ ناخن کاٹنا۔ ۱۵۸
۱۷۳ لباس و کپڑے کا استعمال۔ ۱۵۹
۱۷۴ خوشبو و تیل کا استعمال۔ ۱۶۲
۱۷۵ جماع و متعلقات۔ ۱۶۵
۱۷۶ شکار کی جانور کو ایذا دینا اور شکار کرنا۔ ۱۶۷
۱۷۷ جوں مارنا اور ٹڈی مارنا۔ ۱۷۰
۱۷۸ مٹی وغیرہ سے نباتات حدود حرم سے لیجانا۔ ۱۷۲

فصل سوم۔ ممنوعات افعال حج اور اُن کی جزا۔

۱۷۹ ادائے بے مناسک میں تقدیم و تاخیر۔ ۱۷۷
۱۸۰ طواف [illegible] ۱۷۸
۱۸۱ طواف قدوم ۱۷۹
۱۸۲ طواف زیارت ۱۸۰
۱۸۳ طواف صدر۔ ۱۸۲
۱۸۴ طواف زیارت و طواف صدر۔ ۱۸۳
۱۸۵ سعی صفا و مروہ۔ ۱۸۴
۱۸۶ وقوف عرفات ۱۸۵
۱۸۷ وقوف مزدلفہ۔ ۱۸۶
۱۸۸ رمی جمار۔ ۱۸۷
۱۸۹ قربانی۔ ۱۸۷
۱۹۰ سر منڈوانا۔ ۱۸۷

فصل چہارم۔ ممنوعات احرام بر احرام اور ان کی جزا۔ ۱۸۹
۱۹۱ احرام حج + احرام حج۔ ۱۸۹
۱۹۲ احرام عمرہ + احرام عمرہ۔ ۱۸۹
۱۹۳ احرام حج + احرام عمرہ۔ ۱۸۹
۱۹۴ احرام عمرہ + احرام حج۔ ۱۹۰

باب ششم (زیارت مزار مقدس)

مقدمہ

۱۹۱
۱۹۵ نقشہ طریق سفر و زیارت۔ ۱۹۶
۱۹۶ نقشہ ترتیب زیارت۔ ۱۹۶
طریق زیارت علی الترتیب مع جملہ احکام بالتفصیل ۱۹۷
موقع ۱ - مکہ شریف و دیگر مقامات سے روانہ ہو کر مدینہ شریف کے قریب پہنچنا۔ ۱۹۷
۱۹۷ مکہ مدینہ کے راستہ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کرے ۱۹۷
موقع ۲ - جبکہ مدینہ شریف نظر پڑے۔ ۱۹۸
۱۹۸ مدینہ شریف پر نظر پڑے تو کیا کرنا چاہیے ۱۹۸
موقع ۳ - فصیل مدینہ شریف میں داخل ہونا۔ ۱۹۸
۱۹۹ شہر میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھے۔ ۱۹۸
موقع ۴ - اب مسجد نبوی میں داخل ہو۔ ۱۹۹
۲۰۰ مسجد نبوی میں داخلہ ۱۹۹
۲۰۱ نقشہ مسجد نبوی ۲۰۰

موقع ۵ - اب نماز تحیۃ المسجد پڑھے ۔ ۲۰۱
۲۰۲ نماز تحیۃ المسجد کہاں اور کیونکر پڑھے ۲۰۱
موقع ۶ - اب آگے قریب مرقد اطہر وقبر انور حضرت سید البشر علیہ صلوٰۃ اللہ العلی الاکبر کے ۲۰۲
۲۰۳ طریق زیارت حضرت سید البشر ۲۰۲
۲۰۴ دوسرے شخص کا سلام کس طرح عرض کرے ۲۰۳
موقع ۷ - اب ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر کھڑا ہو ۲۰۳
۲۰۵ زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۰۳
موقع ۸ - اب ایک ہاتھ دائیں طرف اور ہٹ کر کھڑا ہو ۲۰۴
۲۰۶ زیارت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۰۴
موقع ۹ - اب واپس بائیں طرف تھوڑا ہٹ کر کھڑا ہو ۲۰۴
۲۰۷ طریق فاتحہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما ۲۰۴
موقع ۱۰ - اب پھر روبرو سید الانس والجان کے آگے (یعنی موقع ۶ پر واپس آئے) ۲۰۵
۲۰۸ اب دوبارہ پہلے موقع پر آکر زیارت کرے ۲۰۵
۲۰۹ زیارت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ۲۰۵
موقع ۱۱ - اس کے بعد ستون ابی البابہ پر آئے ۲۰۶
۲۱۰ ستون ابی البابہ پر کیا کرے ۲۰۶
موقع ۱۲ - اب روضہ میں آئے ۲۰۷
۲۱۱ روضہ میں آکر دو رکعت نماز پڑھے ۲۰۷
موقع ۱۳ - اب منبر کے پاس آئے ۲۰۷
۲۱۲ منبر کے پاس آکر درود شریف اور دعا پڑھے ۲۰۷
موقع ۱۴ - اب ستون حنانہ کے پاس آئے ۲۰۸
۲۱۳ ستون حنانہ کے پاس آکر دعا مانگے ۲۰۸
موقع ۱۵ - اب مسجد نبوی سے باہر اپنی قیام گاہ پر آئے ۲۰۸
۲۱۴ اقامت مدینہ طیبہ ورجوع بوطن ۲۰۸

باب ہفتم (اماکن محترمہ مکہ ومدینہ ونواح)

۲۱۵ نقشہ مقامات مقدسہ مکہ ومدینہ ونواح ... ۲۰۹

فصل اوّل - راستہ کے پڑاؤ اور کنوئیں اور مسجدیں وغیرہ ... ۲۱۰

۲۱۶ جدہ سے مکہ تک ... ۲۱۰
۲۱۷ مکہ سے مدینہ تک ... ۲۱۰
۲۱۸ راستہ کی مسجدیں ... ۲۱۱
۲۱۹ راستہ کے کنوئیں ... ۲۱۲

فصل دوم - عرفات ونواح ... ۲۱۲

۲۲۰ اندرون حدود عرفات ... ۲۱۲

فصل سوم - مزدلفہ ونواح ... ۲۱۳

۲۲۱ اندرون حدود مزدلفہ ... ۲۱۳
۲۲۲ بیرون حدود مزدلفہ ... ۲۱۳

فصل چہارم - منا ونواح ... ۲۱۳

۲۲۳ اندرون حدود منا ... ۲۱۳
۲۲۴ بیرون حدود منا ... ۲۱۴

فصل پنجم - مسجد حرام وعمارات اندرونی ... ۲۱۴

۲۲۵ مسجد حرام ازمنہ مختلفہ میں ... ۲۱۴
۲۲۶ مسجد حرام موجودہ زمانہ میں ... ۲۱۶
۲۲۷ خانہ کعبہ وحطیم وسیراب وغیرہ ... ۲۱۷
۲۲۸ مصلی حنفی - مصلی شافعی - مصلی مالکی - مصلی حنبلی ... ۲۱۹
۲۲۹ مقام ابراہیم وچاہ زمزم ومنبر ورحبہ ... ۲۱۹

فصل ششم - اماکن محترمہ اندرون شہر مکہ ونواح ... ۲۲۰

۲۳۰ اندرون شہر مکہ ... ۲۲۱

۲۳۱ بیرون شہر مکہ ۲۲۲

فصل ہفتم ۔ مسجد نبوی و عمارات اندرونی ۲۲۳

۲۳۲ مسجد نبوی در روضہ مقدس وغیرہ ۲۲۳

فصل ہشتم ۔ مشاہد و مقابر مکہ و مدینہ ۲۲۵

۲۳۳ جنت البقیع ۲۲۵

۲۳۴ قبرستان جنت البقیع معہ قبہ جات ۲۲۶

۲۳۵ قبرستان شہداء احد و بدر ۲۲۷

۲۳۶ قبرستان جنت المعلی ۲۲۸

۲۳۷ بعض دیگر مقابر ۲۲۸

۲۳۸ بعض آیات و ادعیہ قبرستان میں پڑھنے کی اور ان کا ثواب ۲۲۹

فصل نہم ۔ جملہ مساجد و آبار ۲۳۰

۲۳۹ مکہ شریف و مدینہ شریف کی مسجدیں ۲۳۰

۲۴۰ مکہ شریف و مدینہ شریف کے کنوئیں ۲۳۲

فہرست نقشہ جات

نقشہ جات متعلق کتاب ہذا حسین مکہ محفوظہ مدینہ طیبہ مساجد متبرکہ و مشاہد مشرفہ و مقابر مکرمہ آباد مبارکہ اماکن محترمہ و طرائق شارعہ وغیرہ وغیرہ جو آگے ہیں

باب اول — نقشہ

۱ ۔ افراد و قران و تمتع میں کونسا افضل ہے ... ۱۰

۲ ۔ نقشہ مناسک ۱۲

باب دوم

۳ ۔ دنیا کا نقشہ ۱۸

۴ ۔ ملک عرب (مغربی حصہ) ۱۹

باب سوم

۵ ۔ نقشہ طرق و مناسک عمرہ و حج ... ۲۰

۶ ۔ ترتیب ادائگی حج (اول) ... ۲۱

۷ ۔ میقات ۲۹

۸ ۔ حرم ۲۹

۹ ۔ مسجد حرام ۴۶

۱۰ ۔ خانہ کعبہ ۴۹

۱۱ ۔ میزاب ۴۹

۱۲ ۔ قبر اسمٰعیل علیہ السلام ۴۹

۱۳ ۔ قبر ہاجرہ ۴۹

۱۴ ۔ حطیم ۴۹

۱۵ ۔ مطاف (صرف تھوڑا سا حصہ) ۴۹

۱۶ ۔ حجر اسود ۴۹

۱۷ ۔ مقام ابراہیم ۵۲

۱۸ ۔ صفا و مروہ ۵۹

۱۹ ۔ میلین اخضرین ۵۹

۲۰ ۔ باب النبی ۵۹

۲۱ ۔ ترتیب ادائگی حج (نقشہ دوم) ... ۶۰

۲۲ ۔ ترتیب ادائگی حج (سوم) ۷۱

۲۳ ۔ عرفات حج کے موقع پر ۷۵

۲۴ ۔ مسجد نمرہ یا مسجد ابراہیم ۷۵

۲۵ ۔ وادی عرنہ ۷۵

۲۶ ۔ نہر (میان عرفات و منیٰ) ... ۷۵

۲۷ ۔ موقف ۷۵

۲۸ ۔ مزدلفہ حج کے موقع پر ۸۴

۲۹ ۔ جبل قزح یا مشعر الحرام ۸۴

۳۰ ۔ وادی محسر یا وادی نار ۸۴

۳۱ ۔ خیمے ۸۴

۳۲ ۔ منیٰ (بازار) ۹۳

۳۳ ۔ کوہ ضب ۹۴

۳۴- مسجد خیف ۹۳
۳۵- مسجد بیعہ ۹۳
۳۶- مسجد الکبش ۹۳
۳۷- وادی محسب (الخ) ... ۹۳
۳۸- مسجد نخلہ النبی ۹۳
۳۹- عرفات ۹۳
۴۰- مسجد الحقبی ۹۳
۴۱- مسجد رایت ۹۳
۴۲- غار مرسلات ۹۳
۴۳- ترتیب ادائیگی حج (چہارم) ... ۱۰۴
۴۴- ترتیب ادائیگی حج (پنجم) ... ۱۱۱
۴۵- ترتیب ادائیگی حج (ششم) ۱۱۸

باب ششم

۴۶- طریق فضیلت زیارت ۱۱۵
۴۷- ترتیب زیارت ۱۹۶
۴۸- روضہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ... ۱۹۶
۴۹- صفہ (موقع) ۱۹۶

۵۰- ستون (موقع) ۲۳۲
۵۱- ستون محلق ۲۳۲
۵۲- منبر ۲۳۲
۵۳- محراب سلطانی ۲۳۲
۵۴- مسجد نبوی ۲۳۲

باب ہفتم

۵۵- نقشہ مقامات مقدسہ مکہ و مدینہ نواح ۲۱۵
۵۶- مسجد حرام حضرت ابراہیم کے زمانہ میں ۲۲۵
۵۷- مسجد حرام - حضرت عبد اللہ بن زبیر کے زمانہ میں ۲۲۵
۵۸- مسجد حرام - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ۲۲۵
۵۹- مسجد حرام حضرت عمر کے زمانہ میں ۲۱۵
۶۰- مسجد حرام موجودہ ۲۱۶
۶۱- مصلی حنبلی ۲۲۸
۶۲- مصلی حنفی ۲۲۰
۶۳- مصلی شافعی ۲۲۷
۶۴- ستون ابو لبابہ ۲۳۲
۶۵- روضہ شریف ۲۳۲
۶۶- بستان فاطمہ ۲۳۲

۶۷- مصلی مالکی ۲۲۸
۶۸- چاہ زمزم ۲۲۹
۶۹- منبر (واقع مسجد حرام) ۲۲۹
۷۰- زینہ (برکنار مطاف) ۲۲۹
۷۱- دار خدیجۃ الکبریٰ ۲۳۰
۷۲- مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... ۲۳۰
۷۳- جبل ثور ۲۳۱
۷۴- جبل نور ۱۳۱
۷۵- جبل عقیق ۲۳۱
۷۶- مسجد جن ۲۳۱
۷۷- تنعیم مسجد عمرہ (جعرانہ میں) ۲۰
۷۸- مسجد نبوی (شرقی حصہ) ... ۲۱۲
۷۹- قبرستان جنت المعلیٰ ... ...
۸۰- قبرستان جنت البقیع ... ...
۸۱- قبہ جات جنت البقیع ... ۲۳۶
۸۲- مسجد قبا ۲۳۹
۸۳- مسجد ذو قبلتین ۲۰۹

بعض غلطیاں جن کو کتاب پڑھنے سے پہلے درست کرلینا چاہئے

کاتبوں سے اکثر جگہ کتابت میں غلطی ہوگئی ہے لہذا کتاب کے مطالعہ سے پہلے ذیل کی غلطیاں درست کرلینی چاہئیں۔
یہ صرف ضروری غلطیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو اسوقت نگاہ سے گذری ہیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۴	نابیتا	نابینا
۲۲	۲۴	صفا	صفا
۴۱	۷	جمرات	جمرات ۱۲- ذی الحجہ
۴۷	۱۲	بس	بس ۱۳- ذی الحجہ
۴۹	۵	کعبہ	کعبہ
″	۱۸	کعبہ	کعبہ
۵۰	۱۰	گمی	کمی
۵۱	۲۵	احراج	اخراج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۱	۱۸	دمیان	درمیان
۵۴	۱۸	چا	چاہ
۷۰	۲۱	اس	اس کا
″	۲۰	اضطاع	اصطباع
۸۶	۴	ستغفار	استغفار
″	۱۰	اورعرفات پوری	اورعرفات پوری
۸۹	۳	جائزنا	جائز ہونا
۹۱	۵	وادی مرنہ	وادی عرنہ
۹۱	۸	گر	گرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۳	۱	افکار	اذکار
۱۹۱	۵	دو	دہ
۱۵۲	۲۲	تبرکا	تبرکا
۱۷۱	۲	سرخی	سرخی
″	۹	وغیرہ	عمرہ
۱۷۲	۸	سراولاج	سراج الاولاج
″	۸	توہی	وہی
″	۱۰	امام کے تھو	امام نزدیک کے تھو
۱۲	موقع ۱۴ ج	[illegible]	سعی

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا معشر المسلمین! عقل انسانی نے اس زمانہ میں دنیا میں کچھ ایسی کامیابی حاصل کی ہے کہ اب وہ بہت مغرور ہو گئی ہے اور اسرار مذہبی کے سمجھنے کے واسطے دلائل طلب کرتی ہے۔ اسلامی دنیا میں ایک ایسا طوفان بے تمیزی برپا ہوا ہے کہ "ہر کس بخیال خویش خبطے دارد"۔ کوئی کہتا ہے کیسی جنت اور کیسا دوزخ یہ تو سب ہکوسلے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ۝ یہ فلسفہ جدید نے اگر ایمان میں خلل ڈالا ہے۔ یا معشر المسلمین! آیئے تم آپکے فلسفہ ہی کو مسلمان کرتے ہیں۔ ہمارے مقصد اس وقت کتاب الحج ہے۔ آیئے توجہ ہی کے کسی رکن کو فلسفہ کے تیغ سنون سے پرکھو دیں۔ فلسفہ جدید کی ایک یہ بھی تصویر ہے کہ جو محسوس نہیں۔ وہ موجود نہیں۔ یعنی جس چیز کو حواس کے ذریعہ معلوم نہیں صرف اسی ہی کی ہستی ہے۔ واقعی جدید فلسفہ اور سائنس نے محسوسات کے اکتشاف میں بے حد ترقی کی ہے۔ اور ایسے ایسے ایجادات کئے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ فلاسفہ خدائے قائل رہے۔ نہ فرشتوں کے اور نہ بقائے روح کے بعد مرنے کے۔ پھر کیا تھا۔ وہ تو اس اصول کے پابند ہو گئے۔ ع۔ باہم بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ اچھا تھوڑی دیر ہم ان سی فی الفلاسفی مان لیتے ہیں۔ بتایئے تو سہی جمرات جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے کنکر مارے جاتے ہیں۔ یا آپ آج ہی زمانے سے سمجھے۔ یعنی جو پچاس ہی برس کا زمانہ ہے۔ کہ جس کی آنکھ تاریخ شہادت دے سکتی ہے) تو وہاں کنکروں کے پہاڑ بن جاتے۔ بتایئے کیوں نہ بنے وہ کنکر جو مزدلفہ سے لاکر مارے گئے تھے۔ پھر کنکر اور سرسال کہ پھر جاتے ہیں ہم کیسے کہ جو محسوس ہے وہ موجود ہے۔ اور جو محسوس نہیں وہ موجود نہیں۔ یعنی ہم کنکر پھینکتے ہیں تو ہم انکو محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہاں پھینک رہے ہیں۔ اور پھر کنکر جگہ گھیرے گا۔ مگر جب لاکھوں آدمی پھینک چکتے ہیں۔ اور اُن کا نشیلہ ہم نہیں پاتے۔ تو ہم صاف فلسفی خیال پر کہہ دیتے ہیں کہ موجود نہیں۔ کیونکہ وہاں نشیلہ ہم نہیں پاتے۔ اب بتایئے وہ کہاں گئے۔ یا تو آپکو اسکا جواب دینا چاہیے۔ یا قبول کرنا چاہیئے کہ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ + ورق گنجایش نہیں دیتے۔ ورنہ آج ہم پورے طور پر سائنس اور مذہب کو لگے ہوا دیتے + یا معشر الاخوان والاخلان۔ ادھر تو فلسفہ جدید نے اپنا رنگ ایسا چڑھایا کہ علم عربی و فارسی کو تو آخر کار میدان فلسفہ جدید نے یہ کہہ دیا کہ "این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ" ہم عربی و فارسی کا مقفو د ہونا تھا کہ علوم دینیات رفو چکر ہو گئے۔ اور انکی ہستی زیادہ تر مولویوں کے دائرہ میں محدود رہ گئی۔ اب اردو کا دور دورہ ہوا۔ مگر نام ہی کی اُردو ہے۔ اسکے پاس علوم دین کا کوئی مہذب لٹریچر نہیں۔ صرف چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں۔ جن کا سرمایہ بازوں جن میں کثرت دلائل علمی سے مبرا اور سنداتِ اجتہادی سے معرا ہیں۔ یہ عوام پران باتوں کا جو اثر ہوا وہ قابل غور ہے۔ نہ تو وہ پورے طور پر میدان فلسفہ کے پیرو رہے۔ اور نہ مولویوں کے۔ انکی وہی نشست ہوئی ع۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ اصول مذہبی تو یہی بتاتے ہیں کہ ان لوگوں کی نمازیں محض مکروہ ہیں۔ دورہ محض فاقہ۔ چنانچہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسطرح آیا ہے۔ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْفِعْلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (یعنی جو کوئی جھوٹی بات اور اسپر عمل کرنیکو تو اللہ تعالیٰ کو اسکی کچھ حاجت نہیں کہ وہ اسکے نام پر اپنا کھانا پینا چھوڑے مگر نیت کا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے ؎ تشنیدم کہ در روز امید بیم ۔ بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم۔ دیدار کیسے اسلام ہے۔ شیشہ دنیا کو دوربین کے اُلٹے رخ سے دیکھا کرتا ہے۔ ان آخرت کو سیدھے رخ سے دیکھا کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے اس حکم کا پابند ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ + ان ہی اصول کی پابندی سے اسکے دلدادہ ان نوبت پر پہنچے تھے کہ بڑے بڑے بادشاہ زبردست تسلیم خم کرتے تھے۔ کبھی اُنکی ہیبت کذائی کی دھاک تھی۔ ایک کمبل کا جوعہ جس میں کیکر کے کانٹے کے بٹن لگے ہوئے۔ گمرع شاہوں پہ رعب غالب تنکلین مسافرانہ۔

یا معشر العلماء والفضلاء! آپکا اتنی موٹی موٹی ضخیم کتابیں لے بیٹھنا اور دوسروں کو ان سے فائدہ نہ پہنچانا اور انکی نسبت یہ خیال رکھنا۔ سمجھتے ہیں گمراہ اہلکو مسلمان نہ نہیں امید مغفرت نہیں۔ ان اللہ یا معشر العلماء والفضلاء واحفظوا السانکم واصطلحوا اعمالکم۔ آپکا کام یہ کہ کتابیں بکم کیا تھا بہت نری اور دقت سے پیش آئیں۔ آنکھ دیکھے مسائل سمجھ آئیں۔ وَكَانَ ثَقُلَ لَهُمَا أُتِيَ وَمَا تَنْهَمُ مَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ہم کو تو یہ تعلیم ہی ہے۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ پھر ہم کسی کی پابندی کیوں نہ کریں۔ یاد رکھیے اِنَّكُمْ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ مَعَ الْيَوْمِ غَدًا +

یا معشر الاغنیاء! اترضی بان تقضی الحیوۃ وتقضی ہ ودینک منقوص مالک وافر۔ آپکو لازم ہے کہ آپ اپنی پاک کمائی سے اسلام کی مدد کریں۔ بہت ممکن ہے کہ آپ اسلام کو درست حالت پر لے آئیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اپنا تمام مال اسلام کے نام کر دیا تھا۔ اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہجرت کے وقت ۴۰ ہزار اشرفی تھیں وہ اسلام کی نذر کیں۔ یہاں تک کہ ایک وقت آپ کمبل کا کرتا پہنے اور ٹین کا کمبل کیکر کا

لہ ع سنون۔ یعنی کسولی۔ سلہ سیدھی بھی مسئلہ سلہ ہجرت کے پاس سے کنکر اٹھائے گی تو یہ نا واقفیت ہے۔ لہذا کوئی یہ نہیں کرتا کہ وہاں ہی سے کنکر اٹھائے اور وہاں ہی مار دے۔

کا تقاضا کرنے نہایت جوش میں تھے۔ سرداران قوم کا یہی حال رہا ہے ؎ سر داران کام دین پر جھکا دینے والے یہ خدا کے نے گھڑا دینے والے۔ اور سچ بھی ہے ؎ سید القوم خادمہم۔

یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْن۔ اسلام کی حالت کا مختصر خاکہ جو ہم نے کھینچا ہے۔ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر آپکو اسلام کی کچھ بھی ہمدردی ہے تو آئیے۔ کچھ قلم کے ہی گھوڑے دوڑائیں ؎ تھک گئے ہم تو ان ہی باتوں کو کہتے کہتے ؎ یہ طرف دھوتوں کا تیر چلایا ہم نے ؎ صف دشمن کو کیا ہم نے یہ حجت یا مال ؎ سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے ؎ بہت سوچا اور غور کیا تو معلوم ہوا کہ زمانہ کی حالت کو فقہ کی ایسی جامع اور مدلل کتاب درستی پر لا سکتی ہے جو[1] اگر موجودہ طریقہ پر ترتیب دی گئی ہو۔ یعنی جس طرح ترتیب مسائل اس طرح کی جائے۔ کہ اُس پر[2] شٹ واچ کی طرح ہو۔ کہ جس کے ہندسے سے[3] ریدیم کے اثر سے نصف شب کو بھی وقت بتا سکتے ہیں۔ نہ دقتی تلاش کرنے کی ضرورت نہ دیا سلائی جلانے کی حاجت۔ نہ اُٹھنے کی زحمت۔ کلائی کو موڑا اور وقت معلوم کر لیا۔ گو یا ترتیب میں یہ خوبی ہونی چاہیئے کہ اگر کسی مسئلہ کی معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو فوراً نکال لیا۔ اور بلا مدد اُستاد سمجھ لیا۔ اگرچہ ؎ سخن ہر چہ گوئیم گویم ہمہ گفتہ اند ؎ بر باغ دانش ہمہ رفتہ اند ؎ میں نے کیا کیا۔ میں نے یہ کیا۔ مولانا برہان الدین۔ مولانا علاء الدین حصکفی۔ علمائے اوزنگ زیب۔ مولانا ابوالبرکات منفی وغیرہ وغیرہ کو ایک موقعہ پر جمع کر کے مباحثہ کی مجلس گرم کر دی۔ اب جو مسائل اس مجلس نے طے کئے وہ اردو میں تبلیغ کئے گئے۔ اور اس مجموعہ کا نام **فتاوی عثمانی** قرار پایا۔ پھر اسکو دو سلسلوں میں یعنی معاملات[4] اور عبادات میں تقسیم کیا گیا۔ یہ کتاب الحج والزیارت سلسلہ عبادات کی چھٹی جلد ہے۔ اور بلحاظ اشاعت پہلی ہے ؎ یہ کتاب باوجود ضخیم ہونے کے اسلئے کہ علمائے حنفیہ کی جملہ مستند کتب کا مجموعہ ہے) اَلدَّلِیْلُ یَدُلُّ۔ کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ چنانچہ کتاب الحج میں عمرہ حج قران و تمتع کے جملہ مسائل علی الترتیب باب سوم میں تھوڑے سے دقتوں میں آپ کو ملینگے اور باب اول میں حج کی تفسیر اور حج کی مختلف صورتیں۔ اور اُنکے ادا کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ باب دوم میں حج کی ادائگی کا وقت اور جگہ بتائی گئی ہے۔ تو جس کو وقت کے متعلق معلوم کرنا ہو وہ اس باب کو دیکھے یا وہ شخص دیکھے جس کو جہاز یا دیگر ممالک سے مکہ شریف کا فاصلہ معلوم کرنا ہو۔ باب چہارم میں وہ مسائل جمع کر دئے گئے ہیں جن کی ضرورت شاذ و نادر پڑتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص موقع پر بیمار ہو جائے۔ تو معذور کے متعلق مسائل اس میں دیکھ لے اسی طرح اگر کسی کو اپنا حج دوسرے سے کرانے کی ضرورت پڑے۔ تو وہ بھی اس باب کو دیکھے۔ باب پنجم کے دیکھنے کی ضرورت اُس صورت میں ہوگی جبکہ دوران افعال حج میں کوئی گناہ سرزد ہو۔ اور باب ششم میں مزار مقدس کی زیارت کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام سے منقول ہے۔ باب ہفتم میں صرف اماکن محترمہ کے تفصیلات ہیں اور کیفیت بیان ہے ؎

کتاب الحج والزیارت۔ ابھی زیر تصنیف ہی تھی کہ علماء، بھی خبر لگ گئی ؎ ہر کجا چشمہ شیرین ؎ مردم و مرغ و مور گرد آیند ؎ ایک دو مسئلوں پر ایسی بحث ہوئی کہ گھنٹوں گذر گئے۔ اب کیا تھا ؎ نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا ؎ تھوڑے دنوں میں پشاور کے ایک مولوی صاحب کو بھی خبر لگی وہ سفر کر کے کتاب الحج کو دیکھنے آئے۔ وہ مسائل حج میں شہرہ آفاق تھے مگر تمتع کے متعلق بعض مسئلوں میں الجھ گئے۔ آخر دو مختار لائی گئی۔ اور دلیل بحث کے بعد فتاوی عثمانی کے مسائل کو تسلیم کر لیا ؎ فتاوی عثمانی کے تمام سلسلہ میں علیحدہ علیحدہ عنوان (جنکو ہم نے فقروں کے نام سے نامزد کیا ہے) کے نیچے علیحدہ علیحدہ قسم کے مسائل جمع کر دئے ہیں۔ ہاں اگر کوئی مسئلہ ایسا ہے جس کا تعلق ایک سے زیادہ عنوان سے ہے تو ایک عنوان کے نیچے اس مسئلہ کا ذکر کر کے باقی عنوان میں اسکا حوالہ دیا گیا ہے ؎ سب سے بڑی بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جن مستند کتب سے مسائل اخذ کئے گئے ہیں انکا نام مسئلہ کے سامنے درج کر دیا ہے۔ اور کتاب الابرار میں کتاب کا نام اور صفحہ بھی دیا گیا ہے ؎ فقروں کے نمبر جلی قلم سے صفحہ کے کونے پر لکھ دئے گئے ہیں تاکہ ؎ فقرہ جلد تلاش کیا جا سکے ؎ مسائل کے زیادہ جلدی ملنے کے واسطے ہر کتاب کے آخر ایک۔ انڈکس (یعنی فہرست مطالب بترتیب حروف تہجی) بھی دیا ہے ؎ کتاب کی ترتیب وہی رکھی گئی ہے جس ترتیب سے افعال حج ادا کئے جاتے ہیں ؎

چونکہ یہ کتاب جلد علیم جناب نسل العلماء مولوی ضیاء الدین صاحب کے فیضان صحبت کا نتیجہ ہے لہذا صاحب موصوف سے گذارش ہے کہ اس قسم مقدس پر بھی فاتحہ پڑھیں جو اس حرام میں جنت البقیع کی چار دیواری میں آرام فرما ہے۔ اگر عدیم الفرصتی اجازت نہ دے تو ارکان حج کے دوران ہی میں کسی وقت اس عربی تراکر کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ خصوصاً وقوف عرفات کے وقت جو بڑا مقبول ہے۔

یہ مشہور بات ہے۔ کہ من صَنَّفَ اِسْتَهْتَرَ ؎ تاہم علماء فضلاء کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اگر وہ ترتیب مسائل وغیرہ میں کسی قسم کی غلطی پائیں۔ تو اس سے چشم پوشی فرمائیں۔ یعنی اصلاح فرمائیں۔ بعوضے یعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ ؎ وکاکن عین السخط تبدی المساویا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسلامی دنیا کے دل میں ان کتابوں کو وہ جگہ دیدے کہ ہر ؎ یارب کا مسلب حبہا ابدا ؎ ویرحم اللہ عبداً قال امینا۔ اور اس زمانہ کے مسلمان اگلے وقتوں کے سے مسلمان بن جائیں امانت میں امین۔ بات کے پکے قول کے سچے۔ بغض و کینہ و حسد سے مبرا۔ اپنی جان و مال کو اسلام کی نذر کرنے والے ؎ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَنْفَعَ بِہِ النَّاسَ اِنْتِفَاعًا کَمَا بِلَادَ وَانْ یَّنْتَفِعَ بِتَالِیْفِہٖ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْمُجِیْبُ۔ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اُنِیْبُ۔

۱۵۔ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ ہجری
محلہ چاہ درشٹ متوجہ مسجد دہلی

محمد مسعود الدین

[1] ان سب کو پالیا۔ [2] زمرہ و عدم میں فقہ کا ذخیرہ جو بنایا حروف تہجی ترتیب دیا گیا ہو [3] رسٹ واچ یعنی کلائی پر باندھنے کی گھڑی تھا ؎ ریدیم ایک قسم کی دھات ہے جو رات کے وقت اندھیرے میں خوب چمکتی ہے۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ کَلِمَۃَ التَّوْحِیْدِ لِعِبَادِہٖ حِرْزًا وَّ مِلْجَأً وَّ جَعَلَ الْبَیْتَ الْعَتِیْقَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَّاَکْرَمَہٗ بِاِضَافَۃِ بَیْتِہٖ اِلٰی نَفْسِہٖ تَشْرِیْفًا وَّتَخْصِیْصًا وَّمَنًّا وَّجَعَلَ زِیَارَتَہٗ وَالطَّوَافَ بِہٖ حِجَابًا بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْعَذَابِ فَحِیًّا۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَسَیِّدِ الْاُمَّۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ قَادَۃِ الْحَقِّ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْخَلْقِ۔ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔ تفسیر عزیزی

وتفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر بھیجے گئے تو خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ہمارے واسطے ایک مکان بناؤ اور اُس کے گرد طواف کرو جس طرح بیت المعمور کے گرد فرشتے طواف کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ نے بحکم الٰہی حضرت آدمؑ کو وہ جگہ جہاں کعبہ کی سمت سے اُن کے جسم کا پتلا بنا تھا بتائی اور فرشتوں کی مدد سے وہاں خانہ کعبہ کی بنیاد قائم کی۔ جب بنیاد کھاد کھودی ہوگئی تو حکم ہوا کہ بیت المعمور کو اسپر رکھدو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور بیت المعمور حضرت نوحؑ کے زمانہ تک وہاں قایم رہا۔ مگر جب طوفان نوحؑ آیا تو بیت المعمور یہاں سے اٹھا کر ساتویں آسمان پر رکھ لیا گیا۔ مگر ٹھیک موجودہ خانہ کعبہ کے مقابل۔ اور اُس کو آجتک فرشتے طواف کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث معراج میں اسکا صاف ذکر ہے۔ جب طوفان نوحؑ رونما ہوا تو موجودہ کعبہ شریف کی جگہ ایک سرخ رنگ کا ٹیلہ بچا۔ مگر اُس زمانے کے لوگ اس ٹیلہ ہی کا بڑا ادب کرتے تھے۔ بیمار لوگوں کو وہاں لاتے تھے۔ اور بڑی بڑی منتیں وہاں مانی جاتی تھیں۔ اور بڑی بڑی نذریں اور نخلے وہاں چڑھائے جاتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت ابراہیمؑ نمرود سے بچکر نکلنے کا عزم کر چکے تھے۔ اور اپنی قوم کو راہ راست پر نہ لا سکنے کی وجہ سے بہت آزردہ دل رہتے تھے۔ چنانچہ ایک روز آپ حران جانیکا اور اپنے چچا سے ملنے کا ارادہ کیا جب وہاں پہنچے تو اُن سے آپ کی محبت سے بیش از بیش اور بہت خاطر کی۔ اور اُس سے ایسا خوش رہنے لگے کہ اُن کو اپنی بیٹی سارہ کی شادی آپ کے ساتھ کرنی۔ مگر اُن کا مطلب یہ تھا کہ مال و اسباب اور خانہ داری کے جھگڑوں میں پڑ کر حضرت ابراہیمؑ بت پرستی کی طرف مائل ہوجائیں خلیل پر نعم دنیوی کا جادو کس طرح چل سکتا تھا۔ بلکہ انکی دینداں محبت سے حضرت سارہ بھی انکی ہم خیال بن گئیں۔ اور یہ دونوں یہاں سے روانہ ہو کر پہلے مصر اور پھر فلسطین میں جا کر آباد ہوئے۔ حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لیکن حضرت ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ کچھ مدت بعد حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجبور کیا۔ کہ جا کر اس لڑکے اور عورت کو ایسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں پانی نہ ہو اور نہ دانہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہتیرا انکو اس خیال سے باز رکھنا چاہا۔ مگر وہ نہ مانیں۔ آخر جب جناب الٰہی سے بھی یہی حکم ہوا۔ کہ حضرت سارہ کے کہنے کے مطابق کرنا چاہیے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو سوار کرا کر اسی میدان میں پہنچے جہاں اب خانہ کعبہ ہے۔ اور ایک مشک پانی اور کچھ چھوارے انکو دے کر وہاں سے واپس آگئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واپسی کے وقت دعا مانگی۔ کہ خدا میری اولاد کو اس زمین میں سب قسم کی آسایش دے۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ مکہ میں ہر قسم کے میووں کی کثرت اس دعا کا اثر ہے۔ الغرض جب پانی کا ذخیرہ ختم ہوگیا۔ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھوک پیاس کی شدت سے بہت بیتاب ہوئے۔ اور حضرت ہاجرہ انکی تکلیف دیکھکر پانی کی تلاش میں ہر طرف گھبرائی ہوئی پھرنے لگیں چنانچہ اُن کے اسطرح گھبرا کر دوڑنے کی یاد گار میں صفا و مروہ کی سعی حج میں قائم رکھی گئی۔ اس ہی اثنا میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جو پیاس کی گھبراہٹ میں زمین پر پاؤں رگڑ رہے تھے۔ اُن کے پاؤں میں خدا نے ایک چشمہ پیدا کر دیا۔ یہی چاہ زمزم ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت ہاجرہ اگر اس پانی کو مٹی کی منڈیر سے گھیر نہ دیتیں تو تمام عالم سکا پانی پیتا۔ کچھ مدت بعد بنی جرہم یمن کیطرف سے آکر اس جگہ اترے۔ اور جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں جانوروں کو اُڑتے دیکھکر قریب آئے۔ تو دیکھا کہ ایک عورت بچے کو لئے بیٹھی ہے۔ اور قدرتی پانی کا چشمہ اُبل رہا۔ اس قوم نے حضرت ہاجرہ سے وہاں آباد ہونے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے اس شرط پر اجازت دی۔ کہ پانی پر اُن کا کوئی حق نہ ہوگا۔ رفتہ رفتہ وہاں ایک چھوٹی سی بستی بن گئی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جرہمیوں سے عربی زبان سیکھی۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بڑے ہونے پر اس قوم کے سردار نے اپنی بیٹی کی شادی اُن سے کر دی۔ اس عرصے میں

حضرت ہاجرہ کا انتقال ہوگیا۔ اور اسوقت حضرت سارہ کے ہاں حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے۔ کچھ مدت بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کر دو چنانچہ دونوں باپ بیٹے حکم الٰہی بجالانے کو تیار ہوگئے۔ لیکن خداوند کریم نے اپنی مہربانی سے بجائے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ایک دنبہ چھری کے نیچے پیدا کر دیا اور وہ ذبح ہوگیا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام قدرت الٰہی سے محفوظ رہے۔ کچھ مدت بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پاس جانے کی چاہی۔ آپ نے اس شرط پر اجازت دی۔ کہ یہ سواری سے اتریں۔ اور شدت کو قیام کریں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر پہنچے۔ تو وہ موجود نہیں تھے انکی بیوی نے نمناسب کلام میں کچھ ذمت آپ کے سامنے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی کی۔ آپ یہ کہکر واپس چلے آئے۔ کہ جب تمہارا شوہر آئے۔ تو کہنا کہ چوکھٹ تمہارے دروازے کے قابل نہیں + دوبارہ کچھ مدت بعد پھر اسی شرط پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت لی۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کے واسطے روانہ ہوئے۔ لیکن اس مرتبہ بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے گھر پر نہ تھے۔ لیکن انکی دوسری بیوی ملیں کیونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنی پہلی بیوی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی واپسی کے بعد علیحدہ کر دیا تھا۔ انہوں نے آپکی بہت خاطر کی۔ گو آپ اپنے وعدہ کے مطابق سواری سے نہ اترے۔ مگر آپ نے سواری پر ہی آپ کا منہ ہاتھ دھلوایا۔ اور بہت تواضع کی۔ اس مرتبہ چلتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن سے کہہ آئے۔ کہ اپنے شوہر سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ چوکھٹ تمہارے دروازے کے لائق اور بہت اچھی ہے۔ اسکی قدر کرتا جانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنی بیوی کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے۔

کچھ اور مدت گذرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر حضرت سارہ سے کہا۔ کہ وہ مرتبہ گیا لیکن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملنا نہ ہوا۔ اس مرتبہ اجازت دو۔ کہ میں کچھ دن وہاں ان کے پاس رہ کر ان سے اچھی طرح ملوں۔ حضرت سارہ نے اجازت دی۔ اور آپ سہ بارہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر کعبہ میں تشریف لیگئے۔ اسوقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام قریب زمزم کے تشریف رکھتے تھے اور تیروں کو درست کر رہے تھے۔ اپنے والد کو دیکھکر بے اختیار دوڑے۔ اور دونوں ملکر اسقدر روئے کہ آواز نہ سنی گئیں اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ اس جگہ خانہ کعبہ بناؤں۔ تم بھی میری مدد کرو چنانچہ دونوں باپ بیٹے ملکر اس کی تعمیر میں مشغول ہوئے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بنانے کا کام کرتے تھے پنجم ذی قعدہ کو کعبہ شریف کی تعمیر شروع ہوئی اور ۲۵ ذیقعدہ کو ختم ہوئی۔

یہ دوسرا موقع تھا کہ اس مبارک زمین پر پھر عمارت بنی اگر یہ کہو کہ سب میں پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے حکم الٰہی کے بموجب کعبہ شریف کی بنیاد ڈالی تھی) جب یہ عمارت ضائع ہوگئی تو تیسری بار جرہم کی قوم نے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سسرال سے تعلق رکھتے تھے اسکو پھر از سر نو بنایا۔ پھر جو تیسری بار عمالقہ نے جو مصر اور شام کا بادشاہ تھا بنایا پھر بالجمین مرتبہ قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے اپنی طرز پر بنایا۔ اور حطیم کو اس عمارت سے باہر کر دیا۔ پھر چوتھی دفعہ عبداللہ بن زبیر نے جو حاکم مکہ تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے موافق اس ہی بنیاد پر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھی پھر عمارت بنائی۔ اور اس طرح حطیم کعبہ میں داخل ہوگیا۔ اسوقت اس میں دو دروازے آمنے سامنے بنائے گئے تھے تاکہ لوگ ایک طرف سے اندر جائیں تو دوسری طرف سے باآسانی باہر آسکیں۔ ساتویں دفعہ حجاج بن یوسف نے جو اسوقت حاکم مکہ تھا سامنے کے دروازے کو تو بند کر دیا اور حطیم کی طرف کی دیوار توڑ کر اور کعبہ شریف کو چھوٹا کر کے پہلی بنیاد پر قائم کر دیا۔ اب اس زمانہ میں کعبہ شریف اس ہی طور پر قائم ہے۔ اس کے بعد کوئی تغیر بھی نہیں واقع ہوئی۔

الغرض جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے۔ آپ کو بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا۔ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اور پکارو لوگوں کو حج کے لئے آئینگے تیرے پاس پیدل اور دبلی اونٹنیوں پر سوار ہوکر دور دراز کے راستوں سے (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا مَا يَبْلُغُ صَوْتِيْ (نہیں پہونچے گی آواز میری) حکم ہوا عَلَيْكَ الْاَذَانُ وَعَلَيْنَا الْبَلَاغُ (حرف اکام پکارنا ہے پہنچانا دینا ہمارا کام ہے) حکم الٰہی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہوئے (اور اس ہی وجہ سے اس پتھر کو مقام ابراہیم کہتے ہیں) اور وہ اتنا بلند ہوا کہ سب پہاڑوں سے اونچا ہوگیا تب انہوں نے پکارا يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ بَنٰى لَكُمْ بَيْتًا وَّكَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَاَجِيْبُوْا رَبَّكُمْ (اے لوگو! تحقیق تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے بنایا گھر اور فرض کیا واسطے تمہارے حج پس خدا کے حکم کی تعمیل کرو)۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ. شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ. وَالْحَجِّ. وَصَوْمِ رَمَضَانَ. (یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول گواہی دینی اس امر پر کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں۔ اور نماز کا ٹھیک طور پر پڑھنا۔ اور زکوٰۃ دینا۔ اور حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج ارکان اسلام سے ہے اور جس نے حج نہیں کیا درحالیکہ اس میں حج کرنے کی استطاعت تھی تو گویا اس نے ارکان اسلام ناتمام رکھے۔ جامع ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ مَّلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا (جو مالک ہو خرچ اور سواری کا کہ پہنچائے اسکو بیت اللہ تک اور وہ حج نہ کرے پس کچھ فرق نہیں کہ وہ مرے یہودی ہوکر یا نصرانی ہوکر)۔ سنن دارمی میں ابی امامہ سے اس طرح آیا ہے قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ

حَابِسٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ - فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا (فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو منع نہ کرے حج کرنے سے کوئی ضرورت ظاہری یا بادشاہ ظالم یا مرض مانع اور وہ مرجائے ایسے حال میں کہ اس نے حج نہیں کیا تھا پس وہ مرنگا یہودی ہوکر یا نصرانی ہوکر) بعض روایتوں کے بموجب آدم علیہ السلام کے وقت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک جتنے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں سب نے خانہ کعبہ کا حج کیا ہے چنانچہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سرندیپ (سنکا) سے حج کو چلے تو فرشتوں نے کہا يَا آدَمُ بِرِجْلَيْكَ فَبِلْكَ بِالْقَدَمِ عَامًا (اے آدم اچھا کر حج اپنا کہ تحقیق ہم نے حج کیا ہے تجھ سے دو ہزار برس پہلے) + اسی امر میں مختلف روایتیں ہیں کہ پہلے حج خانہ کعبہ کا صرف پیغمبروں ہی پر فرض تھا یا انکی امتوں پر بھی۔ اگرچہ بیت العتیق میں یہی لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کے وقت سے حج پیغمبروں پر بھی اور انکی امتوں پر بھی فرض تھا۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے سے ملائک بیت اللہ کا حج کرتے تھے۔ لیکن صحیح یہی ہے جو ملا علی قاری نے شرح مناسک متوسط میں لکھا ہے۔ اور علماء کا اس پر اتفاق بھی ہے کہ پہلے حج صرف پیغمبروں پر ہی فرض تھا اور انکی امتوں پر نہیں تھا۔ لیکن ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آپ پر فرض ہوا اور آپ کی امت پر بھی۔ پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلی اُمتیں حج کے ارکان بطور نفل ادا کیا کرتی تھیں۔

جائز کمائی کے روپیہ سے حج کرنا چاہئے۔ اسکے متعلق ہم نے فقرہ ۵ کے مسئلہ میں ذکر کیا ہے۔ اگر کسی کے پاس ناجائز یا مشتبہ مال ہو تو اسکو چاہئے کہ کسی کا روپیہ قرض لیکر اور اس قرض کو اپنے مشتبہ مال میں سے ادا کردے۔ بڑے بڑے بزرگوں کو اشرح حج کے موقع پر شبہ ہوتا تھا کہ جس کمائی سے ہم حج کر رہے ہیں اسمیں کچھ ناجائز کمائی تو شامل نہیں ہے حالانکہ انکی بالکل جائز اور پاک کمائی ہوتی تھی۔ چنانچہ ابی سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے کہ جب آپ احرام باندھنے لگے تو غش کھا کر گر پڑے اور بہت دیر تک غش میں پڑے رہے جب ہوش آیا تو اپنے ساتھی سے کہا کہ مجھے ایک حدیث یاد آئی تھی کہ اگر کوئی شخص مال حرام سے حج کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ وَحَجُّكَ مَرْدُودٌ عَلَيْكَ۔ (یعنی تیری لبیک پکارنی ہم کو منظور نہیں اور تیرا حج تجھ ہی کو مبارک رہے) تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں مجھے بھی ایسا نہ کہا جائے۔ اسیطرح علی بن حسین رضی اللہ عنہما اسی خیال سے غش کھا کر گر گئے تھے۔ اور بے ہوش رہے تھے۔

متوکلین کا حج۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ یمن کے لوگ بغیر خرچ راہ اور سامان سفر کے حج کو جایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم خدا تعالیٰ پر توکل کر کے حج کو جارہے ہیں۔ اُن کے حق میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ۔ (توشہ ساتھ لیکر چلا کرو کیونکہ توشہ ساتھ لینے سے کسی سے سوال کرنے سے بچو گے)۔ اور درحقیقت یہ بات صحیح ہے کہ بعض لوگ اگرچہ صابر بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ ایسے نہیں ہوتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ حج کو چلے کچھ فقراء نے آپ سے عرض کی کہ ہم بھی ہمراہ چلیں گے آپ نے فرمایا کہ چلو مگر شرط یہ ہے کہ توشہ ساتھ نہ لو اور کسی سے سوال نہ کرو اور کوئی کچھ دے تو قبول نہ کرو۔ مسیحی شرط میں ان کو تامل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بس تم نے خدا تعالیٰ پر توکل کیا کیا۔ لوگوں کے دینے پر توکل کیا۔ غرض یہ ہے کہ توکل کر کے جانا بہت مشکل ہے اور اسی وجہ سے توشہ ساتھ نہ لیکر چلنے کی ممانعت آئی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جس وقت تو حاجی سے ملاقات کرے تو سلام کر اسکو اور مصافحہ کر اس سے اور اس سے اپنے لئے بخشش کو کہہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو۔ اور یہ اسلئے ہے کہ وہ بلاشک بخشا گیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حاجی مستجاب الدعوات ہو جاتے ہیں جسوقت کہ وہ مکہ شریف میں داخل ہوتے ہیں اور گھر واپس آنے کے چالیس روز بعد تک ایسے ہی رہتے ہیں چنانچہ زمانہ گذشتہ میں یہ دستور تھا (اور اب بھی ہے مگر اب کسی اور خیال پر) کہ جب حجاج اپنے گھر واپس آتے تھے تو لوگ انکے استقبال کیواسطے جایا کرتے تھے اور انکی غرض یہ ہوتی تھی کہ چونکہ اس شخص کی مغفرت ہو چکی ہے اور یہ گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے اس سے چلکر مصافحہ کریں پیشتر اسکے کہ وہ دنیا میں ملوث ہو جائے تاکہ ہم کو بھی اُن سے کچھ فیض پہنچے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حج۔ جب آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ صحابہ کو جمع کیا اور سفر کی تیاری شروع ہوئی مدینہ کے اطراف وجوانب میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔ دور دور کے مسلمان آکر جمع ہو گئے۔ حاجیوں کی تعداد مختلف روایتوں میں مختلف ہے۔ چنانچہ بیاسی ہزار سے ایک لاکھ تک بیان کی گئی ہے۔ بہرحال بہت بڑا مجمع تھا۔ ذی القعدہ کو ظہر کی نماز مدینہ منورہ کی مسجد میں ادا کی۔ اور نماز سے پہلے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو ارکان حج تعلیم فرمائے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ دن جمعہ کا تھا لیکن احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ پنجشنبہ کو سفر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اسیطرح سے آیا ہے۔ مالکان (رسول اللہ یخرج فی سفر اذا خرج الا یوم الخمیس۔ نہ نکلتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو مگر جب نکلتے تھے تو جمعہ کے دن۔ الغرض نماز ظہر کے بعد سر میں تیل ڈالا اور کنگھا کیا۔ ازار چادر اور موزے اور جوتے پہنے (گویا ظہر عصر کے درمیان سفر کیا) جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو نماز قصر کر کے پڑھی اور شب کو وہاں قیام کیا۔ اور وہاں پانچ نمازیں ادا کیں۔ یعنی عصر مغرب۔ عشاء۔ صبح۔ ظہر۔ صبح کو آپ نے غسل ادا فرمایا۔ غسل کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوشبو لائیں جسمیں شک ملا ہوا تھا۔ اور وہ آپکے بدن اور سر مبارک پر ملا۔ غسل کے بعد تہمد باندھا اور چادر اوڑھی یہ آپ نے نماز ظہر کے بعد کیا۔ اور منقول نہیں کہ سوائے نماز ظہر کے اور کوئی نماز خاص احرام کیواسطے پڑھی۔ اور احرام باندھنے سے پہلے اونٹ کے کوہان میں دائیں جانب چھید دیا۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ یا تلبیہ آپ نے حج کی کہی یا عمرہ اور

حج کی ملاکر۔ اس کے بعد آپ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ تو پہلی مرتبہ جب لبیک کہی جب احرام باندھ چکے۔ اور دوسری مرتبہ جب لبیک کہی جب اونٹنی کھڑی ہوئی۔ پھر جب میدان کی پہاڑی پر آپ چڑھے جب لبیک کہی۔ اور کبھی لبیک بحجۃ و عمرۃ کہتے۔ اور کبھی لبیک بحج کہتے اور فرماتے تھے ۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ۔ اور آپ یہ بلند آواز سے فرماتے تھے۔ کہ صحابہ سنتے اور آپ اُن سے فرماتے کہ آواز بلند کرو۔ اور صحابہ تلبیہ کے الفاظ میں کمی بیشی بھی کرتے تھے۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔ آپکی سواری میں ایک اونٹنی تھی جس پر کجاوہ تھا نہ محمل۔ جب روحاء کے مقام میں پہنچے تو ایک جنگلی گدھا ملا جو زخم کھایا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اسکا شکار کرنیوالا ابھی آجائیگا۔ اتنے میں شکاری دوڑا ہوا آیا اور اُس نے کہا آپکو اختیار ہے کہ اس شکار کو جو چاہیں کریں۔ تو آپنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس شکار کو لوگوں کو تقسیم کردو۔ اس کے بعد آپ نیہ کی منزل میں پہنچے تو ایک ہرن کو دیکھا کہ درخت کے سایہ میں سوتا ہے تو آپنے ایک شخص کو اس پر متعین کیا کہ کوئی حاجی اسکا شکار نہ کرنے پائے۔ جب عرج میں پہنچے۔ تو اتفاقاً ایک غلام پیچھے رہ گیا تھا۔ جس کے پاس آپ کا اونٹ تھا بہت دیر تک اس کا انتظار کیا جب وہ آیا تو اونٹ اس کے پاس نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تادیباً اسکو مارنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انظروا الی ھذا المحرم ما یصنع اور آپ ہنستے تھے اور آپنے صرف یہی الفاظ فرمائے اور کچھ نہیں کہا۔ جب آپ ابواب میں پہنچے تو صعب بن جثامہ نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا ہوا ہدیۃً پیش کیا آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور جب انکو آزردہ پایا تو آپ نے فرمایا کہ ہم سب محرم ہیں۔ اور اسوجہ سے میں نے ہدیہ رد کیا۔ اور جب وادی عسفان میں پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ کونسی وادی ہے۔ وہ بولے کہ یہ وادی عسفان ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایک روز جبرائیل حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام اس وادی میں اپنے سرخ اونٹوں پر چلے جاتے تھے اور تہمد بندھا ہوا اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور حج کی تلبیہ کہتے جاتے تھے۔ اب جب آپ سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا تو افسردہ ہوئیں اور رونے لگیں تو آپ نے فرمایا کیوں روتی ہے کچھ فکر نہ کر کہ اسکو خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے واسطے لکھدیا ہے اور اس سے حج میں تجھکو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ جو کچھ حاجی کرتے ہیں تو بھی کر مگر صرف طواف نہ کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ غسل کر اور حج کا احرام باندھ لے۔ تو آپنے ایسا ہی کیا اور کل اعمال حج کے کئے سوائے طواف کے اور پاک ہونے کے بعد طواف کیا اور سعی کی۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو حج اور عمرہ کے احرام سے باہر ہوئی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تنگ ہے کہ میں نے وقوف عرفات کے بعد عمرہ کا طواف کیا تو وہ طواف صحیح ہوا یا نہیں۔ تو آپ نے اُنکے بھائی عبدالرحمٰن سے کہا کہ انکو تنعیم لیجاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھوا کر لاؤ کہ یہ عمرہ کرلے علماء لکھتے ہیں کہ یہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شبہہ رفع کرنیکو کیا گیا ورنہ طواف اور سعی اُنکے حج اور عمرہ کو کافی تھی اور وہ پہلے متمتع تھیں اور حج اور عمرہ جمع کیا تھا۔ لیکن بعض علماء لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عمرہ ترک کردے اور حج کا احرام باندھ لے اور حج ختم کرنے کے بعد آپنے اس عمرہ کی قضا کیواسطے فرمایا اور وہی عمرہ تھا جس کے واسطے عبدالرحمٰن سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھوا کر لائیں۔ یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ۔ اس کے بعد آپ نے وادی ذی طوی میں قیام فرمایا اور یہ کنیہ کی شب تھی اور ذی الحجہ کی پانچ تاریخ تھی۔ دوسرے روز صبح کی نماز ادا فرما کر غسل کیا اور مکہ کے شہر میں داخل ہوئے اب آفتاب نکلے کو ایک گھنٹہ گذر چکا تھا۔ اب دروازہ بنی شیبہ پر پہنچے تو فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ مَھَابَۃً۔ لیکن بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب آپکی نظر کعبہ شریف پر پڑی تو تکبیر پڑھی اور یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ (دیکھو نقرہ ۷۷) جب مسجد کے اندر داخل ہوئے تو سیدھے کعبہ شریف کی طرف تشریف لے گئے اور جب حجر اسود کے مقابل آئے تو سلام کیا مگر ہاتھوں کو نہ اٹھایا۔ اسکے بعد طواف شروع کیا اسطرح کہ خانہ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف رہا اور دوران طواف میں صرف دو میلن حجر اسود اور رکن یمانی کے فرمایا۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور اول کے تین چکر میں جلدی چلے اور پاؤں کو نزدیک رکھا جیسا کہ پہلوان چلا کرتے ہیں اور دوائے مبارک کو دائیں بغل کے نیچے سے نکالکر بائیں کندھے پر ڈالا (یعنی داہنا کندھا کھلا رکھا) اور باقی چار چکروں میں آہستہ چلے۔ اور ہر بار حجر اسود کے مقابل آکر اس لکڑی سے جو دست مبارک میں تھی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے اور اس کو چوم لیتے (وہ لکڑی ایک عصا تھا جسکا سر اوپر سے مڑا ہوا تھا) اور حجر اسود کو بوسہ دیتے تو لب مبارک کو اس پر رکھتے۔ اور حد نہیں میں آیا ہے کہ کبھی اپنے لبوں کو اس پر رکھتے اور کبھی دست مبارک کو اس پر رکھتے اور پھر اپنا منہ کو چومتے۔ اور استلام کے وقت فرماتے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور کبھی حجر اسود پر پیشانی بھی رکھتے اور اس پر سجدہ کرکے بوسہ دیتے۔ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر آئے یہ پڑھتے ہوئے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی۔ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی (مقام ابراہیم اسوقت خانہ کعبہ کے قریب تھا دیکھو نقرہ ۲۲۵)۔ اور آپ نے پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور استلام کیا اور باب صفا سے باہر صفا کیطرف تشریف لے گئے۔ اور جب صفا پر پہنچے تو اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ الخ پڑھا۔ اسکے بعد اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ بِہٖ فرمایا (نسائی کی روایت میں ابدأ امر کا صیغہ ہے)۔ اسکے بعد کوہ صفا پر اتنا چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آنے لگا۔ اور کعبہ شریف کیطرف منہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی بڑائی کی اور کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ الخ تین بار تہلیل کہا اور اسکے درمیان دعا پڑھتے تھے۔ اسکے بعد نیچے آئے۔ شیبہ کی بیٹی صفیہ روایت کرتی ہیں کہ صفا و مروہ کے درمیان آپنے یہ پڑھا تھا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ) اور سعی آپ نے پیدل کی تھی مگر جب لوگوں کی تعداد بہت ہوگئی تو آپ اونٹنی پر سوار ہوگئے اور سعی تمام کی۔ اور جب مروہ پر پہنچے تو وہی کیا جو صفا پر کیا تھا اور جب سعی تمام ہوئی تو آپ نے صحابہ

سے فرمایا کہ جو قربانی نہیں لایا ہے وہ احرام کھول سکتا ہے۔ تو اس طرح تمتع نہ کرنے والوں نے ۸۔ ذی الحجہ تک بلا احرام رہے۔ اور فرمایا کہ اگر میرے پاس بھی قربانی نہ ہوتی تو ہم بھی احرام کھول دیتے۔ (بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے بھی احرام کھول دیا۔ مگر یہ غلط ہے)۔ اور سر منڈوانے والوں کے واسطے آپنے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ۔ انکے واسطے تین دفعہ ایسا فرمایا اور ایک بار مقصرین کا لفظ فرمایا حضرت ابوبکر عمر علی رضی اللہ عنہم اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں کھولے تھے یوجہ اسکے کہ انکے ساتھ قربانی تھی۔ اور سب ام المومنین نے احرام کھول دیا ہے کیونکہ قربانی انکے ساتھ نہ تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی یوجہ قربانی ساتھ نہ ہونے کے احرام کھول دیا تھا۔ اب ان ایام میں جو لوگ ساتھ آئے تھے وہ نماز قصر پڑھتے رہے۔ پنجشنبہ کو آفتاب نکلنے پر منیٰ کی طرف چلے۔ سب لوگ ساتھ چلے جس نے احرام کھول رکھا تھا اس نے اس روز احرام باندھا اور ساتھ ہو لیا۔ منیٰ میں پہنچے تو نماز ظہر و عصر و مغرب اور عشاء پڑھی اور رات سب وہاں رہے یہ جمعہ کی شب تھی۔ آفتاب نکلنے پر منیٰ سے باہر عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض صحابہ تکبیر کہتے تھے اور بعض تلبیہ۔ آپ منع نہ فرماتے تھے جب نمرہ میں پہنچے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ اس جگہ کھڑا کیا گیا۔ آپ اس میں اترے۔ جب آفتاب کو زوال ہوا تو فرمایا کہ اونٹنی تیار کیجائے تو آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں اسلام کے تواعد بیان فرمائے۔ اور شرک اور جاہلیت کی بنیاد جڑ سے اکھیڑ ڈالی۔ اور امت کو وصیت کی کہ عورتوں پر مہربانی رکھنا اور انکے حقوق کو نگاہ رکھنا۔ اور عورتوں کا جو حق مردوں پر ہے وہ بیان فرمایا۔ اور پھر فرمایا کہ تم لوگ گواہی دیتے ہو سب یکزبان ہوئے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپنے خدا تعالیٰ کے احکام ہمارے پاس پہنچائے اور امت کو خوب نصیحت کی اور حق رسالت ادا کیا۔ تب آپ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف کر کے تین مرتبہ فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ سب باتیں ان لوگوں کو جو اس مجلس میں حاضر نہیں ہیں پہنچا دینا۔ اس کے بعد آپ اونٹنی سے اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اذان دے۔ اذان دی گئی اور آپ نے نماز ظہر اور عصر بلا قصر کر کے پڑھائی۔ اور چونکہ مکہ کے ساتھ آئے تھے انہوں نے بھی نماز قصر ہی آپکے ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر قصواء پر سوار ہوئے اور میدان عرفات میں آئے۔ اور وہاں دامن کوہ میں بڑے بڑے پتھروں پر دو قبیلہ اونٹنی پر کھڑے ہوئے۔ اور دعا و زاری شروع کی۔ یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جس جگہ ہم کھڑے ہوئے ہیں یہی جگہ مخصوص نہیں ہے۔ عرفات میں جہاں چاہو کھڑے ہو۔ عرفات میں آپ دعا کے واسطے ہاتھ خدا تعالیٰ کے۔ دو برو سینہ تک اُٹھاتے تھے اور اسطرح دعا مانگتے تھے جیسا کوئی مسکین روٹی طلب کرتا ہے۔ آپ نے یہ دعا مانگی تھی (دیکھو فقرہ ۷۷)۔ آج کے روز ایک شخص میدان عرفات میں اونٹ پر سے گر پڑا اور مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسکو پانی اور سیری کے پتہ سے غسل دو۔ اور جو چادر احرام کی اور تہبند باندھے ہوئے ہے اسمیں اسکو دفن کر دو اور نہ اس کے خوشبو لگاؤ اور نہ اس کے سر اور منہ کو چھپاؤ۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن یہ لبیک کہتا ہوا اُٹھیگا۔ جب غروب آفتاب پر آپ روانہ ہوئے تو اسامہ بن زید کو قصواء پر پیچھے سوار کیا اور اونٹنی کی مہار اتنی کھینچے رہے کہ اسکا سر زین سے لگتا تھا۔ اور راستہ میں فرماتے تھے کہ اے لوگو آہستہ چلو کہ دوڑنا ٹھیک نہیں اور بھاگ دوڑ پرہیزگاری کے خلاف ہے۔ اب واپسی پر آپ مازمین کے راستہ سے آرہے تھے (جس طرح آپ عیدگاہ جاتے ہوئے ایک راستہ سے جاتے دوسرے سے واپس آتے تھے وہی طور یہاں بھی جاری رکھا) راستہ میں کسی جگہ جب میدان آیا جلدی تھا تو کچھ اونٹنی کو تیز کر لیتے تھے۔ اور راستہ میں تلبیہ کہتے تھے۔ اور راستہ میں وضو کیا تو اسامہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ نماز پڑھیں گے تو فرمایا اَلصَّلٰوۃُ اَمَامَکَ نماز آگے ہے۔ پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچے۔ پھر وضو کامل کیا۔ اور اقامت اور اسباب اتارنے سے پہلے نماز مغرب ادا کی۔ پھر اسباب اتار کر اقامت دوسری کہی گئی اور عشا کی نماز بھی پڑھی گئی۔ نماز عشا کی اذان نہیں کہی گئی۔ اور نماز مغرب اور عشاء کے درمیان نماز نفل نہ پڑھی اور وہیں آرام کیا۔ اسکے بعد کوئی تہجد کی نماز نہیں پڑھی (احادیث صحیحہ سے یہی معلوم ہوتا ہے) ضعفاء کو اجازت دی کہ صبح ہونے سے پہلے اگلے مقام منیٰ پہنچیں۔ اور فرمایا کہ جبتک آفتاب نہ نکلے جمرہ پر کنکری نہ مارین۔ لیکن حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ام سلمہؓ کو نحر کی رات روانہ کیا اور انہوں نے کنکر رات ہی کو مارے اور مکہ شریف گئیں اور طواف صدر ادا کیا اور واپس منا آگئیں۔ اس کی اسناد ضعیف ہیں اور عورتوں کو رات کو بھیجنا اور سب نے رات کو جمرہ کی رمی کی (اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شافعی و احمد کہتے ہیں کہ رمی جائز نہیں مگر بعد طلوع آفتاب۔ لیکن اور علماء کہتے ہیں کہ معذور کو جائز ہے) صبح ہونے پر نماز صبح کی اول وقت پڑھی۔ اسکے بعد سوار ہوئے اور مشعر حرام میں آئے۔ (مشعر حرام وہ جگہ ہے جہاں اب ایک گنبد بنایا گیا ہے) اور وہاں قیام کیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا۔ اور دعا اور تضرع اور التجا میں مشغول ہوئے اور تکبیر اور تہلیل اور ذکر کرتے رہے یہانتک کہ آفتاب نکلنے کے قریب ہوا تو تصواء پر سوار ہوئے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اسامہ بن قریش کے ساتھ پیدل چلے فضل سے راستہ میں فرمایا کہ میرے لیئے کنکریں چن لے۔ تو انہوں نے سات کنکر چنکر پیش کیں خود صلی اللہ علیہ وسلم کو دے آپنے دونوں ہاتھوں سے انکی گرد جھاڑی اور کہا اَمْثَالُ ھٰؤُلَاءِ فَارْمُوْا وَاِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فِی الدِّیْنِ فَاِنَّمَا اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِالْغُلُوِّ فِی الدِّیْنِ (اسیطرح پر مارو اور بچتے رہو غلو سے دین میں سو اس غلو نے ہلاک ہوئے اگلے تمہارے غلو سے (دین میں)۔ اس راستہ میں ایک عورت قبیلہ خثعم کی نہایت خوبصورت ملی اور آپ سے دریافت کیا کہ میرا باپ نہایت بڈھا اور ضعیف ہے اور وہ اونٹ پر بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ تو کیا میں اسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپنے فرمایا کہ ہاں تو اسکی طرف سے حج کر۔ فضل اس عورت کی طرف دیکھتے رہے تو آپ نے اپنا دست مبارک فضل کے منہ کے سامنے کر لیا کہ اسکو نہ دیکھ سکیں۔ پھر ایک بڑھیا عورت ملی اور کہا کہ میری ماں بہت ضعیف اور ناتواں ہے اگر اونٹ پر باندھکر بھیجا دوں تو ممکن ہے وہ ہلاک ہو جائے۔ فرمایا کہ اگر تیری ماں پر دَین ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں ادا کرتی۔ تو آپنے فرمایا کہ حج بھی اس پر خدا کا قرض ہے تو

اسکی طرف سے اوا کرو۔ اب جو ناپہنچے تو وادی کے نشیب میں جمرۃ العقبہ کی رمی کے واسطے کھڑے ہوئے۔ اس طرح پر تہرسنا دائیں طرف رہا اور مکہ شریف بائیں کو۔ تو آپ نے سواری پر سے ایک ایک کنکر کرکے جمرہ پر مارا۔ اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ اور پہلی کنکری پر تلبیہ موقوف کردی اور اسوقت بلال رضی اللہ عنہ اور اسمہ ابن زید بھی ساتھ تھے ایک اونٹ کی نکام پکڑے ہوئے تھا اور ایک چھتری لگائے ہوئے تھا۔ وہاں آپ نے خطبہ پڑھا اور تمام مخلوق کو آپکی آواز نہیں کے اندر تک پہنچتی تھی اور یہ معجزہ تھا۔ اس خطبہ میں آپنے حج کے دن کا حال بیان کیا اور اس دن کی فضیلت بتائی۔ اور فرمایا کہ حج کے ارکان سیکھ لو۔ کہ شاید دوسری بار میں حج نہ کرون۔ اور فرمایا کہ جو کچھ کتاب اللہ میں لکھا ہے وہ سب مانو اور مہاجر اور انصار کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ ہمارے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ۔ اور فرمایا کہ جان لو کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اسکی جواب دہی اس ہی کے ذمہ ہے۔ اور فرمایا کہ جو لوگ اس مجلس میں حاضر ہیں وہ اوروں کو بھی جو غیر حاضر ہیں احکام بتا دیں۔ پھر ذبح گاہ پر آئے۔ (یہ جگہ بھی وہیں قریب ہی ہے) وہاں تریسٹھ اونٹ تازنگ بندھے کھڑے تھے۔ (اور تریسٹھ ہی برس کی آپ کی عمر شریف ہوئی)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ گوشت اور کھال اور جھول کو مسکینوں کو تقسیم کردو۔ اور قصائی کو اسمیں سے کچھ نہ دینا اسکو علیحدہ اجرت دی جائیگی۔ (حدیث انس رضی اللہ عنہ سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سات اونٹ آپ نے اپنے دست مبارک سے ذبح کئے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تریسٹھ۔ تو اہل حدیث لکھتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے سات اونٹ ذبح کرتے دیکھے ہونگے پھر وہ اس جگہ سے چلے گئے ہونگے)۔ جب نحر سے فارغ ہوئے تو آپ نے باآواز بلند کہا۔ ہٰذَا کُلُّھَا مَنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَکَّۃَ کُلُّھَا مَنْحَرٌ۔ اس کے بعد حجام کو بلا کر سر مبارک کو اپنے منڈوایا۔ اور محمد بن عبد اللہ بن فضل نے آپکی حجامت کی۔ آپنے فرمایا یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اَمَا تَرَوْنَ اِلٰی شَعْرَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ شَعْرَۃِ اَذْنِہٖ فِیْ یَدِ الْمُوْسٰی فَقَالَ مَعْمَرٌ اَنَّ ذٰلِکَ مِنَّۃٌ اللّٰہِ عَلَیَّ (اے معمر اختیار دیا تجکو خدا کے رسول نے اپنے دونوں کانوں کی لو کے درمیان کا اور تیرے ہاتھ میں استرا ہے۔ پس کہا معمر نے یہ خدا تعالیٰ کی نعمت ہے مجھپر)۔ پھر اشارہ کیا حجام کو کہ داہنی طرف سے مونڈنا شروع کرے۔ جب داہنی طرف کا ختم ہوا تو ان بالوں کو حاضرین کو تقسیم کیا۔ اور اشارہ فرمایا کہ بائیں طرف سے مونڈے۔ اور ان بالوں کو ابو طلحہ کو دیا اور ابو طلحہ نے کہا میں طرف کے بال بھی ملے تھے۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو ناخن ترشوائے۔ لوگوں کو ایک ایک بال یا ناخن مشکل سے ملا۔ اس کے بعد زوال سے پہلے مکہ میں گئے۔ اور طواف زیارت کیا۔ (بعض محدثین لکھتے ہیں کہ طواف زیارت کو رات تک دیر کی۔ یہ ٹھیک نہیں ہے) یہ طواف آپنے اونٹنی پر سوار ہو کر کیا تھا (بعضوں کے خیال میں وجہ کثرت اژدحام کے تاکہ سب آپکو دیکھ سکیں اور طواف سیکھیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ پاؤں مبارک میں زخم تھا اور ضرورت کی وجہ سے سواری پر طواف کیا)۔ اسکے بعد چاہ زمزم پر آئے۔ عباس اور انکی اولاد زمزم کا پانی کھینچتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگوں کا ہجوم بہت ہو جائیگا تو میں خود پانی کھینچتا۔ پھر ایک ڈول پانی آپکے پاس لایا گیا۔ آپنے کھڑے ہو کر پیا۔ (یہ کھڑے ہو کر پینا جواز کے واسطے تھا یا ضرورت کے واسطے)۔ پھر اسیوقت منا تشریف لیگئے۔ اور نماز ظہر وہاں ادا کی۔ (اصحیحین میں یہی پایا جاتا ہے۔ مگر صحیح مسلم کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ نماز ظہر مکہ میں پڑھی۔ اور اس ہی کو علماء ترجیح دیتے ہیں کیونکہ یہ دو روایت سے ثابت ہے جابر رضی اللہ عنہ کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔ اور بہلا صرف ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ منا میں رات قیام کیا۔ آفتاب ڈھلتے ہی نماز ظہر پڑھنے سے پہلے جمرۂ اول کی آئے۔ یعنی اس جمرہ کے پاس جو مسجد خیف کے نزدیک ہے اور اس پر سات کنکر یاں ماریں۔ اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ اس کے بعد ایک طرف کو کسی قدم گئے۔ اور مکان سہل تک پہنچے۔ اور قبلہ کیطرف منہ کرکے دعا کی۔ اور اتنی دیر قیام کیا جتنی دیر سورۂ بقر پڑھ سکتے ہیں۔ اسکے بعد دوسرے جمرہ کے طرف آئے۔ اور اسیطرح رمی کی۔ اور اسی طرح کھڑے ہو کر دعا کی۔ اور اتنی ہی دیر قیام کیا اس کے بعد جمرۂ عقبہ کے پاس آئے اور جمرہ کے برابر کھڑے ہو کر رمی کی۔ اس طور پر کہ بازار منا دائیں طرف رہا اور مکہ شریف بائیں کو اس جگہ قیام نہ فرمایا۔ اس کی دو وجہ بتائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ بیٹھنے بہت تھی اور کھڑے ہونیکی جگہ نہ تھی اور ایک یہ کہ اثنائے عبادت ہی میں آپ نے دعا کرلی۔ اور یہ بہتر ہے بنسبت عبادت کے پیچھے کرنیکے۔ منا میں تین دن قیام کیا۔ اور کچھ حصہ چوتھے روز بھی۔ یعنی شنبہ۔ یک شنبہ۔ دوشنبہ۔ اور سہ شنبہ کو بعد ظہر رمی کی اور روانہ ہوئے۔ اور مکہ جاتے ہوئے محصب میں جسکو ابطح بھی کہتے ہیں اترے (دیکھو نقرہ ۱۹۴) اسکی وجہ یہ تھی کہ ابوالہب نے آپکے انتقاب حکم سے وہاں ڈیرہ لگا دیا تھا۔ اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا وہاں پڑھی۔ اسوقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت چاہی کہ ایک عمرہ کرلوں تو آپنے انکے بھائی عبد الرحمن کے ساتھ انکو مسجد تنعیم سے احرام باندھنے بھیجا۔ غرض وہ عمرہ کرکے بعد نصف اگئین) جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس آگئیں تو آپ نے دریافت کیا کہ عمرہ سے فارغ ہوگئیں کہا ہاں تو اسوقت آپنے حکم کوچ کا دیا۔ اور مکہ سوار ہو کر چلے۔ وہاں پہنچکر طواف وداع کیا اور اس طواف میں رمل نہ کیا۔ اب حج کے ارکان ختم کرکے آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے (دیکھو نقرہ ۱۶۵)۔ اکثر علماء کہتے ہیں (جیسے مجاہد۔ وشافعی رح) کہ مستحب یہ ہے کہ بعد طواف وداع کے ملتزم پر آئے اور دعا مانگے۔ یہ کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص نے کبھی ملتزم پر دعا مانگی ہو اور مستجاب نہ ہوئی ہو۔ اس کے بعد صبح کو نماز کعبہ شریف کے قریب پڑھی اور اس نماز میں سورۂ والطور پڑھی پھر مدینہ کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں جب مقام روحا پہنچے تو آدمیوں کا ایک گروہ ملا جو اونٹوں پر سوار تھے تو آپ نے ان کو سلام کیا اور پوچھا تم کون لوگ ہو وہ بولے ہم مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ آپ نے فرمایا میں رسول خدا ہوں تب ایک عورت ان میں سے آگے بڑھی اور لڑکے کو آگے کیا اور پوچھا کہ یا حضرت اس لڑکے کے حج ہے یا نہیں آپنے فرمایا کہ حج تو درست ہو گا مگر اس کا ثواب تجکو ہوگا۔ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو رکی بعلم کیا۔ (صبح کو یہ کہ کوچ روانہ ہے جب یہ پڑاؤ بڑی رات ہو (فقرہ ۱۹۸) کو ہو

کتاب الحج والزیارت

باب اوّل

حج کی تفسیر اور مختلف صورتیں

باب ۱

فصل اوّل۔ عمرہ اور حج کی تفسیر

باب ۱

ہدایہ میں لکھا ہے کہ حج کسی شخص پر اس حالت میں فرض ہوتا ہے جبکہ وہ آزاد ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو صحیح البدن ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ زادِ راہ اور راحلہ یعنی زادِ راہ اور سواری کا خرچ برداشت کرسکے۔ اگرچہ وہ ہو کہ اسکی بیوی بچے کے اخراجات زندگی کو بیچ سکے۔ امام اعظم کے نزدیک فوری فرض ہے اور عمرہ سنت ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک عمرہ بھی فرض ہے ہم احادیث قبل ذکر سے اسکا ثبوت دے چکے ہیں وہ یہ کہ حج کے ذیل میں عمرہ بھی فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر سند احادیث میں حج کیساتھ عمرہ کا ذکر ہے۔ علیحدہ عمرہ کیا ہے؟ فقہ غریب ہے اور کبھی کبھی حج نہیں ہوتا اور کبھی حج نہیں ہوتا اور کبھی عمرہ نہیں ہوتا اور کبھی دونوں نہیں ہوتے۔

۱۔ عمرہ اور حج کے معنی اور فضائل

۱۔ حج کے لغوی معنی قصد کے ہیں۔ اور شرع میں اس سے مطلب قصد بیت اللہ شریف ہے۔

۲۔ عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں۔ اور شرع میں اس سے مطلب خانہ کعبہ کا طواف اور سعی صفا و مروہ ہے۔

۳۔ فضیلت عمرہ کے متعلق ذیل کی احادیث ہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ۔ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہے۔ حج مبرور کا بدلہ جنت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ثَلَاثٌ عُمَّارُ بُيُوْتِ اللّٰهِ۔ یعنی تین عمرہ مانند ایک حج کے ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ عُمَّارُ بُيُوْتِ اللّٰهِ یعنی دو عمرے مانند ایک حج کے ہیں؛ اور رمضان میں ایک ہی عمرہ ایک حج کے مانند ہے۔ جیسا کہ آیا ہے عن ابن عباس عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً۔ رواہ البخاری؛ صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمرہ کرنا رمضان میں گویا میرے ساتھ حج کرنا ہے؛ ابوداؤد و طبرانی اور حاکم بروایت ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رمضان کا عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے بعد تسلیم کے؛ حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ آئیں ام سلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اور اس کے بیٹے نے حج کیا اور مجھ کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا اے ام سلیم عمرہ کرنا رمضان شریف میں میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے؛ ابی طلیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ عرض کیا انہوں نے کہ یا رسول اللہ کیا عمل ہے وہ جس کے کرنے سے آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہو جاوں۔ آپ نے فرمایا کہ عمرہ کرنا رمضان میں۔ روایت کیا اس کو ابن مسند وغیرہ نے۔

۴۔ فضیلت حج کے متعلق ذیل کی احادیث ہیں۔

حدیث میں آیا ہے۔ اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَغْفِرْ لَهٗ۔ لوگوں میں بڑا گناہگار وہ ہے جو عرفات پر وقوف کرے اور گمان یہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے بخشا نہیں (رواہ ابن ماجہ) میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات پر حاجی کے گناہ بخشوانے کا واسطے دعا کی۔ حکم ہوا کہ بخشا میں نے ہر گناہ مگر حق العباد۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ اگر چاہے تو ظالم کو بھی بخش سکتا ہے تو کچھ جواب نہ ملا جب مزدلفہ میں آکر آپ نے وقوف کیا تو اسوقت بھی یہی دعا کی تو دعا قبول ہوئی تو آپ ہنسے تو اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسے موقع پر تو ہنسا نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میری دعا خدا تعالیٰ نے قبول کرلی تو شیطان کو بڑا افسوس ہوا اور وہ واویلا محشر میں کھڑا ہوا بہت آہ و زاری کر رہا ہے۔ (دیکھو فقرہ ۱) گویا معلوم ہوا کہ حج سے حق العباد بھی بخشوجاتے ہیں اور کوئی عبادت ایسی نہیں جس سے حق العباد بخشوجائیں۔ ایک فرقہ علماء کا یہی ہے لیکن بعض کے نزدیک حقوق العباد کی معافی اس کی مشیت پر موقوف ہے۔ اگر وہ چاہے تو بخشدے؛ جو شخص حج کے قصد سے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو وہ داخل کیا جائیگا جنت میں بغیر حساب اور عذاب کے بلکہ

۲- حج کے متعلق آیات قرآنی اور انکی تفسیر (جملہ آیات قرآنی معہ تفسیر ذیل میں ہیں)

۱- اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

سیقول البقر-رکوع ۱۴ متعلق بسعی صفا و مروہ

تفسیر- خانہ کعبہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جن کا نام اساف و نائلہ تھے بدفعلی ظہور میں آئی تھی جسکی پاداش میں وہ پتھر کے بن گئے تھے۔ لوگوں نے انکو اٹھا کر کعبہ کے باہر رکھدیا تھا تاکہ لوگ انکو دیکھیں اور عبرت پکڑیں پھر رفتہ رفتہ وہ دونوں بت صفا و مروہ پر رکھدئے گئے۔ صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ جیسا کہ اس زمانہ کا دستور تھا ان بتوں کی بھی اور بتوں کی طرح پوجا ہونے لگی۔ زمانہ اسلام میں لوگوں کو صفا و مروہ پر دوڑنے میں تامل ہوا کہ مبادا بت پرستی کا اتہام انکو لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حج کی عبادت ابراہیم علیہ السلام کو سکھائی گئی تھی صفا و مروہ کا دوڑنا اس میں شامل تھا کیونکہ ہاجرہ بی بی کی تلاش میں ان پہاڑوں کے درمیان زمزم کے ظاہر ہونے سے پہلے دوڑی تھیں۔ تو خدا تعالیٰ نے انکے اس فعل کو حج کے افعال میں داخل کر دیا تھا۔ تو اگر حج کے دنوں میں وہاں بت رکھدئے گئے تو اصل عبادت پر اسکا کچھ اثر نہیں پڑتا۔

صفا و مروہ کے دوڑنے کو بعض رکن حج بھی کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک مستحب ہے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا و مروہ کے مابین دوڑے اور عبادات کو ادا کرتے وقت آپنے صحابہ سے فرمایا تھا خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ یعنی مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو یعنی آپکا مطلب یہ تھا کہ میں اسواسطے تفصیل سے حج کے مناسک ادا کر رہا ہوں۔ کہ تم سیکھ جاؤ۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ الخ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صفا و مروہ کی سعی پر ہی منحصر نہیں جو شخص نیکی سے نیک کام کرے اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے اور ایک دن اسکا بدلہ ملیگا۔

۲- وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

سیقول البقر-رکوع ۱۴ حصار و متع

تفسیر- اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ حج اور عمرہ کو پورے پورے ارکان کے ساتھ ادا کرو۔ بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے آکر متعہ سے عمرہ کے متعلق پوچھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اسکی صحت میں کلام ہے۔ کیونکہ صحیحین میں اس شخص کے متعلق جس نے یہ دریافت کیا تھا جو حدیث ہے اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔

ہجرت کے چھٹے سال جب آپ مدینہ سے زیارت مکہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے تو حدیبیہ تک پہنچے تھے کہ مشرکین نے سب کو روک لیا اسکا حال ہم نے کتاب المغازی میں لکھا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں یہ حکم ہوا کہ اگر تم حج کرنے سے روک لئے جاؤ تو جو کچھ میسر ہو قربانی بھیجو اور جبتک قربانی حرم میں نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈواؤ۔ اور دیکھو فقرہ ۱۵۰ سے ۱۵۵ تک) بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ احصار صرف دشمن ہی کے روکنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے مگر صحیح احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیماری کی حالت میں بھی احصار ہو سکتا ہے صحیحین میں آیا ہے بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ضباعہ بنت عبدالمطلب کی چچی نے بعد فتح مکہ دریافت کیا کہ میرا ارادہ حج کا ہے لیکن مجھکو بیماری کا دورہ ہوا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اسی شرط سے حج کا سفر کرو کہ جس جگہ بیماری کا دورہ ہوگا وہیں رک جاؤ گی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیماری کے عذر سے بھی احصار ہو سکتا ہے۔

۳- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

سیقول ۲-البقر کرنے والے آپ سے نئے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دو کہ وہ لوگوں کے لئے وقت مقرر کرنے کی علامتیں ہیں اور حج کے بھی اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پیچھے کی طرف سے آؤ بلکہ نیکی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ

تفسیر- جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ چاند کا کیا حال ہے کہ کبھی گھٹتا ہے کبھی بڑھتا ہے اور مہینے کے آخر میں بالکل چھپ جاتا ہے

۱/۱

تو خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (چاند کی گردش کے متعلق پورا حال سورۂ یونس اور سورۂ یٰسین میں لکھا ہوا ہے) کہ دنیا کے کام مثلاً دین۔ عدت کا حساب حج کا وقت سب چاند کے تغیر و تبدل پر منحصر ہے۔ حج کے متعلق جو اس میں ذکر آیا ہے وہ اسوجہ سے ہے کہ اہل مکہ چاند کے حساب کے علاوہ اپنے طریق پر کچھ حساب لگا کر ذی الحجہ کے سوا اور مہینہ میں حج ٹھیرالیا کرتے تھے (دیکھو سورۂ توبہ) تو یہ حساب بتا کر خدا تعالیٰ نے انکو تنبیہ کر دیا۔

زمانہ قدیم میں یہ دستور تھا کہ اہل مدینہ احرام باندھنے کے بعد حالت احرام میں دروازہ سے اندر آنا ناجائز خیال کرتے تھے۔ اور یا تو گھر کی دیوار میں نقب لگا کر یا کوئی سیڑھی لگا کر گھر میں آیا کرتے تھے تو خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا کہ یہ شرعی بات نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔

۴ — اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

تفسیر۔ حج کے مہینے مقرر ہیں۔ یعنی شوال ذیقعدہ ذی الحجہ (دیکھو فقرہ ۱۵)۔ تو جب احرام حج کا باندھ لیوے۔ تو بیاشرت اور خلاف شرع باتوں سے بموجب اس آیت شریف کے حکم کے بچے۔ اور جو شخص ان احکام کی پابندی رکھیگا اسی کا حج مقبول ہوگا۔ (دیکھو فقرہ ۴۹)

سیقول ۲ سورہ البقر رکوع ۹

اکثر لوگ حج کے موقعہ پر بے سروسامان چلے جاتے تھے۔ اور لوگوں سے سوال کر کے انکو تنگ کرتے تھے۔ چنانچہ اس آیت شریف میں خدا نے پاک نے اپنا سفر خرچ ساتھ لانیکا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے آئندہ ایسا کرنے سے پرہیز کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

اسلام سے پہلے موسم حج میں بازار لگا کرتے تھے۔ جن میں خوب خرید و فروخت ہوتی تھی۔ اور لوگوں کا سال بھر کا گذارہ اس آمدنی پر چلتا تھا۔ اسلام کے بعد لوگوں کو خیال ہوا۔ کہ اس طرح تجارت اور حج ساتھ کرنے سے حج میں فتور تو نہیں پڑتا۔ تو آیت پاک نازل ہوئی۔ اور لوگوں کے فکر دور ہو گئے۔ اس آیت شریف کا شان نزول اس طرح بتایا جاتا ہے۔ اور تفسیر ابن ابی حاتم میں اس طرح لکھا ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا کہ ہم لوگ مکہ تک اپنے اونٹ کرایہ پر چلاتے ہیں۔ چنانچہ اونٹوں کو لے کر جاتے ہیں۔ تو حج بھی کرتے ہیں۔ لوگ ہم کو کہتے ہیں کہ تمہارا حج اس طور پر صحیح نہیں ہوتا۔ کہ تجارت کو جاتے ہو۔ اور حج بھی کرآتے ہو۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انکی خدمت میں ایک شخص نے اسی قسم کا واقعہ بیان کیا تھا اور میں بھی موجود تھا۔ اسوقت یہ آیت شریف نازل ہوئی تھی۔ اور آپ نے تجارت پیشہ لوگوں کو بلا کر اس آیت کا مطلب اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔ اور کہدیا تھا۔ کہ تمہارا حج صحیح ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے بھی یہی پایا جاتا ہے

زمانہ قدیم میں قریش لوگ حج میں عرفات تک نہیں جاتے تھے۔ کہ عرفات حرم کی حد سے باہر ہے۔ حجۃ الوداع کے وقت جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حج کے مسائل بتائے۔ تو میں تین بار فرمایا۔ کہ بڑی چیز حج میں وقوف عرفات ہے۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ جہاں سے سب لوگ عرفات کو چلتے ہیں تم بھی وہیں سے چلا کرو۔ کہ حج میں عرفات جانا ضروری ہے۔ یہ اسلیئے فرمایا کہ باقی ماندہ ارکان حج اور عمرہ میں مشترک ہیں۔ صرف وقوف عرفات ہی ایک ایسا رکن ہے جو حج کے واسطے مخصوص ہے اور عمرے میں نہیں ہے۔ اس لحاظ سے جب وقوف عرفات ترک ہو جائے۔ تو حج۔ حج نہیں ہوتا۔ بلکہ عمرہ ہوتا ہے۔

عرفات سے روانگی کے متعلق ہم فقرہ ۸۳ میں ذکر کر آئے ہیں۔

اسلام سے پہلے حج سے فارغ ہونے کے بعد لوگ مشعر الحرام میں جا کر اپنے آباؤ اجداد کی تعریف میں قصیدے پڑھا کرتے تھے۔ اسلیئے یہ آیت شریف نازل ہوئی۔ اور حکم دیا گیا۔ کہ ان قصائد کا پڑھنا چھوڑ کر خدا تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ اور اسدے ایسی دعا مانگنی چاہیئے جیسی

دین اور دنیا کی بھلائی ہو فقط دنیا کی بہتری کے خیال میں نہ رہنا چاہئے۔ اسلئے کہ اس طور پر انسان آخرت کی بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے۔
ایام معدودات سے چار دن مراد ہیں۔ ایک دن عید الضحیٰ کا اور تین روز اسکے بعد کے۔ ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے۔ انہوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے منع فرمایا ہے۔ اور ارشاد کیا۔ کہ یہ دن کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے ہیں۔ صحیح مسلم اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ سے بھی پایا جاتا ہے۔ حشر کا ذکر یہاں اسواسطے آیا کہ حشر کے روز لوگ اس ہی طرح جمع ہونگے۔ جس طرح عرفات کے میدان میں جمع ہوتے ہیں۔
اسلام سے پہلے بعض لوگ گیارہویں کو کے واپس آجایا کرتے تھے۔ وبعض بارہویں کو واپس آتے جلدی آتے والوں پر دیر میں آنیوالے اعتراض کیا کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

۵- اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ان تنالوا ۴ آل عمران رکوع ۱۔

پہلی آیت خانہ کعبہ کی تعظیم ظاہر کرتی ہے یعنی جو گھر سب سے اوّل ہی لوگوں کی عبادت کے واسطے زمین پر بنایا گیا وہ یہی ہے جو شہر مکہ میں واقع ہے۔ یہ برکت والا ہے اور موجب ہدایت ہے واسطے تمام جہان کے۔ اس میں بہت سی ظاہر نشانیاں ہیں جن میں سے ایک مقام ابراہیم بھی ہے۔ اور جو اس گھر میں داخل ہوا۔ بس جان لو کہ وہ امن میں آگیا۔ اس دوسری آیت میں حج کی فرضیت کا ذکر ہے۔ یعنی خدا کی بندگی کے لئے بیت اللہ کا حج اُن لوگوں پر فرض ہے جن میں وہاں پہنچنے کی استطاعت ہو۔ اور اس کی نافرمانی کرے تو خدا تعالےٰ تمام دنیا جہان سے بے نیاز ہے۔ دیکھو فقرہ ۱ و ۳۔

۶- یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّہْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْہَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ

لایحب الله ۶ المائدة رکوع ۱۔

تفسیر۔ سورۂ مائدہ کی یہ آیتیں حجۃ الوداع کے سفر میں نازل ہوئی تھیں جیسا کہ مسند امام احمد اور طبرانی میں اسماء بنت یزید سے روایت آئی ہے۔ راویوں کے سلسلہ میں شہر بن حوشب بھی ہیں جنکی روایت اکثر علماء ضعیف بتایا کرتے ہیں لیکن ہم ان کی روایت کو صحیح مانتے ہیں۔ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۹۳) + پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو پورا کرو اقرار (یعنی وہ احکام جو حرام و حلال چیزوں کے تعلق عہد کے طور پر قرآن شریف میں آئے ہیں۔ چنانچہ یہی مطلب تفسیر ابن جریر سے پایا جاتا ہے) حلال ہوئے تمہارے واسطے چوپائے مویشی (انعام میں درندہ شمار نہیں کئے جائینگے کیونکہ عرب کے محاورہ میں انعام صرف چوپائے مویشی کے متعلق بولا جاتا ہے) سوائے انکے جنکے تعلق آگے ہم بتائینگے۔ (چنانچہ آیت حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ میں بتایا گیا ہے)۔ مگر نہ حلال جانو شکار کو جبکہ تم احرام میں ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم کر سکتے ہیں۔ (دیکھو فقرہ ۱۰۷) + عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ مشرکین اپنے تئیں ملت ابراہیمی کا پابند خیال کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے حج بھی کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کو اس آیت کے ذریعہ ممانعت کی گئی تھی کہ مشرکین کو حج سے روکیں۔ ہاں اس کے بعد جب سورۂ برأت نازل ہوئی تو اس میں حکم دیا گیا کہ مشرکین بخس لوناپاک ہیں۔ سال آیندہ سے وہ مسجد حرام میں نہ آیا کریں۔ تب یہ آیت زیر بحث نسخ ہوئی۔ لیکن مفسرین کی ایک جماعت اس آیت کے منسوخ ہونے کی قائل نہیں ہے۔ ان میں سے ایک مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے فوز الکبیر میں اس آیت کی نسخ کو تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ ان مفسرین کا یہ خیال ہے کہ سورۂ برأت کی یہ آیت آیت زیر بحث کی تخصیص کرتی ہے۔ لہٰذا ان کو ناسخ و منسوخ نہیں کہہ سکتے۔ اس آیت کے نازل ہونیکی وجہ یہ ہے کہ صحیح بن ہند پہلے مدینہ شریف میں اگر مسلمان ہو گیا تھا پھر اپنے وطن میں جاکر مرتد ہو گیا۔ اور پھر حج کے ارادہ سے جب وہ مکہ شریف آیا تو بہت کچھ تجارت کا مال اور بہت سے جانور بطور ہدی لایا۔ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس کا سب سامان لوٹ لیا جائے۔ آپ نے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ جانور نیاز کے ہیں۔ اس ہی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ اس طرح سے لوٹ مار کرنا اور خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی توہین کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں ہے۔ آگے یہ بتایا ہے کہ جب تم احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو؛ شعائر شعیرہ کی جمع ہے جسکے معنی نشانی کے ہیں۔ جانور کے گلے میں پٹہ ڈالنا ہدی بنانیکے واسطے دیکھو فقرہ ۹۔

۷ — يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَاۗئِدَ ۭ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا

واذا سمعوا - المائدۃ
رکوع - ۲

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تفسیر — یہ آیت اسوقت نازل ہوئی تھی جبکہ سال حدیبیہ میں صحابہ کرام حالت احرام میں مکہ شریف کے راستہ میں تھے۔ چنانچہ تفسیر خازن وغیرہ سے بھی پایا جاتا ہے۔ اور اس سفر میں شکاری جانور صحابہ کرام کو راستہ میں ملے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں کہ صحابہ کرام میں سے کونسا شکار کے ذریعہ سے احکام الٰہی کی پابندی سے باز رہیگا ۔ نیزہ اور ہاتھ سے شکار مارنیکی ممانعت اسوجہ سے کی ہے کہ ہاتھ سے تو چھوٹے شکار پکڑے جاسکتے ہیں اور نیزہ بازی اس زمانہ میں علم تھی۔ مگر ہر قسم کے ہتیار سے حالت احرام میں شکار کرنا ناجائز ہے۔ اگلی آیت میں ہے کہ حالت احرام میں شکار کرنا اگرچہ منع کیا گیا ہے پھر بھی اگر کوئی ایسا کرے تو اسکی سزا یہ ہے کہ جس جانور کا شکار کیا ہے اسی مشابہت کا جانور خرید کر قربانی کے واسطے حرم شریف میں بھیجے۔ اور یہ مشابہت کا جانور دو منصفوں کے فیصلہ پر مقرر کیا جائے (دیکھو فقرہ ۹۶) یا کفارہ کے طور پر کھانا مساکین کو دے یا اس کے بدلہ روزے رکھے تاکہ سزا بھگتے۔ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے جو خطا ہو چکی وہ معاف کی گئی۔ مگر ہاں اب اگر ایسی باتوں پر اقدام کروگے تو اسکا بدلہ ضرور تم سے لیا جائے گا۔ اور یاد رکھو کہ خدا بدلہ لینا بڑا زبردست ہے ؛ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ کو حدیبیہ کے سفر سے پہلے کسی کام کو بھیجا تھا کہ وہاں سے واپسی پر وہ بغیر احرام باندھے ہوئے اگر لشکر میں شامل ہوگئے۔ ان کو ایسا اتفاق ہوا کہ ایک گورخر نظر آیا تو جھٹ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے شکار کو چلے تو نیزہ لینا بھول گئے تو دیگر صحابہ سے انہوں نے کوڑا پکڑا دینے کو کہا تو کسی نے توجہ نہ کی بلکہ کوڑا تک دینے سے انکار کیا۔ تو صحابہ کرام ایسے ثابت قدم رہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ایسا ماننا کہ شکار کرنا تو درکنار انہوں نے دوسرے شخص کو بھی شکار کھیلنے میں مدد دینے سے انکار کیا۔ اسیوجہ سے صاحب احرام کو شکار کے متعلق اعانت بھی درست نہیں۔ اب جب ابوقتادہ شکار کرکے لائے تو صحابہ کرام کو اس کے کھانے میں تامل ہوا تو معاملہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش ہوا۔ آپ نے ان صحابہ سے جو حالت احرام میں تھے دریافت کیا کہ تم نے ان کو شکار کے بتلانے یا اور کسی قسم کی مدد دی تھی۔ تو انہوں نے کہا ہم نے تو اشارہ سے بتایا اور نہ مدد دی بلکہ مدد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ تب آپ نے حکم دیا کہ تم اس گوشت کو کھا سکتے ہو۔ (دیکھو فقرہ ۱۰۶)

اس اگلی آیت میں ہر کہ دریائی شکار اور کھانیکی دریائی چیزیں (احرام کی حالت میں بھی) تمہارے لئے حلال کیجاتی ہیں تاکہ تم کو فائدہ پہنچے اور (دوسرے) مسافروں کو بھی فائدہ پہنچے اور جنگل کا شکار بحالت احرام میں ہر قوم پر حرام ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کیطرف تم اسب کو (اکٹھے ہو کر جانا ہے خدا نے کعبہ کو کہ وہ (خدا کا) معزز گھر ہے لوگوں کے امن و اطمینان کا موجب قرار دیا ہے۔ اور (اسی طرح) حرمت والے مہینوں کو اور (حج کی) قربانی کے جانوروں کو اور (ان جانوروں) کو جن کو خدا کی نیاز کے لیواسطے خاص کرکے شناخت کیلئے ان کے گلے میں) پٹے باندھ دیتے ہیں۔ یہ اسلئے کہ تم کو معلوم رہے کہ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ سب (جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب چیز سے واقف ہے۔ جان لو کہ اللہ کا عذاب بھی بڑا سخت ہے اور یہ بھی کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۸ — وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

اقترب للناس -
الحج - رکوع - ۱۱

اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جو ہم نے ابراہیم کیلئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی (اور حکم دیا) کہ ہمارے ساتھ کسی چیز کو شریک (خدائی) نہ کرنا اور ہمارے (اس) گھر کو طواف کرنیوالوں اور قیام اور رکوع کرنیوالوں اور سجدہ کرنیوالوں (یعنی نمازیوں) کیلئے صاف ستھرا رکھنا۔ اور لوگوں میں حج کے لئے پکار دو کہ لوگ تمہاری طرف (دوڑے چلے) آئینگے (کچھ) پیادے اور (کچھ) ہر دبلے سواریوں پر جو ہر راہ دور (دراز) سے آئی ہونگی اور اس غرض کے لئے کہ وہ اپنے فائدوں (یعنی تجارت) کیلئے (بھی وقت پر) آموجود ہوں اور خدا نے جو مویشی چارپائے ان کو دیے ہیں ان ، خاص دنوں میں (انکی قربانی کرتے وقت) ان پر خدا کا نام لیں تو (وہ گوا) قربانی (کے گوشت میں ، سے آپ بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی ، کھلاؤ پھر (حج کرنیوالوں کو) چاہئے کہ (قربانی کے پیچھے احرام کے وقت کا) اپنا میل کچیل اتار دیں اور اپنی منتیں پوری کریں اور (بیت) قدیم (یعنی) خانہ (کعبہ) کا طواف (بھی) کریں

۳ - حج فرض ہے اور عمرہ سنت (نزد امام اعظم)

۱ - حج کی فرضیت - قرآن شریف کی اس آیت سے ثابت ہے - وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ اور حج بیت اللہ کا کرنا اس شخص پر لازم ہے جو کہ استطاعت راستے کے خرچ کی ہو - اور جو اس حکم کی نافرمانی کرے تو خدا تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں -

ب - عن ابی هریرة رضی الله عنه قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا أیها الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا - فقال رجل اکل عام یا رسول الله فسکت حتی قالها ثلاثا فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم رواه مسلم

ترجمہ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے - فرمایا اے لوگو تحقیق فرض کیا گیا ہے تم پر حج پس حج کرو - پس ایک شخص بولا کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس آپ خاموش رہے یہاں تک کہ کہتا یہ بات اس نے تین مرتبہ کہی - پھر آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا حج ہر سال پر اور نہ ہو سکتا تم اس کی استطاعت کو

ج - بنی الاسلام علی خمس - شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله - واقام الصلوة - وایتاء الزکوة - والحج - وصوم رمضان رواه البخاری ومسلم

۲ - عمرہ سنت ہے نزد امام اعظم اور فرض ہے نزد امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ - ہدایہ -

دلیل - (۱) شافعی (یعنی) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - اَلْعُمْرَةُ فَرِيضَةٌ كَفَرِيضَةِ الْحَجِّ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الْحَجُّ فَرِيضَةٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ - حج فرض ہے اور عمرہ نفل - دوسرے یہ کہ عمرے کی ادائگی کا کوئی خاص وقت نہیں جب چاہے کرو - اور یہ بھی بات ہے کہ حج کی نیت کرنے سے بھی بعض دفعہ عمرہ ادا ہو جاتا ہے جیسے اگر کسی کا حج فوت ہو جائے تو وہ عمرہ ادا کر لیتا ہے حالانکہ اسکی نیت تو حج ہی کی تھی عمرے کی نہیں تھی - ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ عمرہ نفل ہے - جو حدیث امام شافعی نے پیش کی ہے اور جو امام اعظم رحمۃ اللہ نے پیش کی ان میں بڑا اختلاف ہے - چنانچہ پہلی حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عمرہ فرض ہے - تب بھی علماء حنفیہ اسکو تسلیم نہیں کرتے - وجہ یہ ہے کہ وہ فرض کے معنی تقدیر کے لیتے ہیں - گویا اس حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ عمرے کے بھی افعال ایسے ہی مقرر ہیں جیسے حج کے - ہدایہ -

۱ - احادیث ذیل امام شافعی کی دلیل ہیں - دارقطنی نے عمر بن الخطاب سے روایت کیا کہ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا تُرْسِلُ مُرَ قَالَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَاَنْ تُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَاَنْ تَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ - ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے - آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی معبود والے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کے ہیں - اور قائم کرے تو نماز کو اور دے زکوٰۃ - اللہ حج کرے اور عمرہ کرے تو یہ بھی لکھا ہے کہ اسناد اسکے صحیح ہیں - حاکم نے کتاب المستدرک علی صحیح مسلم میں اسکو روایت کیا ہے - یہی حدیث صحیحین میں ہے لیکن عمرہ کا ذکر اس میں نہیں ہے - اسکے متعلق اور حدیثیں بھی ہیں لیکن ضعیف ہیں - حاکم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ نہیں ہے کوئی شخص خدا کی مخلوق میں مگر لازم ہے اس پر حج اور عمرہ اور دونوں واجب ہیں جو شخص طاقت رکھے وہاں کے جانے کی - اور تعلیق کی اس کی امام بخاری نے - حاکم نے ستدرک میں اور دارقطنی نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِمَا بَدَاْتَ - حج اور عمرہ فرض ہیں نہیں ضرر کرتا تجھ کو جس سے چاہے شروع کر - حاکم نے کہا کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ بھی ہے کہ اسکی اسناد میں اسمٰعیل بن مسلم کی ہے جس کو محدثین ضعیف بتاتے ہیں -

(ب) ۱ - احادیث ذیل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہیں - روایت ترمذی میں ہے کہ پوچھے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے متعلق کہ کیا واجب ہے - فرمایا نہیں مگر یہ کہ عمرہ کرنا افضل ہے - اور اس حدیث کے اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور وہ ضعیف ہے مگر اسکی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں اور ترمذی کی رواۃ میں بھی متفق ہیں اس امر پر کہ انہوں نے اسی حدیث کو حسن کہا - یہ حدیث دارقطنی اور طبرانی میں ہے ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے - ابن ماجہ میں ہے بروایت طلحہ بن عبید اللہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے - اور اسکی اسناد میں عمرو بن قیس ہے تاہم اسکی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں - روایت ابن ابی شیبہ میں ہے بروایت عبد اللہ بن مسعود کہ حج فرض ہے اور عمرہ نفل ہے -

۴- حج دو طرح پر واجب ہوتا ہے

۱- انسان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہوتا ہے جبکہ شرائط حج موجود ہوں۔ ایسے حج کو حجۃ الاسلام کہتے ہیں - فتاوی عالمگیری۔

۲- انسان اپنے اوپر خود واجب کر لیتا ہے اور یہ واجب کر لینا حج کی نذر مان لینے سے ہوتا ہے (کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ)۔ ایسے حج کو حج نذر کہتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری

نتیجہ یہ کہ دونوں طرح کا حج ایک ہی طریق پر ادا کیا جاتا ہے۔ ہاں حج کی نذر ماننے کے مختلف طریقے ہیں جنکا مفصل ذکر فقرہ ۱۴۸ میں کیا گیا ہے

۵- حج کس پر فرض ہے اور کن شرائط کیساتھ (شرائط حج)

جب ذیل کی شرائط موجود ہوں تو اسپر حج فرض ہے۔ ان شرائط کے متعلق علماء کا بڑا اختلاف ہے بعض تو شرائط قسم اول کو شرائط وجوب اور قسم دوم کو شرائط ادا خیال کرتے ہیں اور بعض اسکے برعکس ہم نے مختلف مستند کتابوں کے مطالعہ سے جو نتیجہ نکالا ہے اسکے مطابق ان شرطوں کو ترتیب دیتے ہیں

I - شرائط قسم اول

یعنی وہ شرطیں جنکے موجود ہونے سے حج فرض ہوتا ہے انکو شرائط وجوب کہتے ہیں

۱- مسلمان ہو (مرد ہو یا عورت) کافر نہ ہو - فتاوی عالمگیری

ا- اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں مالدار تھا اس کے بعد جب فقیر ہو گیا تو مسلمان ہو گیا۔ تو اب اسپر حج واجب نہیں۔ (کیونکہ زمانہ کفر میں وہ مالدار تھا۔ اب تو نہیں ہے) - فتح القدیر

ب- اگر کسی شخص نے حج کیا اور پھر مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا تو اگر اب اس کو استطاعت حاصل ہو تو اسکو دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

وجہ یہ کہ اب دوبارہ اسلام میں آنے کی وجہ سے استطاعت ہونے کی وجہ سے حج اسپر واجب ہوا۔ ارتداد کی وجہ سے پہلا حج باطل ہو گیا

۲- آزاد ہو۔ غلام پر حج واجب نہیں - ہدایہ

ا- غلام پر حج واجب نہیں ہے گو وہ مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو یا ایسا غلام ہو کہ کچھ حصہ اس کا آزاد بھی ہو گیا ہو۔ بحر الرائق

ب- غلام مکہ معظمہ میں (یعنی موقع پر) موجود بھی ہو جب بھی حج اسپر واجب نہیں۔ اگرچہ اس کو مالک نے حج کرنے کی اجازت دے بھی دی ہو۔ بحر الرائق

وجہ۔ یہ کہ وہ زاد راحلہ کا خود مالک نہیں اور خود حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

ج- رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ أَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ عَشْرَ حِجَجٍ۔ ثُمَّ أُعْتِقَ فَعَلَيْهِ حَجَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ عَشْرَ حِجَجٍ ثُمَّ بَلَغَ فَعَلَيْهِ حَجَّةُ الْإِسْلَامِ۔ یعنے غلام اگر دس حج کرے پھر آزاد کیا جائے تو حج فرض اسپر لازم ہے۔ اور اسی طرح نابالغ لڑکا اگر دس حج کرے اور اس کے بعد بالغ ہو تو حج فرض اسپر لازم ہے - ہدایہ و عینی شرح کنز

د- اگر غلام احرام باندھے اور پھر آزاد ہو جائے اور مناسک حج پورے کرے تو اس سے فرض حج ادا نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر وقوف عرفات سے پہلے تجدید احرام کرے اور فرضی حج کی نیت کرے تب بھی فرض حج ادا نہ ہوگا۔ وجہ یہ کہ وہ صرف غلامی سے آزاد ہوا ہے لیکن اور شرائط حج تو ابھی پوری نہیں ہیں۔ فتاوی قاضی خاں و عینی شرح کنز

ہ- غلام یا لونڈی اگر نفلی حج کے واسطے احرام باندھ لیں تو اکثر ائمہ کے نزدیک ان حالتوں میں احرام کھلوا سکتا ہے - دیکھو فقرہ ۱۵۰

س- اگر غلام یا لونڈی مالک کے حکم سے احرام باندھے پھر مالک ان کو فروخت کرے تو یہ بیع جائز ہے۔ اور خریدار کو یہ اختیار ہے کہ ان کو

حج سے روک لے اور احرام اتروادے ۔ شرح طحاوی باب الفدیہ

۳۔ صحیح العقل ہو۔ خارج العقل یا مجنوں پر حج واجب نہیں ۔ فتاویٰ قاضی خاں

ا۔ خفیف العقل آدمی کے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک کم عقل کو حج کرنا واجب ہے ۔ بعض کے نزدیک واجب نہیں بحرالرائق

ب۔ وقوف عرفات سے پہلے اگر مجنوں کو افاقہ ہو تو از سر نو احرام باندھ کر حج کرے ۔ عالمگیری

۴۔ بالغ ہونا بالغ پر واجب نہیں ۔ فتاویٰ قاضی خاں

ا۔ حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لڑکا حج کرے اور پھر بالغ ہو وے تو اسپر دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے اور پھر آزاد ہو تو پھر اسپر دوسرا حج ہے ۔

دلیل حج ایک عبادت ہے اور نابالغ پر عبادت نہیں ۔ لہٰذا جب بالغ ہو جب اسپر عبادت فرض ہوتی ہے ۔ ہدایہ

ب۔ اگر نابالغ احرام باندھنے کے بعد بالغ ہو جائے اور حج ادا کرے تو فرض حج اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا ۔ کیونکہ اس نے حج کا احرام نفل حج کے ادا کرنے کو باندھا تھا اس سے فرض حج ادا نہیں ہو سکتا ۔ اسی طرح اگر غلام احرام باندھنے کے بعد آزاد ہو جائے تو اس کے واسطے بھی یہی حکم ہے ۔ فرق دونوں میں اتنا ہے کہ اگر یہ بالغ وقوف عرفات سے پہلے دوبارہ احرام باندھ کر حج کرے تو اس کا فرض حج ادا ہو جائیگا ۔ بالاجماع بمقابلہ آزاد شدہ غلام کہ اس کا حج فرض اس طرح بھی ادا نہ ہوگا ۔ ہدایہ ۔ درمختار

دلیل ۔ لڑکا جو نفل حج کر رہا تھا اسپر اس حج کا پورا کرنا واجب نہ تھا کیونکہ نابالغ پر کوئی عبادت نہیں ہے لیکن اگر غلام نفل حج ادا کر رہا تھا تو اس کو اس کا پورا کرنا ضروری تھا ۔ لہٰذا غلام کو لازم ہے کہ اس حج کو اختتام تک پہنچائے ۔ ہدایہ شرح طحاوی ۔ عینی شرح کنز و درمختار

ج اگر لڑکے نے بلوغ سے پہلے حج کیا تو اس کا فرض حج اس سے ادا نہ ہوگا ۔ فتاویٰ عالمگیری

د۔ اگر نابالغ بغیر احرام میقات سے گذر کر مکہ شریف پہنچ گیا اور وہاں بالغ ہوا اور وہاں احرام باندھا تو حج فرض اس سے ادا ہو جائیگا اور میقات سے بغیر احرام تجاوز کرنے پر اس کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی ۔ فتاویٰ قاضی خاں ۔ دیکھو فقرہ ۲۷

۵۔ تندرست ہو بیمار پر معاف ہے ۔ ہدایہ

تشریح وجہ یہ کہ بیماری کی حالت میں انسان تکلیف شرعی برداشت نہیں کر سکتا ۔ ہدایہ

ا۔ اپاہج تندرست کے معنوں میں ہے نزد امام اعظم برخلاف امام محمدؒ ۔ ہدایہ

ب۔ اپاہج (یعنے جس کی ٹانگیں رہ جائیں) کو ساتھی لجائے پر امام اعظم کے نزدیک حج واجب ہے ۔ کیونکہ بوجہ ساتھی کے وہ ایسا ہو گیا جیسا کہ وہ سواری پر قادر ہے ۔ لیکن امام محمد کے نزدیک اسپر حج درست نہیں کیونکہ وہ بذات خود حج کرنے پر قادر نہیں برخلاف نابینا کے اگر اسکو رہبر لجائے تو وہ حج کر سکتا ہے ۔ تو نابینا تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص راستہ بھول گیا اور اس کو کسی دوسرے آدمی نے راستہ پر لگا دیا ۔ ہدایہ

ج۔ لنگڑے اور اپاہج اور مفلوج اور اس شخص پر جسکے پاؤں کٹے ہوئے ہوں حج واجب نہیں ہے نہ خود اسپر نہ اسکے سرپرست پر نزد امام اعظم یعنی یہ بھی ضرور نہیں کہ وہ اپنے سرمایہ سے اپنے بدلہ کسی اور سے حج کرا دے ۔ لیکن صاحبین کے نزدیک اسپر حج واجب ہے (دیکھو فقرہ ۷) اور نہ ایسے شخص پر حالت بیماری میں اپنی جانب سے حج کرانے کی وصیت لازم ہے (دیکھو فقرہ ۷) اسی طرح بڈھے آدمی اور مریض پر جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں حج واجب نہیں ہے فتح القدیر ۔ کنز ۔

تشریح ۔ فرع ج میں جو کچھ ہدایہ مطابق مذہب امام ابوحنیفہؒ ہے اور صاحبین سے بھی یہی روایت ہے لیکن ظاہر روایت صاحبین سے یہ ہے کہ ان اشخاص پر حج واجب ہے ۔ چنانچہ اگر اپنی جانب سے وہ کسی اور سے حج کرا دیں تو جبتک ان کا عذر باقی ہے تب تک کافی ہے اور جب عذر جاتا رہے تو ان کو بذات خود اس حج کو دوبارہ کرنا چاہئے ۔ چنانچہ محقق ابن الہمام نے فتح القدیر میں اسی کی طرف رجوع کیا ہے ۔ (دیکھو باب چہارم فصل اول)

د ۔ اگر حج کو جانے کے بعد موقع پر بیمار ہو جائے تو اس کے متعلق دیکھو نقرہ ۱۴۲ سے ۱۴۴ تک

۶۔ دونوں آنکھیں موجود ہوں۔ نابینا پر معاف ہے۔ ہدایہ

تشریح۔ اگر نابینا کو ساتھی بھی مل جائے اور زاد اور راحلہ کا بھی مالک ہو۔ تب بھی اسپر حج واجب نہیں نزد امام اعظمؒ لیکن صاحبین کے نزدیک بموجب ایک روایت کے واجب ہے اور بموجب دوسری روایت کے واجب نہیں۔ امام اعظم فرماتے ہیں۔ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى الْحَجُّ وَلَا الْجُمُعَةُ وَلَا الْجَمَاعَةُ وَإِنْ كَانَ لَهُ الْفُ قَائِدٍ وَعَشَرَةُ الْافِ دِرْهَمٍ (یعنی نابینا پر حج اور جمعہ اور جماعت نہیں اگرچہ ایک ہزار رہبر اور دس ہزار درہم ہوں)۔ عیون المسائل

ا۔ اگر نابینا اپنے خرچ سے حج کرائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب نہیں۔ صاحبین کے نزدیک واجب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

ب ۔ اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرانے کے متعلق دیکھو نقرہ ۱۲۷ سے ۱۳۸ تک

۷۔ مالدار ہو۔ یعنی اس قدر استطاعت رکھتا ہو کہ زاد و راحلہ کا متحمل ہو سکے۔ ہدایہ

ا۔ روایت کی حاکم نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے اللہ کے قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ (یعنے حج ہے لوگوں پر اللہ کے واسطے جو طاقت سبیل کی رکھتا ہو) کہا گیا یا رسول اللہ کیا چیز ہے سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری۔ یہ حدیث مرسلاً بھی آئی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سبیل زاد و راحلہ ہے۔ اس حدیث کو حضرت عائشہ۔ ابن عمر۔ ابن عباس وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

تشریح (۱) زاد سے مطلب اپنا خرچ خوراک جس کی اس کو عادت ہو۔ راحلہ سے مطلب خود اپنی سواری یا سواری کے واسطے خرچ

تشریح (۲) توشہ اور سواری کے مالک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسکے پاس اپنی ضروریات یعنی اپنے رہنے کے مکان اور لباس اور نوکر چاکر اور گھر کے اسباب اور قرض کے سوا اس قدر سرمایہ ہو کہ سواری پر نہ پیدل مکہ کو جا دے اور اپنے اہل و عیال اور مرمت مکان وغیرہ کے واسطے اتنا خرچ چھوڑ سکے کہ اس کی واپسی تک کے واسطے کافی ہو۔ محیط سرخسی

تشریح (۳) حج اُس شخص پر فرض ہے جسکے پاس اتنا سرمایہ ہو کہ حج کو سواری پر جا سکے اور واپس آسکے یا جب مکہ شریف تین دن سے کم فاصلہ پر ہو تو پیدل جا سکے اور واپس آسکے۔ اور یہ سرمایہ اِن ضروریات کے علاوہ ہو۔

(۱) رہنے کا مکان
(۲) پہننے کے کپڑے
(۳) اسباب خانہ داری
(۴) نوکر چاکر
(۵) دیگر خاص سامان ضروریات
(۶) قرض
(۷) اہل و عیال کا خرچ اپنی واپسی تک کا

چنانچہ اگر صرف رہنے کا مکان۔ خدمت کا غلام۔ پہننے کے کپڑے اور ضروری اسباب ہو تو اسپر حج واجب نہیں۔ عالمگیری۔ اور اگر کسی کے پاس رہنے کا مکان اور اور اشیاء نہوں مگر مطلوبہ مقدار کو کہ حج کر سکتا ہے اور رہنے کا مکان اور ملازم اور نفقہ کا انتظام کر سکتا ہو تو اسپر حج واجب ہے اگر اسکو حج کے سوا کسی اور کام میں خرچ کریگا تو گناہگار ہوگا فتاویٰ عالمگیری

تشریح

مال سے مراد۔ مال سے مطلب وہ مال ہے۔ جو اس کی اپنی جائز کمائی کا ہو۔ اور اُسکی اپنی ملکیت ہو۔ اگر کسی نے احساناً دیدیا۔

یا ایسا مال ہے جسکو بغیر احسان کے کام میں لاسکتا ہے تو یہ مال اس کی ملکیت نہیں سمجھا جائیگا۔ اگر کسی کے پاس مال حلال نہو تو چاہئے کہ قرض لیکر حج کرے اور اپنے مال سے قرض ادا کرے ۔ فتاویٰ قاضی خاں

(۱) اگر کوئی شخص کسی مال پر ناحق کر لینے یا مباح ہونے کی وجہ سے مالک ہو تو اسپر حج واجب نہیں چاہے وہ ماں باپ کا مال ہو یا اجنبی لوگوں کا۔ فتاویٰ عالمگیری

(۲) اگر کسی نے حج کرنے کے واسطے مال دیا (بطور احسان خواہ ماں باپ کا ہو جنکے دینے کا احسان نہیں یا غیر کا ہو جنکا احسان ہوتا ہے) تو اس کا قبول کرنا جائز نہیں ۔ فتح القدیر شرح ہدایہ

(۳) فقیر اگر پیدل چلکر حج کرے اور پھر مالدار ہو جائے تو دوبارہ اسپر حج واجب نہوگا۔ فتاویٰ قاضی خاں

تشریح۔ ناجائز طور پر حج کئے ہوئے مال سے حج نہیں ہوتا۔ استطاع بن العابدین روایت کرتے ہیں کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی حج کرتا ہے مال غیر حلال سے اور لبیک کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ وَحَجُّکَ مَرْدُوْدٌ عَلَیْکَ۔ یعنی لبیک پکارنا تیرا ہم قبول نہیں کرتے اور یہ تیرا حج بھی کو مبارک ہے۔

سواری پیدل۔ سواری سے مطلب ایسی سواری ہے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کے پاس ایسی اونٹنی ہے کہ وہ اسپر سفر کر سکتا ہے۔ تو اس پر حج واجب ہے۔ اگر زیادہ مالدار ہے تو حج اسپر اس وقت واجب ہوگا جب وہ ایک طرف کا محمل کرایہ پر لے سکے۔ فتاویٰ عالمگیری

اگر کوئی شخص اونٹ پر اس طرح قادر ہو کہ دوسرے کے ساتھ باری باری سے سوار ہو۔ یعنی تھوڑی دور ایک سوار ہو۔ اور تھوڑی دور دوسرا تو اس سے حج کی استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔ یا اتنا مال ہے کہ ایک منزل اونٹ پر چلتا ہے۔ اور ایک منزل پیدل۔ تو حج کی استطاعت ثابت ہوتی ہے ۔ فتاویٰ قاضی خاں

اہل مکہ اور اسکے گرد و نواح کے لوگوں کو اپنی یا کرایہ کی سواری کی ضرورت نہیں۔ اگر ان کے گھر سے مکہ تین دن سے کم فاصلہ پہ ہے تو ان پر حج واجب ہوگا۔ بشرطیکہ وہ پیدل چل سکتے ہوں۔ (مگر اس قدر خروج ضروری ہونا چاہئے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو اپنی واپسی تک کے واسطے دے سکیں) سراج الوہاج + سوار ہو کر حج کو جانا افضل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ہاں اگر مکہ قریب ہے تو پیدل جانا افضل ہے اور دور ہو تو سواری پر جانا افضل ہے۔ عالمگیری۔ گدھے پر سوار ہو کر حج کو جانا مکروہ ہے۔ اونٹنی پر سوار ہو کر جانا مکروہ نہیں ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں + فقیر اگر پیدل چلکر حج کرے اور پھر مالدار ہو جائے تو دوبارہ اسپر حج واجب نہوگا۔ فتح القدیر

نکاح و حج۔ اگر حج کے لائق سرمایہ ہے اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے تو حج کو کہ حج فرض ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح

(۱) **رہنے کا مکان**۔ اگر کسی کے پاس ایسا گھر ہے جس میں وہ نہیں رہتا۔ اور ایسا غلام ہے جس سے خدمت نہیں لیتا تو اُن کو بیچ کر حج کرنا اسپر واجب ہے + عالمگیری ۔ یہ واجب نہیں کہ رہنے کے مکان کو بیچکر حج کرلے اور آئندہ کرائے کے مکان میں رہا کرے۔ بحر الرائق + اگر کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس میں سے تھوڑا سا اس کے رہنے کے واسطے کافی ہے تو اس کو حج کے واسطے اس زیادہ کا بیچنا لازم نہیں۔ عالمگیری + اگر کسی کے پاس رہنے کا مکان ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ اسکو بیچکر اس کی قیمت میں ایک چھوٹا مکان ہی لے لے اور حج بھی کرلے تو یہ لازم نہیں۔ فتویٰ عالمگیری

(۲) **پہننے کے کپڑے**۔ اگر کسی کے پاس ایسے کپڑے ہوں کہ ان کا استعمال نہیں کرتا اور ان کو بیچ کر اُس کی قیمت میں حج کر سکتا ہے تو اسپر ان کو بیچکر حج کرنا واجب ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

(۳) **اسباب خانہ داری**۔ یعنی ضروری اسباب۔

(۴) **نوکر چاکر**۔ یعنی خدمتی غلام و نوکر۔

(۵) دیگر خاص سامان ضروری - ۱- فقہ کی کتابیں - اگر کسی شخص کے پاس فقہ کی کتابیں ہوں اور وہ شخص فقیہ ہو اور انکے استعمال کی اسکو ضرورت ہو تو ان کو فروخت کرکے حج کرنا واجب نہیں - اگر وہ جاہل ہے تو انکو فروخت کرکے حج کو جانا اسپر واجب ہے - قاضیخان

ب - مال تجارت - اگر کوئی شخص تاجر ہو اور تجارت پر ہی اُس کی گذر ہو تو اگر اُسکے پاس اتنا سرمایہ ہو جائے کہ حج کے جانے آنے میں زاد اور راحلہ کا خرچ اور جانیکے وقت سے واپسی تک کا اہل وعیال کا خرچ دیکر اُصل مال تجارت کا باقی رہے تو اسپر حج واجب ہے گا ورنہ نہیں ہوگا

ج - آلات پیشہ وری - اگر کوئی شخص پیشہ ور ہے تو حج کے واجب ہونیکے واسطے یہ شرط ہے کہ اس قدر مال کا مالک ہو کہ حج کو آنے جانے کا خرچ اور جانیکے وقت سے واپسی تک کا عیال کا نفقہ دیکر اُسکے پیشہ کی اوزار باقی رہیں - عالمگیری

د - مزروعہ زمین - اگر کسی شخص کے پاس اتنی مزروعہ زمین ہے کہ اگر اُس میں سے تھوڑی سی بیچ ڈالے جو اُسکے حج کو جانے اور آنے میں خرچ کو اور اسکی واپسی تک اہل وعیال کے خرچ کو کافی ہو اور باقی زمین اُسکے پاس اتنی بچے رہے جسکی آمدنی سے وہ واپس آکر اپنی گذر کرسکے تو اسپر حج فرض ہوگا - ورنہ نہیں - فتاویٰ عالمگیری

ہ - آلات زراعت - اگر کوئی شخص کھیتی کرتا ہو اور اُسکے پاس اتنا مال ہو جائے کہ اسکے حج کو جانے اور آنے کی خرچ اور اُسکے جانیکے وقت سے واپسی تک اہل وعیال کے خرچ کو کافی ہو - اور اُسکے پاس کھیتی کے آلات مثل ہل وغیرہ کے باقی رہجاویں تو اسپر حج واجب ہوگا - فتاویٰ قاضیخان

(۶) اہل وعیال سے مراد وہ لوگ ہیں جنکا نفقہ اُسکے ذمہ لازم ہے - بحرالرائق - اہل وعیال کے نفقہ کا خرچ اس طرح حساب میں لگایا جائیگا کہ ہونہ زیادہ اور اُسکے واپس آنے کے بعد کا خرچ شمار نہیں کیا جائیگا - فتاویٰ عالمگیری

II - شرائط قسم دوم

یعنی وہ شرطیں جنکے موجود ہونے پر حج کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے انکو شرائط ادا کہتے ہیں

۸- راستہ میں امن ہو (یعنی راستہ میں کسی طرح کا خطرہ نہ ہو) - ہدایہ

ا - راستہ میں خطرہ بہت نہو یعنی امن غالب ہو - اگر راستہ میں امن بھی ہو اور خطرہ بھی تو امن بہت ہو اور خطرہ تھوڑا سا - ہدایہ - کفایہ

ب - متفق میں لکھا ہے کہ حج مردوں اور عورتوں پر واجب ہے جبکہ وہ عاقل اور بالغ اور آزاد اور تندرست ہوں اور ساتھ ہی اس بھی ہو - اگر امن راہ نہو اور زاد وراحلہ موجود ہو تو حج واجب نہوگا - چنانچہ اس طرح آیا ہے اَلْحَجُّ وَاجِبٌ عَلَى أَهْلِ الْمُسْتَطِيعِينَ مِنَ الْكَبَائِرِ وَهُوَ عَلَى الْأُنْثَى وَالذَّكَرِ لَوْ أَمْنُ الطَّرِيقِ فِي الْمُرُورِ یعنی حج فرض ہے آزاد عورتوں پر جنکو استطاعت ہو اور بالغ ہوں مردوں پر - بلکہ عورتوں پر بھی اگر جانے کے واسطے راستہ پر امن ہو)

ج - فتاویٰ ظہیری میں لکھا ہے - لَوْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَكَّةَ بَحْرٌ أَوْ هُوَ خَوْفُ الطَّرِيقِ لَا يَجِبُ الْحَجُّ عَلَيْهِ یعنی اگر اسکے اور مکہ کے درمیان دریا ہو تو وہ مانند خوف راہ کے ہے تو حج اسپر واجب نہیں - فتاویٰ ظہیریہ

تشریح (۱) سمندر غدر ہے خوف راہ کے واسطے اور دجلہ اور فرات نہریں ہیں نہ کہ سمندر کہ خوف راہ کے واسطے مانع ہوں اور اسی طرح جیحوں وسیحوں بھی نہریں ہیں اور امن راہ کے مانع نہیں ہیں - فتاویٰ قاضی خاں وجامع صغیر خانی

۹- دارالاسلام میں سکونت رکھتا ہو - فتاویٰ عالمگیری

ا - جو شخص دارالاسلام میں موجود ہے اس کی نسبت یہ سمجھا جائیگا کہ وہ حج کی فرضیت کو جانتا ہے - خواہ وہ حج کی فرضیت جانتا ہو یا نہ جانتا ہو - اور اس نے حالت اسلام میں پرورش پائی ہو یا نہ پائی ہو - فتاویٰ عالمگیری

ب - اگر کوئی مسلمان دارالحرب میں ہے - اسکو اگر دو مرد اور دو عورتیں حج کی فرضیت کے متعلق بتائیں تو اس پر حج واجب ہوگا - یہ مرد یا عورتیں ظاہر امعقول اور آزاد ہوں لیکن صاحبین کے نزدیک ضروری نہیں کہ یہ خبر دینے والے معقول اور بالغ اور آزاد ہوں - فتاویٰ عالمگیری

۱۰- اگر عورت ہے تو خاوند یا محرم ہمراہ ہو یا صالحہ عورتیں ہمراہ ہوں - نزد امام شافعیؒ جبکہ مکہ شریف تین روز یا زیادہ کی مسافت پر ہو - ہدایہ

کلا ۔ اگر مکہ شریف تین روز سے کم کی مسافت پر ہو تو کسی کی ہمراہی کی ضرورت نہیں اور عورت کو بغیر محرم کے حج کے واسطے چلا جانا چاہئے کیونکہ اس قدر مسافت اسکو بغیر محرم کے طے کرنی جائز ہے ۔ ہدایہ

ا ۔ امام شافعی کے نزدیک اگر کوئی عورت کسی قافلہ میں صالحہ عورتوں کے ساتھ حج کو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن امام اعظمؒ اسکو جائز نہیں رکھتے ۔ ہدایہ ۔ کفایہ

دلائل ۔ امام شافعی کے نزدیک صالحہ عورتوں کے ہمراہ جانے سے فتنہ و فساد کا خوف نہ ہوگا ۔ لیکن امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ اَنْ تُسَافِرَ اِلَّا وَمَعَھَا مَحْرَمٌ (عورت حج نہ کرے کوئی عورت مگر کہ اسکے ساتھ محرم ہو) دوسرے یہ بھی بات ہے کہ بغیر محرم کے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے اور عورتوں کے ہمراہی سے یہ اندیشہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے منع ہے کہ کوئی عورت اجنبی عورت کے ساتھ رہے ۔ ہدایہ ۔ کفایہ

ب ۔ اگر محرم اس کے تو نزدیک امام اعظم کے خاوند اپنی بیوی کو فرض حج کے واسطے جانے سے روک نہیں سکتا لیکن امام شافعی کے نزدیک روک سکتا ہے کیونکہ خاوند کی حق تلفی ہوتی ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک صرف نفلی حج کے واسطے جانے سے روک سکتا ہے نذر کے واسطے اس واسطے کہ خاوند کی حق تلفی بمقابلہ فرائض کے حقیقت نہیں رکھتی ۔ ہدایہ ۔ کفایہ

ج ۔ حج کو جانے کی غرض سے نکاح کرنا واجب نہیں ۔ فتاویٰ قاضی خاں

احادیث ۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ سفر کرے عورت دو دن بھی مگر کہ اسکے ہمراہ اس کا خاوند ہو یا کوئی محرم ہو ۔ ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ نہیں حلال ہے جو ایمان لائی ہے واسطے اللہ کے اور دن قیامت پر یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے ۔ اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ تین میل بھی بغیر محرم کے سفر نہ کرے ۔

عورات ۔ عورت کے مطلب بالغ عورت ہے ۔ لیکن اگر کوئی لڑکی بالغ نہ ہوئی ہو مگر جسمانی لحاظ سے ایسی معلوم ہوتی ہو تو وہ بھی بغیر محرم سفر نہیں کر سکتی ۔ عورت جوان ہو یا بڑی سیان کے واسطے ایک ہی حکم ہے ۔ محیط ۔ کفایہ ۔

محرم ۔ (۱) محرم وہ شخص ہے جسکے ساتھ اس عورت کا نکاح حرام ہے ۔ جیسے بوجہ رشتہ یا دودھ کی شرکت یا تعلق دامادی کے ۔ فتاویٰ عالمگیری (دیکھو کتاب النکاح فصل ۳) (۲) محرم فاسق ۔ یا مجوسی ۔ یا نابالغ یا مجنوں نہو ۔ کیونکہ مجوسی کے مذہب میں تو محرم سے نکاح درست ہے ۔ اور باقیوں پر عورت کی حفاظت کا پورا اطمینان نہیں ہو سکتا ۔ ہدایہ ۔ عینی شرح کنز ۔ (۳) محرم امین ہو ۔ عاقل ہو ۔ بالغ ہو (جو قریب بلوغ ہو وہ بالغ ہے) آزاد ہو یا غلام کافر ہو یا مسلمان ۔ فتاویٰ قاضی خاں ۔ کفایہ ۔ عالمگیری (۴) عورت کا غلام محرم نہیں ہے ۔ جوہرۃ النیرہ (۵) جس لڑکے کو ابھی احتلام نہیں ہوتا ۔ اور جس مجنوں کا ابھی جنون نہیں گیا ۔ وہ ہمراہی کے واسطے محرم نہیں ہو سکتے ۔ محیط سرخسی ۔

(۱) محرم فاسق ملنے کی صورت میں عورت کو حج کرنا واجب نہیں ۔ ہدایہ و کفایہ ۔ وجہ یہ ہے کہ وہ فاسق اپنے اشتغال کی وجہ سے عورت کی پوری حفاظت نہیں کر سکتا ۔ (۲) محرم کا نفقہ یعنی خرچ خوراک وغیرہ سب اسی عورت کے ذمہ ہے کیونکہ یہ عورت اسی کی مدد سے حج کو جا رہی ہے ۔ نزد علماء حنفیہ عورت کو اپنے مال میں سے محرم کو بھی سواری اور خوراک دینی واجب ہے ۔ تاکہ وہ بھی اسکے ساتھ حج کرے ۔ تشریح ۔ فتاویٰ ابی حفص میں لکھا ہے کہ محرم اپنے خرچ سے حج کرے اور عورت اپنے خرچ سے کرے ۔ چنانچہ اگر ایسا محرم نہ ملے کہ وہ اپنا خرچ کر سکے تو عورت پر حج فرض نہیں ہے ۔ اور ایسی ہی روایت امام محمدؒ سے بھی ہے ۔ کما ذکرہ فی الکفایہ ۔

خاوند و بیوی ۔ (۱) اگر خاوند نے بیوی کو حج کی اجازت دیدی تو اگر اس نے حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھا تو خاوند احرام کھلوا سکتا ہے لیکن اگر حج کے مہینوں میں باندھا ہے تو نہیں کھلوا سکتا ۔ ہاں حج کے مہینوں سے پہلے اس وقت احرام باندھ سکتی ہے ۔ اور خاوند نہیں کھلوا سکتا جبکہ وہ اتنی دور رہتی ہو کہ وہاں کے لوگ حج کرنے والے حج سے پہلے ہی جا سکتے ہوں ۔ اور پھر بھی اگر وہ چار روز روانگی سے پہلے باندھا تب بھی نہیں کھلوا سکتا ۔ عالمگیری (۲) اگر خاوند نے بیوی کو حج کی اجازت نہ دی اور اس نے احرام باندھ لیا تو خاوند کو اختیار ہے اسکو بغیر ہدی کے احرام سے باہر کر دی (احرام سے باہر اس طرح کرے کہ کوئی فعل ممنوعات احرام اس کے ساتھ کرے مثلاً اسکے ناخن کاٹے) اب اسپر ایک تو احصار کی ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ میں ایک حج اور عمرہ اسکے

بدلکر نا ہوگا ۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۱۔ اگر عورت کے توعدت میں نہو۔ یہ عدت خاوند کے مرجانیکی وجہ سے ہو یا طلاق بائن یا طلاق رجعی کی وجہ سے ہو۔ شرح طحاوی

ا۔ اگر راستہ میں خاوند نے طلاق رجعی دی تو عورت کو چاہئے کہ اپنے خاوند سے جدا نہو۔ اور خاوند کے واسطے افضل یہ ہے کہ رجعت کرلے۔ اور اگر طلاق بائن دی ہے تو اس کا خاوند اسکے واسطے اجنبی کے حکم میں ہے۔ سراج الوہاج

ب۔ اگر عدت حج کے راستہ میں کسی شہر میں واقع ہو تو عورت کو چاہئے کہ وہاں سے آگے نہ جائے اگر مکہ وہاں سے تین دن کی مسافت پر ہو یا زیادہ پر۔ فتاویٰ قاضی خاں ـــــ ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ خاوند یا محرم کے بغیر عورت تین روز سے کم مسافت طے کرسکتی ہے۔

۱۲۔ امور ذیل مانع نہوں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ بیٹا حج کو نہیں جاسکتا اگر باپ (یا اگر وہ نہوں تو دادا وادی) اس کی خدمت کے محتاج ہوں۔ فتاویٰ قاضی خاں (مقطعات)

ا۔ ہاں اگر باپ کے ہلاک ہوجانیکا خوف نہو تو حج کے واسطے نکلنے میں مضائقہ نہیں۔ سیر الکبیر

ب۔ بیوی اور اولاد اور دیگر اہل وعیال جن کا نفقہ اسپر لازم ہے اگر اسکے حج کے جانے سے ناراض ہوں اور ان کے ہلاک ہونیکا خوف نہیں ہے تو حج کو جانے میں مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ مگر وہ لوگ جن کا نفقہ اسپر نہیں ہے۔ اگر وہ اسکے حج کو جانے سے ناراض ہوں اور ان کی ہلاکت کا خوف بھی ہو تب حج کے واسطے نکلنے میں مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ج۔ اگر لڑکا خوبصورت ہے اور حج کو جانا چاہتا ہے تو باپ کو اختیار ہے کہ ڈاڑھی نکلنے تک اسکو حج کو جانے سے منع کرے[۹۱]

د۔ اگر قرضدار ہے تو حج اور جہاد کو جانا مکروہ ہے جبکہ اس کے پاس اس قدر مال نہو کہ اپنے قرضخواہوں کو ادا کرسکے۔ ہاں اگر قرضخواہوں سے اجازت حاصل کرلے تب جاسکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ اگر کوئی ادائے قرض کے واسطے ضامن بنجائے تو اگر قرضدار کی اجازت سے ضامن بنا ہے تب تو قرضخواہ اور ضامن دونوں کی اجازت سے حج کو جائے اگر بلا اجازت قرضدار کے ضامن بنا ہے تو صرف قرضخواہ کی اجازت چاہئے۔ ضامن سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں

یاد رکھے کہ جملہ شرائط بالا کے واسطے یہ ضروری ہے کہ حج کے موقع پر موجود ہوں ورنہ حج فرض نہوگا۔

ا۔ اگر حج کے موقع سے پہلے کوئی شخص زادوراحلہ پر قادر ہوا اور اسکو اپنے ضروری کاموں میں خرچ کرڈالا تو اسپر حج لازم نہیں۔

تشریح۔ حج کے موقع سے مطلب یہ ہے کہ ایسا زمانہ ہو کہ جب اس شہر کے لوگ عام طور پر حج کے واسطے جاتے ہوں۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ اگر کوئی شخص پہلے مالدار تھا اور پھر فقیر ہوگیا تو اسپر حج فرض بطور قرض کے باقی رہیگا۔ فتح القدیر

ج۔ اگر شروع سال میں حج کے مہینوں سے پہلے کسی شخص کے پاس سواری اور خرچ خوراک ہو اور ابھی اس کے شہر کے لوگ مکہ کو نہیں جاتے تو اس کو اختیار ہے اس مال کو جہاں چاہے صرف کرے۔ اور جب وہ مال صرف کرچکے اور پھر اس شہر کے لوگ حج کے واسطے نکلیں تو اس پر حج واجب نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

د۔ جس وقت اس شہر کے لوگ حج کو جاتے ہوں اُس وقت کسی کے پاس سرمایہ موجود ہو تو اس کو حج کے سوا اور کام میں خرچ کرنا جائز نہیں اور اگر صرف کریگا تو گنا ہگار ہوگا۔ اسپر حج واجب ہے ـــ فتاویٰ عالمگیری۔

ر۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ راستہ کا امن۔ بدن کی سلامتی۔ اور عورت کے واسطے محرم کا موجود ہونا حج کے واجب ہونے کی شرائط ہیں یا ادا کی بعض فقہا کے نزدیک وجوب کی شرائط ہیں۔ اور بعض کے نزدیک ادا کی۔ مگر زیادہ رجحان اس طرف ہے کہ

---

[۹۱] یہ حج اور عمرہ اسکے ذمہ جاتا رہیگا جبکہ خاوند نے پھر اجازت دیدی اور اس نے اسی سال حج کرلیا۔ مگر احرام توڑنے کی قربانی ضرور دینی ہوگی۔ ہاں اگر دوسرے سال حج کیا تو ضرور قضا کا حج اور عمرہ دینا ہوگا۔ شرح طحاوی [۹۲] یہ فتاویٰ ابو اللیث میں لکھا ہے

یہ شرائط ادا ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی حج کرنے سے پہلے مرجائے تو صورت اول میں اس کو اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرنی لازم نہیں ہاں صورت دوم میں ضرور لازم ہے۔ ہدایہ و فتاوی عالمگیری۔

۶۔ حج فرض ہونے پر کب کرنا چاہئے اور کتنی مرتبہ

۱۔ جس پر حج فرض ہوجائے اسکو فوراً اسی سال کرنا چاہئے ۔ ہدایہ و عینی شرح کنز و کفایہ

ا۔ سنن ابوداؤد میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَعْجَلْ جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے اس کو جلدی کرنی چاہئے۔ یعنی جس سال فرض ہوا ہے اسی سال ادا کرے۔

ب۔ امام ابو یوسفؒ و امام اعظمؒ کے نزدیک جب حج کے شرائط پورے ہوں اسی سال حج کرنا چاہئے۔ دوسرے سال پر ملتوی نہ کرنا چاہئے۔ ہدایہ و کفایہ و عینی شرح کنز۔

دلیل۔ چونکہ حج کی ادائیگی کا سال میں ایک خاص وقت ہے اور موت انسان کے ساتھ ہے۔ ممکن ہے کہ حج کو دوسرے سال پر ملتوی کرنے سے حج سے پیشتر موت آجائے اور حج نہ کرسکے۔ اس واسطے بہتر ہے کہ شرائط پوری ہونے پر فوراً اسی سال حج کرلے۔ اس پر بہت علماء کا اتفاق ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ مبسوط میں بھی یہی لکھا ہے۔

ج۔ اگر حج فرض ہوتے ہی اسی سال کرسکتا ہے۔ تو دوسرے سال پر ملتوی کرنا جائز نہیں۔ فتاوی عالمگیری

د۔ اگر سال آیندہ پر حج کو ملتوی کیا۔ اور سال آیندہ میں حج ادا کیا تو ادا واقع ہوگا۔ بحر الرائق

ر۔ جس پر حج واجب ہوا اور وہ فوراً حج نہ کرے تو وہ فاسق ہے اور اسکی گواہی نہ سنی جائے گی۔ اور اگر آخر عمر میں حج کرلیا تو گناہ اس کے ذمہ باقی نہیں رہیگا۔ اور اگر بغیر حج کئے مرگیا تو ملا اجماع گنہگار ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ جس پر حج فرض ہوجائے اس کو امام محمدؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک دیر کرنے میں کچھ حرج نہیں ۔ ہدایہ۔ کفایہ عینی شرح کنز

دلیل۔ (۱) حج تمام عمر میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے تو گویا تمام عمر کے وقت میں کسی وقت حج کرلے جیسے کہ نماز کے تمام وقت میں کسی وقت پڑھ لے۔ یہ ضرور نہیں کہ اول ہی وقت پڑھے یا آخر ہی وقت پڑھے لہٰذا حج میں دیر کرنیکا کچھ حرج نہیں۔ ہدایہ

دلیل (۲) ہجرت سے چھٹے سال حج کے متعلق احکام الٰہی جاری ہوئے تھے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں سال میں حج کیا ہے۔ لہٰذا دیر میں کچھ حرج نہیں۔ ہدایہ و کفایہ و عینی شرح کنز

دلیل کا جواب۔ ہجرت کے چھٹے سال یہ آیت نازل ہوئی تھی وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ اس سے یہ مطلب نہ تھا کہ حج فرض کیا گیا ہذا جو آیت کہ فرضیت حج کے متعلق نازل ہوئی تھی یعنی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ وہ دسویں ہی سال نازل ہوئی تھی اور جب ہی آپ نے حج کیا۔ ہدایہ

خلاصہ۔ غرض خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی کو اپنی صحت اور سلامتی کا گمان غالب ہو تو دیر کا مضائقہ نہیں اور اگر بڑھاپے یا کسی مرض کی وجہ سے موت کا گمان غالب ہو تو بالاجماع فوراً اسی سال حج کرے۔ بہتر یہی ہے کہ حج فرض ہوتے ہی اسی سال کرے کیونکہ اگر التوا میں موت آجائے تو گنہگار ہوگا۔ کذا فی عنایہ شرح ہدایہ۔

۳۔ حج تمام عمر میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے (یعنی جبکہ شرائط پوری ہوں)۔ ہدایہ و عینی شرح کنز و کفایہ۔

ا۔ اقرع بن حابس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حج ہر سال کرنا فرض ہے یا تمام عمر میں ایک مرتبہ۔ فرمایا کہ ایک بار فرض ہے اور اس سے زیادہ نفل ہے۔

ب۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی روایت سے جو حدیث آئی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہے کہ حج ایک بار فرض ہے۔

۷۔ حج فرض ہونے پر خود ادا کرے یا بذریعہ نائب یا بذریعہ وصیت (شرائط حج اول قسم کی اور دوسری قسم کی نقرہ ۵ میں لکھی گئی ہیں)

۱۔ اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں تو حج بذات خود کرنا واجب ہے۔ (دیکھو شرائط حج نقرہ ۵)

ا۔ اگر اول قسم کی تمام شرطیں ایک مرتبہ موجود ہونیکے بعد کوئی ایک شرط کم ہو جائے تو حج اسکے ذمے ساقط نہیں ہوگا۔ کوئی مالدار ہوا اور بعد میں فقیر ہوگیا۔ تو حج اس کے ذمے سے ساقط نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بینا نابینا ہو جائے یا تندرست بیمار ہو جائے حج اسکے ذمے سے خود حج کرے یا حج ادائی کی صورت میں کسی کو نائب مقرر کرکے اس سے کرادے۔ (دیکھو فقرہ ۱۲۹)

ب۔ اگر کچھ شرطیں پہلے موجود تھیں اور کسی نے حج کیا اور بعد میں شرطیں پائی گئیں تو دوسری بار اسپر حج فرض نہیں۔ مگر لڑکے نابالغ۔ دیوانہ اور غلام اور کافر کو دوبارہ کرنا ہوگا۔

نتیجہ۔ اگر کسی غلام یا کافر نے پہلے حج کیا تھا تو اب آزاد یا مسلمان ہو کر کرنا چاہئے۔

۲۔ اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں تو حج بذات خود کرنا واجب ہے اور اگر حج نہ کیا اور موت آگئی تو اپنی طرف سے حج کرنیکے واسطے وصیت کرنی ضرور ہے۔

ا۔ اگر سخت بیمار ہے اور اپنی طرف سے حج کرنے کو کسی کو بھیجے تو جائز نہیں کیونکہ حج اسی پر فرض ہو چکا ہے۔

ب۔ حج وصیت کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۳۵ - ۱۳۶۔

۳۔ اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں اور دوسری قسم کی شرائط میں سے کوئی سی نہ موجود ہو تو اسپر حج اپنی ذات سے کرنا واجب نہیں بلکہ چاہئے کہ کسی کو نائب مقرر کرکے یہ حج کرائے۔ لیکن جو شرط موجود نہیں ہے وہ ایسی ہو کہ مرنے تک غیر موجود ہی رہے۔

ا۔ ایسے شخص پر بھی موت کے قریب اپنی طرف سے وصیت کرنی ضروری ہے۔

ب۔ بذریعہ نائب حج کرانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۷ (غایۃ ۱۳۸)۔

ج۔ قیدی یا وہ شخص جو بادشاہ سے خائف ہو کہ وہ اسکو حج کرنے سے روکتا ہو تو اسکو اپنی طرف سے حج کرانا واجب نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۸۔ حج فرض ہونے پر حج کو نکلا اور راستہ میں مرگیا

۱۔ جو شخص حج کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو اسکا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔

ا۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی حج کے ارادہ سے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے ثواب ایک حج کا قیامت تک۔ اور جو کوئی عمرے کا قصد کرکے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ثواب ایک عمرے کا قیامت تک اور کتاب درۃ الاسرار میں اس حدیث کو مرفوعاً اس طور پر لکھا ہے کہ مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو جو اس کا نائب ہو کر قیامت تک اس کی طرف سے حج کیا کرے۔

ب۔ عمدۃ الانابنی الاکن الاجا پہ میں اس طرح آیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ خَرَجَ يُرِيْدُ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ حَاجٍّ اَوْ مُعْتَمِرٍ ذَاهِبًا فَكَانَ مَضْمُوْنًا عَلَى اللّٰهِ اِنْ رَدَّهُ رَدَّهُ بِاَجْرٍ وَغَنِيْمَةٍ وَاِنْ قَبَضَ رُوْحَهُ يُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ۔ (جو نکلے اس گھر کے

ارادے سے حج یا عمرے کو نکلے - تو ذمہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ واپس بھیجے اُسکو اجر و غنیمت کے ساتھ اور اگر اُس کی رُوح قبض کرے داخل کرے اُس کو جنت میں)

۲۔ جو شخص حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلے اور مکہ کی طرف آتے یا جاتے مر جائے تو اُس کے تمام گذشتہ گناہ خدا تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔

ا۔ اُنسؓ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مر گیا کہ کرا تہیں آتے تہیں یا جاتے میں حق تعالیٰ اُس کے پہلے گناہ بخشتا ہے اور اُس کے حساب کا دفتر نہیں کھولا جائیگا اور اُس کے اعمال نہیں تولے جائیں گے اور وہ داخل ہوگا جنت میں بغیر حساب و عذاب کے۔

ب۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج یا عمرے کے ارادے سے چلا اور راستہ میں مر جائے تو قیامت کے روز اُسکا حساب نہ ہوویگا بلکہ اُس سے کہا جائیگا کہ بہشت میں چلا جا۔

۳۔ جو شخص دوران حج میں مر جائے تو امام شافعی کے نزدیک اُسکو احرام ہی کے کپڑوں میں دفن کر دیتے ہیں۔

ا۔ دیکھو فقرہ ۳۳۰

باب ۱ فصل دوم - حج کرنے کے مختلف طریق باب ۱

(یعنی عمرہ - حج - قرآن - تمتع مع مناسک)

حج کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک تو عمرہ ہی جسکو حج اصغر (یعنی چھوٹا حج) کہتے ہیں۔ اور جسکو سال میں جب اور جتنی مرتبہ چاہے کر سکتے ہیں سوائے پانچ دن کے جنکا ذکر ذیل میں ہے اور یہ عمرہ امام اعظم کے نزدیک تو سنت ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک حج کی طرح یہ بھی فرض ہے۔ اور عمرہ کیا ہی احرام باندھ کر طواف اور سعی کرنا ہے۔ دوسرا حج ہے جو خاص شرائط کیساتھ فرض ہوتا ہے (دیکھو فقرہ ۵) اور ۹ - ذی الحجہ یوم عرفہ کو عرفات پر ادا کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اسکے دوسرے روز طواف زیارت ہوتا ہے۔ تیسرا حج کے صرف دو رکن ہیں وقوف عرفات اور طواف زیارت ہے اور وہ یہ ہے کہ شوال حج ماہ ہائے حج میں ادا کئے جائیں گو اس طرح ان دونوں کو جمع کرنا صرف فاقی کیواسطے جائز ہے جو فقا تران ہے وہ یہ ہے کہ عمرہ اور حج کو ایک ہی احرام سے جمع کریں۔ وہ بھی صرف فاقی کیواسطے جائز رکھا گیا ہے جنکے جیالیس قرآن کے واسطے ضرورتیں ہیں کہ عمرہ اور حج ماہ ہائے حج میں ادا ہوں ؛ امام اعظم کے نزدیک سب سے افضل قرآن ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک مفرد ہی افضل ہے۔ اور امام مالک، امام احمد بھی (یک روایت) اسکی تائید کرتے ہیں اور امام احمد کی نزدیک (یک روایت) متمتع افضل ہے اور یہی بات کہ عمرہ اور حج اور قران اور تمتع ادا کس طرح کرے ان کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۱ - ۱۲ - ؛ فقرہ ۱۴۱ میں ہے عمرہ اور حج وغیرہ کے مناسک کے شرائط و فرائض واجبات وغیرہ ایک جگہ جمع کر دیے ہیں کہ وقت ضرورت کے جگہ جگہ ڈھونڈنے نہ پڑیں۔

۹۔ عمرہ و حج و قرآن و تمتع سے کیا مطلب ہے (دیکھو فقرہ ۱۱ و ۲۷)

ا۔ عمرہ سے مطلب خانہ کعبہ کی زیارت اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جو احرام کیساتھ ہو عالمگیری

ا۔ صرف عمرہ کرنے والے کو مفرد بالعمرہ کہتے ہیں۔

۲۔ حج سے مطلب عرفات پر وقوف کرنا اور طواف زیارت کرنا جو احرام کے ساتھ ایک وقت معین پر ہو (زبدۃ عالمگیری) اسی صرف حج کرنے والے کو مفرد بالحج کہتے ہیں۔

۳۔ قرآن عمرہ و حج کا مجموعہ ہے جو مجموعی احرام سے لگاتار ادا کیا جائے (قران کرنیوالیکو قارن کہتے ہیں)

ا قران کہتے ہیں لبیک کہنے کو عمرہ اور حج کی ایک ہی دفعہ میقات سے ۔ (شرح وقایہ)

ب۔ قارن وہ شخص ہے جو حج اور عمرہ دونوں کے احرامون کو منع کرے چاہے حج کے مہینون مین احرام باندھے یا اس سے پہلے۔ چاہے حج اور عمرہ کا احرام ساتھ باندھے یا حج کا احرام باندھکر عمرہ کا احرام اسی مین ملائے یا عمرہ کا احرام باندھکر حج کا احرام اس مین ملائے پہلی صورتین درست نہین اور گنہگار ہوگا (عالمگیری)

قران کے واسطے احرام کب باندھا جاتا ہے اور کس طرح ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۳)

۴۔ تمتع عمرہ اور حج کا مجموعہ ہے جو متفرق احرام سے بیچمیں فاصلہ دیکر ادا کیا جاتا ہے (تمتع کرنیوالیکو متمتع کہتے ہیں)

ا۔ تمتع اسے کہتے ہیں کہ احرام باندھکر عمرہ کے افعال کرنا حج کے مہینون میں اور عمرہ سے فارغ ہونیکے بعد وطن جانیسے پہلے احرام کھول کر (یا اگر قربانی ساتھ ہے تو بغیر کھولے) حج بھی کرنا ۔ حاشیہ شرح وقایہ

ب۔ تمتع اس واسطے نام رکھا گیا ہے کہ متمتع فائدہ اُٹھا سکتا ہے احرام عمرہ اور احرام حج کے درمیان اُن چیزوں سے جو احرام میں منع ہیں بخلاف قارن کے کہ وہ اگر عمرہ کے بعد کوئی جنایت کریگا تو قربانی دینی ہوگی۔ شرح وقایہ۔

ج۔ متمتع سایق الہدی ایسا ہی ہے جیسے قارن اور ہمارے خیال میں متمتع کا اطلاق معنوں کے لحاظ سے صرف غیر سائق الہدی پر ہو سکتا ہے۔ م

۱۰۔ عمرہ و حج و قران و تمتع میں سے کونسا افضل ہے

نزد امام اعظم	نزد امام شافعی (و امام مالک و امام احمد بایک روایت)	نزد امام احمد (بایک روایت)
قران	حج	تمتع
تمتع	تمتع	حج
حج	قران	قران
عمرہ	عمرہ	عمرہ

(یہ نقشہ معنی شرح کنز وغیرہ سے ترتیب کیا گیا ہے اور کچھ ہدایہ سے)

۱۔ امام اعظم کے نزدیک سب سے افضل قران ہی پھر تمتع اور پھر افراد[1] ہدایہ

ا۔ ایک روایت کے بموجب افراد افضل ہے تمتع سے ۔ ہدایہ کفایہ معنی شرح کنز

۲۔ امام شافعی کے نزدیک سب سے افضل افراد ہے پھر تمتع پھر قران ۔ ہدایہ

۳۔ امام مالک کے نزدیک سب سے افضل تمتع ہی پھر قران اور پھر افراد ۔ ہدایہ

وجوہات (اس امر کے متعلق کہ افراد و قران تمتع میں سے کونسا افضل ہے)

ا۔ افراد۔ افراد افضل ہے تمتع سے (نزد امام اعظم بایک روایت) کیونکہ متمتع ان کے نزدیک عمرہ کے ارادہ سے سفر کرکے آتا ہے کیونکہ وہ پہلے تو آتے ہی عمرہ کرتا ہے اور جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو احرام کھول ڈالتا ہے تو گویا وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے اہل مکہ۔ اب جو حج کریگا تو وہ احرام مسجد حرام سے باندھیگا تو گویا جو سفر طے کرکے وہ آیا تھا اس میں اس نے احرام عمرہ کا باندھا اور عمرہ ہی ادا کیا۔ بمقابلہ اس کے مفرد حج کی غرض سے سفر کرکے آتا ہے اور چونکہ حج فرض ہے اور عمرہ سنت تو فرض کی ادائیگی کی غرض سے سفر

[1] افراد کے معنے اکیلا حج کرنا۔

کرنا مقابلہ سنت کی ادائیگی کی غرض سے سفر کرنے سے بہتر ہے۔ لہٰذا۔ افراد تمتع سے افضل ہے — ہدایہ وکفایہ

افراد افضل ہے قران سے (نزد شافعی رح) ایک وجہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ القران (رخصۃ) یعنی قران رخصت ہے تو امام اعظم کے نزدیک رخصت سے یہ مطلب ہے کہ اجازت دی گئی ہے یعنی زمانہ جاہلیت میں کفار کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت گناہ ہے اور اس حدیث سے اہل جاہلیت کے قول کی نفی کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عمرہ کو کرنیکی اجازت بھی ماہ ہائے حج میں اگر عمرہ کو اجازت دی کہ بار بار سفر کی تکلیف سے بچنے کے لئے عمرہ اور حج ایک ہی موقع پر کرلیں ورنہ قران بھی عزیمت ہے ہدایہ۔ کفایہ۔ عینی شرح کنز۔

۲۔ قران۔ قران افضل ہے تمتع سے اور افراد سے (نزد امام اعظم رح)۔ دلیل پیش کی گئی ہے کہ طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَھْلَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ جَمِیْعًا۔ (اے اللہ محمد بلند کرواپنی آوازیں لبیک کہکر واسطے حج اور عمرہ کے ملکر) دوم قران میں دو عبادتیں جمع ہوجاتی ہیں ایک عمرہ دوسرے حج۔ پس قران ایسا ہے جیسے روزہ بھی رکھا اور اعتکاف بھی کیا۔ یا ایسا سمجھو جیسے کوئی شخص جہاد میں سرحد اسلام کی نگہبانی کرے اور ساتھ ہی نماز تہجد بھی پڑھ لیا کرے — ہدایہ وکفایہ

۳۔ تمتع۔ تمتع افضل ہے افراد سے (بموجب ظاہر روایت) کیونکہ اسمیں قرآن کی طرح دو عبادتیں جمع ہوجاتی ہیں۔ یعنی حج اور عمرہ۔ اور قران تو افضل مانا ہی گیا ہے۔ دوسری یہ بات کہ اسمیں ایک سنک بمقابلہ افراد کے زیادہ ہے۔ یعنی قربانی۔ اور یہ جو کہیں کہ متمتع تو عمرہ کے واسطے سفر طے کرکے آتا ہے اور پھر حج بھی کرلیتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ دراصل حج کی غرض سے سفر کرکے آتا ہے اور عمرہ تو اسکی ذیل میں کرلیتا ہے کیونکہ عمرہ تو حج کے تابع ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی شخص نماز جمعہ کے واسطے کوشش کرکے آئے (اور یہ کوشش نماز جمعہ کے واسطے واجب ہے) اور آتے ہی سنتیں پڑھنے لگے۔ تو اسکے یہ معنی نہیں ہوگئے کہ وہ سنتیں پڑھنے کی غرض سے کوشش کرکے آیا۔ بلکہ سنتیں نماز جمعہ کے تابع ہیں اور اسکی اصل کوشش نماز جمعہ میں شامل ہونے کی تھی۔ اسکی ذیل میں سنتیں بھی پڑھ لیں۔ ہدایہ۔ تمتع افضل ہے قرآن سے (نزد مالک رح) کیونکہ تمتع کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے جیسا کہ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ اور قرآن کا نہیں آیا امام اعظم رح اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ جیسا کہ تمتع کا ذکر قرآن میں آیا ہے قرآن کا ذکر بھی قرآن میں آیا ہے وہ یہ ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ۔ یعنی احرام باندھو دونوں کا لہٰذا قرآن افضل ہے — کفایہ عینی شرح کنز۔

۱۱۔ عمرہ اور حج اور قران اور تمتع کس طرح ادا کئے جاتے ہیں (عمرہ وحج وقران وتمتع سے کیا مطلب ہے اور انمیں کونسا افضل ہے دیکھو فقرہ ۱ و ۱۰)

۱۔ عمرہ۔ آفاقی کو چاہئے میقات سے (اور کی زمین مل سے) احرام باندھکر کعبہ کے گرد طواف کرے اور اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے اور اسکے بعد حلق یا قصر کرکے احرام کھولدے۔ ہدایہ وکفایہ

۱۔ احرام کس طرح باندھتے ہیں — دیکھو فقرہ ۲۵ الغایت ۴۰۔

۲۔ عمرہ میں طواف قدوم نہیں ہے۔ بجائے طواف قدوم کے طواف عمرہ ہے — دیکھو فقرہ ۵۱۔

۳۔ طواف عمرہ میں تلبیہ موقوف کرے شروع طواف پر۔ لیکن امام مالک کے نزدیک خانہ کعبہ پر نگاہ پڑتے ہی تلبیہ موقوف کرے۔ دیکھو فقرہ ۴۱

۴۔ عمرہ میں طواف صدر نہیں ہے۔ لیکن امام حسن رح کے نزدیک وطن جانیکے موقع پر معتمر کے ذمہ طواف صدر ہے — دیکھو فقرہ ۱۲۱

۲۔ حج۔ آفاقی کو چاہئیے میقات سے (اور کی جو کہ اسکی) احرام باندھکر خانہ کعبہ کے گرد طواف قدوم کرے اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے

۱؎ ریسی صدیث طبرانی کی ہے جسمیں ہی ہے ۲؎ جو حکم الٰہی کہ لوگوں کے عذروں پر مبنی ہے اسکو رخصت کہتے ہیں۔ اور اسکے مقابلے میں عزیمت ہے یعنی وہ حکم الٰہی جو لوگوں کے عذروں پر مبنی نہ ہو۔

اسکے بعد وقوف عرفات کرکے پھر وقوف مزدلفہ پھر رمی جمرۂ عقبہ۔ پھر حلق یا قصر پھر طواف زیارت پھر رمی جمار پھر طواف وداع (اگر غیر اہل مکہ ہے) کرے — ہدایہ وکفایہ ۱- احرام باندھنا۔ اسکے مسائل کے متعلق دیکھو فقرہ ۳۵ سے ۴۰ تک

۲- طواف قدوم غیر اہل مکہ کے واسطے نہیں ہے۔ طواف قدوم کہ تحیۃ المسجد ہی کہ میں داخل ہونے پر ادا کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے غیر اہل مکہ کے واسطے ضروری نہیں ہے۔ کفایہ دیکھو فقرہ ۵۵ —

۳- اگر طواف قدوم میں رمل کرے تو سعی صفا و مروہ بھی کرے اور اگر طواف قدوم ہی نہ کرے یا اس میں رمل نہ کرے تو طواف زیارت میں رمل کرے اور سعی بھی جب ہی کرے۔ دیکھو فقرہ ۱۵ مسئلہ ۵۔

۴- وقوف عرفات و وقوف مزدلفہ۔ رمی جمار وغیرہ کے متعلق دیکھو فقرہ ۶۰ سے ۱۳۶ تک۔

۳- تمتع - دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو میقات سے قربانی ساتھ لیکر چلے۔ دوسرا وہ جو قربانی ساتھ نہ لے۔ ہر دو قسم کے متمتع ماہائے حج میں پہلے میقات سے عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ کے تمام افعال صرف عمرہ کرنیوالے کی طرح کریگے۔ اور جسکے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ عمرہ سے فارغ ہوکر احرام کھولکر حج کے دنوں کا منتظر رہیگا اور حاجی مفرد کی طرح حج کے وقت پر تمام افعال حج کے کریگا۔ اور جو قربانی ساتھ لایا ہے وہ عمرہ کرنیکے بعد سر نہیں منڈوائیگا بلکہ عمرہ کے احرام میں ہی رہیگا اور حج کے دنوں میں تجدید احرام کے بعد حج کے افعال اسی طرح کریگا جس طرح حاجی مفرد کرتا ہے —

۱- تمتع میں پہلے عمرہ اور پھر حج کرتے ہیں۔ عمرہ کے افعال حج کے افعال سے پہلے اس وجہ سے ادا کئے جاتے ہیں کہ قرآن شریف میں آیا ہے تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ۔ یعنی عمرہ کا ذکر پہلے آیا ہے اور حج کا بعد میں۔ چنانچہ اسی طرح قرآن میں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ تمتع اور قران تقریباً ایک ہی ہیں —

۲- اگر حج کے احرام باندھنے پر ایک طواف مع سعی کرے اور سعی بھی تو اسکو لازم نہیں کہ طواف زیارت میں رمل کرے اور بعد میں سعی۔ کفایہ عالمگیری بقدوری

۳- عمرہ سے فارغ ہونے پر سر منڈوائے یا منڈوائے اگر ہدی ساتھ لایا ہو تو عمرہ کے بعد سر نہ منڈوائے۔ یہانتک کہ تجدید احرام کرلے اور اگر ہدی ساتھ نہیں لیگیا ہے تو عمرہ کے بعد احرام کھول کر مقیم رہے۔ از کفایہ۔ دیکھو فقرہ ۶۴

۴- عمرہ کے بعد حج کا منتظر رہے۔ عمرہ کے بعد احرام اتار کر (یا احرام میں) حج کا منتظر رہے۔ فتاویٰ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۶۴)

۵- حج کا احرام باندھنا۔ آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام مسجد حرام سے یا حرم میں کسی جگہ سے باندھے ہدایہ + عمرہ اور تمتع میں میقات سے احرام باندھنا شرط نہیں ہے یہانتک کہ اگر اپنے گھر سے یا کہیں اور سے احرام باندھا تو متمتع ہو جائیگا۔ فتاویٰ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۶۸)

۴- قران - میقات سے عمرہ اور حج کا احرام باندھکر پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے اور اسکے بعد اسی احرام سے حج کے افعال ادا کرے یہ قران ہے

۱- قران میں پہلے عمرہ اور پھر حج کیا جاتا ہے۔ اسکے متعلق ابھی تمتع کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ احرام کے متعلق دیکھو فقرہ ۵۱ مسئلہ ۷۔

۲- عمرہ کرنیکے بعد احرام نہ کھولے۔ عمرہ کے افعال کرنیکے بعد سر نہ منڈوائے۔ بلکہ اسی احرام سے حج کے افعال شروع کرے۔ کفایہ۔ دیکھو فقرہ ۶۴

۳- طواف عمرہ اور طواف حج ساتھ کرنے اور دو سعی کرنے۔ اگر دونوں طواف پہلے ہی سے ساتھ ملا کر کرلئے یا دونوں سعی ساتھ کرلیں تو یہ کرسکتا ہے لیکن ایسا کرنیوالا گناہگار ہوگا مگر اسکی جزا میں قربانی نہیں دینی ہوگی۔ کیونکہ طواف القدوم سنت ہے۔ از کفایہ

۴- قران کی ہدی کو عرفات میں لیجانا واجب نہیں۔ ہاں اگر قرآن کی ہدی کو عرفات میں لیجائے تو بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۵- قربانی۔ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کرے اور یہ قربانی مناسک حج سے ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۶- احرام کھولنا۔ امام اعظم کے نزدیک سر منڈانے سے احرام کھولا جاتا ہے (جیسا حج میں) نہ قربانی سے۔ از کفایہ (دیکھو فقرہ ۱۲۲)

۷- قارن سیدھا عرفات گیا۔ اگر قارن مکہ میں داخل نہ ہوا اور سیدھا عرفات چلا گیا تو دم قران اس سے ساقط ہوا کیونکہ عمرہ اس سے ترک ہوا۔ اور اسکی جزا میں قربانی دینی ہوگی۔ اور اس عمرہ کی قضا بھی واجب ہے۔ از کفایہ (دیکھو فقرہ ۷۰)

۱۲ - ہر قسم کے حج کی ادائیگی کے طریق بذریعہ نقشہ

نقشہ مناسک

حج و عمرہ و تمتع و قران کے جملہ مناسک اس نقشہ میں درج ہیں۔ اور حاجی کو چاہئے کہ حج کے وقت یہ نقشہ ساتھ رکھیں تاکہ ادائیگی مناسک میں غلطی نہ ہونے پائے۔ جن مناسک پر لکیریں کھینچ دی گئی ہیں وہ ادا نہیں کئے جائینگے

۱- مناسک کی تفصیل کے واسطے دیکھو فقرہ ۱۱
۲- عمرہ و حج اور تمتع اور قران کے متعلق مفصل احکام کے واسطے دیکھو باب سوم۔

	عمرہ	حج	تمتع (جبکہ قرانی نہ ہو)	تمتع (جبکہ قرانی ہو)	قران
۱	احرام عمرہ شرط	احرام حج شرط	احرام عمرہ شرط	احرام عمرہ شرط	احرام حج و عمرہ معاً
۲	طواف مع رمل رکن	طواف قدوم سنت	طواف مع رمل رکن	طواف مع رمل رکن	طواف مع رمل
۳	سعی واجب		سعی واجب	سعی واجب	سعی
۴	سر منڈوانا شرط		سر منڈوانا		
۵			دوبارہ احرام	تجدید احرام	
۶					طواف قدوم
۷					سعی
۸	وقوف عرفات رکن	وقوف عرفات رکن	وقوف عرفات	وقوف عرفات رکن	وقوف عرفات
۹	وقوف مزدلفہ واجب	وقوف مزدلفہ واجب	وقوف مزدلفہ	وقوف مزدلفہ واجب	وقوف مزدلفہ
۱۰	رمی جمرہ عقبہ واجب	رمی جمرہ عقبہ واجب	رمی جمرہ عقبہ	رمی جمرہ عقبہ واجب	رمی جمرہ عقبہ
۱۱	قربانی اختیاری	قربانی واجب	قربانی	قربانی واجب	قربانی
۱۲	سر منڈانا اور احرام اتارنا واجب	سر منڈانا اور احرام اتارنا واجب	سر منڈانا اور احرام اتارنا	سر منڈانا اور احرام اتارنا واجب	سر منڈانا اور احرام اتارنا
۱۳	طواف زیارت رکن	طواف زیارت رکن	طواف زیارت	طواف زیارت رکن	طواف زیارت
۱۴		سعی واجب	سعی	سعی واجب	
۱۵	رمی جمار واجب	رمی جمار واجب	رمی جمار	رمی جمار واجب	رمی جمار
۱۶	طواف الوداع واجب	طواف الوداع واجب	طواف الوداع	طواف الوداع واجب	طواف الوداع

۲- حج - طواف قدوم - امام ابوحنیفہ کے نزدیک حج کا احرام باندھ سکتا ہے یعنی اگر پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا تو اب اسوقت اس احرام کو قران کا احرام کرسکتا ہے اسکے بعد نہیں۔
۳- حج - جسنے سعی موخر کردی ہے یعنی طواف زیارت کے بعد کی ہے تو اگر وہ طواف زیارت کے ساتھ (یعنی اسی موقع پر) سعی کرے کہ فرض ہی تھا سعی ادا ہو گئی اور اگر نفل طواف زیارت کے ساتھ اضطباع اور رمل بھی کرنا ہوگا۔ اگر سعی متمتع پر کرے تو جائز ہے اور مکہ کے لوگ طواف ہی سعی متمتع پر ہی کرتے ہیں۔
متمتع - جو کہ متمتع کیلئے قربانی ہے تو اسکو سر منڈوانا یا احرام کھولنا جائز نہیں جب تک کہ طواف زیارت نہ ہو لے۔ لہذا حج کیواسطے اسکو تجدید احرام کرنا پڑیگا یعنی دوسری مغفرہ کی نیت سے احرام باندھے۔
۶- قران - دو نفلیں پڑھے کہ ہے متمتع کہ متعتہ نیابت للمقدم (یعنی احد ابن شاذ) پھر جائز ہے کہ حج کرے نفلیں طواف قدوم کرے اور اگر چاہے تو سعی بھی کرے پھر طواف و سعی متمتع کیواسطے مسنون نہیں ہے۔
۱۶- طواف الوداع - صرف غیر اہل مکہ پر واجب ہے

۱۳۔ عمرہ و حج کسکو کرنا چاہئے اور تمتع و قران کسکو (عمرہ حج و قران و تمتع کے ادا کرنیکے اوقات کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۵)

۱۔ عمرہ اور حج اہل مکہ وغیر اہل مکہ سب کے واسطے ہے۔ ازہدایہ و عالمگیری

۱۔ دیکھو فقرہ ۹ و ۱۱۔ ب۔ حج اور عمرہ علیحدہ علیحدہ سب کر سکتے ہیں چاہے حدود میقات کے اندر رہتے ہوں یا باہر۔

۲۔ تمتع اور قران صرف غیر اہل مکہ کے واسطے ہے۔ نزد علماء حنفیہ برخلاف علماء شافعی۔ ہدایہ

دلیل۔ (علماء حنفیہ) قرآن شریف میں آیا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (یہ اُن لوگوں کے واسطے ہے جنکے اہل حاضر نہیں مسجد حرام میں یعنی تمتع اور قران ان لوگوں کے واسطے جائز کیا گیا ہے جنکے اہل مکہ و نواح میں سکونت نہیں رکھتے) کیونکہ تمتع و قران اس وجہ سے مشروع کیا گیا ہے کہ ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج ادا کر سکے اور عمرہ اور حج کے واسطے علیحدہ علیحدہ سفر کرکے نہ آنا پڑے۔ اور سفر کرکے آنا آفاقی کو ہی ہوتا ہے لہٰذا اسی کے واسطے یہ کیا گیا ہے۔ ہدایہ۔

ا۔ اہل مکہ کے حکم میں میقات کے حدود کے اندر رہنے والے بھی داخل ہیں۔ اور اُنکو بھی تمتع اور قران کرنا مشروع نہیں ہے۔ ہدایہ۔ عالمگیری

ب۔ ذیل کی صورتوں میں اہل مکہ متمتع ہو سکتا ہے اور نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی کوفہ جائے اور وہاں سے واپسی پر

۱۔ تمتع کرے تو اسکو اجازت ہے کیونکہ وہ بمنزلہ آفاقی کے ہو گیا اور آفاقی کی ہی طرح میقات سے احرام باندھے گا۔ ہدایہ

۲۔ تمتع کے واسطے عمرہ کرے اور قربانی ہانک کر لے چلے اور احرام کھولنے پر وطن جائے تو متمتع نہیں ہے۔ ہدایہ

۳۔ " " نہ لے چلے " " " ۔ ہدایہ[۵۱]

۴۔ عمرہ کرکے حج کے مہینوں سے پہلے اور احرام اُتار دے پھر مکہ میں مقیم ہو جائے پھر ایک عمرہ اور حج کرے اسی حج میں تو متمتع نہیں ہے۔ عالمگیری

۵۔ " " " " " " " " پھر مکہ سے چلا جائے اور حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر ہو جائے " " " " " " متمتع ہے

۶۔ " " " " " " " " پھر مکہ سے چلا جائے اور حج کے مہینوں میں میقات سے باہر ہو جائے " " " " " " متمتع نہیں ہے[۵۲]

۷۔ " " " " " " " " پھر مکہ سے چلا جائے اور حج کے مہینوں میں میقات سے باہر ہو جائے اور اپنے اہل و عیال میں چلا جائے " " " " " " متمتع ہے[۵۳]

ج۔ ذیل کی صورتوں میں غیر اہل مکہ تمتع نہیں ہو سکتا اور ہو سکتا ہے۔

۱۔ اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور پھر مکہ میں بالصویں سکونت اختیار کر لی اور اسی سال میں حج کیا تو وہ متمتع ہوگا۔ عالمگیری

۲۔ اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور پھر اُسکو فاسد کر دیا اور اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ عالمگیری

---

[۵۱] تشریح۔ کیونکہ اب واپس جانا اسپر واجب نہیں۔ واپسی سے یہ مطلب ہے کہ اپنے وطن سے حرم کو جانا یا مکہ کو جانا اور یہ کمی کے واسطے ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ حرم میں یا مکہ میں موجود ہے۔ پس اس کا اتمام اپنے اہل سے صحیح ہے۔ اور یہ باوجود سوق ہدی کے متمتع نہ ہوا۔ ہدایہ۔

[۵۲] تشریح۔ صاحبین کے نزدیک میقات سے باہر جائے چاہے اہل و عیال میں اور چاہے کہیں اور دونوں صورتوں میں متمتع ہے۔ برخلاف امام اعظم۔ عالمگیری۔

[۵۳] تشریح۔ وجہ یہ ہے کہ اس کا سفر قران بعمرہ جانے سے تمام نہیں ہوا۔ گویا وہ ایسا ہی ہے کہ ابھی میقات سے باہر نہیں ہوا۔ برخلاف صاحبین۔ شرح وقایہ۔

۳- اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور اسکو فاسد کردیا اور فاسد عمرہ کی قضا کی اور اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ (ملا مسکین)

۴- " " " " " " " " " " " " متمتع ہوگا۔ (ملا مسکین)

۵- " " " " " " " " " " " " متمتع نہ ہوگا۔ (ملا مسکین) (از ابو حنیفہ)

۶- " " " " " " " " " " " " متمتع ہوگا۔ (قاضی خان)

۷- " " حج کے مہینوں سے پہلے " " " " اور قضاء عمرہ حج ماہ میں کیا تو متمتع ہوگا۔ (عالمگیری) (بالاجماع)

۸- " " " " " " " " " " " " متمتع ہوگا۔ (ملا مسکین)

۹- " " " " " " " " " " " " متمتع نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

اور فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ میقات پر آکر پھر احرام باندھ کر گیا[۵۱]

اور فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ پہلے ایسی جگہ جا ٹھہرا جہاں کے لوگ متمتع اور قران کرسکتے ہیں اور پھر احرام باندھ کر آیا[۵۱]

اور فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ اپنے وطن چلا گیا اور پھر احرام باندھ کر آیا[۵۱]

اور میقات کے اندر رہا اور ایسی جگہ ٹھہرا جہاں کے لوگ[۵۲]

متمتع اور قران کرسکتے ہیں اور اور پھر کر آیا شروع شوال سے پہلے

اور ایسی جگہ ٹھہرا جہاں کے لوگ متمتع اور قران کرسکتے ہیں اور کر آیا شوال شروع ہونے پر[۵۳]

د- تمتع کے متعلق اور صورتیں فقرہ ۱۱ و ۲۷ میں ملینگی۔

۱۲- اگر کی کو نہ جائے اور وہاں سے واپسی پر قران کرے تو اس کو جائز ہے۔ کیونکہ وہ بمنزلہ آفاقی کے ہوگیا اور آفاقی ہی کی طرح میقات سے احرام باندھیگا۔ ہدایہ و عالمگیری۔

---

۵۱ قضی بحر۔ صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں جبکہ وہ میقات سے باہر ہے تو چاہے وطن جائے یا نہ جائے تمتع کرسکتا ہے لیکن امام اعظم رح کے نزدیک تمتع جب ہی کرسکیگا جب وہ اپنے وطن ہو آئے۔ شرح طحاوی۔

۵۲ امام ابوحنیفہ کے نزدیک شوال کا چاند میقات کے باہر دیکھے اور جب حج کے مہینے شروع ہوں تو تمتع کی اہلیت رکھتا ہو۔

۵۳ امام ابوحنیفہ کے نزدیک شوال کا چاند میقات کے اندر دیکھے اور جب حج کے مہینے شروع ہوں تو تمتع کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔

۱۴ جملہ مناسک کی شرائط و فرائض واجبات وغیرہ

۱ ۔ حج

شرائط ۔۔۔ شرائط کے واسطے دیکھو فقرہ ۵

شرائط صحت حج ۱ ۔ احرام ۔ بغیر احرام کوئی عمل حج کا صحیح نہیں ۔

۲ ۔ زمان ۔ کوئی رکن بغیر اسکے وقت کے صحیح نہ ہوگا (اور کل ارکان حج میں زمان شرط ہے)

۳ ۔ مکان ۔ یعنی مسجد حرام طواف کے واسطے اور صفا و مروہ سعی کے واسطے عرفات وقوف کے واسطے وغیرہ

فرائض ۔۔۔ ۱ ۔ احرام باندھنا (اور یہ شرط بھی ہے) ۔

۲ ۔ عرفات میں وقوف ۔

۳ ۔ طواف زیارت (بقدر چار چکر)

واجبات ۔۔۔ ۱ ۔ احرام باندھنا میقات سے ۔

۲ ۔ سعی کرنا درمیان صفا و مروہ کے ۔

۳ ۔ زوال سے آفتاب ڈوبنے کے تھوڑی دیر بعد تک وقوف عرفات کرنا ۔

۴ ۔ وقوف مزدلفہ ۔

۵ ۔ سر مونڈوانا ۔

۶ ۔ رمی جمار ۔۔۔

۷ ۔ طواف وداع (بغیر اہل مکہ) ۔

۸ ۔ طواف زیارت ایام نحر میں کرنا ۔

۹ ۔ رمی جمار کو ذبح پر مقدم کرنا ۔ (قارن اور متمتع کو) ۔

۱۰ ۔ ذبح کرنا ہدی کا قارن اور متمتع کو ۔

۱۱ ۔ ہدی کے ذبح کو مقدم کرنا حلق پر قارن اور متمتع کو ۔

۱۲ ۔ ذبح کرنا ہدی کو ایام نحر میں (قارن اور متمتع کو) ۔

سنن ۔۔۔ ۱ ۔ طواف قدوم (آفاقی پر ہے جو مفرد حج ہو یا قارن پر نہ مکی پر اور نہ مفرد عمرہ پر اور نہ متمتع پر) ۔

۲ ۔ خطبہ پڑھنا امام کا ساتویں کو مکہ میں ۔ نویں کو بعد زوال کے عرفات میں مسجد نمرہ میں گیارہویں کو منا میں ۔

۳ ۔ مکہ سے منا کی طرف آٹھویں تاریخ بعد نماز فجر حج کی غرض سے نکلنا ۔

۴ ۔ پانچ نمازیں منا میں پڑھنا یعنی آٹھویں کو ظہر و عصر و مغرب و عشا اور صبح ہی صبح کی نماز ۔

۵ ۔ عرفہ کی اکثر شب منا میں رہنا ۔

۶ ۔ منا سے عرفات جانا سورج کے روز طلوع آفتاب کے بعد ۔

۷ ۔ منا سے مکہ واپس آتے ہوئے ابطح (یعنی محصب) میں ذرا ٹھیرنا اگر یہ ایک ساعت ہو ۔

مستحبات ۱ ۔ مفرد حج کو ایک قربانی کرنی ۔

۲ ۔ غسل کرنا مکہ میں داخل ہونیکے وقت (آفاقی کو) ۔

۳ ۔ غسل کرنا مزدلفہ میں جانیکو (مکی اور آفاقی کو) ۔

مکروہات اور ممنوعات اور مفسدات ۔۔۔ دیکھو باب حج ۔ اور دیکھو فقرہ ۳۹ ۔

۲ ۔ عمرہ

شرائط صحت ۱ ۔ احرام ۔ بغیر احرام کے کوئی عمل عمرہ کا صحیح نہیں ۔

۲ ۔ زمان ۔ کوئی رکن بغیر اسکے وقت کے صحیح نہیں ہوگا ۔

۳ ۔ مکان یعنی مسجد حرام طواف کے واسطے اور صفا و مروہ سعی کیواسطے ۔

رکن یا فرض ۱ ۔ طواف بقدر چار چکر ۔

واجبات ۱ ۔ طواف کے تین چکر کرنا (کل سات چکر ہوتے ہیں تو اور چار واجب ہیں)

۲ ۔ سعی کرنا ۔

۳ ۔ حلق یا قصر کرنا ۔ (یعنے سر منڈوانا یا بال کتروانے) ۔

سنن و مباحات و مکروہات و ممنوعات ۔۔۔ دیکھو ان واجبات کے مکروہات ممنوعات وغیرہ کو ذیل میں ۔

۳ ۔ احرام

فرائض ۱ ۔ نیت دل میں کرنا (احرام حج یا عمرہ یا تمتع یا قران) زبان کے ترک احرام کیواسطے جیسی صورت ہو ۔ صحیح نہیں ہوگا

۲ ۔ تلبیہ کہنا (یا سوق ہدی کرنا) ۔

واجبات ۱ ۔ میقات پر سے یا اسکی مقابل کی جگہ سے احرام باندھنا ۔ واجبات کے ترک دم یا جبرا لازم ہوگا

۲ ۔ ممنوعات احرام سے بچنا ۔

سنن ۱ ۔ حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھنا ۔

۲ ۔ اپنے شہر کے میقات کے پاس سے احرام باندھنا ۔

۳ ۔ احرام کے واسطے غسل یا وضو کرنا (حائض و نفساء کو بھی اور نابالغ کو بھی) ۔

۴۔ بدن کو خوشبودار مصالحے سے دھونا غسل کے وقت ۔
۵۔ تہمد اور چادر پہننا ۔
۶۔ نماز دو رکعت پڑھنی احرام کے وقت سوائے وقت مکروہ کے ۔
۷۔ تلبیہ کہنی خاص الفاظ ماثورہ میں نہ کم وبیش کر کے (دیکھو نقرہ ۳۶)
۸۔ تلبیہ جب کہنی تو تین بار کہنی ۔
۹۔ تلبیہ باواز بلند کہنی مرد کو (سوائے اندرون مسجد حرام کے) ۔

مستحبات ۱۔ میقات سے پہلے احرام باندھنا آفاقی کو (بشرطیکہ احرام کے ممنوعات سے بچ سکے) ۔
۲۔ احرام باندھنے سے پہلے صحبت کرنی (بشرط ضرورت) ۔
۳۔ ضروری بال اور ناخن دور کرنے (غسل احرام کے وقت) ۔
۴۔ غسل کرنا بہ نیت احرام ۔
۵۔ تہمد اور چادر سفید باندھنی (دھلے ہوئے ہوں یا نئے) ۔
۶۔ دو رکعت نماز کے بعد جائے نماز ہی پر حج یا عمرہ وغیرہ کی نیت کرنی ۔
۷۔ نیت زبان سے کہنی (بعد اسکے کہ دل سے کہہ چکا ہو) ۔
۸۔ فرض حج کی نیت کرنی حج کی نیت کرے وقت (اگرچہ فقیر ہو) ۔
۹۔ احرام باندھتے وقت پہلے ہی بار تلبیہ میں ذکر کرنا حج یا قرآن کا ۔ چنانچہ کہے لبیک بحجۃ یا لبیک بعمرۃ یا لبیک بحجۃ وعمرۃ ۔
۱۰۔ تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھنا ۔ (افضل درود شریف وہ ہے جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے ۔ یعنی نماز میں) ۔
۱۱۔ دعائیں ماثورہ پڑھنی (لیکن درود شریف اور دعائیں ہلکی آواز سے پڑھنی) ۔
۱۲۔ تلبیہ کثرت سے کہنا (دیکھو نقرہ ۳۷) ۔
۱۳۔ تلبیہ کہنا جبکہ کوئی چیز اچھی معلوم ہو اسکے بعد یہ کہے اللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْآخِرَۃ ۔
۱۴۔ تلبیہ کے درمیان سلام وکلام نہ کرنا نہ کچھ کھانا پینا ۔
۱۵ تلبیہ کہتے ہوئے شخص کو سلام نہ کرنا ۔

محرمات ۱۔ احرام کے واجبات کو ترک کرنا ۔
۲۔ احرام کے ممنوعات کو عمل میں لانا ۔

مکروہات ۱۔ احرام کی سنتوں کو ترک کرنا ۔

مفسدات وممنوعات دیکھو باب پنجم ۔

مباحات ۱۔ غسل کرنا خالص پانی سے چاہے گرم ہو مگر خوشبو اس میں نہ ملی ہو ۔
۲۔ پانی میں غوطہ مارنا غسل کے واسطے ۔
۳۔ بدن کو نہ ملے اور مسل و رگڑے ۔
۴۔ کپڑے دھونا طہارت کے واسطے (نہ جوئیں مارنے کے واسطے)
۵۔ کمر میں ہتیار باندھنا ۔
۶۔ کمر میں ہمیانی باندھنا
۷۔ کمر پر پٹکا باندھنا ۔
۸۔ چھتری لگانا یا اور طرح سے سر کو سایہ میں کرنا کہ سایہ کرنے والی چیز سر کو نہ لگے
۹۔ سر پر ہاتھ رکھنا اپنا ہو یا غیر کا ۔
۱۰۔ سر پر بوجھ اٹھانا یا بوری یا طباق یا تختہ یا اسی طرح کی کوئی چیز
" کپڑا اٹھانا کہ یہ مکروہ ہے
۱۲۔ تکیہ پر سر اور رخسار رکھنا ۔
۱۳۔ سرمہ لگانا (جس میں خوشبو نہ ہو) بقصد سنت ۔
۱۴۔ آئینہ دیکھنا ۔
۱۵۔ مسواک کرنا ۔
۱۶۔ دانت کو جڑ سے اکھاڑنا ۔
۱۷۔ لٹکا ہوا ناخن علیحدہ کرنا ۔
۱۸۔ فصد کھولنا اور سینگی لگانا (گو بال نہ مونڈے) ۔
۱۹۔ کھجانا بدن کا اس طرح پر کہ بال نہ جھڑیں اگر خون نکلے تو مضائقہ نہیں ۔
۲۰ زخم کو شگاف لگانا ۔
۲۱۔ ختنہ کرنا ۔
۲۲۔ ٹوٹے عضو پر پٹی باندھنا ۔
۲۳۔ کپڑا اوڑھنا منہ اور سر کے سوا (خواہ سفید ہو خواہ رنگا ہوا ہو) ۔
۲۴۔ دونو کانوں اور گردن اور ٹھوڑی کے نیچے کی ڈاڑھی ڈھانکنا ۔
۲۵۔ اور بدن کو ڈھانکنا سوائے سر اور منہ کے ۔
۲۶۔ جوتی کا پہننا جو ٹخنوں سے نیچی ہو ۔
۲۷۔ شکار کے گوشت کو کھانا (بشرطیکہ غیر محرم نے بغیر دلالت محرم کے غیر حرم میں شکار کر کے ذبح کیا ہو) ۔
۲۸۔ اس کھانے کا کھانا کہ جس میں خوشبو کی چیزیں ڈالکر پکائی ہوں مثلاً زعفران لونگ دارچینی وغیرہ ۔
۲۹۔ مچھلی کا شکار کرنا ۔
۳۰۔ گائے بکری اونٹ مرغی کا ذبح کرنا ۔

۳۱۔ کوا چیل بچھو سانپ اور کتا کاٹنے والا کو مارنا[۱]
۳۲۔ گھاس کا اکھاڑنا یا کاٹنا زمین حرم سے (گھاس یا درخت خشک ہو یا تر)۔
۳۳۔ شعر پڑھنا یا بنانا کہ جس مضمون مضمون نہ ہو۔
۳۴۔ نکاح اپنا کرنا
۳۵ نکاح کسی کا کرنا } [۲]
۳۶۔ عطار کی دکان میں بیٹھنا اگر خوشبو سونگھنے کا ارادہ نہ ہو۔

۴۔ طواف

اقسام طواف ۔ طواف ۷ قسم کے ہیں۔ طوافِ قدوم ۔ طوافِ الزیارت طوافِ الصدر۔ طوافِ العمرۃ ۔ طوافِ النذر۔ طوافِ تحیت طوافِ التطوع۔

شرائط صحت طواف ۱۔ ستر ہونا طواف یعنے گرد کعبہ شریف۔

فرائض ۱۔ چار چکر۔ (نزد امام شافعیؒ سات چکر فرض ہیں)۔
۲۔ نیت طواف (چاہے دل میں کریں)۔

واجبات ۱۔ پوری طہارت سے طواف کرنا (جتنی نماز کے واسطے ضرور ہے)
۲۔ کپڑے پاک رکھنے (جسقدر نماز کے واسطے ضروری ہیں)۔
۳۔ طواف میں بدن کا ستر رکھنا جس قدر نماز کے واسطے ضرور ہے
۴۔ پیدل طواف کرنا (اگر کوئی عذر نہ ہو)۔
۵۔ کعبہ کو بائیں طرف کرکے طواف کرنا۔
۶۔ حطیم کو طواف کے چکر میں اندر لینا۔
۷۔ تین چکر اور کرنے (اُن چار کے ساتھ جو فرض ہیں)۔
۸۔ طواف کے بعد دو رکعت ادا کرنا۔
۹۔ اگر ان واجبات میں سے کسی کو ترک کرے تو ان کو دوبارہ کرنا اور درصورت نکلنے کے ایک بکری کی قربانی کرنا۔

سنن ۱۔ حجر اسود کو چومنا ہر چکر کے اول و آخر۔
۲۔ حجر اسود کو چومنا وقت سعی میان دو صفا و مروہ کے۔
۳۔ اضطباع تمام چکروں میں صرف اُس حالت میں کہ جب اسکے بعد سعی کرے (چاہے طواف عمرہ کا ہو یا حج کا)۔

مستحبات ۱۔ حجر اسود کا چومنا تین بار۔
۲۔ حجر اسود پر سجدہ کرنا اور مکرر ایسا کرنا۔
۳۔ رکن یمانی کو بوسہ دینا۔
۴۔ شروع کرنا طواف حجر اسود سے اس طور پر کہ تمام بدن حجر اسود کے مقابل گذر کر جائے۔ (دیکھو فقرہ ۵۱)
۵۔ طواف میں ادعیہ ماثورہ وغیرہ ماثورہ پڑھتے رہنا۔
۶۔ طواف میں دعائیں پکار کر نہ پڑھنا۔
۷۔ طواف کرنا مطاف پر اس طور پر کہ خانہ کعبہ کے قریب قریب رہے بشرطیکہ اوروں کو تکلیف نہ ہو۔
۸۔ شاذروان کے باہر باہر طواف کرنا۔
۹۔ اگر کسی چکر میں وقفہ ہو جائے تو اس چکر کو از سر نو کرنا (بعید و قفہ ہو یا بعید)۔
۱۰۔ نگاہ چار طرف نہ کرنی تاکہ حضوری دل رہے۔
۱۱۔ طواف زیارت دسویں تاریخ تک کرنا۔
۱۲۔ عورتوں کو رات کے وقت طواف کرنا۔
۱۳۔ بات نہ کرنا طواف میں۔
۱۴۔ کوئی ایسا کام نہ کرنا جو مخبر انکساری کے خلاف ہو۔

مباحات ۱۔ طواف میں بات چیت کرنا۔ صرف مسائل دینیہ کے متعلق۔
۲۔ طواف میں دعا وغیرہ نہ پڑھنا۔
۳۔ تھوڑا سا طواف کسی عذر سے چھوڑ دینا۔
۴۔ طواف سواری پر کسی عذر سے کرنا۔
۵۔ اگر طواف میں سلام اور کلام کرے۔

[۱] دیکھو فقرہ ۷۲ قاعدہ ۲
[۲] نزد امام شافعیؒ متزوج و تزویج جائز نہیں ہے۔

۴۔ تین چکروں میں رمل کرے۔ اگر طواف کے بعد سعی منظور ہے
۵۔ حجر اسود کے سامنے جاکر تہلیل و تکبیر کے وقت طواف شروع کرنے سے پہلے ہاتھ کانوں تک اُٹھانا اور اس طرح تمام چکروں میں تکبیر و تہلیل کے وقت رفع یدین کرنا (اس میں علماء کا اختلاف ہے)
۶۔ طواف شروع کرنا حجر اسود سے (بعض سکو واجب کہتے ہیں)۔
۷۔ طواف لگاتار کرنا بغیر وقفہ کے اور اسی طرح چکر کو لگاتار کرنا بغیر وقفہ کے۔
۸۔ طواف کے بعد بغیر وقفہ کے سعی کرنا (جبکہ سعی کا ارادہ ہو)۔
۹۔ کپڑوں کی پاکی بوقت طواف۔ (علاوہ خاص ستر کی جگہ کے)

[۱] یعنی سجدہ کے طور پر سر جھکا کر بوسہ دینا۔

۶- اگر طواف میں کسی ضروری حاجت کو جائے مثلاً پانی پینے۔
۷- اگر جوتی سمیت طواف کرے تو جوتی پاک ہونی چاہئے۔
۸- اگر طواف میں شعر پڑھے جس کا مضمون اچھا ہو۔

محرمات ۱- واجبات میں سے کسی کو ترک کرنا۔
مکروہات ۱- حجر اسود کا استلام ترک کرنا۔
۲- رمل و اضطباع نہ کرنا (جس طواف میں شروع ہے)۔
۳- ضرورت سے زائد بات کرنی۔
۴- طواف میں خرید و فروخت کرنی۔
۵- طواف میں شعر کہنا۔
۶- آواز بلند کرنی اگرچہ دعا پڑھنے کے واسطے ہی ہو۔
۷- ہر چکر کے بعد بہت وقفہ کرنا۔
۸- دو طوافوں کو جمع کرنا بغیر بیچ میں دو رکعت پڑھنے کے (اگر دو رکعت پڑھنے کا وقت مکروہ ہے تو مضائقہ نہیں)۔
۹- طواف کرنا جبکہ خطبہ ہو رہا ہو۔

۵- سعی صفا و مروہ

شرائط فرائض ۱- سعی حج کے واسطے ماہ ہائے حج میں کیجائے اور اسی طرح تمتع اور قران کے واسطے لیکن عمرہ کے واسطے ضروری نہیں (حج کے مہینوں کے بعد سعی اُسی وقت جائز ہے جب طواف زیارت ایام نحر کے بعد کیا جائے اور سعی اس کی ساقہ کی جاوے)۔
۲- سعی بعد طواف کے کیجائے (چاہے نفلی طواف کرے مگر اس طواف میں رمل و اضطباع بھی مسنون ہے)۔
۳- سعی کے وقت احرام ضرور ہو لیکن طواف زیارت کے بعد بغیر احرام کے سعی کرنی درست ہے بلکہ مسنون ہے)۔
۴- سعی خاص صفا و مروہ پر کیجائے نہ اُس کے حدود سے باہر۔
۵- چار پھیروں سے کم نہ کئے جائیں۔

واجبات ۱- پیدل سعی کرنی اگر کوئی عذر نہیں ہے۔
۲- عمرہ کا احرام پوری سعی میں موجود رہنا چاہئے اور سعی کے بعد تک رہنا
۳- سعی صفا سے شروع کرنی۔
۴- صفا و مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرنی۔
۵- سات پھیرے پورے کرنا (یعنی سع چار پھیرے فرائض کے)

سنن ۱- سعی کی نیت کرنی۔
۲- طواف اور سعی کے درمیان وقفہ نہ دینا۔
۳- سعی کے پھیروں کے درمیان وقفہ نہ دینا۔
۴- صفا و مروہ کے اوپر تک چڑھ جانا۔
۵- میلین میں دوڑنا اور باقی مسافت میں اپنی رفتار پر چلنا۔
۶- اپنے ستر کو ڈھانکنا

مستحبات ۱- صفا مروہ پر دیر تک ٹھہرنا اور عاجزی سے دعا پڑھنا۔
۲- اگر سعی کے کسی پھیرے میں وقفہ ہو جائے تو اس پھیرے کو دوبارہ کرنا۔
۳- دوران سعی میں دعائیں اور اذکار ماثورہ پڑھتے رہنا۔
۴- دوران سعی میں دعا اور اذکار تین تین بار پڑھنا۔
۵- دوران سعی میں جسم اور کپڑے کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنا۔
۶- مسجد حرام میں سعی ختم کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرنا۔

محرمات ۱- واجبات کا ترک کرنا۔
مکروہات ۱- طواف کے بعد سعی کرنے میں بے عذر بہت تاخیر کرنا۔
۲- بغیر عذر کے پھیروں میں بہت وقفہ کرنا۔
۳- اثنائے سعی میں فضول باتیں کرنا۔
۴- صفا مروہ کی اونچائی پر نہ چڑھنا۔
۵- میلین میں نہ دوڑنا۔
۶- خرید و فروخت دوران سعی میں کرنا۔

مباحات ۱- وہی مباحات ہیں جو طواف میں ہیں۔

۶- عرفات و وقوف عرفات

شرائط صحت وقوف ۱- احرام حج (یعنی وقوف بغیر احرام یا باحرام عمرہ صحیح نہیں ہے)
۲- مکان (یعنی خاص عرفات کی جگہ ہو)۔
۳- زمان (یعنی فجر کے روز زوال کے بعد عید کی صبح صادق تک)

فرائض وقوف ۱- ایک لمحہ وقوف کرنا۔

واجبات وقوف ۱- امتداد وقوف (یعنی غروب آفتاب تک وقوف کرنا) اگر شب کو وقوف کرے تو امتداد کی ضرورت نہیں)۔

سنن ۱- غسل کرنا وقوف کے لئے۔
۲- مسجد نمرہ میں خطبہ سننا۔
۳- خطبہ کے بعد بغیر توقف نماز ظہر اور عصر پڑھنا۔
۴- جمع بین الصلوتین اُس کی پوری شرائط سے ادا کرنا۔

۵۔ بلا توقف جمع بین الصلوٰتین کے بعد موقف کی طرف جانا۔
۶۔ عرفات سے واپس آنا امام کے ساتھ نہ اس سے پہلے (اگر امام غروب آفتاب سے دیر کرے تب امام کیساتھ نکلنا ضروری نہیں)
۷۔ وقوف میں جن باتوں سے دل بھٹک جائے اُسکی طرف توجہ نہ کرنا
۸۔ وقت وقوف کے باوضو ہونا۔

مستحبات ــــ ۱۔ لوگوں کے ساتھ اکیلے نہ اُترنا۔
۲۔ وقوف کے واسطے پہلے زوال سے تیاری کرنا۔
۳۔ وقوف کی نیت کرنی۔
۴۔ وقوف سواری پر کرنا امام کو۔
۵۔ وقوف میں رو بقبلہ کھڑے ہونا۔
۶۔ جبل رحمت کے قریب وقوف کرنا۔
۷۔ وقوف کرنا امام کے قریب اگر لوگوں کو تکلیف ہو۔
۸۔ وقوف کی حالت میں دھوپ میں کھڑے رہنا اور سایہ نہ کرنا لیکن عُذر سے۔
۹۔ وقوف کے وقت اپنا ظاہر و باطن پاک رکھنا۔
۱۰۔ موقف میں دعا کے واسطے سوال کے وقت ہاتھ اُٹھانا۔
۱۱۔ وقوف میں کثرت تلبیہ و اذکار و ادعیہ و استغفار کہنی اور ظاہر اور دل سے عجز و نیاز کرنا۔
۱۲۔ موقف میں اپنی اُمید دعا کی مقبولیت میں پکی رکھنی۔
۱۳۔ وقوف کے وقت ہر دعا کو تین بار کہنا۔
۱۴۔ موقف میں ہر دعا کو حمد و صلوٰۃ سے شروع کرنا اور اسی طرح ختم کرنا
۱۵۔ ہر دعا کے پیچھے آمین پڑھنا۔
۱۶۔ وقوف کی حالتیں احتیاطاً نیک کام بہت کرنے (مثلاً فقراء کو خیرات کرنی۔ ضعیفوں اور محتاجوں پر رحم کرنا عاجز و درویشوں سے نیکی کرنا ہمسایوں اور رشتہ دار سے نرمی سے پیش آنا۔ کھانا کھلانا اور پانی پلانا۔
۱۷۔ اپنے ساتھی اور ساربان سے نہ لڑنا۔

محرمات ــــ ۱۔ واجب کو ترک کرنا (یعنی حدود عرفات سے باہر نکل جانا غروب آفتاب سے پہلے)

مکروہات ــــ ۱۔ جمع بین الصلوٰتین کے بعد موقف کی طرف جانے میں دیر کرنی۔
۲۔ بلا حضوری دل کے وقوف کرنا۔
۳۔ غروب کے بعد موقف سے مزدلفہ جانے میں دیر کرنی۔
۴۔ مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ میں جلدی کرنی کہ لوگوں کو تکلیف ہو۔
۵۔ نماز مغرب[1] عشا کہیں اور جگہ سوائے مزدلفہ کے پڑھنی۔

۷۔ مُزدلفہ و وقوف مُزدلفہ

شرائط وقوف ــــ ۱۔ حج کا احرام بندھا ہوا ہو۔
۲۔ وقوف خاص مزدلفہ میں ہونہ اسکے باہر۔
۳۔ وقت پر ہو (یعنی عید کے روز صبح طلوع ہونے پر)۔

واجبات ــــ ۱۔ ایک لحہ وقوف کرنا جیسا وقوف عرفات میں ہوتا ہے (امام شافعی کے نزدیک سنت ہے)۔
۲۔ جمع بین الصلوٰتین۔

سنن ــــ ۱۔ شب باشی مزدلفہ میں عید کی رات صبح تک۔
۲۔ امتداد وقوف شروع از صبح طلوع آفتاب کے قریب تک
۳۔ مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے پہلے منا کی طرف روانہ ہونا۔

مستحبات ــــ ۱۔ سواری سے اُتر کر پہلے غسل کرنا۔
۲۔ قریب جبل قزح کے وقوف کرنا۔
۳۔ بغیر تاخیر کے نماز مغرب و عشا کو عشا کے وقت میں ادا کرنا
۴۔ موقف کی طرف پیدل جانا۔
۵۔ نماز صبح باجماعت اندھیرے میں پڑھنا۔
۶۔ موقف میں رو بقبلہ ہو کر دعا، تلبیہ و اذکار میں مشغول ہونا۔
۷۔ تحر کے روز صبح کی نماز مشعر الحرام میں پڑھنا۔

مکروہات ــــ ۱۔ مزدلفہ میں سورج نکلنے تک ٹھیرنا
۲۔ امام سے آگے یا پیچھے مزدلفہ سے روانہ ہونا۔

۸۔ منا

سنن ــــ قربانی کی راتوں میں منا میں رہنا۔

مکروہات ــــ سوا فی کی شب منا کے سوا دوسری جگہ شب باشی کرنا۔ اگرچہ مکہ ہی میں کرے۔

۹۔ رمی جمار

شرائط و فرائض ــــ ۱۔ رمی جمرہ عقبہ کا وقت عید کے روز طلوع فجر سے دوسرے روز طلوع فجر تک

[1] مغرب عشا سوائے مزدلفہ کے اور جگہ پڑھنی حرام ہے لیکن اگر ان دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کرنا واجب

دیگر ایام کی رمیٔ جمار کا وقت گیارہویں کی طلوع فجر سے تیرہویں کی غروب آفتاب تک ہے۔

۲۔ کنکریاں جمرے پر پڑیں یا اسکے نزدیک تین ہاتھ کے فاصلہ پر۔

۳۔ کنکریاں مارنا نہ کہ جمرہ پر رکھدینا۔

۴۔ سات کنکریوں کو جدا جدا پھینکنا اگر ساتوں کو ایک دفعہ ہی پھینکا تو جائز نہیں)۔

۵۔ کنکریاں اپنے ہاتھ سے پھینکے (مگر عذر کی حالت میں نائب سے بھی کرا سکتا ہے۔

۶۔ وہ کنکر زمین کی جنس سے ہو دیں (سونا چاندی یاقوت وغیرہ سے جائز نہیں)۔

۷۔ چار کنکروں سے کم نہ پھینکے ورنہ جائز نہ ہوگا۔

واجبات ۱۔ جمرہ عقبیٰ کی رمیٔ سر منڈوانے سے پہلے کرنا۔

۲۔ چار کنکروں سے زیادہ پھینکنا۔

۳۔ ہر روز کی رمیٔ کی اس کے آخیر وقت تک تاخیر نہ کرنا۔

سنن ۱۔ رمی کرنا بطن وادی سے۔

۲۔ پے در پے کنکر پھینکنا۔

۳۔ کنکر پھینکتے وقت جمرے سے پانچ گز سے کم فاصلہ پر نہ کھڑا ہونا

۴۔ ہر روز کی رمیٔ ترتیب وار کرنا۔

۵۔ وقت کا لحاظ رکھنا یعنی مسنون وقتوں میں جمرات پر کنکر مارنا

۶۔ کنکر چھوارے کی گٹھلی کے برابر ہو۔

۷۔ جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمیٔ کے بعد وقوف کرنا + دعا کے واسطے اور عقبہ کی رمیٔ کے بعد نہ کرنا۔

مستحبات ۱۔ روبقبلہ کھڑا رہنا کنکر مارتے وقت سوائے جمرہ عقبہ کے کہ اس دن کعبہ کو بائیں طرف کرکے جمرہ کی طرف منہ کرنا مستحب ہے

۲۔ باوضو رہنا۔

۳۔ جمرہ عقبہ کی رمیٔ سواری پر کرنا اور دیگر جمروں کی پیدل۔

۴۔ دائیں ہاتھ سے رمیٔ کرنا۔

۵۔ چاروں دنوں میں رمیٔ کرنا۔ (یعنی چوتھے دن کی رمی کو ترک نہ کرنا)۔

۶۔ انگوٹھے پر کنکر رکھکر شہادت کی انگلی کے زور سے پھینکنا

۷۔ کنکر مزدلفہ سے چنکر لانا جمرہ عقبہ کے لئے نہ دیگر جمرات کے لئے۔

۸۔ کنکروں کا دھونا رمیٔ سے پہلے۔

۹۔ نحر کے روز رمیٔ جمرہ عقبہ کرنا بعد طلوع آفتاب کے۔

مکروہات ۱۔ کنکروں کو مسجد اور جمرہ سے اور ناپاک جگہ سے لینا

۲۔ بڑے پتھر کا توڑنا کنکر بنانے کے لئے۔

۳۔ جمرہ عقبہ کی رمیٔ اونچے پر چڑھ کر کرنا بجائے نیچی جگہ کے

۴۔ جمرے عقبہ کی رمیٔ کرتے وقت پانچ گز سے کم فاصلہ پر کھڑا ہونا

۵۔ جمرے عقبہ کے رمی کو رات تک ملتوی کرنا (کیونکہ عید کی صبح صادق سے لیکر رات بھر اور صبح تک جائز ہے)

۶۔ اگر وہاں کے پڑے ہوئے یا مستعمل کنکروں سے رمیٔ کرے

۷۔ اگر چھوارے کی گٹھلی سے بڑے کنکر سے رمی کرے

۱۰۔ حلق یعنی سر منڈوانا

واجبات ۱۔ پاؤ سر کا حلق یا قصر۔

۲۔ حلق یا قصر کرنا مکان معین میں یعنی حرم میں۔

۳۔ حلق یا قصر کرنا زمان معین میں یعنی ایام نحر میں۔

سنن ۱۔ تمام سر کا حلق یا قصر۔

۲۔ عورتوں کو قصر مسنون ہے۔

۳۔ پاؤ سر کا قصر بقدر انگل کی ایک پور کے۔

محرمات ۔ حلق کرنا عورتوں کے واسطے۔

مکروہات ۔ اگر صرف پاؤ سر کے حلق یا قصر پر اکتفا کرے۔

کتاب الحج والزیارت

باب دوم

حج کی ادائیگی کا وقت اور جگہ

باب ۲ فصل اوّل - حج کے مہینہ اور مناسک کی ادائیگی باب ۲

حج کے مہینہ شوال و ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ اور حج کے تمام افعال ان ہی مہینوں کے اندر ادا ہونے چاہئیں۔ امام شافعی کے نزدیک تو احرام بھی ان ہی مہینوں میں باندھا جائے۔ مگر امام اعظم کے نزدیک احرام اگر ماہ ہائے حج سے پہلے باندھا جائے تو جائز ہے۔ تمتع میں بھی یہی قاعدہ ہے کہ سوائے احرام عمرہ کے تمام افعال ماہ ہائے حج میں ادا ہونے چاہئیں۔ نزد امام اعظمؒ۔ ہاں قران میں اگر عمرہ ماہ ہائے حج سے پہلے ادا کرلے تو مضائقہ نہیں۔ عمرہ اگر ماہ ہائے حج سے پہلے یا بعد ادا کیا جائے تو کچھ حرج نہیں اور ماہ ہائے حج میں بھی ہو تو مضائقہ نہیں (بشرطیکہ عمرہ مفرد کرتا ہو)۔

۱۵ - حج کے مہینے اور ان کا تعلق مناسک سے

۱- حج کے مہینے شوال۔ ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ ہدایہ

ا- خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ الحج اشہرٌ معلومات (یعنی حج کے کچھ مہینے مقررہ ہیں)

ب- امام مالک کے نزدیک شوال و ذیقعدہ و ذی الحجہ تینوں مہینے ہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک شوال و ذیقعدہ اور ۹ دن ذی الحجہ کے ہیں۔ درمختار

دلیل۔ عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن زبیر سے یہی روایت ہے کہ حج کے مہینے شوال و ذیقعدہ و دس روز ذی الحجہ کے ہیں۔ دوم یہ کہ دس ذی الحجہ کے بعد حج فوت ہو جاتا ہے اگر تمام مہینہ ذی الحج کا حج کے واسطے ہوتا تو دس ذی الحجہ کے بعد بھی کوئی شخص حج کر سکتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آیت کا مطلب دو ماہ اور ذی الحجہ کے دس روز ہیں۔ ہدایہ

۲- عمرہ میں کل افعال حج کے مہینوں میں (بشرطیکہ اس سال میں حج نہ کرے) یا حج کے مہینوں سے پہلے ادا ہوں یا بعد۔

تشریح۔ اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور اسی سال حج بھی کیا تو وہ معتمر نہ ہوگا۔ گو یا صرف عمرہ کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس سال حج نہ کرے۔ اگر کریگا تو متمتع ہو جائیگا۔ دیکھو اسی فقرہ کا مسئلہ ۴

۳- حج کے کل افعال ماہ ہائے حج میں ادا ہونے چاہئیں۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح۔ اگر حج کے افعال مثلاً طواف یا سعی میں سے کوئی بھی ان مہینوں سے پہلے کیا تو حج صحیح نہیں ہوگا۔ ہاں امام اعظم کے نزدیک اگر احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھ لے تو جائز ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک وہ احرام عمرہ کا ہو جائیگا۔ کیونکہ

۱۵ کیونکہ حج کا وقت ابھی شروع نہیں ہوا اور عمرہ کا وقت موجود ہے جس میں احرام باندھا جیسا کہ حج کا وقت جاتا رہنے سے حج فوت ہو جاتا ہے تو احرام اسکا عمرہ کا ہو جاتا ہے کہ عمرہ کے احرام اتار دے کفارہ

علماء شافعیؒ کے نزدیک احرام رکن ہے حج کا اور علماء حنفیہ کے نزدیک شرط ہے۔ جیسا کہ وضو شرط ہے نماز کے واسطے اور اس وجہ سے اگر نماز کے وقت سے پہلے وضو کر لیا جائے تو جائز ہے۔ لہٰذا احرام بھی اگر ماہ ہائے حج سے پہلے باندھ لیا جائے تو جائز ہے۔ احرام کا تو مقصد یہ ہے کہ بعض چیزیں اپنے اوپر حرام کر لینی۔ جیسے شکار مارنا وغیرہ اور بعض اپنے اوپر لازم کر لینی تو اس طرح احرام ہر وقت درست ہے اور احرام کا وقت سے پہلے باندھنا ایسا ہی ہے جیسے میقات سے پہلے باندھنا۔ ہدایہ وعالمگیری۔

۴۔ تمتع میں عمرہ کے کل افعال حج کے مہینوں میں ادا ہونے چاہئیں۔ ہدایہ

تشریح۔ امام شافعی کے نزدیک کوئی فعل بھی ان مہینوں سے باہر نہ کیا جائے یہاں تک کہ احرام بھی ان مہینوں کے اندر ہی باندھا جائے امام اعظم کے نزدیک ان مہینوں سے پہلے احرام باندھنا اور طواف کے تین چکر کر لینے کا مضائقہ نہیں[۵۱]۔ امام مالک کے نزدیک عمرہ کا بہت سا حصہ ان مہینوں سے پہلے کر لینے کا مضائقہ نہیں یہاں تک کہ عمرہ کا اختتام ان مہینوں میں ہونا کافی ہے[۵۲]۔ مگر یہ ضروری ہے کہ عمرہ اور حج کے بیچ میں المام[۵۳] صحیح سے اپنے وطن واپس نہ جائے۔ از ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ۔

الغرض تمتع کے متعلق یہ باتیں قابل غور ہوتی ہیں (مطابق مذہب حنفی)

۱۔ **مکی**۔ (یعنی تمتع کرنے والا اگر مکی ہو تو غیر مکی کے حکم میں ہونا چاہئے (دیکھو فقرہ ۱۳)

۲۔ **غیر مکی**۔ (یعنی تمتع کرنے والا غیر مکی ہو)

۳۔ **وقت**۔ (یعنی عمرہ کے افعال ماہ ہائے حج میں ہوں۔ چاہے احرام پہلے باندھ لیا ہو۔

۴۔ **الماء**۔ (یعنی عمرہ اور حج کے بیچ میں اگر وطن جائے تو الماء صحیح سے نہ جائے۔ یعنی مکہ کی واپسی کے واسطے کوئی موقع ضرور ہو) اور سفر واحد کے معنی یہی ہیں کہ اگر وطن واپس بھی آجائے تو پھر مکہ جانا ضرور ہو۔ تو گویا یہ واپسی سفر ہی میں شمار ہوگی۔

تمتع میں ذیل کی صورتیں ظاہراً پیچیدہ ہیں مگر اسی مسئلہ کے مطابق ہیں۔ (تمتع کی اور صورتیں فقرہ ۱۳ میں ملیں گی)

۱۔ وقت۔ اگر رمضان میں احرام باندھا اور سال آئندہ کے شوال تک حرام قائم رکھا پھر عمرہ کیا اور اسی سال میں حج کیا تو وہ متمتع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۲۔ وقت۔ اگر عمرہ کے طواف کے تین چکر رمضان میں کئے اور باقی شوال میں پھر اسی سال حج کیا تو وہ متمتع ہے[۵۴]۔ فتح القدیر۔

۳۔ وقت۔ حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کے طواف کے تین چکر کئے پھر باقی عمرہ اور حج کے مہینوں میں کیا تو متمتع ہوگا۔ شرح وقایہ

۴۔ وقت " " " چار چکر کئے " " " نہ ہوگا[۵۵]۔ ہدایہ

۵۔ وقت۔ الماء حج کے مہینوں میں " تین چکر کئے اور احرام میں ہی اور وطن آگیا اور پھر حج کے مہینوں میں عمرہ پورا ادا کیا تو متمتع ہوگا[۵۶]۔ عالمگیری

۶۔ وقت۔ الماء " " " " چار چکر کئے " " " " " " " " " "

۷۔ وقت۔ الماء " " " " چکر کئے اور عمرہ تمام کیا اور احرام کھولا یا وطن آگیا پھر اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ عالمگیری

۸۔ وقت۔ الماء " " " " تین چکر کئے " " " " " " " " عمرہ کو تمام کیا اور حج کیا تو متمتع نہ ہوگا[۵۷]

۹۔ وقت۔ الماء " " " " چار چکر کئے " " " " " " " " "

۵۔ قران میں عمرہ کے افعال ماہ ہائے حج میں یا اس سے پہلے ادا ہوں۔ مگر احرام مسلسل ہی رہے۔ (از محیط — تسہیل اعمال حج)

ا۔ قران میں حج کے مہینوں میں یا اس سے پہلے عمرہ کرے اور اسی سال حج بھی کرے تو قارن ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ

ب۔ قران کی متعلق دیکھو فقرہ ۹ و ۱۱۔

ج۔ اگر پہلے فقرہ کی اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ قران کیواسطے عمرہ اور حج ماہ ہائے حج ہی میں ادا ہونے چاہئیں۔ مگر جس صورت میں کہ عمرہ اور حج کا احرام ساتھ باندھا جاتا ہے تو چاہے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کرے یا بعد اسی احرام سے حج ادا کریگا۔ تو ضرور قارن ہونا چاہئے۔ اور اگر ایسا کرنیوالا قارن نہیں ہوتا تو ظاہر ہے کہ مفرد بالحج اور مفرد بالعمرہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ عمرہ کا احرام اُس نے اُتارا ہی نہیں بعض متندد کتب فقہ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قارن کیواسطے ضروری نہیں کہ عمرہ اور حج ماہ ہائے حج میں ہی ادا ہوں۔ اور یہی صحیح ہے۔ مصنف

باب ۲ فصل دوم۔ حج کا مقام اور وہاں پہنچنا

چونکہ حج ایک خاص جگہ یعنی مکہ شریف میں ادا کیا جاتا ہے۔ جہاں خاص خاص موقعوں پر حج کے خاص خاص افعال ادا کئے جاتے ہیں۔ تو ہم ذیل میں یہ بتائینگے کہ وہ مقام دنیا میں کسی جگہ واقع ہے اور وہاں کن کن بحری راستوں سے پہنچ سکتے ہیں اور چونکہ حجاج کو بوجہ حدیث نبوی کے زیارت روضہ اقدس بھی ضرور ہوتی ہے ہم یہ بھی بتائیں گے کہ حضور پرنور کا مرقد انور دنیا میں کس جگہ واقع ہے۔

۱۶۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کا جائے وقوع اور حج کی ادائیگی کا مقام

۱۔ مکہ معظمہ جہاں بیت اللہ شریف واقع ہے ملک عرب میں ہے۔ مکہ کا عرض بلد ۲۱ درجہ شمالی اور طول بلد ۴۰ درجہ شرقی ہے۔

۲۔ مدینہ طیبہ جہاں بانی اسلام کا مزار مقدس ہے مکہ شریف کے شمال میں اور تقریباً ۲۱۰ میل کی فاصلہ پر ہے مدینہ کا عرض بلد ۲۴، ۲۰ درجہ شمالی اور طول بلد ۴۰ درجہ مشرقی ہے۔

۳۔ حج کے ارکان کی ادائیگی کیواسطے خاص خاص مقام مقرر ہیں چنانچہ اُن مقامات کے علاوہ افعال اور جگہ ادا کرنے سے حج نہیں ہوگا۔

ا۔ ادائے حج کے صحیح ہونیکے واسطے تین شرطیں ضروری ہیں۔ احرام۔ خانہ کعبہ۔ وقت۔ مجمع سراج الوہاج۔

ب۔ طواف کے واسطے خانہ کعبہ کے گرد کی جگہ مقرر ہے سعی کیواسطے صفا و مروہ کے پہاڑ جو مسجد حرام کے مقابل واقع ہیں وقوف کے واسطے خاص میدان عرفات۔ رمی کے واسطے منیٰ کی جگہ اور خاص خاص عبرات جمرات پر کنکریاں ماری جائیں۔ سر منڈانے یا بال کترانے اور قربانی کرنیکے واسطے خاص مقام مقرر ہے۔

۱۷۔ بیت اللہ شریف کا بحری راستہ مختلف ممالک سے میلوں میں

یہ راستے اس دنیا کے نقشہ کے مطابق ہیں جو فقرہ ۱۸ میں بنا ہوا ہے (ہدایت کے متعلق دیکھو حاشیہ صفحہ آئندہ)

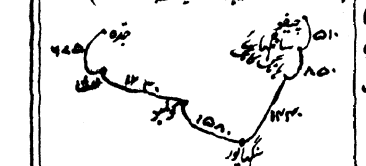

۱۔ چین۔ ا۔ بندرگاہ ہانگ کانگ سے سوار ہو کر جدہ تک	—	۴۹۲۵
۲۔ " شانگہائے سے	—	۵۷۷۵
۳۔ " چیفو سے	—	۶۲۸۵

ا۔ نگاہ۔ کانٹن اموائے۔ فوچو بھی بندرگاہیں ہیں جو ہانگ کانگ کے قریب ہیں ب۔ پنانگ اور ناکن بندرگاہیں شانگہائے کے قریب ہیں ج۔ شامسن بندرگاہ چیفو کے قریب ہے

(دیکھا چیفو ۳۰) قربانی واجبہ کے گی کیونکہ جنایت کے کچھ افعال ادا کئے تو اسے گویا عمرہ کیا ہی نہیں اور اوہ احرام سے پہلے احرام کھولا۔ بدائع عالمگیری ۵۶۔ تشریح۔ چار حجامت یا زیادہ کی حجامتیں ہوں تو بقول امام ابو یوسف کے ۱۰ صاع گندم کا فدیہ ہوگا۔ اور امام محمد کے نزدیک ۱۰ صاع جو کا فدیہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیریہ ۵۷۔ تشریح۔ اگر عمرہ کے چار پھیرے کئے اور ناپاس چلا آیا تو اسکا امام صحیح ہوگا۔ پھر متمتع کس طرح ہو سکتا ہے مصنف۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ بقول امام صحیح سے اپنے وطن آ کر ہوا اور متمتع ہونے کا ارادہ کیا ہے ۵۸۔ سوائے ہدی کی صورتیں اسکا امام صحیح نہیں ہوا اور اسی واسطے متمتع اسکا دوست ہوگا۔ نزدیک بین لیکن امام محمد کے نزدیک یہ متمتع نہ ہوگا۔ کیونکہ اسے عمرہ اور حج دو سفر میں ادا کئے۔ حالانکہ متمتع کیواسطے قول ایک سفر میں ادا کرنے چاہئیں اور مشہور امام کے نزدیک یہ متمتع ہے۔ ہدایہ۔ اگر کسی کو وہ نہ کو جانے اور واپس بلا لیا کرے فوائد کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۳ مسئلہ ۲ و ۳۔

۲۔ جاپان ۔ ۱۔ بندرگاہ ناگاساکی سے سوار ہو کر جدہ تک ۔ ۔ ۔	۵۹۹۵
۲۔ " " ہاکوڈیٹ " " ۔ ۔ ۔	۵۷۷۵
مشہر ۳ " " یاکوہاما " " ۔ ۔ ۔	۶۵۰۵
۳۔ روس آسی ۔ ۱۔ " " ولاڈی وا سٹک " " ۔ ۔ ۔	۶۶۵۵
۲۔ مشرقی سائبریا سے آنیوالے زیل کے ذریعہ بھی آسکتے ہیں یہ ریل ولاڈی وا سٹک سے ٹیولا تبدیل ہوگی اور ٹفلس سے ماسکو اور آگے خشکی کا راستہ ہے ۔	۔
۴۔ روس یورپین ۱۔ بندرگاہ اوڈیسہ سے سوار ہو کر براہ قسطنطنیہ جدہ تک ۔ ۔ ۔	۲۰۴۵
۲۔ " " اوڈیسہ " " ۔ ۔ ۔	۱۸۰۵
۵۔ روم یورپین ۔ قسطنطنیہ سے جدہ تک ۔ ۔ ۔	۱۴۶۵
۶۔ روم ایشیائی ۔ ٹریبوزی ۔ اسکندرون بیروت کے شمال میں ان بندرگاہ جہازیہ بیروت تک جاسکتے ہیں ۔	۹۳۵
۷۔ عرب ۔ ینبوجدیدہ ۔ مخا ۔ عدن سے جاتے ہوئے جدے کے راستہ میں بندرگاہیں ہیں ۔	۔
۸ ہندوستان ۔ (۱) کراچی سوار ہو کر براہ عدن جدہ تک ۔ ۔ ۔	۲۱۲۵
(ب) بمبئی سے سوار ہو کر براہ عدن جدہ تک ۔ ۔ ۔	۲۳۲۵
(ج) مدراس " " براہ کولمبو جدہ " " ۔ ۔	۳۳۴۶
(د) کلکتہ " " " " " " ۔ ۔ ۔	۴۰۶۵
ا ۔ کراچی کے قریب بندرگاہیں ہیں ۔ پوربندر ۔ گوگو ۔ کیمبے ۔ سورت ۔ بھڑاچ ۔	۔
ب ۔ بمبئی کے قریب یہ بندرگاہیں ہیں ۔ رتناگری ۔ دنگومولا ۔	۔
ج ۔ مدراس کے قریب یہ بندرگاہیں ہیں ۔ نگاپٹم ۔ ٹیلکیر ۔ کوڈیمر ۔ پانڈی چری ۔	۔
۹۔ انگلینڈ ۔ لندن سے سوار ہو کر براہ الٹرومالٹا جدہ تک ۔ ۔	۳۹۰۵
۱۰۔ پرتگال ۔ براہ ریل کیڈز وجبرالٹر پہونچ کر وہاں سے براہ پورٹ سعید جدہ تک ۔	۲۵۹۵
۱۱۔ سپین ۔ جبرالٹر سے براہ پورٹ سعید جدہ تک ۔ ۔ ۔	
۱۲۔ سوئٹزرلینڈ ۔ بندرگاہ جنیوا سے جدہ تک ۔ ۔ ۔	۲۱۴۰
۱۳۔ اٹلی ۔ بندرگاہ نیپلز سے سوار ہو کر جدہ تک ۔ ۔	۱۷۸۵
۱۴۔ افریقہ شمالی ۔ الجیریا سے براہ مالٹا پورٹ سعید جدہ تک ۔ ۔	۲۱۹۵
۱۵۔ افریقہ مشرقی ۔ زنجبار سے براہ عدن جدہ تک ۔ ۔ ۔	۲۳۹۵
۱۶۔ امریکہ شمالی ۔ نیویارک سے براہ جبرالٹر جدہ تک ۔ ۔	۷۱۷۵
۱۷۔ امریکہ جنوبی ۔ جارج ٹاؤن سے براہ جبرالٹر جدہ تک ۔ ۔	۷۵۳۵
۱۸۔ آسٹریلیا ۔ ابنی سے براہ عدن جدہ تک ۔ ۔ ۔	۶۱۲۲
۱۹۔ سیام ۔ بنکاک یا پینانگ یا سیگون سے سوار ہو کر جدہ تک ۔	۵۰۲۵

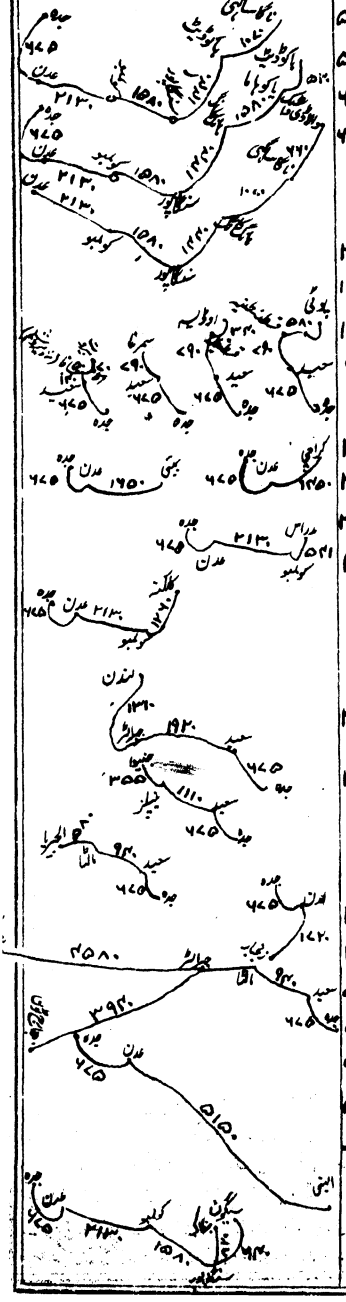

مثال آئندہ: صحیح راستہ معلوم کرنیکے واسطے راستوں کی روش کا عکس باریک کاغذ پر لیکر اس باریک کاغذ کو دنیا کے نقشہ پر رکھو اور عکسی نقشہ کی دو بندرگاہوں کو اصلی بندرگاہوں پر منطبق کرو ۔ اس طریق پر راستہ کا صحیح پتہ لگ جائیگا ۔

۱۸- دنیا کا نقشہ جسکے ذریعہ جدہ تک کے بحری راستے معلوم ہونگے

(ہر ملک سے جدہ تک راستہ معلوم کرنیکے طریق کے واسطے دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۰)

دنیا کا نقشہ

نشان ریلوے لائن

یہ نقشہ مرکیٹر کے طریق پر کھینچا گیا ہے اسی وجہ سے قطب شمالی اور قطب جنوبی کی طرف سے بہت پھیلا ہوا ہے ؛

بندرگاہیں

نقشہ میں جہاں بندرگاہ کا نمبر دیا گیا ہے

ایشیا و یورپ

۱- ولاڈی واسٹک
۲- ناکوڈیٹ
۳- یاکوہاما
۴- ناگاساکی
۵- چیفو
۶- شنگھائے
۷- ہانگ کانگ
۸- سیگون
۹- سنگاپور
۱۰- پینانگ
۱۱- کولمبو
۱۲- عدن
۱۳- جدہ
۱۴- پورٹ سعید
۱۵- پولٹا
۱۶- اوڈیسا
۱۷- قسطنطنیہ
۱۸- نیپلز
۱۹- جبرالٹر
۲۰- جبرالٹر
۲۱- لیورپول

افریقہ

۲۲- الجیرا
۲۳- زنجبار

امریکہ

۲۴- نیویارک
۲۵- جارج ٹون

آسٹریلیا

۲۶- البنی

۱۹ - ملک عرب کا مغربی حصہ جسمیں مکہ مدینہ ونواح واضح طور پر معلوم ہونگے

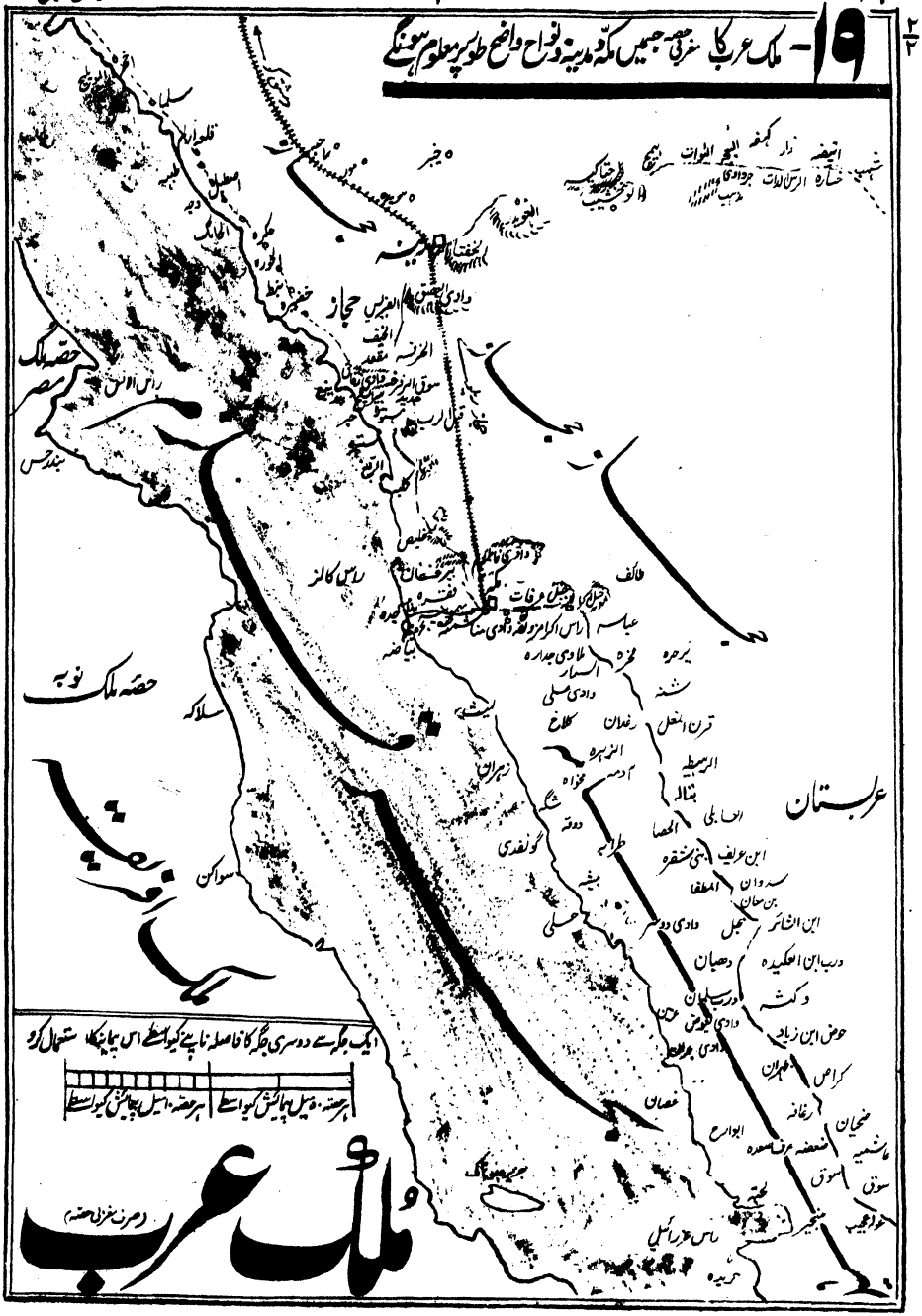

کِتَابُ الْحَجِّ وَالزِّیَارَت

باب سوم

حج کی ادائیگی کی کیفیت

۲۰- نقشہ سفر حج معہ مناسک عمرہ وحج

سفر حج مع مناسک عمرہ وحج

باب سوم میں مفصل کا قائم مقام موقع ہے چنانچہ اس باب میں ۱۸ موقع اس ترتیب سے قائم کئے گئے ہیں جیسا کہ نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا۔ اس نقشہ کو اس باب (یعنی باب سوم) کی فہرست مطالب سمجھنا چاہئے

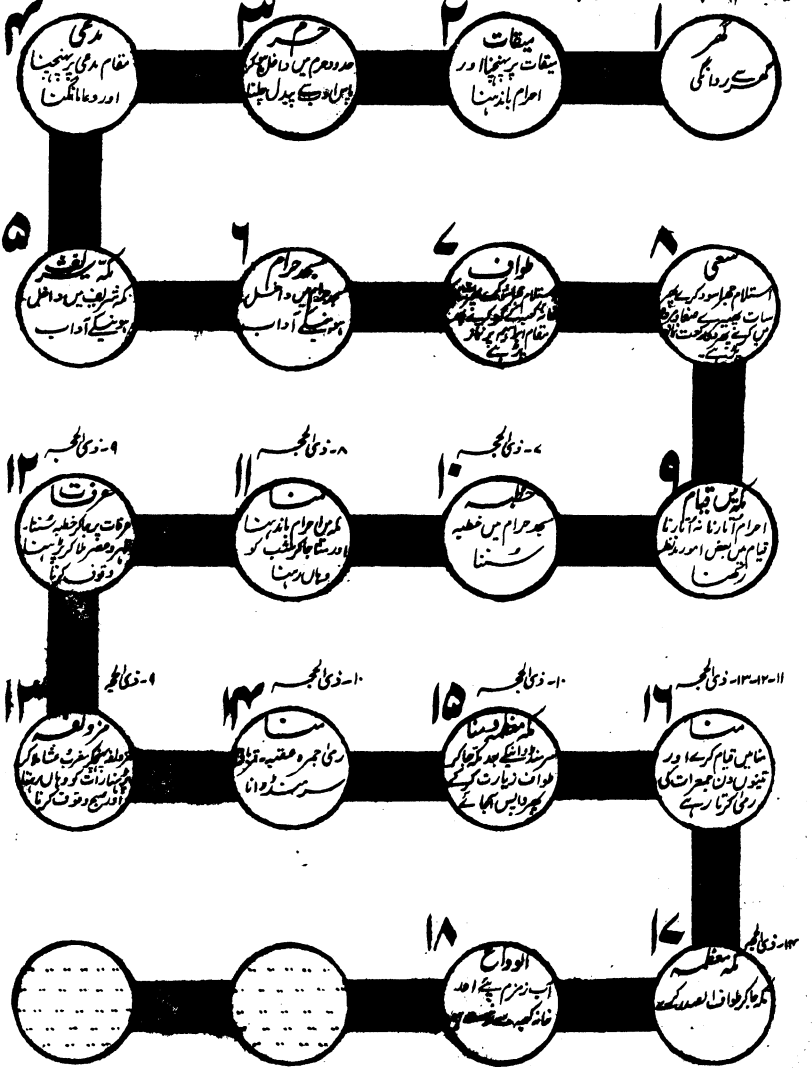

۲۱۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ اول۔ ابتدائی۔ یا ترتیب ادائیگی ۱)

(اس سلسلہ کے نقشہ دوم سوم چہارم وغیرہ کے واسطے دیکھو صفحہ ۱۰۷۔ ۱۰۹۔ ۱۱۱۔ ۱۱۸)

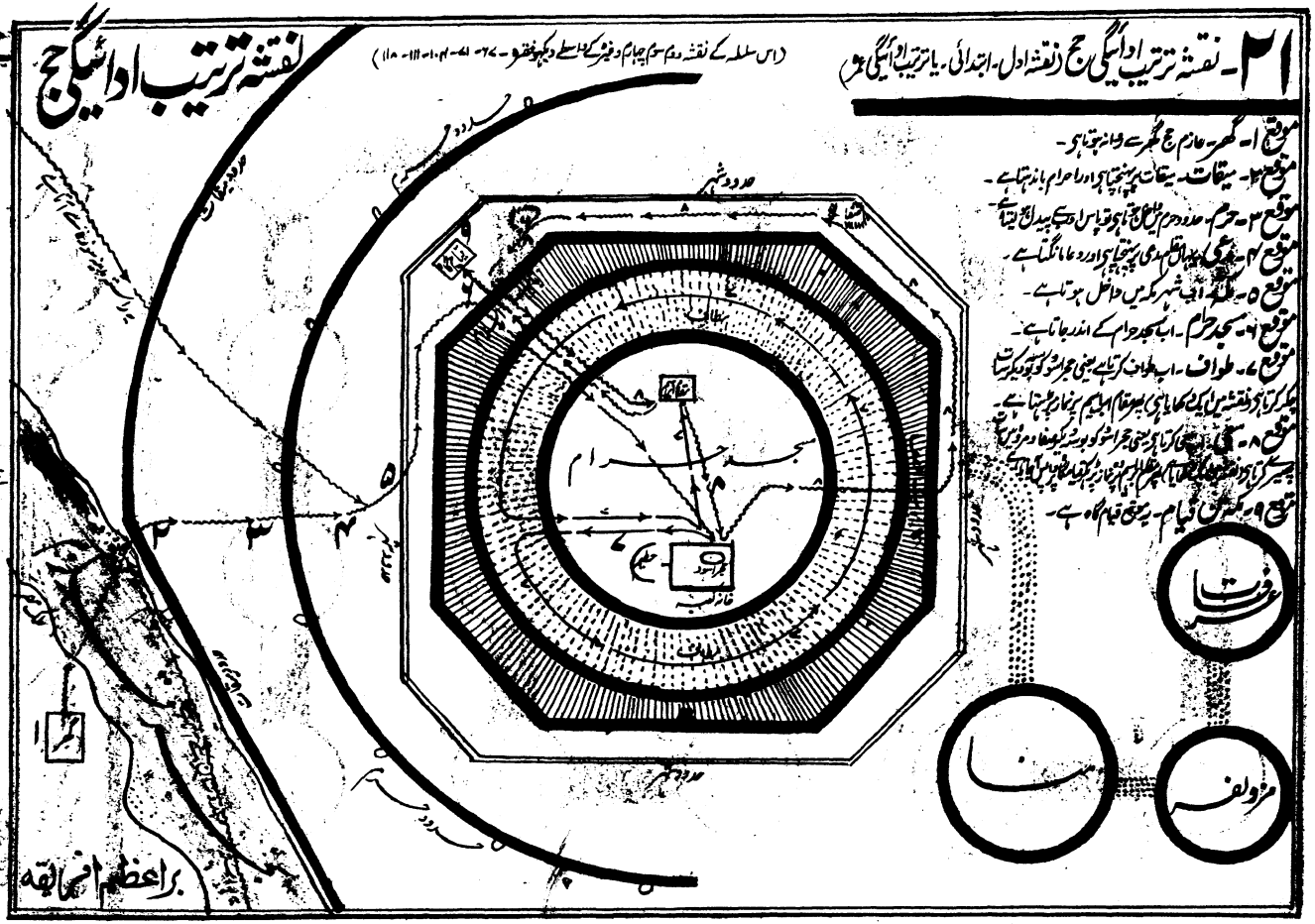

موقع ۱۔ گھر۔ حاجی حج گھر سے روانہ ہوتا ہے۔

موقع ۲۔ میقات۔ میقات پر پہنچتا ہے اور احرام باندھتا ہے۔

موقع ۳۔ حرم۔ حدود حرم میں داخل ہوتا ہے تو پاس ادب سے پیدل چلتا ہے۔

موقع ۴۔ مکہ۔ پہاڑ اعلیٰ مکہ پر پہنچتا ہے اور دعا مانگتا ہے۔

موقع ۵۔ مکہ۔ اب شہر مکہ میں داخل ہوتا ہے۔

موقع ۶۔ مسجد حرام۔ اب مسجد حرام کے اندر جاتا ہے۔

موقع ۷۔ طواف۔ اب طواف کرتا ہے یعنی حجر اسود کو بوسہ دیکر شروع کرتا ہے اور نقشہ میں ایک دکھایا ہے صرف ۷ ہیں پر ختم پر پہنچتا ہے۔

موقع ۸۔ سعی۔ سعی کرتا ہے یعنی حجر اسود کو بوسہ دیکر صفا اور مروہ پر جاتا ہے پھر کر آتا ہے (نقشہ میں ۷ ہیں) پھر ۷ ہیں پر ختم پر پہنچتا ہے۔

موقع ۹۔ منیٰ۔ قیام۔ یہ منیٰ قیام گاہ ہے۔

باب ۳

افعال حج علی الترتیب

مع افعال عمرہ و تمتع و قران

مع جملہ مناسک و احکام بالتفصیل

ھدایت - اس باب کے مطالعہ کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ پانچ آدمی سفر حج کو جا رہے ہیں ۱ - صرف عمرہ کرنے والا ۲ - صرف حج کرنے والا ۳ - قران کرنے والا ۴ - تمتع کرنے والا (جو قربانی ساتھ لے گیا ہے) ۵ - تمتع کرنے والا (جو قربانی ساتھ نہیں لے گیا ہے) ۔ پہلا آدمی اپنا سفر موقع ۹ سے شروع کر کے موقع ۹ پر ختم کرتا ہے۔ یعنی عمرہ کے کل افعال اس موقع پر ختم ہو جاتے ہیں ۔ باقی سب آدمی اپنا سفر موقع ۱ سے شروع کر کے موقع ۱۸ پر ختم کرتے ہیں ۔ سب اپنے اپنے احکام کی پوری پوری پابندی کرتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے جسکے احکام میں جس موقع پر تبدیلی واقع ہوتی ہے اس کا اشارہ کنارہ پر کر دیا گیا ہے۔ مثلاً قران کا **ق** تمتع مع سوق ہدی کا **تمتع** اور تمتع بلا سوق ہدی کا **متمتع** کنارہ پر لکھ دیا گیا ہے اور عمرہ کے متعلق جو بعض احکام ضمناً موقع ۱۸ تک آئے ہیں انکے کنارہ پر **ع** کا نشان دیا گیا ہے ۔

موقع ۱ — گھر سے روانہ ہونا — موقع ۱

۲۲ حج کیواسطے روانگی کا ارادہ کرے تو امور ذیل پر غور کرے

۱ - خالص نیت سے حج کا ارادہ کرے۔ یعنی مکر و فریب اور ریا اور غرور دل سے نکال دے ۔ عالمگیری۔

ا - مطلب یہ ہے کہ دنیا کے دکھانے کے واسطے حج کا ارادہ نہ کرے محض خدا کے واسطے حج کا ارادہ کرے ۔

ب - سیر و سیاحت کی غرض سے اور تجارت کی غرض سے وہاں نہ جائے اور حج کا بہانہ کرے ۔ یعنی ظاہر تو یہ کرے کہ میں حج کو جاتا ہوں اور جائے سیر اور تجارت کے واسطے اور ساتھ ہی حج بھی کر لے ۔ نہیں بلکہ اصلی مطلب حج ہونا چاہئے۔ اگرچہ تجارت بالعرض ہو تو مضائقہ نہیں ۔ کیونکہ کلام مجید میں آیا ہے ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

ج۔ بعض علماء نے محمل میں سوار ہونا اسی وجہ سے مکروہ لکھا ہے کہ وہ غرور پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں اگر غرور دل میں نہ لائے تو سوار ہونے کا مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۲۔ قرض اگر کچھ ہو تو اُس کو ادا کرے۔ فتاویٰ ظہیریہ ۱۔ زوجہ قرض ہے اُسکو ادا کرنا چاہئے یا بیوی سے معاف کرانا چاہئے۔

۳۔ گناہوں سے توبہ کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

۴۔ کسی سمجھدار آدمی سے سفر کے متعلق مشورہ لے۔ حج کے متعلق مشورہ نہ کرے کیونکہ اسکی خوبی تو مسلّم ہے۔ عالمگیری

۵۔ نماز روزہ اور دیگر فرائض اگر اس سے رہ گئے ہیں تو ان کو دوبارہ ادا کرے اور اپنے قصور پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا ارادہ دل میں کرے۔ بحر الرائق

۶۔ اگر کسی کی امانت اس کے پاس رکھی ہو تو واپس کرے۔ یا کسی کی چیز ظلم سے لے رکھی ہو تو واپس کرے۔

۷۔ اپنے دشمنوں کو راضی کرے کہ حدیث میں آیا ہے (لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ تَوْبَۃَ عَبْدٍ حَتّٰی یَرْضَی خُصَمَاءُہٗ۔ وَاِذَا رَضِیَ خُصَمَاءُہٗ وَ یَقْبَلُ اللّٰہُ تَوْبَتَہٗ وَعَفْوَہٗ وَصَلٰوتَہٗ۔ اور یہ بھی آیا ہے دِرْہَمٌ کَانَ اَحَبَّ اِلَی الْخُصَمَاءِ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ عِبَادَۃِ اَلْفِ سَنَۃٍ۔

۸۔ حقوق العباد حتی المقدور معاف کرائے۔ فتح القدیر

۹۔ مال حلال حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ بغیر مال حلال کے حج قبول نہیں ہوتا۔ خیر اگر غیر حلال ہے تو فرض حج کا ادا ہو جائیگا۔ فتح القدیر (ناجائز مال سے حج کرنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۵ مسئلہ ۷)

۱۰۔ اہل وعیال کا نفقہ ادا کرے۔ اتنا نفقہ دے کہ اُس کی واپسی تک کے واسطے کافی ہو۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضَیِّعَ اَھْلَہٗ۔ انسان کو گناہگار ہونیکو یہی کافی ہے کہ اپنے اہل سے بے توجہی کرے۔

۱۱۔ سات مساکین کو کھانا کھلائے۔ اس شکریہ میں کہ میرا ارادہ روانگی حج کا قوی ہو گیا۔

۱۲۔ یہ چیزیں سات لیجانے کے واسطے علیحدہ رکھے۔ مسواک۔ سرمہ۔ سلائی۔ سوئی دھاگہ۔ آئینہ۔ کنگھی۔

۱۳۔ حج کے احکام معلوم کرلے۔ اگر ممکن ہو تو ایک کتاب مناسک حج کے متعلق اور قرآن شریف اور دعاؤں کی کتاب ساتھ رکھے

۱۴۔ اپنے اہل وعیال اور بھائیوں کو نصیحت کرے اور ان سے اپنی خطائیں معاف کرائے اور اس غرض سے خود ان کے پاس جاوے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۵۔ استخارہ اس طرح کرے کہ سنت ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو دعا استخارہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱؎ اس کے معنی و تفسیر شان نزول کے متعلق دیکھو فقرہ ۲۰ ۲؎ نہیں قبول کرتا اللہ بندے کی جبکہ وہ راضی کرے اپنے دشمنوں کو۔ پس جب راضی ہوئے دشمن تو اللہ بھی راضی ہو جاتا ہے اور قبول کرلیتا ہے اسکی توبہ اور اس کا روزہ اور نماز۔ اور ایک درہم جو دشمن کے حق میں دیا جائے بہتر ہے دینے والے کے لئے ہزار برس کی عبادت سے۔

۱۶۔ بہتر ہو کہ وصیت لکھکر کسی امانت دار کے سپرد کرے۔ تاکہ اگر خود حج میں مرجائے تو حقوق العباد اور حقوق اللہ جو اسکے ذمہ ہوں اسکے بعد ٹھیک طور پر ادا کئے جاسکیں۔ حدیث میں آیا ہے

لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَبِیْتَ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُہٗ مَکْتُوْبَۃٌ تَحْتَ رَاْسِہٖ۔

ترجمہ۔ نہیں حلال ہے اس شخص کے واسطے جو ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخر پر کہ سوئے دو رات لیکن یہ کہ وصیت لکھی ہوئی رکھی ہو اسکے سرہانے۔

۲۳ روانگی کے متعلق ان امور کا خیال رکھے

۱۔ جمعرات کو روانہ ہونا مستحب ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز حجۃ الوداع کے واسطے روانہ ہوئے تھے۔ یا مہینہ کے پہلے پیر کو چلے۔ فتاویٰ عالمگیری

۲۔ وطن سے اس طرح رخصت ہو جس طرح سفر آخرت کے واسطے جاتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۳۔ گھر سے رخصت ہوتے وقت بہتر ہے کہ سات مساکین کو کھانا کھلائے۔

۴۔ گھر سے نکلتے وقت دو گانہ پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ۔ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ۔ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ۔ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَاَنْتَ رَجَائِیْ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ مَا اَھَمَّنِیْ وَمَا لَا اَھْتَمُّ بِہٖ۔ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِیَ التَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَجِّھْنِیْ اِلَی الْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ۔ وَکَآبَۃِ الْمَنْقَلَبِ۔ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ۔ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ ؛

اے اللہ میں تیرے لئے جدا ہوا۔ اور میں تیری طرف متوجہ ہوا۔ تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیرے پر توکل کیا میں نے۔ اے اللہ تو میرا اعتماد ہے۔ اور تو میری امید ہے۔ کفایت کر مجھکو جو شکل میں ڈالے اور جو شکل میں نہ ڈالے مجھکو۔ اور جو چیز کہ تو زیادہ جاننے والا ہے مجھ پر غالب ہے۔ پناہ مانگنے والا تیرا۔ اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے۔ اللہ توشہ دے مجھ کو تقویٰ اور بخش دے گناہ۔ اور متوجہ کر مجھکو طرف خیر کے۔ جدھر متوجہ ہوں میں۔ اے اللہ پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سختی سفر اور برائی لوٹنے کی سے اور نقصان سے بعد نزاخی کے اور برائی نظر کی سے بیچ اہل اور مال کے۔

۵۔ گھر کے دروازہ سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّاجِیْمِ ؛

(نکلتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے نہیں ہے بازگشت اور نہیں قوت مگر اللہ میں۔ جو بڑا ہے اور عظمت والا ہے۔ توکل کیا میں نے اللہ پر۔ اے اللہ تو توفیق دے مجھکو واسطے اُس چیز کے کہ دوست رکھتا ہے تو اور بچا مجھکو شیطان مردود سے۔)

اسکے بعد آیت الکرسی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے۔ فتاویٰ ظہیریہ۔

۶۔ گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔

اے اللہ پناہ مانگتا ہوں تیری اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں۔ یا نادانی کروں یا نادانی کیجائے مجھ پر ساتھ نام اللہ کے کہ بھروسہ کیا میں نے اللہ پر نہیں ہے بچنا گناہ سے اور قوت عبادت مگر بسبب اللہ بزرگ کے۔ اے اللہ توفیق دے مجھکو اُس چیز کی جسکو تو دوست رکھتا ہے اور جس سے تو خوش ہوتا ہے اور بچا مجھکو شیطان مردود سے۔

۷۔ اب لوگوں سے مصافحہ کرے تو یہ کہے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ ۔

خدا کو سپرد کرتا ہوں دین تمہارا اور ایمان تمہارا اور انجام کار تمہارے ۔

۸۔ اب جو لوگ عازم حج سے ملکر جانے لگیں تو یہ کہیں۔

فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ کَنَفَہٗ۔ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَجَنَّبَکَ عَنِ الرَّدٰی۔

بیچ حفاظت اللہ کی رہیو اور پناہ اُسکی کے توشہ دے اللہ تجھکو پرہیزگاری سے اور دور رکھے تجھکو ہلاکت سے ۔

۹۔ سواری پر سوار ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ عالمگیری

بِسْمِ اللّٰہِ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ۔ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا۔ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ابتدا کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور نہیں قدر جانی اللہ کی اُن لوگوں نے جیسی کہ چاہئے اور زمین تمام اُس کی مٹھی میں ہوگی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اُسکے داہنے ہاتھ میں۔ پاک ہے وہ اور برتر اُن کے شرک کرنے سے۔ ساتھ نام اللہ کے ہے چلنا جہازوں کا اور ٹھیرنا اُن کا تحقیق پروردگار میرا البتہ بخشنے والا مہربان ہے) **یا یہ دعا پڑھے۔**

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ۔ وَعَلَّمَنَا الْقُرْاٰنَ۔ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سوار ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور حمد ہے واسطے اللہ کے جس نے ہدایت کی ہمکو واسطے اسلام کے اور سکھایا ہمکو قرآن اور احسان کیا ہمپر ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حمد ہے واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ جسنے کیا ہمکو بہتر امت میں جو خاص کر بھیجی ہے واسطے آدمیوں کے پاک ہے وہ اللہ جسنے مسخر کیا واسطے ہمارے یہ جانور اور نہیں تھے ہم واسطے اُسکے طاقت رکھنے والے اور ہم طرف رب اپنے کے لوٹنے والے ہیں اور حمد ہے واسطے اللہ کے جو رب العالمین ہے۔

۲۴ راستہ میں امور ذیل مدنظر رکھے

۱۔ راستہ میں لوگوں سے خوش اخلاقی برتے اور کسی سے لڑائی کی بات نہ نکالے۔ اور ممکن ہو تو راستہ میں لوگوں کو کھانا کھلائے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ حج کی نیکی اِطعامُ الطعامِ ولینُ الکلامِ ہے۔ (کھانا کھلانا اور نرمی سے کلام کرنا)

۲۔ راستہ میں سواری اور کھانے میں کسی کی شرکت نہ کرے کیونکہ اس میں اکثر جھگڑا رہتا ہے۔
۳۔ کسی نیک آدمی کا ساتھ ہو جائے تو اچھا ہے اور بہتر ہے کہ اجنبی شخص ہو نہ کہ رشتہ دار۔ عالمگیری
۴۔ راستہ میں اتقا اور پرہیزگاری اور تحمل اور بردباری کو کام میں لائے۔
۱۔ ایک بزرگ تو اس قدر اتقا کو کام میں لائے کہ کوئی شخص ان کے پاس ایک خط لایا اور کہا کہ مکہ شریف پہنچکر یہ خط فلاں شخص کو دیدیں۔ انہوں نے کہا ٹھہیر جاؤ اونٹ والے سے دریافت کرلوں کہ آیا خط کا بوجھ بھی لاد سکتا ہوں کیونکہ وہ اپنا اسباب پہلے ساربان کو دکھا چکے تھے۔
۵۔ راستہ میں کسی کو برا نہ کہے اگر کسی کے پاس سفر خرچ نہیں ہے۔ تب بھی اسکو کچھ نہ کہے۔
۶۔ کرایہ کی سواری میں یہ لحاظ رکھے کہ بوجھ کس قدر اٹھا سکتی ہے۔ اس سے زیادہ بوجھ نہ لادے۔ فتح القدیر
۱۔ اگر کسی کی اپنی سواری ہو تو اسکو اسکی معمولی خوراک سے کمی نہ کرے۔ عالمگیری

یاد رہے۔ جو شخص حج کو جائے اسکو چاہئے کہ پہلے حج کرے پھر مدینہ جائے اگر حج فرض نہ ہو تو چاہئے کہ مدینہ پہلے چلا جائے اور پھر حج کرے۔ حج فرض کی صورت میں بھی اگر پہلے مدینہ جائے اور پھر حج کرے تو جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

موقع ۲ **اب میقات پر پہنچے تو احرام باندھے** موقع ۲

جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ میقات ہی پر احرام باندھے۔ اگر میقات سے بہت پہلے بلکہ گھر سے احرام باندھکر چلے تو بعض علماء کے نزدیک افضل ہے۔ بلکہ حضرت علیؓ تو وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ کا مطلب یہی لیتے ہیں کہ گھر سے احرام باندھکر چلنا چاہئے۔ احرام اس طرح باندھا جاتا ہے کہ نہا دھوکر ایک چادر اور تہمد پہن کر دو رکعت نفل پڑھے اور بجانماز پر بیٹھے اور سر کھولے اور حج کی نیت کرے۔ اور لبیک بطریق سنوں سے جس احرام بندھ گیا۔ مگر بجائے لبیک کے اگر کسی قربانی کے جانور کو بطور ہدی ہانک کر لے چلے تب لبیک کی بھی ضرورت نہیں۔ یاد رہے کہ تہمد باندھ لینے اور چادر اوڑھ لینے سے کوئی شخص محرم نہیں ہو سکتا جبتک کہ نیت عمرہ یا حج وغیرہ کی دل میں نہ کرے۔ اہل مکہ جو وقت میزاب احرام باندھتے ہیں اس سے یہی مطلب ہے کہ وہ گھر سے غسل وغیرہ کرکے لباس احرام باندھکر آتے ہیں اور وقت میزاب دو رکعت نماز پڑھکے نیت احرام کی کرتے ہیں۔ اسی وقت سے احرام صحیح ہو جاتا ہے عمرہ۔ حج و تمتع و قران سب کے واسطے احرام ایک ہی طریق پر باندھا جاتا ہے۔ بغیر احرام میقات سے گذر کر مکہ شریف جانے پر ایک قربانی جزا میں دینی ہوتی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں بروایت ابن عباس آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص بغیر احرام کے میقات سے تجاوز نہ کرے اور اسی طرح طبرانی کی روایت میں آیا ہے۔ مکہ شریف کے چاروں طرف احرام باندھنے کے مقامات مقرر کئے ہوئے ہیں ان کا مفصل ذکر فقرہ ۲۸ میں ہے۔ احرام باندھنے کے واسطے کوئی خاص زمانہ باوقت نہیں ہے۔ امام اعظم کے نزدیک اگر کوئی شخص حج کے واسطے احرام باندھے تو ماہائے حج سے پہلے بھی باندھ سکتا ہے۔ مگر امام شافعیؒ اس کی اجازت نہیں دیتے اُن کے نزدیک حج کا احرام ماہائے حج کے اندر ہی باندھنا چاہئے۔ ہاں اعمال حج کی ادائیگی کے متعلق جمیع علماء متفق ہیں کہ ماہائے حج ہی میں ادا ہونے چاہئیں۔ عمرہ کے احرام کے واسطے کوئی وقت مقرر نہیں جس مہینے میں اور جب چاہے احرام باندھے اور عمرہ کرے مگر یوم عرفہ اور عید الاضحی اور ایام تشریق میں نہ کرے۔ تمتع کے واسطے

جو عمرہ کا احرام باندھے اسکے واسطے بھی یہی حکم ہے کہ احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھ سکتا ہے مگر افعال عمرہ اور حج کے ماہ ہائے حج ہی میں ادا ہونے چاہئیں۔ ہاں قرآن کے واسطے اگر عمرہ کرے تو وہ ماہ ہائے حج سے پہلے کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے موقع پر معذور ہے مثلاً بیہوش ہے تو اس کا ساتھی اس کی طرف سے احرام باندھ سکتا ہے اور لبیک کہہ سکتا ہے۔ تلبیہ جو کہی جائے وہ خاص مقررہ الفاظ میں کہی جانی چاہئے ہاں اس میں کچھ بڑھاوے تو مضائقہ نہیں کمی نہ کرے۔ صحاح ستہ میں مذکور ہے کہ حضرت عمر تلبیہ کے الفاظ میں کچھ بڑھا دیا کرتے تھے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ بھی لکھا ہے کہ لوگ بھی اکثر ان مقررہ الفاظ میں بڑھا دیا کرتے تھے۔ مگر کسی شخص نے ان الفاظ میں کمی کبھی نہیں کی۔ تلبیہ ایسی ہے جیسے نماز میں تکبیر تحریمہ جیسا کہ نماز میں ہر حالت کی تبدیلی پر اللہ اکبر کہا جاتا ہے اسی طرح حالت احرام میں اونچی جگہ چڑھنے نیچی جگہ اترنے پر سواروں کو آتا دیکھ کر صبح ہونے پر نماز کے بعد غرض جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہر حالت کی تبدیلی پر لبیک کہی جاتی ہے۔ تلبیہ ارکان حج یا عمرہ میں اکثر کہتے رہتے ہیں۔ مگر حج میں تو عید کے روز جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرتے ہی موقوف کر دیتے ہیں۔ اور عمرہ میں جب طواف عمرہ شروع کریں جب موقوف کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ حالت احرام میں دوسرے عمرہ یا حج کے احرام کی نیت کر لیتے ہیں۔ یہ بعض موقع پر جائز ہے بعض پر ناجائز۔ دیکھو فقرہ ۱۹۱۔ جب احرام باندھ جائے تو ممنوعات احرام سے پرہیز کرنا چاہئے ورنہ جزا لازم ہوگی۔ دیکھو فقرہ ۱۷۱ سے ۱۹۰۔ احرام باندھنے کے بعد اگر کسی وجہ سے حج نہ کر سکا تو عمرہ کر کے احرام کھولے دیکھو فقرہ ۱۰۰ سے ۱۰۱۔

۲۵۔ میقات و احرام و افاقی۔ میقاتی و مکی کے معنے و مطلب

۱۔ مواقیت (واحد میقات) ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں سے مکہ شریف میں جانے کے واسطے احرام باندھتے ہیں۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ عینی شرح کنز

۲۔ احرام کے معنے حرام کر دینا۔ چونکہ حج کرنے والے پر کئی چیزیں حرام کی گئی ہیں۔ لہٰذا اس اظہار کے واسطے کہ اس وقت سے یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں ایک لباس جو صرف ایک چادر اور تہمد ہوتا ہے بہ نیت حج باندھا جاتا ہے جسکو احرام کہتے ہیں۔

۱۔ یاد رہے کہ احرام کا عمل اس وقت سے شروع ہوتا ہے جس وقت احرام کا لباس پہننے کے بعد حج کی نیت کیجائے اور لبیک کہی جائے۔ ورنہ صرف احرام کا لباس پہننے پھرنے سے کوئی شخص محرم نہیں ہو سکتا۔ م

۳۔ آفاقی وہ شخص ہے جو میقات کے باہر رہتا ہو۔ مثلاً اہل کوفہ۔ بصرہ وغیرہ وغیرہ۔ ہدایہ و کفایہ و عینی شرح کنز

۴۔ میقاتی وہ شخص ہے جو میقات کے حدود کے اندر رہتا ہو۔ یا خاص میقات پر رہتا ہو۔ (حدود میقات کے واسطے دیکھو فقرہ ۲۹)

۵۔ مکی وہ شخص ہے جو مکے میں سکونت رکھتا ہو۔

۱۔ حج کی اغراض کے واسطے وہ شخص بھی مکی کہلاتا ہے جو مکہ معظمہ میں پہنچکر احرام کھولدے۔ اگرچہ اقامت کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

ب۔ وہ لوگ جو میقات کے حدود کے اندر رہتے ہیں وہ بھی اہل مکہ کے حکم میں ہیں۔

۲۶- میقات پر احرام باندھنا یا اس سے پہلے

۱- گھر سے احرام باندھکر چلنا افضل ہے۔ (اور قبل پہنچنے میقات کے اگر احرام باندھ لے تو درست ہے) یہ قول علی وابن مسعودؓ کا ہے۔ ہدایہ

دلیل- کلام مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ اور اتمام سے یہی مطلب ہے کہ اپنے گھر سے احرام باندھکر چلے (یعنے گھر سے ہی ارکان حج شروع کئے جائیں-) اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں انسان کو مشقت زیادہ اٹھانی پڑتی ہے۔ اور خانہ کعبہ کی تعظیم زیادہ ہے (کہ خانہ کعبہ کی عظمت کے خیال سے پہلے ہی سے احرام باندھ لیا ہے)۔ یعنی شرح کنز وہدایہ۔

حاکم نے باب التفسیر میں مستدرک روایت کیا ہے کہ کسی نے حضرت علی سے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ کا مطلب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اتمام حج وعمرہ یہ ہے کہ باندھے تو احرام اپنے گھر سے۔ یہ حدیث مرفوعاً ابوہریرہ سے مروی ہے۔ اور ضعیف ہے۔

۲- میقات سے پہلے احرام باندھنا افضل نہیں ہے الّا اگر ممنوعات احرام سے بچ سکے تو افضل ہے۔ ورنہ میقات تک احرام باندھنے میں تاخیر کرے (نزد امام اعظم بیک روایت) جوہرۃ النیرہ وہدایہ۔

۱- اگر متمتع اور قارن اپنے گھر سے یا اور کہیں سے احرام باندھے تو درست ہے۔ کیونکہ میقات سے احرام باندھنا عمرہ اور تمتع کے واسطے شرط نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۳- میقات اس واسطے مقرر کئے گئے ہیں کہ اس سے آگے احرام میں تاخیر کرنا منع ہے۔

۱- دلیل کے واسطے دیکھو حدیث نقرہ ۲۹)

۲۷- میقات سے بغیر احرام باندھے مکہ شریف جانا (میقات[۱] سے بغیر احرام مکہ شریف تک چلا جائے تو ایک قربانی دینی ہوگی اور اگر حج یا عمرہ کرنا ہوگا)

۱- جو شخص (آفاقی) مکہ شریف میں داخل ہونا چاہے (حج کو جاتا ہو یا کسی اور غرض سے) اسپر واجب ہے کہ میقات سے احرام باندھکر جائے اور اس احرام سے ایک حج یا ایک عمرہ کرے یا وہ حج یا عمرہ کرے جو اسکے ذمہ ہے۔ (نزد علماء حنفیہ) فتاویٰ عالمگیری۔ ہدایہ

دلیل ۱- پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص میقات سے آگے نہ بڑھے مگر کہ وہ محرم ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ احرام کعبہ شریف کی تعظیم کی غرض سے باندھا جاتا ہے۔ عمرہ یا حج کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ ہدایہ

دلیل ۲- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجَاوِزُ اَحَدٌ الْوَقْتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ۔ (نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ احرام کے) اور ایسا ہی طبرانی کی روایت میں ہے + مسند امام شافعی میں ہے کہ واپس کر دیتے تھے ابن عباس اس شخص کو جو بغیر احرام میقات سے گذر کر آجاتا تھا۔ اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں اس طرح لکھا ہے۔ کہا ابن عباس نے کہ جب کوئی شخص میقات سے آگے بڑھے اور احرام نہ باندھے یہاں تک کہ داخل ہو جائے مکہ میں تو چاہئے کہ میقات پر واپس آئے اور احرام باندھے اور اگر میقات پر واپس نہ جا سکے تو چاہئے کہ وہیں احرام باندھ لے اور اس کے بدلے ایک قربانی کرے۔

لتستی بحر۔ اگر اس شخص نے اسی سال حج یا عمرہ کیا تو وہ حج یا عمرہ جو اسکے ذمہ ہو بغیر احرام مکہ آنیکے لازم ہو گیا تھا وہ اس میں شمار ہو جائے گا۔ دوسرا حج یا عمرہ علیحدہ کرنا ہوگا۔ (اگر یہ حج یا عمرہ دوسرے سال کیا تو جزا کا حج یا عمرہ علیحدہ دینا ہوگا) محیط- باب المیقات

---

[۱] مجاورۃ الوقت بغیر احرام جو فقہ کی کتب میں لکھا ہے اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر احرام کے اگر میقات پر سے گذر جائے تو جزا دینی ہوگی۔ بلکہ یہ مطلب ہے جیسا کہ ہمنے لکھا ہے کہ میقات پر سے بغیر احرام کے گذر کر مکہ شریف پہنچ جائے تو شخص غنی نہ ہو۔ اگر صرف میقات پر سے گذر کر کسی اور جگہ مثلاً حل میں گیا اور واپس آگیا تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔

۱- الحل شافعی کے نزدیک اگر افاقی - ئے حج یا عمرہ کے کسی اور کام کے واسطے مکہ جاتا ہو تو اسکو میقات پر احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔
۱- اگر بغیر احرام مکہ شریف پہنچ گیا ہے اور وہاں احرام باندھا تو ایک حج یا ایک عمرہ بھی کرے اور ایک قربانی بھی دے۔ کہ اس نے حق میقات ترک کیا ہے اور بغیر احرام اندر آگیا ہے۔ یہ قربانی اس کے ذمہ اس وقت نہیں رہیگی جبکہ وہ میقات پر واپس آجائے (بشرطیکہ حج کا کوئی فعل نہ کیا ہو) اور وہاں سے احرام باندھکر آئے یا اگر وقت تنگ ہے اور حج فوت ہونیکا خوف ہے تو یہاں ہی باندھے جب بھی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔

تشریح:- ۱- اگر میقات تک واپس آیا اور احرام نہیں باندھے ہوئے تھا اور پھر میقات سے احرام باندھا۔ تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہیگی۔ اور اگر میقات تک عاجزی میں صاحب احرام تھا اور لبیک کہہ چکا تھا تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ بقول امام ابوحنیفہ۔ اور صاحبین کے نزدیک لبیک کہنے کے قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاویٰ عالمگیری

ب- اگر بغیر احرام باندھے کئی مرتبہ مکہ شریف گیا تو ہر مرتبہ کے واسطے ایک عمرہ (یا ایک حج) کرے اور ایک قربانی بھی کرے کہ بغیر احرام گئی مرتبہ اندر آگیا ہے۔ ہاں اگر اسی سال میقات جاکر احرام باندھکر اس نے کسی قسم کا حج یا عمرہ کرلیا تو آخر مرتبہ کی جزا کا حج یا عمرہ اور قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ اور اس سے پہلی مرتبہ کی اسپر باقی رہیگی۔ شرح طحاوی باب الحج والعمرہ۔

ج- اگر بغیر احرام مکہ چلا گیا اور پھر عمرہ یا حج کا احرام باندھکر عمرہ یا حج کیا اور وہ فاسد ہوگیا یا فوت ہوگیا اور اس کی قضا کی (میقات سے احرام باندھکر) تو جو قربانی میقات سے بغیر احرام گذرنے کی وجہ سے واجب تھی وہ اس کے ذمہ سے جاتی رہیگی۔ (برخلاف امام زفر)۔ ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری

د- اگر بغیر احرام مکہ چلا گیا۔ اور پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر حج کا یا قران کا احرام باندھا۔ تو استحساناً اسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر پہلے حج کا احرام باندھا اور پھر عمرہ کا احرام (حرم سے) باندھا تو دو قربانیاں واجب ہونگی ایک اس وجہ کہ میقات سے حج کا احرام نہ باندھا دوسری اس وجہ سے کہ عمرہ کا احرام حرم کے باہر نہ جاکر باندھا۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ر- اگر بغیر احرام بستان[1] بنی عامر (یعنی حدود حل) میں چلا گیا تو اس کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔ (ملاحظہ ہو ۲۵)

۲- جو شخص اہل میقات یا اہل حل مکہ شریف میں داخل ہونا چاہے (اگر حج کی غرض سے نہ ہو) اس کو احرام باندھنا ضرور نہیں۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ۔

وجہ۔ وجہ یہ ہے کہ ان کو بار بار مکہ شریف آنا جانا پڑتا ہے۔ اور ہر دفعہ احرام باندھنا وقت سے خالی نہیں۔ ہاں اگر حج کی غرض سے اندر جانا چاہیں تب احرام باندھیں۔ ہدایہ۔

ا- اگر افاقی کسی ضرورت کی وجہ سے بستان[1] بنی عامر میں گیا پھر مکہ میں جانیکا ارادہ کیا تو بغیر احرام جاسکتا ہے کیونکہ بستان بنی عامر تو کوئی واجب التعظیم جگہ نہیں ہے کہ وہاں احرام باندھکر جائے۔ اور جب وہاں بغیر احرام پہنچ گیا اور وہاں کے لوگوں میں مل گیا تو وہ اُن ہی جیسا ہوگیا اور حدود میقات میں جو لوگ رہتے ہیں ان کو جائز ہے کہ مکہ میں بغیر احرام جائیں تو اس شخص کے واسطے بھی جائز ہے۔ ہدایہ۔

ب- اگر حل کا رہنے والا حل سے احرام باندھکر سیدھا عرفات جائے اور وقوف کرے تو جائز ہے اور اسکو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ ہدایہ

۳- جو شخص اہل مکہ اگر حل میں جائے اور پھر واپس آئے (اگر حج کی غرض سے نہ ہو) تو اسکو احرام باندھنا ضرور نہیں۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔

ا- اگر حج کی غرض سے مکہ شریف میں داخل ہو تو احرام باندھے۔ ہدایہ
ب- اگر آفاقی حل میں جاکر رہے یا قیام کرے تو اسکے واسطے بھی یہی حکم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

[1] بستان بنی عامر ایک مقام ہے جو میقات کے اندر ہے اور حدود حرم سے باہر ہے۔ یعنی حل میں واقع ہے۔

ج ۔ کمی اگر حج کے ارادہ سے حل میں آیا اور احرام باندھا اور سیدھا عرفات باہر ہی باہر چلا گیا تو اسپر قربانی واجب ہوگی ۔ کیونکہ اس کا میقات حرم ہے اور وہ اس سے بغیر احرام گذر گیا ہے ۔ ہاں اگر وقوف عرفات سے پہلے حرم کے اندر واپس آگیا اور لبیک کہتا ہوا آیا تو قربانی اسکے ذمہ سے جاتی رہیگی ۔ اگر لبیک کہتا ہوا نہ آیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قربانی اسکے ذمہ رہیگی ۔ بخلاف صاحبین ۔ ہدایہ ۔ عالمگیری

د ۔ کمی اگر کسی کام کے واسطے حل آیا اور احرام باندھا اور سیدھا عرفات باہر ہی باہر چلا گیا تو اسپر جزا واجب ہوگی ۔ عالمگیری

ر ۔ متمتع عمرہ سے فارغ ہوا (تو اب یہ مکی کے حکم میں ہے) اور حل میں آیا اور حج کا احرام باندھا اور عرفات میں وقوف کیا تو اسپر قربانی واجب ہوگی لیکن صاحبین کے نزدیک اگر وہ حالت احرام میں حرم کو واپس آیا اور امام اعظم کے نزدیک لبیک کہتا ہوا واپس آیا تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہیگی ۔ یا حرم واپس آکر اس نے پھر احرام باندھ لیا تو بالاتفاق قربانی اسکے ذمہ نہیں رہے گی ۔ غایۃ السروجی شرح ہدایہ ۔

۴ ۔ نابالغ یا غلام یا کافر اگر میقات سے بغیر احرام مکہ شریف چلا جائے تو اسپر کچھ جزا لازم نہیں ۔ فتاوی قاضی خاں ۔

ا ۔ اگر یہ نابالغ بعد میں بالغ ہوگیا (یعنی اگر اسکو احتلام ہوا) تب بھی اسکے ذمہ کچھ جزا لازم نہیں ۔ فتاوی عالمگیری ۔

ب ۔ اگر اس غلام کو مالک نے بعد میں احرام باندھنے کی اجازت دی اور اس نے احرام باندھا تو میقات سے بغیر احرام گذرنیکی قربانی اسپر اس وقت واجب ہوگی جب وہ آزاد ہو جائیگا ۔ فتاوی عالمگیری ۔

ج ۔ اگر یہ کافر بعد میں مسلمان ہوگیا تو اسپر کچھ جزا لازم نہیں ۔ فتاوی عالمگیری ۔

۵ ۔ اگر ایک میقات سے بغیر احرام گذر کر دوسرے میقات پر چلا جائے اور وہاں سے احرام باندھے تو جائز ہے لیکن پہلے ہی میقات سے باندھنا افضل ہے ۔ عالمگیری ۔

ا ۔ یہ رعایت صرف اُن لوگوں کے واسطے ہے جو اہل مدینہ نہیں ہیں کیونکہ اہل مدینہ کو اپنے میقات سے خصوصیت زیادہ ہے ۔ سراج الوہاج ۔

تشریح ۔ مطلب یہ ہے کہ اہل مدینہ اگر ذوالحلیفہ سے گذر کر کسی اور میقات پر احرام باندھنا چاہے تو اُسکو اجازت نہیں ہے ۔

۲۸ ۔ میقات احرام (مواقیت مکانیہ احرام)

(مقامات احرام کے واسطے دیکھو نقشہ فقرہ ۲۹)

حدیث ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ۔ رواہ البخاری ومسلم

ترجمہ ۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ مقرر کئے میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے واسطے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے واسطے جحفہ اور اہل نجد کے واسطے قرن اور اہل یمن کے واسطے یلملم ۔ اور یہ مقام اُن لوگوں کے واسطے ہیں جو ان کے پاس آویں اور ان لوگوں میں سے ہو وہیں جو ارادہ کرے حج اور عمرہ کا ۔ اس حدیث کا اخراج کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ۔ ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ مقرر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق ۔ اگر چہ اس حدیث کی اسناد میں لیث بن حمید ہے کہ احمد بن حنبل اُسکے منکر تھے ۔ تو نکالا عبدالرزاق نے مالک ۔ سے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمرؓ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق ۔ اس طرح یہ حدیث صحیح ہے ۔

لہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مدینہ سے ۶ میل ہے ۔ ذوالحلیفہ کو عوام آبار علی کہتے ہیں ۔ یعنی شرح نقایہ ۔ ایک روایت کے بموجب مکہ معظمہ سے ۲۲۷ میل ہے ۔

۲۹۔ نقشہ حدود میقات و حرم

۱۔ اس نقشہ میں میقات کے تمام مقامات دکھائے گئے ہیں کہ مکہ شریف جاتے ہوئے وہاں سے بغیر احرام آگے بڑھنا منع ہے۔

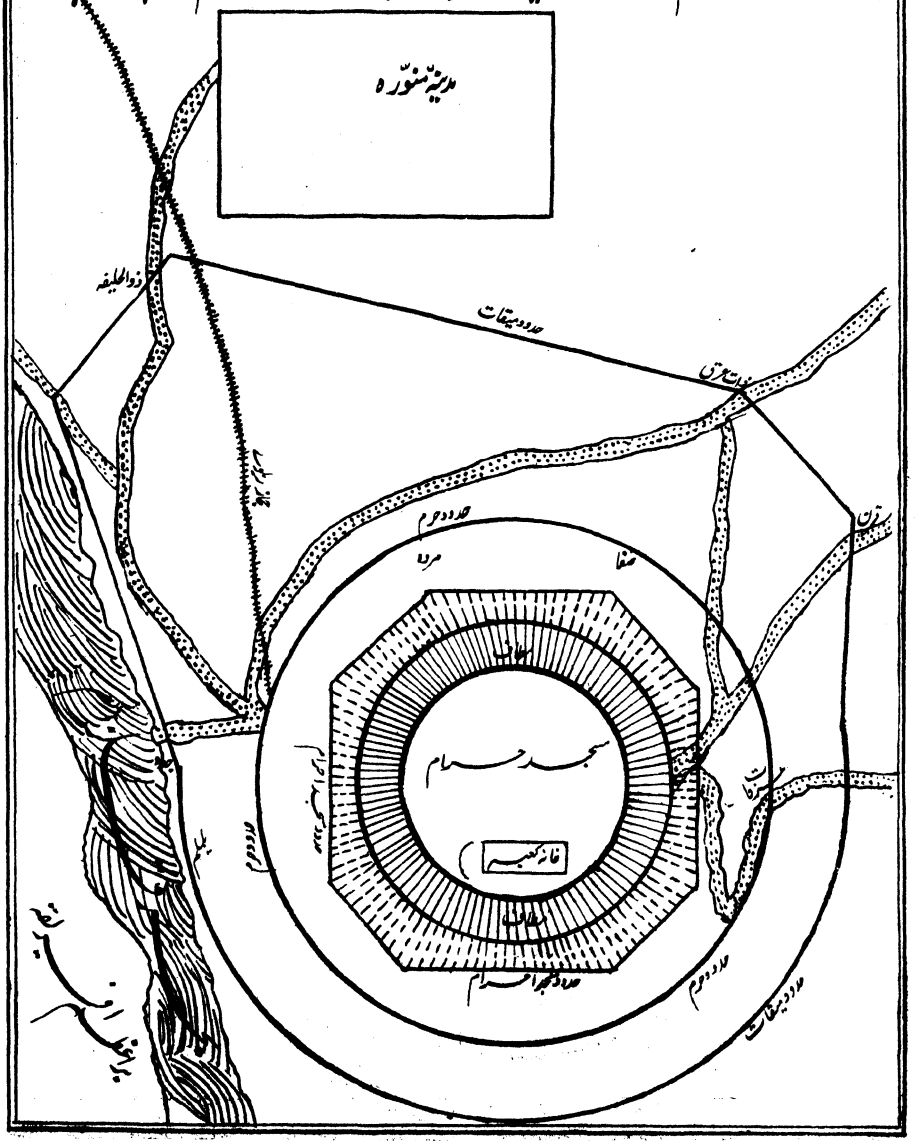

۱- مدینہ کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے — ذوالحلیفہ - - { یہ مقام مکہ شریف سے ۱۹۸ میل ہے اور مدینہ شریف سے ۶ میل — عینی شرح کنز

۲- عراق کی طرف سے آنیوالوں کیواسطے — ذات عرق - { ا- یہ وہ حد ہے جو درمیان نجد اور تہامہ کے واقع ہے — عینی شرح کنز
ب- یہ مقام مکہ معظمہ سے تین روز کی مسافت پر ہے

۳- شام و مصر و مغرب کیطرف سے آنیوالوں کے واسطے — جحفہ[۱] - - { ا- یہ مقام مکہ معظمہ سے ۱۰۵ میل ہے اب جحفہ ویران ہوگیا ہے تو اسکے قریب ایک مقام رابغ ہے وہاں سے احرام باندھتے ہیں — عینی شرح کنز

۴- نجد کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے — قرن - - { ا- مکہ شریف سے ۵۰ میل ہے - یہ ایک پہاڑ ہے عرفات کے پاس جہاں سے مکہ و منزل پہنچا جاتا ہے عینی شرح کنز - یہ ایک گول پہاڑ ہے سفید رنگ کا -

۵- یمن اور تہامہ اور ہندوستان کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے — یلملم - - { ا- مکہ شریف سے ۳۲ میل ہے - اب اس کو سعدیہ کہتے ہیں (یہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے) یہاں سے مکہ شریف ۲ منزل ہے — عینی شرح کنز

۶- بے راستہ آنیوالوں کے واسطے — دو مقام میقات { کی سیدھ معلوم کرکے بیچ میں احرام باندھنا چاہئے - ا- جو لوگ سمندر کے راستہ آویں وقتیکہ کسی میقات کے مقابل آویں تو احرام باندھیں - فتاویٰ عالمگیری
ب- اگر ٹھیک موقع نہ معلوم کرسکے تو اندازہ سے مکہ سے دو منزل ورے احرام باندھ لے عالمگیری
یعنی ایسے شخص کو مکہ سے دو منزل ورے احرام باندھنا چاہئے - عالمگیری -

۷- اُس طرف سے آنیوالوں کے واسطے جدہر میقات نہیں ہے - مکہ سے دو منزل پر

۸- اہل حل[۲] اہل میقات کے واسطے — کل زمین حل[۲] { ا- زمین حل وہ زمین ہے کہ حرم اور میقات کے بیچ میں واقع - لہذا کہیں بھی احرام باندھے - چاہے اپنے گھر پر باندھے - ہدایہ - دیکھو فقرہ - ۴۱ - حج
ب- اگر حرم تک احرام باندھنے میں تاخیر کرے تو جائز ہے - فتاویٰ عالمگیری

۹- اہل مکہ کیواسطے (جبکہ وہ احرام عمرہ کا باندھنا چاہیں) کل زمین حل { ا- اگرچہ زمین حل میں جہاں چاہے احرام باندھ سکتا ہے تاہم تنعیم میں احرام باندھنا بہتر ہے - خصوصاً مسجد عائشہ میں دلیل - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضہ کے بھائی کو حکم دیا تھا کہ حضرت عائشہ کو تنعیم لیجائیں (کہ اس میں ایک موضع ہے) اور وہاں سے وہ عمرہ کا احرام باندھیں - ہدایہ کفایہ -
ب- حج عرفات میں ادا کیا جاتا ہے جو زمین حل میں واقع ہے تو حرم کی حل تک سفر خاصہ ہوجاتا ہے لیکن حج کیواسطے اگر وہاں ہی احرام باندھکر افعال ادا کرے تو کوئی سفر نہ تھا لہذا حل سے احرام باندھنا مقرر کیا کہ حل سے حرم تک سفر ہوجائے لیکن مسجد تنعیم میں عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے جیسا کہ بیان ہوا

۱۰- اہل مکہ کیواسطے (جبکہ وہ احرام حج کا باندھنا چاہیں) - کل زمین حرم[۲] { ا- اگرچہ کل زمین حرم میں احرام باندھ سکتا ہے لیکن مسجد حرام میں احرام باندھنا بہتر ہے خصوصاً خانہ کعبہ کے نیچے - ہدایہ - دلیل - وجہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو حکم کیا تھا کہ وسط مکہ سے احرام باندھو — ہدایہ وکفایہ

۳- اوقات احرام (میقات و مانیہ احرام)

ا- حج کا احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھا جاسکتا ہے (زفر و امام اعظم) لیکن امام شافعی کے نزدیک ماہ ہائے حج ہی میں باندھنا چاہئے - دیکھو فقرہ ۱۵
ا- تمتع و قران کے احرام باندھنے کے وقت کے متعلق دیکھو فقرہ — ۱۵ —

---

[۱] جحفہ مدینہ سے ۳ منزل پر ہے [۲] حل و حرم کے متعلق دیکھو فقرہ - ۴۱

۲- عمرہ کا احرام تمام سال میں کسی وقت باندھا جا سکتا ہے لیکن یوم عرفہ - یوم عید الضحیٰ اور ایام تشریق میں باندھنا مکروہ ہے دیکھو فقرہ ۱۵ ۱۴

۳- دن یا رات میں کسی وقت احرام باندھنے ممانعت نہیں ہے - اوقات احرام کے متعلق ایک جگہ یہ آیا ہے وَاِذَا قَدَّمَ الدَّمَ اَوْ صَلَّی الْاَشْهُرَ بِنَفَقَةٍ وَيَجُوْزُ لِاَنَّهٗ شَرْطٌ - لَكِنْ يُكْرَهُ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ تَعْمَلَ شَيْئًا مِّنْ اَعْمَالِ الْحَجِّ مِنْ طَوَافٍ اَوْ سَعْيٍ قَبْلَ الْاَشْهُرِ الْحَجِّ - وَوَقْتُ الْعُمْرَةِ السَّنَةُ كُلُّهَا وَيُكْرَهُ اَدَاؤُهَا فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ - ترجمہ - اور اگر احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھا جائے تو صحیح ہے اور جائز ہے کیونکہ احرام شرط ہے - لیکن مکروہ ہے - پھر بھی یہ جائز نہیں ہے کہ افعال حج میں سے مثلاً طواف یا سعی کچھ بھی ماہ ہائے حج سے پہلے ادا کرے - اور عمرہ کے احرام باندھنے کا وقت کل سال ہے لیکن بھی مکروہ ہے قربانی کے دن اور ایام تشریق میں

۳۱- احرام کا لباس

۱- احرام کے دو کپڑے ہوتے ہیں ایک تہمد جو نیچے کے بدن پر باندھا جاتا ہے - دوسری چادر جو اوپر کے بدن پر باندھی جاتی ہے - ہدایہ - کفایہ -

دلیل - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام میں یہی دو کپڑے پہنے ہیں اور دوسرے یہ کہ سلے ہوئے کپڑے احرام کے واسطے منع ہیں - ہدایہ وکفایہ -

تشریح - چادر اتنی لمبی ہونی چاہئے کہ اگر داہنے ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں ہاتھ کے کندھے پر ڈالی جائے تو پیچھے لٹکی رہے اور تہمد اتنا بڑا ہونا چاہئے کہ اچھے طور پر باندھ سکے اور ٹخنے کھلے رہیں - اور اگر چادر کے دونوں سرے تہمد میں گھسا دے تو مضائقہ نہیں - از درمختار وکفایہ وفتاویٰ عالمگیری -

ا - احرام کے کپڑے نئے ہوں یا مستعمل پاک ہوں - لیکن نئے بہتر ہیں کہ ان میں پاکی زیادہ خیال کی گئی ہے - ہدایہ - کفایہ -

ب - ان کپڑوں کا کوئی رنگ مقرر نہیں اکثر سفید کپڑے کا احرام باندھتے ہیں - بہتر ہے کہ احرام کے کپڑے سفید ہوں - درمختار

ج - اگر بجائے دو کپڑوں کے ایک ہی سے چادر و تہمد کا کام لیا جائے جس سے ستر خوب ڈھک جائے تو درست ہے - فتاویٰ عالمگیری

د - اگر چادر کو کانٹے یا سوئی سے اٹکا دے یا چادر و تہمد کو ڈوری سے باندھے تو برا ہے - مگر کچھ جزا نہیں دیجائیگی - فتاویٰ عالمگیری

ہ - احرام کے کپڑوں میں ایسی خوشبو لگانا کہ احرام کے بعد تک اس کا اثر باقی رہے - بالاتفاق جائز نہیں - فتاویٰ عالمگیری -

س - بچوں کو احرام کس طرح باندھتے ہیں - دیکھو فقرہ - ۱۴۵

۲- عورتوں کا احرام ان کے سلے ہوئے کپڑے ہیں - اور عورت احرام میں سر ڈھانکے اور منہ کھلا رکھے - ہدایہ - کفایہ

دلیل - عورتوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننے اس وجہ سے جائز نہیں ہیں کہ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے میں ان کی بے پردگی ہوتی ہے - ہدایہ وکفایہ -

ا - عورتوں کو سلا ہوا کپڑا (جیسے کرتہ - قمیض - دوپٹہ - موزے - دستانے - ریشمی کپڑا اور زیور پہننے کا مضائقہ نہیں - عالمگیری

ب - عورتوں کے احکام کے متعلق دیکھو فقرہ - ۱۳۹ سے ۱۴۱ تک

ج - رنگین کپڑا اگر زعفران یا کسم کے رنگ سے رنگا ہوا تھا اور دھل چکا ہے اور اس کی خوشبو نکل گئی ہے تو عورت پہن سکتی ہے - کفایہ

د - عورت کو حالت احرام میں سر ڈھانکے رکھنا چاہئے اور چہرہ کھلا رکھنا چاہئے - دیکھو فقرہ ۱۳۲ مسئلہ ۲ -

۳۲- احرام کی تیاری

۱- سر کے بال منڈوائے یا کتروائے اگر ضرورت ہو اسی طرح حسب ضرورت اپنی خانگی ضروریات سے بھی فارغ ہوئے۔ درمختار

ا- اگر ضرورت ہو تو ناخن کتروائے اور زیر ناف اور بغل کے بال دور کرے۔ اور لبیں کاٹے۔ عینی شرح کنز

ب- ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بالوں کو نہ منڈوائے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں منڈوائے تھے۔ اور اکثر صحابہ نے بھی نہیں منڈوائے تھے سوائے حضرت علی کے۔

ج- اگر کسی کو سر منڈوانے کی عادت ہے تو منڈوائے ورنہ بالوں کو خطمی اور اشنان وغیرہ سے خوب دھو کر صاف کرے اور کنگھی کر کے درست کرے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

د- سر کے بال منڈوائے وقت شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ اگر احرام سے خارج ہوتے وقت تک سر پر بال نہ نکلے تو پھر سر کس طرح منڈیگا۔ دیکھو نقرہ - ۱۰۲-

۲- اسکے بعد غسل کرے تو افضل ہے ورنہ وضو کرے۔ ہدایہ وعینی شرح کنز

ا- غسل کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لئے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور غریب ہے۔ روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ غسل کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کپڑے پہنے اور جب ذوالحلیفہ میں تشریف لائے تو دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد اونٹ پر سوار ہوئے۔ جب سوار ہو چکے تو حج کے لئے احرام باندھا۔ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

ب- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے واسطے غسل کیا اسی وجہ سے غسل افضل ہے۔ ہدایہ۔

ج- اس غسل میں نیت احرام کی کرے۔

د- اگر کوئی عذر ہو تو تیمم کرے۔ درمختار

ر- یہ غسل نظافت بدن کے واسطے ہے۔ لہذا حائض کو بھی بحالت حیض غسل کرنا چاہیے۔ لیکن یہ غسل اسکے غسل فرض کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ ہدایہ وعینی شرح کنز

س- غسل کے بدلے وضو کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ نماز جمعہ کے واسطے ہوتا ہے لیکن غسل بہتر ہے کیونکہ اس سے پاکی زیادہ بہتر طور پر حاصل ہوتی ہے۔ ہدایہ

ص- اگر کوئی خوشبودار مصالحہ ملکر نہائے تو مضائقہ نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ مصالح ایسا ہو کہ بعد غسل اسکا اثر باقی نہ رہے۔ ہدایہ

(۱) اگر اثر بعد غسل باقی رہے تو امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور امام مالک اور امام شافعی بھی اسی پر متفق ہیں کیونکہ پھر یہ ہوتا ہے کہ محرم خوشبو سے فائدہ اٹھاتا ہے اور خوشبو کا استعمال کرنا بلکہ خوشبو سے فائدہ اٹھانا حالت احرام میں جائز نہیں۔ اور اسکی اصلیت یہ ہے فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِہٖ بِاَطْیَبِ مَا اَجِدُ رواہ البخاری ومسلم۔ اور بعد احرام کے خوشبو کا اثر پیشانی مبارک پر باقی رہتا تھا۔ ہدایہ

تشریح:- ۱- احرام کے بعد خوشبو لگانی منع ہے (دیکھو فقرہ ۳۹) لیکن اگر خوشبودار مصالح سے بدن دھویا گیا اور خوب اچھی طرح صاف کر لیا گیا تو ظاہر ہے کہ مصالح بدن کے اوپر لگا تو رہ ہی نہیں گیا بدن میں پیوست ہو کر جزو بدن ہو گیا اب اگر بعد میں پھوٹ کر خوشبو نکل آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

یاد رہے کہ اس کی شال سلے ہوئے کپڑے سے نہیں دیجا سکتی کہ اگر سلا ہوا کپڑا بدن پر رہگیا اور بعد احرام کے خیال آیا کہ سلا ہوا کپڑا بدن پر ہے تو اسکے واسطے یہ حکم نہیں ہے جو خوشبو دار مصالحہ کے متعلق ذکر ہوا۔ فایہ شرح ہدایہ نقشی میں ۲۰- اصل بات یہ ہے کہ جو خوشبو احرام سے پہلے استعمال کیجائے درحالیکہ بدن خوب ملکر صاف کرلیا جائے تو اگر بعد میں پیوست شدہ خوشبو پھوٹ نکلے تو مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔

۳۳- احرام باندھنا (اور احرام اُتارنا)

۱- غسل سے فارغ ہوکر احرام باندھے۔ یعنی احرام کے دونوں کپڑے تہمد اور چادر (دیکھو نقرہ ۲۱) باندھکر دوگانہ نماز پڑھے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ایسا ہی کیا ہے۔ ہدایہ ومعنی شرح کنز

ا- اسکے متعلق حدیث اوپر مذکور ہوئی۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتیں ذوالحلیفہ میں وقت احرام کے۔ رواہ مسلم۔ اسی طرح ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن عباس یہی لکھا ہے۔

ب- اس نماز کو وقت مکروہ میں نہ پڑھے اور اگر نماز فرض کا وقت ہے اور وہ پڑھ لی تو اسکے قائم مقام ہوگئی۔ عالمگیری وکنز

ج- اگر اول رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں بعد سورہ فاتحہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تبرکاً بفعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے تو اچھا ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

د- اکثر علماء اول رکعت میں سورہ فاتحہ اور قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا پڑھتے ہیں۔

ہ- احرام کا لباس عورت کے واسطے کیا ہے۔ دیکھو نقرہ - ۳۱ مسئلہ ۲۔

س- قران وتمتع کا احرام بالکل اسی طرح باندھا جاتا ہے۔ جیسے مفرد حج یا عمرہ کا۔

۲- (ا) اسکے بعد جائے نماز پر بیٹھے ہوئے اور دل میں حج یا عمرہ یا قران کی نیت کرے اور دعا اسی طرح پڑھے۔ ہدایہ وغیرہ

(حج کے واسطے) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔ وَاَعِنِّیْ عَلَیْهِ وَنَادِكْ لِیْ فِیْهِ نَوَيْتُ الْحَجَّ۔ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰی۔

(عمرہ کے واسطے) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔ وَاَعِنِّیْ عَلَیْهَا وَبَارِكْ لِیْ فِیْهَا نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ۔ وَاَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔

(قران کیواسطے) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔ وَاَعِنِّیْ عَلَیْهِمَا وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِمَا نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهِمَا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔

ا- صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ یہ دعا اس وجہ سے پڑھی جاتی ہے کہ حج کے ارکان مختلف وقتوں اور مختلف جگہوں میں ادا کرنے پڑتے ہیں اور بڑی تکلیف ہوتی ہے لہذا خدا تعالےٰ سے آسانی کی دعا کرنی چاہیئے۔ معنی شرح کنز۔

ب- اگر الحج والعمرہ یعنی حج کا لفظ پہلے اور عمرہ کا لفظ بعد میں کہدے تب بھی مضائقہ نہیں کیونکہ مطلب تو ایک ہی ہے کہ دونوں کو ساتھ ادا کرنا چاہتا ہے۔ مگر اصل دعا میں عمرہ کا لفظ پہلے اور حج کا بعد میں اس وجہ سے لایا جاتا ہے کہ قران اور تمتع میں عمرہ پہلے کیا جاتا ہے اور حج بعد میں۔ کفایہ۔ (دیکھو نقرہ-۱۱)

۱؎ اے خدا نہ ہٹا ہمارے دلوں کو بعد اسکے کہ تو نے ہمکو ہدایت کی اور دی ہمکو اپنے پاس سے رحمت۔ بیشک تو بڑا دینے والا ہے ۲؎ اے رب ہمارے دے ہمکو اپنے پاس سے رحمت اور مہیا کر ہمارے واسطے ہمارے کام میں ہدایت ۳؎ اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں پس آسان کر اسکو میرے واسطے اور قبول کر اسکو مجھ سے۔ اور اعانت کر میری اسپر اور برکت دے واسطے میرے اُس میں۔ نیت کی میں نے حج کی اور احرام باندھا میں نے خدا کے لئے۔ واصل تلبیہ معنی تک ہے۔ اسکے آگے کے الفاظ اگر کہے تو بہتر ہے۔

ج۔ اگر قارن احرام باندھنے کے وقت عمرہ اور حج کی نیت دل میں کرلے تو کافی ہے جیسا کہ نماز میں نیت قلبی کافی ہے۔ ہدایہ

د۔ اگر تمتع کا احرام باندھے تو پہلے عمرہ ہی کا باندھنا پڑیگا۔ لہٰذا عمرہ کی نیت کرنے کے بعد جب حج کا احرام باندھے۔ جب حج کی نیت کرے دیکھو نقرہ ۱۱

۲۔ (۲) اگر عورت احرام باندھے تو سر نہ کھولے اور منہ کھلا رکھے اور حج کی نیت دل میں کرے اور زبان سے وہ نیت پڑھے جو لکھی گئی۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز ۱۔ دیکھو احرام کا لباس نقرہ ۲۸

ب۔ امام شافعی کے نزدیک مرد کو منہ چھپانا جائز ہے اور وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِیْ رَأْسِہٖ۔ وَاِحْرَامُ الْمَرْأَۃِ فِیْ وَجْہِہَا (یعنے احرام مرد کا اس کے سر میں ہے اور احرام عورت کا اس کے چہرہ میں) روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے موقوفاً ابن عمر پر اور صاحب ہدایہ نے اس کو مرفوع ذکر کیا ہے۔ دوم یہ کہ ایک شخص حالت احرام میں مرگیا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپاؤ منہ اس کا اور نہ چھپاؤ سر اس کا۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ جب ایک موقع پر ایک شخص حالت احرام میں مرگیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ نہ چھپاؤ منہ اس کا اور نہ چھپاؤ سر اس کا کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا اٹھیگا۔ امام مالک نے جو حضرت عثمان سے روایت کی ہے اس میں آیا ہے کہ وہ چھپاتے تھے منہ اپنا حالانکہ احرام سے ہوتے تھے۔ اور روایت کیا اس کو دارقطنی نے مرفوعاً۔ یہ بھی امام شافعی کے مذہب کے موافق ہے۔ لیکن یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جس حالت میں عورت کے واسطے منہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے باوجودیکہ پردہ لازمی ہے تو مرد کے واسطے تو ضرور کھلا رہنے کی اجازت ہوگی۔ م

۳۔ (۱) اس کے بعد تلبیہ کہے اس طرح۔ لَبَّیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ۔ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ ہدایہ۔ (دیکھو نقرہ آیندہ)

ا۔ اگر صرف حج کا ارادہ کیا ہے تو تلبیہ کہتے وقت حج کی نیت دل میں کرے کیونکہ ہر عبادت کے واسطے نیت ضروری ہے۔ اور حج بھی ایک عبادت ہے تو اس کی نیت بھی کرنی دل میں ضروری ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

ب۔ اگر سواری پر سوار ہو کر تلبیہ کہے تو جائز ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ نماز کے بعد ہی کہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ ہدایہ

ج۔ بعد نماز کے تلبیہ کہنی۔ اور سواری پر سوار ہو کر کہنی دونوں طرح احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی و نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی بعد نماز کے اور ابن ہمام نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور سواری پر سوار ہو کر لبیک کہنا حدیث بخاری و مسلم سے ثابت ہے۔

د۔ لبیک ایکبار کہنا شرط ہے اور اس سے زیادہ سنت اگر ایکبار بھی نہیں کہیگا تو گنہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

ر۔ لبیک کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ عالمگیری۔ بعض کے نزدیک درود کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اَحْرِمُ لَکَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعِظَامِیْ وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ مِنَ النِّسَاءِ وَالطِّیْبِ۔ وَکُلُّ شَیْءٍ حَرَّمَہٗ عَلَی الْمُحْرِمِ۔ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَکَ الْکَرِیْمَ (اے اللہ مانگتا ہوں تجھ سے رضامندی تیری اور جنت اور پناہ مانگتا ہوں غصہ تیرے سے اور دوزخ سے۔ اے اللہ حرام کرتا ہوں میں واسطے تیرے بال اپنے اور کھال اپنی اور گوشت اپنا اور خون اپنا عورتوں سے اور خوشبو سے اور ہر اس چیز سے جسکو تو نے حرام کیا ہے محرم پر۔ چاہتا ہوں میں اسکو خاص تیری ذات بزرگ کے لئے)

س۔ اگر لبیک کی جگہ تسبیح یا تحمید یا تہلیل یا تمجید کے کلمہ کہے یا اسی طرح سے اور ذکر اللہ کا کیا اور اس سے احرام کی نیت کی تو احرام صحیح ہو جاویگا بالاجماع۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ص۔ اگر بجائے لبیک کے اَللّٰھُمَّ کہا تب بھی احرام صحیح ہوگا لیکن اُن کے نزدیک جو اَللّٰھُمَّ سے نماز شروع ہونی جائز سمجھتے ہیں۔ فتاویٰ قاضی

ط- اگر کوئی شخص لبیک اچھی طرح نہ کہہ سکتا ہو یا کسی اور زبان میں کہے تو درست ہے۔ مگر عربی میں کہنا افضل ہے۔ عالمگیری و شرح طحاوی

ع- عورت کو لبیک کہنے میں آواز بلند نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ لبیک اس طرح کہے کہ وہ خود سنے غیر نہ سنے۔ تمام علماء کا اسی پر اتفاق ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز۔ (دیکھو فقرہ ۱۴۱)

۳- (۲) یا سوق ہدی کرے یعنی بدنہ کے گلے میں پٹہ ڈال کر اسکو ہانکتا ہوا حج کے ارادہ سے لیچلے۔ اس طرح بھی احرام صحیح ہے۔ اور یہ قائم مقام لبیک کے ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

تشریح۔ مطلب یہ ہے کہ اگر سوق ہدی کرے یعنی ہدی کو ہانک کر لیچلے یا تلبیہ کہے اسی وقت محرم ہوگیا احرام کے ممنوعات سے اسی ساعت پرہیز اسپر لازم ہوا۔ اب اسکے بعد تلبیہ حسب معمول کہتا رہے۔ مگر ابتداءً محرم ہونیکے واسطے ان میں سے ایک بات ضروری ہے چنانچہ ہدایہ میں کہا ہے کہ محرم کبھی فعلاً ہوتا ہے جیسے سوق ہدی سے اور کبھی قولاً جیسے تلبیہ کہنے سے۔ ۵۔

ا- یہ قربانی جسکو ہانک کر لیجاتے ہیں چاہے نفل کی ہو چاہے نذر کی چاہے شکار وغیرہ کی جنایت کی۔ فتاویٰ عالمگیری

ب- ہدی کو پیچھے سے ہانکنے کو سوق ہدی کہتے ہیں اور آگے سے کھینچکر لیچلنے کو قود ہدی کہتے ہیں سوق افضل ہے قود سے۔

ج- اگر قربانی کسی کے ہاتھ بھیجدی اور خود دیر میں گیا تو جبتک اس سے جا نہ ملیگا تب تک صاحب احرام نہوگا۔ الا اگر قربانی متمتع یا قران کی ہے تو قربانی سے جاملنے کی ضرورت نہیں صرف اس کی طرف متوجہ ہونے سے صاحب احرام ہوجائیگا اور اگر اب قربانی سے جاملا تو نیت پختہ ہوگئی اور اسی طرح صاحب احرام ہوگیا جیسا کہ پہلی صورت میں ہوا تھا۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

د- اگر کئی آدمی ایک اونٹ کی یا گائے کی قربانی میں شریک ہوں اور خانہ کعبہ کی طرف جارہے ہوں اور ایک شخص نے اس میں سے انکے حکم سے قربانی کے گلے میں پٹہ ڈالا تو سب کا احرام ہوگیا اور اگر سب کے حکم سے نہ ڈالا تو صرف اسی ڈالنے والیکا احرام ہوا۔ عالمگیری

ر- تمتع اور قران کی ہدی کو عرفات میں لیجانا واجب نہیں۔ ہاں اگر لیجائے تو بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

س- ہدی کو اشعار کرنا یا تقلید کرنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۵۹۔

۴- جب تلبیہ کہہ چکا (اور حج کی نیت دل میں کرلی تھی) تو محرم ہوگیا۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۳۵)

ا- صرف حج کی نیت دل میں کرلینے سے بغیر تلبیہ کے احرام درست نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ب- قارن کو چاہیے کہ دل میں قران کی نیت کرے۔

ج ممنوعات احرام سے اس وقت سے پرہیز لازم ہے۔

۵- احرام باندھنے پر افعال حج یا عمرہ وغیرہ پورا کرنیکے بعد سر منڈانے یا بال کتروانے سے احرام اتارا جاتا ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۰۲

۳۴- اگر کوئی شخص بیہوش ہو تو دوسرا اسکی طرف سے احرام باندھ سکتا ہے

ا- اگر کوئی شخص بیہوش ہوجائے اور اس کا ساتھی اسکی طرف سے احرام باندھے اور تلبیہ کہے تو نزد امام اعظم جائز ہے برخلاف صاحبین۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

دلیل۔ صاحبین کی یہ دلیل ہے کہ اس شخص نے نہ تو خود احرام باندھا ہے اور نہ کسی اور کو اجازت دی ہے کہ اسکی طرف سے احرام باندھے لہذا نہ تو صریحاً اجازت پائی جاتی ہے نہ دلالتاً۔ صریحاً تو دی ہی نہیں یہ تو ظاہر ہی ہے اور دلالتاً اجازت ہو نہیں سکتی کیونکہ اسکو اس بات کا علم ہی نہیں کہ مجھکو اجازت دینی چاہیئے تھی۔ اس بات کو اکثر علماء اور فقہا نہیں جانتے پس عوام کو تو کیا خبر۔ بخلاف صریحاً اجازت دینے کے۔ امام ابوحنیفہؒ کی یہ دلیل ہے کہ اگر کسی کا رفیق ساتھ ہوتا ہے تو اس کے سونپے ہی ہوتے ہیں کہ اگر وہ خود کسی کام کو نکر سکے

تو اُس کا ساتھی کرے۔ اور حج کے سفر میں احرام باندھنا تو ضروری ہوتا ہے تو اگر اجازت نہ بھی دی گئی تو بہتر لہ اجازت ہی کے ہوا کہ احرام تو باندھنا ہی پڑیگا۔ تو یہ اجازت بطور دلالت ہوئی۔ اور اسی دلیل سے اجازت دینے کا علم ہونا بھی ثابت ہوا۔ ہدایہ

۱۔ اگر یہ شخص بعد میں ہوشیار ہو جائے اور افعال حج خود کرنے لگے تو جائز ہے۔ ہدایہ

۲۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہدیا کہ اگر میں بیہوش ہو جاؤں یا سو جاؤں تو میری طرف سے احرام باندھ لینا تو اس طرح احرام باندھنا بالاجماع صحیح ہے۔ ہدایہ۔

۱۔ اب اگر یہ شخص بعد میں ہوشیار ہو جائے یا جاگ اُٹھے اور افعال حج خود کرنے لگے تو جائز ہے۔ ہدایہ۔

۳۵۔ احرام کے واسطے لبیک کے ساتھ نیت بھی ضروری ہے

۱۔ احرام کے وقت لبیک کے ساتھ افراد یا قران و عمرہ جسکی نیت کیجائے اُسی کا احرام ہوگا۔ (اگرچہ احرام میں اس بات کا ذکر بھی نہ کیا ہو) عالمگیری

۱۔ اگر لبیک کے ساتھ دو حج کی نیت کی تو نزد امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ اس شخص پر دو حج لازم ہونگے۔ فتاوی قاضی خاں

۲۔ " " دو عمرہ کی نیت کی تو " " " " " " دو عمرہ لازم ہونگے۔ فتاوی قاضی خان

۳۔ " حج فرض اور نفل کی نیت کی تو " " " " یہ احرام حج نفل کا[۱] ہوگا۔ فتح القدیر

۴۔ " حج نفل اور نذر کی نیت کی تو " " " " یہ احرام حج نفل کا ہوگا۔ فتح القدیر

۲۔ اگر احرام کے وقت لبیک کے ساتھ نیت کچھ نہ کی (نہ حج کی نیت کی نہ عمرہ کی) تو

۱۔ اگر اس شخص پر حج فرض تھا تو یہ احرام حج فرض کا ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ اگر اس شخص پر حج فرض نہ تھا تو یہ احرام حج کا ہوگا نہ امام محمدؒ اور عمرہ کا ہوگا نزد امام اعظم۔ فتاوی قاضیخاں۔ } دیکھو نقرہ ۱۳۰ مسئلہ ۲۔ دلیل ۲۔

۱۔ اگر طواف سے پہلے حج یا عمرہ کی نیت کر لی تو احرام اسی چیز کا ہوگا جس کی نیت کی ورنہ احرام حج ہی کا رہیگا۔ نزد امام محمدؒ۔ عالمگیری

۳۔ اگر دوسرا احرام حج کی نیت سے باندھا تو پہلا احرام عمرہ کا دوسرا حج کا ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

۴۔ اگر دوسرا احرام عمرہ کی نیت سے باندھا تو پہلا احرام حج کا دوسرا عمرہ کا ہوگا۔ "

۵۔ اگر دوسرا احرام نہ حج کی نیت سے باندھا نہ عمرہ کی نیت سے تو یہ احرام قران کا ہوگا۔ "

۳۔ اگر احرام کے وقت لبیک عمرہ کی کہی مگر نیت حج کی کی تھی یا اسکے برعکس کیا تو احرام اسی چیز کا ہے جسکی نیت کی محیط سرخسی

۱۔ اگر نیت عمرہ و حج دونوں کی کی تھی تو احرام قران کا ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

۴۔ اگر احرام کے وقت لبیک کے ساتھ نیت کی مگر بھول گیا کہ کیا نیت کی تھی۔

ا۔ اگر یہ بھول گیا کہ حج کی نیت کی تھی یا عمرہ کی تو حج و عمرہ دونوں کرنے ہوں گے۔ فتاوی قاضی خاں

ب اگر یہ[۱] بھول گیا کہ قران کا احرام باندھا تھا تو استحساناً حج اور عمرہ بطور قران ادا کرنے ہونگے۔ فتاوی قاضی خاں

۳۶۔ تلبیہ کے الفاظ خاص ہیں انمیں کمی بیشی نہ کرنی چاہئے

۱۔ تلبیہ کے الفاظ بجنسہ ادا ہونے چاہئیں۔ ان الفاظ میں کمی بیشی نہ کیجائے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

---

[۱] یا اس صورت میں کہ اسپر حج فرض نہ تھا (دیکھو نقرہ ۱۳۰ مسئلہ ۲) [۲] ارادہ یہ تھا کہ حج اور عمرہ کا احرام باندھے اور منسی احرام باندھا اسکے بعد بھول گیا کہ دونوں کا باندھا تھا یا حج کا یا عمرہ کا۔

ا۔ امام شافعی کے نزدیک (بموجب ایک روایت کے) ان الفاظ میں کمی وبیشی فرمانا کیجائے۔ گویا یہ الفاظ اذان وتشہد کی طرح ایک خاص ترتیب دی ہوئی عبادت ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز وکفایہ

ب۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ان الفاظ میں زیادتی کرنیکا مضائقہ نہیں۔ وجہ یہ کہ اکثر اصحاب جلیل الشان مثل عبداللہ بن مسعود ابن عمرؓ۔ ابوہریرہؓ نے ان مقررہ الفاظ میں کچھ بڑھا کر کہا تھا دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تلبیہ کا مقصد خدا تعالیٰ کی تعریف اور اپنی عبودیت کا اظہار ہے پس اس میں زیادتی سے کچھ حرج نہیں واقع ہوتا۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ عینی شرح کنز۔

ج۔ حضرت عمرؓ نے تلبیہ کے الفاظ میں یہ زیادہ کہا تھا۔ جیسا کہ صحاح ستہ میں لکھا ہے۔ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ ابوداؤد کی ایک روایت میں اور کفایہ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ لوگ تلبیہ کے الفاظ میں کچھ الفاظ زیادہ کرتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن بھی ان مقررہ الفاظ میں کچھ زیادہ کرتے تھے۔

۳۷۔ تلبیہ کن موقعوں پر کہے اور کب موقوف کرے

ا۔ تلبیہ ان موقعوں پر کہنی چاہئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام ان ہی موقعوں پر تلبیہ کہا کرتے تھے۔ ہدایہ

(۱) ہر نماز کے بعد (۲) جب ایک دوسرے سے ملاقات کرے (کفایہ) (۳) ہر دفعہ جب اوپر کی طرف چڑھے یا نیچے کی طرف اترے (۴) جب شتر سواروں کو آتے جاتے دیکھے۔ (۵) جب سواری پر سوار ہوا اور سواری پر سے اترے (۶) ہر روز صبح کے وقت۔

دلائل۔ (۱) تلبیہ ایسی ہے جیسے نماز میں تکبیر۔ تو جیسا کہ نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہیں اسی طرح احرام میں بھی گویا حج کی نیت بندھی ہوئی ہوتی ہے تو ہر نقل وحرکت پر تلبیہ کہے۔ ہدایہ

(۲) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ (یعنے افضل حج وہ ہے جس میں تلبیہ بآواز بلند کہی جائے اور قربانی کیجائے) حج سے مطلب تلبیہ کہنا آواز بلند اور عج سے مطلب قربانی کا خون بہانا۔ ہدایہ

ا۔ روایت کی ابن ابی شیبہ نے شَامَ عَاوِيَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ سِتِّ فِيْ اَدْبَارِ الصَّلٰوةِ وَاِذَا اسْتَقْبَلَتِ الرَّجُلَ رَاحِلَتُهٗ وَاِذَا صَعِدَ شَرَفًا وَاِذَا هَبَطَ وَادِيًا وَاِذَا الْتَقَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِالْاَسْحَارِ۔ یعنی صحابہ تلبیہ کو مستحب جانتے تھے لبیک کہنے کو چھ جگہ۔ ہر نماز کے بعد۔ سواری پر سوار ہوتے وقت۔ اور جب اونچے پر چڑھے اور جب نیچے کی طرف اترے اور جب ایک دوسرے سے ملاقات کرے۔ اور صبح کے وقت۔

ب۔ ابن ماجہ نے فوائد میں امور بالا کے علاوہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کہتے تھے جب ملاقات کرتے تھے سواروں سے۔

ج ہر نماز کے بعد لبیک کہے مگر قضا اور نفل نماز کے بعد نہ کہے۔ شرح طحاوی۔

د۔ لبیک ہر موقع پر تین بار کہے مگر فرض صرف ایک ہی بار کہنی ہے۔

ر۔ لبیک بلند آواز سے کہے مگر اتنی بلند آواز سے جس سے تکلیف ہو (اور مسجد میں بہت آواز بلند نہ کرے)۔

۲۔ تلبیہ عمرہ میں طواف شروع ہوتے ہی موقوف کی جاتی ہے اور حج میں رمی جمرہ عقبہ شروع ہوتے ہی۔ ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے تھے لبیک سے عمرہ میں جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود کو۔ رواہ الترمذی۔ اس کے علاوہ ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لبیک کہے عمرہ کرنے والا بوسہ دیئے حجر اسود تک۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی لبیک موقوف کرے (دیکھو فقرہ ۴۰) ب۔ حج میں رمی جمرہ عقبہ شروع ہوتے ہی لبیک موقوف کرے۔ دیکھو فقرہ ۹۵

---

۹۵ جب کسی کی سواری کا جانور اسکے سوار ہونیکے واسطے اسکے سامنے لایا جائے۔

۳۸۔ احرام پر احرام باندھنا (دیکھو فقرہ ۔ ۱۹۱ فقاہت ۱۹۴)

۱۔ حج کے احرام پر دوسرے حج کا احرام باندھنا۔ یا ایک عمرہ کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھنا بدعت ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۔ اگر دونوں کو جمع کیا تو امام ابو یوسفؒ و امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں حج یا دونوں عمروں کا ادا کرنا لازم ہوگا مگر ایک احرام تو رہ دینا چاہیے اور امام محمدؒ کے نزدیک ان میں سے صرف ایک کا ادا کرنا لازم ہوگا۔ لہٰذا اگر حج کے دو احرام باندھے ہیں تو جب پہلے سے فارغ ہو جائے تو دوسرے حج کو دوسرے سال ادا کرے۔ مگر دوسرا عمرہ اسی سال ادا کرے۔ کیونکہ عمرہ تو سال میں کئی ہو سکتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۲۔ حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا بدعت ہے۔ مگر عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا غیر اہل مکہ کو جائز ہے۔ ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری

۳۔ احرام پر احرام باندھنے کے مختلف طریق اور ان کی جزا کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۹۱ سے ۱۹۴

۳۹۔ احرام باندھنے کے بعد کن چیزوں سے پرہیز لازم ہے

۱۔ رفث اور فسوق اور جدال سے پرہیز کرے۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔[1]

تشریح۔ رفث سے مراد جماع۔ یا فحش باتیں یا جماع کا ذکر عورتوں کے روبرو کرنا۔ فسوق سے مراد گناہ یا ارتکاب گناہ ہے اور اگرچہ گناہ ہمیشہ حرام ہے لیکن حالت احرام میں سخت حرام ہے۔ جدال سے مراد اپنے ہمراہی وغیرہ سے لڑنا بعض علماء کے نزدیک جدال سے مطلب کفار سے لڑنا یا حج میں لڑائی جھگڑا ہے۔

ا۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے حالت احرام میں ایک مرتبہ یہ شعر پڑھا۔ وَهُنَّ يَمْشِينَ بِنَا هَمِيسًا ۚ إِنْ يَصْدُقِ الطَّيْرُ نَنِكْ لَمِيسًا (اونٹنیاں ہمارے ساتھ چل رہی ہیں اور ان کی رفتار میں سرسراہٹ کی آواز ہے۔ اگر یہ فال سچ ہے تو ہم لمیس سے (کہ ایک عورت ہے) جو چاہے کریں گے) تو ہمراہیوں نے کہا کہ آپ رفث کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ رفث وہ ہے کہ جس کسی خاص عورت کی طرف خطاب کیا جائے۔ شرح وقایہ

ب۔ ان چیزوں کے کرنے سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی مگر انسان گناہگار ہوتا ہے اور خوف ہے کہ حج قبول نہ ہو۔

۲۔ جانور کا شکار نہ کرے۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (اور ذکر و شکار جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو) دیکھو فقرہ ۔ ۱۷۶)

ا۔ حالت احرام میں نہ شکار کرے خشکی کا اور دریا کا شکار منع نہیں ہے اور شکار کے جانور کو کسی کو نہ بتلائے اور نہ اسکی طرف اشارہ کرے۔ شرح وقایہ۔

تشریح۔ شکاری جانور کو کسی کو بتلانے یا اس کی طرف اشارہ کرنے کے متعلق حدیث ابی قتادہ ہے اور اصحاب صحاح ستہ نے اسکو روایت کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابو قتادہ نے ایک حمار وحشی کا ایک مرتبہ شکار کیا تھا اور وہ احرام سے نہ تھے اور اور ساتھی احرام باندھے ہوئے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی گوشت کے کھانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ان سے یہ پوچھا کہ کیا تم نے اس کے شکار میں کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا انہوں نے عرض کیا کہ نہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ جو اس کا گوشت باقی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا اور اسکو بتانا اسکے حفظ امن میں فرق لانا ہے کیونکہ وہ انسان سے تو چھپا رہتا ہے اور انسان کو اس کا پتہ لگجائے تو پھر اس کی جان خطرہ میں ہے دیکھو فقرہ ۔ ۱۷۰ فائدہ ۲

۳۔ کرتہ اور پاجامہ اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزے نہ پہنے۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے پہننے سے منع کیا ہے۔ احادیث صحاح ستہ سے ثابت ہے۔ دیکھو فقرہ ۔ ۱۷۳۔

۴۔ کوئی کپڑا جو زعفران یا ورس یا کسی مصفر سے رنگا ہوا ہو نہ پہنے۔ ہدایہ (فقرہ ۱۷۳ قاعدہ ۴ و فقرہ ۱۷۴ مسئلہ ۲)

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محرم کوئی ایسا رنگین کپڑا پہنے جو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ہو مگر جبکہ وہ دھو کر اس کی خوشبو نکال دی جائے تب اسکا پہننا جائز ہے کیونکہ رنگ کی وجہ سے اسکے پہننے کی ممانعت نہیں ہے صرف خوشبو کی وجہ ہے۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک اگر کسی مصفر سے رنگا ہوا کپڑا پہنا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اس رنگ میں خوشبو نہیں ہے۔ لیکن علماء حنفیہ کے نزدیک اس میں خوشبو ہے۔ ہدایہ

۵۔ مرد سر اور منہ کو نہ ڈھانکے اور عورت صرف منہ نہ ڈھانکے۔ فقرہ ۱۷۳ مسئلہ ۳ و ۳۳ مسئلہ ۲ (۲)

۶۔ گھر کے سایہ میں آرام لینے اور کجاوہ کے سایہ میں آرام لینے اور خانہ کعبہ کے پردہ کے نیچے ہو جانے کا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ (۱۷۳ مسئلہ ۳)

[1] پھر جبکہ لازم کر لیا اپنے اوپر حج ان مہینوں میں تو اس کو نہ تو عورتوں سے بے پردہ ہونا ہے نہ کوئی گناہ کرنا جائز ہے اور نہ جھگڑا کرنا۔

ا۔ امام مالک کے نزدیک خیمہ عرگاہ وغیرہ کے سایہ میں آرام لینا مکروہ ہے کیونکہ وہ ایسا ہی ہے جیسے سر کو ڈھانک لیا لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ حضرت عثمانؓ راستہ میں حالت احرام میں خیمہ میں ٹھیرتے تھے۔ دوسری یہ بھی بات ہے کہ خیمہ بدن سے تو نہیں لگتا اور سر پورا ڈھکتا تو جب کہ کوئی چیز پورے طور پر سر پر رکھی جائے۔ خیمہ کے سایہ میں آنا ایسا ہی ہے جیسے گھر کے سایہ میں آنا۔ ہدایہ

ب۔ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے کہ عقبہ نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عثمان کو ابطح میں خیمہ اکھاڑتا ہوا تھا اور تلوار انکی لٹکی ہوئی تھی درخت میں۔

ج۔ سایہ کیا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے رج میں اسکو مسلم نے حدیث ام الحصین میں روایت کیا ہے۔

د۔ حضرت عمر کھال کو درخت پر ڈالدیتے تھے اور اسکے سایہ میں بیٹھتے تھے حالانکہ آپ احرام سے ہوتے تھے۔ ہدایہ

ر۔ خانہ کعبہ کے پردہ کو اٹھا کر اندر یا باہر جانمیں پردہ سر کو نہ لگنا چاہئے اور اگر سر کو نہ لگتا تو ایسا ہی ہے جیسے اس پردہ کے سایہ میں آرام لیا۔ اسکا مضائقہ نہیں۔ (دیکھو فقرہ ۱۷۴)

۷۔ خوشبو اور تیل کو استعمال نہ کرے۔ ہدایہ۔

دلیل۔ رج کرنیوالے کو چاہئے کہ اسکے بال پریشان ہوں اور احرام باندھنے کے بعد جو میل اسکے بدن پر پیدا ہو وہ لگی رہنے دے۔ از جامع

۸۔ بدن کے بال نہ مونڈے۔ ہدایہ۔ (فقرہ ۱۷۱) دلیل۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ۔

ا۔ ڈاڑھی بھی نہ کترے کیونکہ کترنا بھی مونڈنے کے معنوں میں ہے کیونکہ اس سے بھی بانکی پریشانی کم ہو جاتی ہے اور نیز کچھ میل بھی زائل ہوتی ہے۔ ہدایہ۔

۹۔ ناخن نہ کترے۔ شرح وقایہ (دیکھو فقرہ ۱۷۲)

۱۰۔ غسل کرنے اور حمام میں جانیکا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔ دلیل۔ عمرؓ نے غسل کیا تھا حالانکہ آپ احرام میں تھے۔ ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت احرام میں سر دھونا احادیث صحاح ستہ سے ثابت ہے۔ ب۔ سلمہ ڈاڑھی جھلسی کر نہ دھوئے۔ شرح وقایہ (۱۷۳، ۱۷۴)

۱۱۔ پچھنے لگانیکا مضائقہ نہیں۔ پچھنے لگائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حالانکہ آپ احرام سے تھے (بخاری و مسلم)

۴۰۔ احرام باندھنے کے بعد حج کرنیسے روک جانا (احصار)

ا۔ اگر احرام باندھ لیا اور بیمار ہو گیا یا دشمن نے روک لیا اور حج کرنیسے باز رہا تو وہ محصر ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۵۰ - ۱۵۲

۳۳ اب زمین حرم میں داخل ہو تو آداب حرم نگاہ رکھے ۳۳

موقع

میقات سے آگے بڑھے اور زمین حرم میں پہنچے تو آداب حرم کا لحاظ رکھے۔ اور بہتر ہے کہ سواری سے اترے اور ننگے پاؤں ہو جائے اور استغفار اور توبہ کے ساتھ قدم اٹھائے اور اس طرح چلے جیسے کوئی عاجز اور مسکین شخص بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے جاتا ہے۔ اور جو دعا نیچے لکھی ہے وہ بھی پڑھے ؛

۴۱۔ زمین حرم کونسی ہے اور اسکے حدود کیا ہیں (دیکھو نقشہ - فقرہ ۲۹)

ا۔ شہر مکہ معظمہ اور اسکے گرد کی زمین کچھ فاصلہ تک زمین حرم کہلاتی ہے۔

ا۔ اس زمین کو خدا تعالےٰ نے کعبہ شریفہ کی تعظیم کی وجہ سے واجب التعظیم کر دیا ہے اور اس میں بہت سی چیزیں حرام کر دی گئی ہیں کہ کسی اور قطعہ زمین پر نہیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ حدود حرم میں شکار کرنا۔ درخت کاٹنا۔ جانوروں کو ستانا۔ پانی نہ پینے دینا درست نہیں۔ دیکھو فقرہ ۱۷۶ و ۱۷۸۔

ب۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی درندہ جانور کسی شکاری جانور کا تعاقب کرتے کرتے حدود حرم تک پہنچ جاتا ہے تو وہ درندہ حرم میں داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ واپس چلا جاتا ہے۔ اور اکثر لوگوں نے ہرنوں اور درندے جانوروں کو حدود حرم میں ایک مگر مچھے دیکھا ہے یعنی درندہ کسی ہرن کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ ج۔ زمین حرم کے گرداگرد میقات تک جو زمین ہے اُسکو حرم کہتے ہیں۔

۲۔ زمین حرم کے یہ حدود ہیں۔ مدینہ شریف کی طرف تین میل (مقام تنعیم تک) اور یمن اور طائف اور جعرانہ اور جدہ کی طرف سات سات میل

نتیجہ۔ یہ حدود اس طرح مقرر ہوئے کہ جب حضرت آدم زمین پر نازل ہوئے تو وہ شیطانوں سے ڈرتے تھے تو خدا تعالےٰ نے فرشتوں کو پہرا کی حفاظت کیواسطے بھیجا اور ان فرشتوں نے چاروں طرف مکہ کو گھیر لیا۔ تو جو زمین اس حلقہ میں آگئی وہ زمین حرم ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس زمین کو بزرگی بخشی اور اس کی نسبت فرمایا مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (یعنی جو اس زمین میں داخل ہوا بس وہ امن میں آگیا) بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے حجر اسود کو کعبہ شریف میں رکھا تو جہاں جہاں تک اس کی روشنی چاروں طرف پہنچی وہی حد حرم کی مقرر ہوئی۔

۴۲۔ حرم شریف کے کیا آداب ہیں

۱۔ اگر ممکن ہو تو زمین حرم میں پیدل چلے۔ اور بڑی عاجزی سے قدم اُٹھائے اور اس طرح چلے جیسے کوئی عاجز مسکین آدمی شاہنشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کو جاتا ہے۔

ا۔ ابونعیم حلیۃ الاولیا میں حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ اکثر مرتبہ لاکھ لاکھ آدمی بنی اسرائیل سے حج کے واسطے جاتے تھے اور جب حدود حرم میں داخل ہوتے تھے تو بوجہ پاس ادب ننگے پاؤں ہو جاتے تھے۔

ب۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں لکھا ہے کہ جب بنی اسرائیل بغرض حج مکہ شریف آتے تھے تو مقام ذی طویٰ سے بسبب تعظیم کعبہ شریف و حرم شریف کے ننگے پاؤں ہو جاتے تھے۔

۲۔ زمین حرم میں پہنچکر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (ترجمہ۔ اے اللہ تحقیق یہ حرم تیرا ہے۔ تیرے رسول کا ہے۔ پس حرام کر گوشت میرا اور خون میرا اور ہڈی میری دوزخ پر اے اللہ پناہ دے مجکو اپنے عذاب سے جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اُٹھائے اور بنا مجکو اپنے دوستوں میں سے اور اپنی اطاعت کرنے والوں میں سے اور پر رحمت کر مجھ پر کہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے)۔

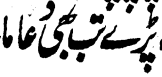
موقع

اب مقام مدعی پر پہنچے تو دعا مانگے اور آگے بڑھکر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑے تب بھی دعا مانگے

موقع

مقام مدعی پر پہنچے تو دعا مانگے۔ مدعی کے معنے دعا مانگنے کی جگہ کے ہیں۔ مقام مدعی ایک بلند جگہ ہے جسکو حضرت عمر نے بلند کیا تھا اور یہاں سے خانہ کعبہ کی چھت دکھائی دیتی تھی۔ یہ حال ساڑھے نو سو برس تک رہا اس کے بعد اسکے آگے مکانات بن گئے جس سے سامنا رُک گیا۔ لیکن اس مقام پر دعا مانگنا مستحب ہے۔ اس کے بعد آگے چلکر ایسی جگہ آئے گی کہ خانہ کعبہ صاف دکھائی دیگا۔ وہاں بھی دعا مانگے۔

۱؎ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جدہ کی طرف۔ ایبل اور جُرانہ کی طرف دو میل ہے۔

۴۳۔ مقام مدعی اور دعا

(یہ جگہ مسجد حرام اور مقبرہ معلات کے درمیان ہے)

۱۔ مقام مدعی پر پہنچکر یہ دعا پڑھے تو بہتر ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ دے ہمکو دنیا میں بھلی اور آخرت میں بھلی اور بچا ہم کو عذاب دوزخ سے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھسے وہ بہتری جو مانگی تھی تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھسے اُس بُرائی سے جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

۴۴۔ شہر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑنی

۱۔ شہر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑے تو مفا یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا۔ وَارْزُقْنِیْ بِھَا حَلَالًا۔ (اے اللہ مجکو اس میں قرار اور روزی دے مجکو اس میں حلال) یعنے اے خدا تو مجھے توفیق دے کہ میں شہر مکہ معظمہ میں جاکر رہوں۔ اور یہاں رہنے پر مجکو حلال روزی دے۔ اور یہ عبارت ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْبَلَدَ بَلَدُکَ وَالْبَیْتَ بَیْتُکَ جِئْتُ اَطْلُبُ رَحْمَتَکَ وَاَؤُمُّ طَاعَتَکَ مُتَّبِعًا لِّاَمْرِکَ رَاضِیًا بِقَدَرِکَ مُسَلِّمًا لِّاَمْرِکَ۔ وَاَسْئَلُکَ مَسْئَلَةَ الْمُضْطَرِّ اِلَیْکَ الْمُشْفِقِ مِنْ عَمَلِہٖ اِلَیْکَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِیْ بِعَفْوِکَ وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنِّیْ بِرَحْمَتِکَ وَاَنْ تُدْخِلَنِیْ جَنَّتَکَ۔ (اے اللہ یہ شہر تیرا شہر ہے اور یہ گھر تیرا گھر ہے۔ آیا ہوں میں تیری رحمت اور اطاعت کی طلب میں تیرا حکم مانتا ہوا۔ تیرے حکم پر راضی تیرے امر کو تسلیم کرتا ہوا۔ اور سوال کرتا ہوں تجھسے۔ سوال کرنا پریشان کا تیری طرف دوڑتا ہوا تیرے خدا سے یہ کہ میری معذرت قبول کر اور اپنی رحمت سے مجھپر درگذر اور یہ کہ داخل کر مجکو جنت میں)

۵ اب شہر مکہ معظمہ میں داخل ہو ۵

شہر میں داخل ہونیسے پہلے چاہئے کہ غسل کرے یا وضو ہی کرلے۔ جو لوگ مدینہ شریف کی طرف سے آئے ہیں اُنکے غسل کرنیکے واسطے بہتر جگہ بیرِ زی طوی ہے جو تنعیم کی طرف واقع ہے اور جو عراق کی طرف سے آئے ہیں ان کو بیر میمون بہتیں پڑیگا جو جبل حراد یعنی جبل نور کے سامنے واقع ہے۔ شہر میں رات کو داخل ہونیکا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

۴۵۔ مکہ شریف میں داخلہ

۱۔ مکہ شریف میں داخل ہونے کے واسطے غسل کرے تو بہتر ہے۔ ورنہ وضو ہی کرلے۔

۲۔ مکہ شریف میں محرم دن یا رات میں کسی وقت داخل ہوسکتا ہے حج کی غرض سے جائے یا عمرے کی غرض سے۔ ہدایہ۔

۱۔ شہر میں داخل ہونیکے واسطے دن یا رات کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی۔ ہدایہ مستحب یہ ہے کہ دن کو داخل ہو۔ فتاویٰ قاضیخاں

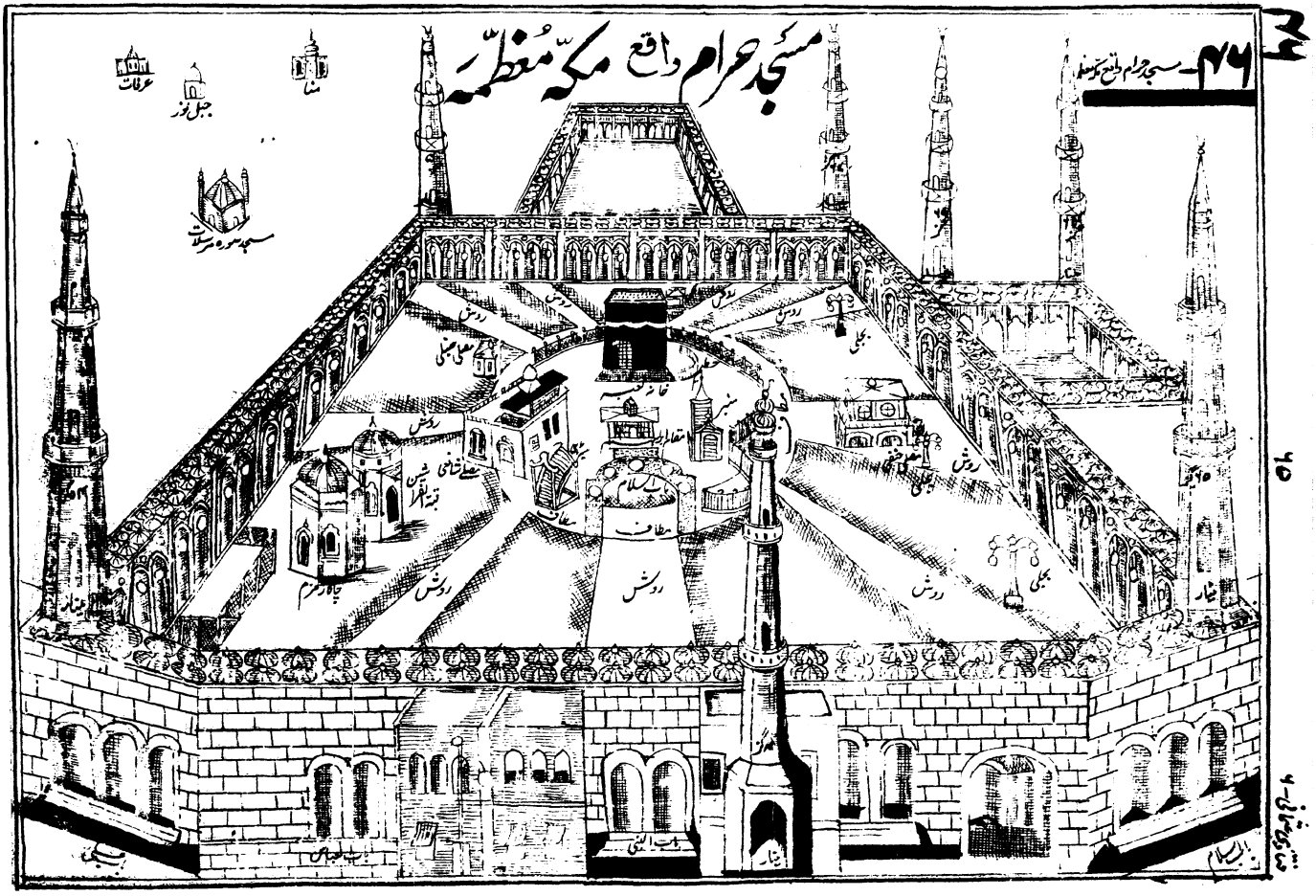
۴۶ مسجد حرام واقع مکہ معظمہ
مسجد حرام واقع مکہ معظمہ
عرفات
جبل نور
منا
مسجد سورہ مرسلات
روشن
بجلی
صفا
مروہ
حجر اسود
خانہ کعبہ
مقام ابراہیم
زمزم
مطاف
روشن
بجلی
مینار
۱۵۰ فٹ
مینار
مینار
مینار

ب۔ روایت کیا نسائی نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکہ میں رات کو اور دن کو۔ اس طرح کہ حج و داع میں رات کو داخل ہوئے تھے۔ اور دن کو عمرہ میں۔

ج۔ جب مکہ شریف میں داخل ہو تو سب سے پہلے مسجد حرام میں جانا چاہئے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ شریف میں داخل ہوتے تو سیدھے مسجد حرام میں تشریف لیجاتے۔ ہدایہ۔

د۔ حرم کا مکہ شریف میں جانے سے مطلب تو زیارت خانہ کعبہ ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ پہلے مسجد حرام میں جائے۔

۲۔ شہر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ - فَحَرِّمْ لَحْمِیْ - وَدَمِیْ - وَعَظْمِیْ عَلَی النَّارِ - اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ - یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ - وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَائِكَ - وَاَھْلِ طَاعَتِكَ - وَتُبْ عَلَیَّ - اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○

۱۔ یہ وہی دعا ہے جو حرم میں داخلہ کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ ترجمہ کے واسطے دیکھو فقرہ ۴۲

موقع ۶ **اب سیدھا مسجد حرام میں جائے** ۶ موقع

شہر میں داخل ہونے پر چاہئے کہ سب سے پہلے مسجد حرام میں جائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ اور بہتر ہے کہ باب السلام سے داخل ہو اور داخل ہوتے وقت داہنا پاؤں پہلے بڑھائے۔ اور دعا پڑھے۔ ہاں اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو باب العمرہ سے داخل ہو کر مسجد حرام میں جائے کیونکہ آجکل عمرہ کرنے والے اسی دروازہ سے داخل ہوتے ہیں

۴۷۔ مسجد حرام میں داخلہ

۱۔ مکہ شریف میں داخل ہونیکے بعد سیدھا مسجد حرام میں جائے۔ ہاں اگر کہیں اسباب رکھنا ہو تو رکھدے۔ جوہرۃ النیرہ۔ ہدایہ

۱۔ مستحب یہ ہے کہ داخل ہو تو لبیک کہتا ہوا داخل ہو۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ صحیحین میں لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لیجاتے تھے اور پہلے دو رکعت پڑھتے تھے تب لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

۲۔ باب السلام (جسکو باب بنی شیبہ بھی کہتے ہیں) کی طرف سے داخل ہونا بہتر ہے۔ اور بہت عاجزی سے لبیک کہتا ہوا داخل ہو اور اس مقام کی عظمت و جلال دل میں قائم کرے۔ اور اگر بیچ میں کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بہت نرمی سے پیش آئے۔ بحرالرائق

۳۔ اگر عمرہ کا احرام ہے تو باب العمرہ سے داخل ہو۔ آجکل اسی پر عمل ہے۔

۴۔ ننگے پاؤں داخل ہو۔ ہاں اگر ننگے پاؤں چلنا نقصان دیتا ہو تو کچھ پہن لے۔ فتاوی عالمگیری۔

۵۔ داخل ہوتے وقت اول داہنا پاؤں بڑھائے اور یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ - وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ - اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ - وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ - وَاَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتَقْبَلَ عَثْرَتِيْ وَتَغْفِرَ ذَنْبِيْ - وَتَضَعَ عَنِّيْ وِزْرِيْ - فتاوی عالمگیری یہ دعا بھی ہے - صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ - اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ - وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ - وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ - مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جَمِيْعَ ذُنُوْبِيْ - وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ - وَاَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ -

۴۸ - اندر داخل ہوتے ہی پہلے خانہ کعبہ پر نگاہ پڑنا

۱ - چونکہ خانہ کعبہ کے دیکھتے ہی دعا قبول ہوتی ہے - تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب خانہ کعبہ کے پاس جاتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے - اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - اور اُٹھاتے تھے دونوں ہاتھ - از روایت عطاء -

۱ - خانۂ کعبہ کو دیکھکر ہاتھ نہ اُٹھائے - ب - دیکھو مقامات قبولیت دعا - فقرہ - ۱۶۶ -

۲ - خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے تو یہ پڑھے - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ - پھر حجر اسود کیطرف چلے تو یہ پڑھتا چلے - اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ - وَمِنْكَ السَّلَامُ - وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ - حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ - وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ - تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ - اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا - وَتَشْرِيْفًا - وَمَهَابَةً - وَزِدْ مَنْ عَظَّمَهٗ وَشَرَّفَهٗ مِنْ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّمَهَابَةً -

۱ - خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے تو تکبیر تہلیل کہے - ہدایہ (تکبیر کے معنے اللہ اکبر کہنا اور تہلیل کے معنے لا الہ الا اللہ کہنا)

ب - ابن عمرؓ جب خانہ کعبہ کو دیکھتے تو یہ پڑھتے تھے - بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لیکن بعض علماء یہ آیت قرآن شریف کی پڑھتے ہیں - رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (کہ اس میں دنیا و آخرت کی بہتری کے واسطے دعا ہے - ہدایہ وغیرہ - (ترجمہ - اے ہمارے رب ہمکو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عطا فرما اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا) ج امام محمدؒ نے مبسوط میں کوئی دعا معین نہیں کی ہے - کیونکہ اگر کوئی دعا معین یا مقرر کیجائے تو اس سے حضوری دل و رقت قلب نہیں حاصل ہوتی - لیکن اچھا ہے کہ اگر کوئی دعا جو علماء سے منقول ہے پڑھے - ہدایہ -

د - امام اعظمؒ سے منقول ہے کہ یہ دعا مانگے کہ میں مستجاب الدعوۃ ہو جاؤں (دیکھو فقرہ - ۱۶۶)

۳ - خانہ کعبہ پر نگاہ پڑتے ہی امام مالک کے نزدیک تلبیہ موقوف کرے اگر احرام عمرہ کا ہے -

۱ - دیکھو فقرہ ۳۷ مسئلہ ۲ و فقرہ - ۵۱ -

---

۵۱ داخل ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے - اور عمدہ واسطے اللہ کے ہے - اور درود اوپر رسول اللہ کے - اے اللہ کھول دروازے واسطے میرے اپنی رحمت کے - اور داخل کر مجکو اس میں - اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھسے بیچ اس مقام اپنے کے یہ کہ رحمت بھیجے تو اوپر سردار ہمارے محمد کے جو بندے تیرے ہیں اور رسول تیرے - اور یہ کہ رحمت کرے تو بھیر اور قبول کرے تو بھیر میری لغزش میری اور بخشے گناہ میرے اور اُتارے بوجھ میرا ۵۲ داخل ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور سب تعریف خدا کے ہی واسطے ہے - اور درود اور سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر - اے اللہ معاف کر میرے سارے گناہ اور کھول واسطے میرے رحمت کے دروازے اور داخل کر مجکو جنت میں - ۵۳ - اے اللہ تو سلامت ہے - اور تجھی سے ہے سلامتی - اور تیری ہی طرف پھرتی ہے سلامتی - زندہ رکھ ہمکو اے رب ہمارے ساتھ سلامتی کے - اور داخل کر ہمکو سلامتی کے گھر میں - بڑی برکت والا ہے تو اے رب ہمارے اور برتر ہے تو اے بزرگی اور اکرام والے - اے اللہ زیادہ کر اس گھر کی تعظیم اور بزرگی اور ہیبت اور زیادہ کر تعظیم اور بزرگی اسکی حج اور عمرہ سے تعظیم اور بزرگی اور ہیبت -

اب طواف خانہ کعبہ کرے

(ہر طواف میں حجر اسود کو بوسہ دیکر سات چکر خانہ کعبہ کے گرد کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔) خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ چکر کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ یہ طواف مطاف کے ایک بیضوی دائرہ سنگین فرش کا گرد خانہ کعبہ کے بنا ہوا ہے کیا جاتا ہے اس طرح پر کہ خانہ کعبہ ہمیشہ طواف کرنے والے کے بائیں ہاتھ پر رہے۔ طواف کا ہر چکر استلام حجر اسود سے شروع ہو کر استلام حجر اسود پر ختم ہوتا ہے۔ اور سات چکروں کے بعد کہ اس مجموعہ کو طواف کہتے ہیں مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس شخص کا عمرہ کا احرام ہے اسکو چاہئے کہ اس طواف میں طواف عمرہ کی نیت کرے۔ اور جس شخص (آفاقی) کا حج کا احرام ہے اسکو چاہئے کہ طواف قدوم کی نیت کرے۔ مگر طواف عمرہ ہو یا طواف قدوم یا اور طواف سب ایک ہی طریقہ پر ادا کئے جاتے ہیں۔ ہاں عمرہ کے طواف کرنے والے کو چاہئے کہ طواف شروع کرتے وقت تلبیہ موقوف کرے۔ اور طواف قدوم کرنیوالا برابر کہتا رہے کہ اس کی تلبیہ جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری پھینکتے وقت موقوف ہوگی۔ بعض علماء کے نزدیک اس طواف کے بعد چاہ زمزم سے پانی پینا اور ملتزم کو بھی بوسہ دینا چاہئے۔

۴۹۔ نقشہ خانہ کعبہ و حجر اسود و مطاف و گردش طواف

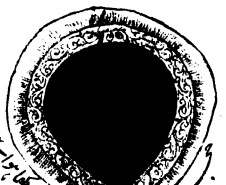

حجر اسود جسے علیحدہ دکھایا ہے لیکن یہ کعبہ شریف میں زمین سے چار فٹ اونچی جگہ پر خانہ کعبہ کے دروازہ میں رکھا ہوا ہے۔ مطاف کا کچھ حصہ اس نقشہ میں دکھایا گیا ہے۔ پورا مطاف باب بنی ہے

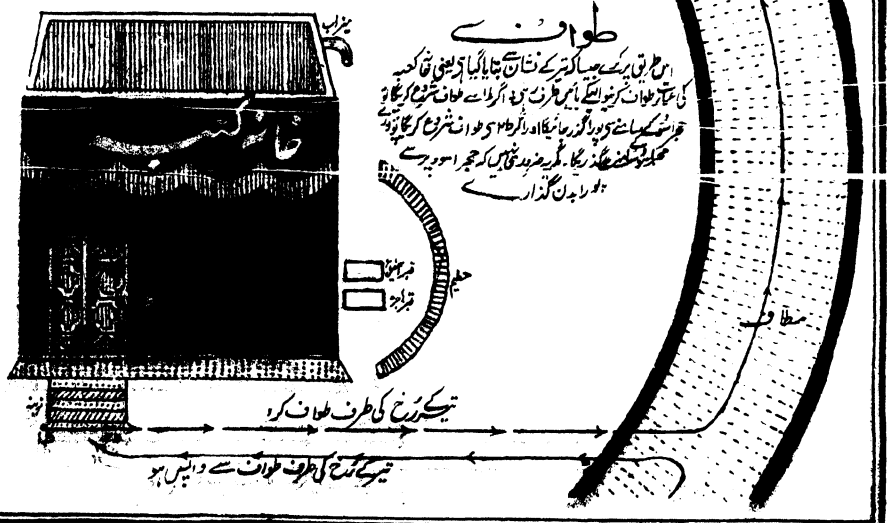

۵۰ طریق استلام حجر اسود۔ (مسجد حرام میں داخل ہو کر سیدھا حجر اسود کی طرف جائے اور اسکو استلام کرے یعنی بوسہ دے اور پھر طواف کے چکر شروع کرے)

۱۔ حجر اسود کی طرف جائے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے اور تکبیر و تہلیل کہے اور پھر ہاتھ چھوڑ دے بعینہٖ جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ کرتے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ۔ فتاوی قاضیخان

ا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہاتھ کانوں تک نہیں اُٹھائے جاتے مگر دو موقعوں پر اور ان میں سے ایک یہ ہے۔

۲۔ حجر اسود کو بوسہ دے اس طرح کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھکر دونوں ہونٹوں کو حجر اسود پر لگائے۔ ہدایہ فتاوی عالمگیری۔

ا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح بوسہ دیا ہے کہ دونوں لب مبارک کو حجر اسود پر رکھا۔ ہدایہ

ب۔ بوسہ دیتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ اِعْفُ عَنِّيْ وَغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَطَهِّرْ لِيْ قَلْبِيْ وَنَوِّحْ بِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَعَافِنِيْ فِيْ مَنْ عَافَيْتَ۔ فتاوی عالمگیری۔ (اے بوسہ دیتا ہوں میں ساتھ اللہ رحمٰن اللہ رحیم کے اے اللہ بخش میرے گناہ۔ اور پاک کر میرے دل کو۔ اور کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر کام میرا۔ اور عافیت دے مجھ اُن کے جن کو تو نے عافیت دی)

ج۔ اگر بوسہ دینا ایذا نہ ہوتی مو بوسہ دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تم مضبوط آدمی ہو۔ ذرا دھکا پیلی نہ کرنا کہ دوسروں کو تکلیف پہنچے۔ اگر خالی موقع ملے اور کسی کو ایذا نہ ہوتی ہو تب بوسہ دینا۔ اور اگر ایسا موقع نہ ملے تو تکبیر و تہلیل کافی ہے۔ کیونکہ بوسہ دینا حجر اسود کو سنت ہے۔ اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچنے سے باز رکھنا واجبات سے ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (یعنی مسلمان وہ شخص ہے کہ جس سے مسلمان اسکی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسی کو اسکی زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہ پہنچے۔ مشکوٰۃ)

د۔ اگر حجر اسود تک ہاتھ پہنچ سکے تو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھ چوم لے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو کسی لکڑی یا چھڑی سے حجر اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا چنانچہ ایک موقع پر آپ اونٹنی پر سوار طواف کر رہے تھے تو آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی (محجن) جس کو آپ نے حجر اسود اور رکن یمانی پر لگایا۔ اور پھر اس لکڑی کو بوسہ دیا۔ ہدایہ

ہ۔ اگر لکڑی سے بھی چھونا ممکن نہ ہو تو دور ہی سے حجر اسود کی طرف توجہ کرے۔ یعنی اپنے دونوں ہاتھ تہلیلی کی طرف سے حجر اسود کی طرف دکھائے۔ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور درود پڑھے۔ فتح القدیر۔

تنبیہ۔ حجر اسود کے مقابلہ میں ہاتھ اس طرح سے کرے گویا خاص حجر اسود پر دونوں ہاتھ رکھدئے ہیں۔

س۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے حجر اسود کے پاس اور چوما اسکو اور کہا قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے۔ نہ تو ضرر کر سکتا ہے۔ نہ نفع دے سکتا ہے۔ اور اگر میں نہ دیکھتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے تجھکو تو چومتا میں تجھکو۔ اور مروی ہے حضرت ابن عباس سے کہ چومتے تھے حجر اسود کو اور سجدہ کرتے تھے اس پر یعنی سر اپنا واسطے چومنے کے اس پر رکھدیتے تھے۔ اور کہا انہوں نے کہ دیکھا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ چومتے تھے اسکو اور سجدہ کرتے تھے اس پر اور پھر کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے اسی طرح کیا تھا تو میں بھی اسی طرح کرتا ہوں روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کہا اسکو۔ اور روایت کی حاکم ابن عباس سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے حجر اسود پر بعد بوسہ دینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہا دیکھا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بوسہ دیا اسکو پھر سجدہ کیا اس پر اور کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے کیا ہے ایسا۔ سو کرتا ہوں میں اس کو۔ روایت کیا ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کہا اسکو۔

ط۔ اگر حجر اسود کا بوسہ دینا ہجوم کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہیں ہو سکتے تو طواف میں توقف نہ کرے۔ تو جہ کرے جیسا کہ ذکر ہوا اور طواف کئے جائے ہاں طواف کے شروع اور ختم پر چاہے تو قف کرے کہ ہجوم کم ہو جائے۔

ص۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یا اسکی طرف توجہ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اِعْطِنِيْ اِيْمَانًا

وَتَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِنَبِيِّكَ سُنَّتَهُ نَبِيِّكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

۳۔ حجر اسود کے سوائے کسی اور پتھر کو بوسہ نہ دینا چاہیئے۔ ہاں صرف رکن یمانی کو بوسہ دینے کی اجازت ہے۔

۴۔ حجر اسود کو بوسہ دینا عورت کے واسطے ضروری نہیں جبکہ وہاں مردوں کا ہجوم ہو۔ ہاں اگر ہجوم نہ ہو اور خالی جگہ ہو تو ضرور استلام کرے۔ ہدایہ (دیکھو نقرہ ۱۴۱ مسئلہ ۵)

۵۔ طریق طواف معہ اضطباع و رمل

۱۔ خانہ کعبہ کے گرد مطاف پر سات چکر کرنے کو طواف کہتے ہیں۔

ا۔ مطاف وہ بیضوی راستہ ہے جو خانہ کعبہ کے گرد بنا ہوا ہے اور اس پر پتھر کا فرش لگا ہوا ہے۔

۲۔ طواف کیواسطے نیت کرنی ضرور ہے ورنہ مطاف پر یوں ہی چکر لگانے سے طواف نہیں ہوگا۔ از عالمگیری

ا۔ مثلاً قرض خواہ کسی قرضدار کو پکڑنے مطاف پر اس کے پیچھے پیچھے جائے تو طواف شمار نہ ہوگا۔

۳۔ کل طواف کے سات چکر ہوتے ہیں اور ہر چکر حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود پر ختم ہوتا ہے۔ عالمگیری

ا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک حجر اسود سے طواف شروع کرنا سنت ہے اور جگہ سے بھی شروع کر سکتا ہے۔ لیکن مکروہ ہے۔ عالمگیری

ب۔ طواف شروع کرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دے اور ختم پر بھی حجر اسود کو بوسہ دے۔ اگرچہ چکروں میں حجر اسود کو بوسہ دینا ترک کیا تو مضائقہ نہیں۔ عالمگیری۔

ج۔ اگر تمام چکروں میں حجر اسود کو بوسہ دینا چھوڑ دے تو برا ہے۔ شرح طحاوی

د۔ ظاہر روایت کے موجب رکن یمانی کو بھی بوسہ دے رکن عراقی اور رکن شامی کو بوسہ نہ دے اور اگر رکن یمانی کو بھی بوسہ نہ دے تو کچھ حرج نہیں۔ فتاوی عالمگیری

س۔ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ حجر اسود یا رکن یمانی کے سوائے کسی پتھر کو بوسہ نہ دے۔

۴۔ اپنے سیدھے ہاتھ کیطرف سے طواف شروع کرے۔ کہ حطیم اور خانہ کعبہ بیچ میں رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ و معنی شرح کنز۔

ا۔ اس طور پر چلے کہ کعبہ شریف بائیں ہاتھ پر رہے۔ دیکھو نقشہ طریق طواف نقرہ ۴۹۔

ب۔ جو شخص تمام حجر اسود کے سامنے سے گذر کر طواف کرنا چاہے اسکو چاہیئے کہ طواف حجر اسود کے اس کنارے (یعنی رکن یمانی سے شروع کرے تاکہ تمام بدن اس حجر اسود کے سامنے سے گذرے۔ فتاوی عالمگیری۔ (دیکھو نقرہ ۴۹ ہدایت متعلق طواف)

تشریح۔ کل جسم حجر اسود کے مقابل سے اس طرح گذر سکتا ہے کہ حجر اسود کی طرف رخ کر کے اس طرح کھڑا ہو کہ کل حجر اسود داہنی طرف ہو جائے۔ اور پھر اس کی طرف منہ کئے ہوئے طواف کیواسطے چلے۔ یہاں تک کہ حجر اسود کے آگے بڑھ جائے تو حسب معمول طواف کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ چکر ختم ہونے پر بھی ایسا کرے۔ فتاوی عالمگیری

ج۔ اگر بجائے دائیں طرف سے طواف کرنیکے بائیں طرف سے کرے (یعنی ایسا طواف کرے تب بھی جائز ہو سکتا ہے۔ مگر ایسا کرنا نہ چاہئے۔ عالمگیری

د۔ اگر حطیم کو دانستہ یا سہواً چھوڑ کر طواف کیا تو طواف کو دوبارہ حطیم کو شامل کر کے کرنا چاہئے۔ اور اگر صرف حطیم کے گرد سات مرتبہ چکر کر لئے تب بھی جائز ہے۔ عینی شرح کنز

۵۔ طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں اضطباع اور رمل کرے۔ عالمگیری۔ شرح وقایہ

ا۔ رمل کی اصلیت یہ ہے کہ مشرکوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کہیں یہ کہدیا تھا کہ مدینہ کی گرمی نے انکو بہت ضعیف اور کمزور کر دیا ہے تو یہ حکم

دیا گیا تھا کہ طواف کے وقت اکڑکر اور کندھے ہلاتے چلیں وہ وقت تو گذر گیا مگر وہ طریق ابتک جاری ہے اسکے متعلق احادیث بھی ہیں۔

ب - جن چکروں میں رمل کرے اُن میں حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کرے اور اگر لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے رمل نہ کرسکے تو طواف کرنے میں ذرا تامل کرے تاکہ ذرا جگہ خالی ہوجائے۔ فتاوی عالمگیری۔

ج - اگر پہلے تین چکروں میں رمل کرنا بھول گیا تو باقی چکروں میں رمل نہ کرے۔ ہاں اگر پہلے چکر میں رمل کرنا بھول گیا تو باقی چکروں میں کرلے اگر کل چکروں میں رمل کرنا بھول گیا تو کچھ جبر انہیں دینی ہوگی۔ فتاوی قاضیخان۔

د - اکثر فقہ کی کتابوں میں احرام کے وقت اضطباع کرنا مسنون لکھا ہے لیکن ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اضطباع خاص طواف کے وقت کرنا چاہیئے ورنہ اور وقتوں میں تو کندھے کا کھلا رہنا نماز کے وقت مکروہ ہے بحر الرائق میں بھی خاص طواف ہی کیوقت اضطباع کرنا لکھا ہے۔ اور اہل مکہ کا بھی یہی دستور ہے۔

تشریح - علماء کا یہ خیال ہے کہ اگر طواف زیارت میں رمل کرے تو طواف قدوم میں رمل کرنے سے بہتر ہے وجہ یہ کہ طواف زیارت فرض ہے تو عمل رمل فرض کے ساتھ ادا ہوگا۔

تشریح - اضطباع اسکو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کرکے دونوں کنارے اسکے بائیں کندھے پر ڈالے اور رمل سے مراد یہ ہے کہ جلد جلد چلے اور اپنے دونوں کندھوں کو اس طرح ہلا دے جیسے سپاہی سپاہی ترائی کی دو صفوں کے درمیان اکڑکر چلتا ہے۔ عالمگیری شرح وقایہ

۶ - دوران طواف میں اگر وضو جاتا رہے تو چاہیئے کہ دوبارہ وضو کرے اور باقی طواف پورا کرے۔ درمختار۔

۷ - اگر احرام عمرہ کا ہے تو بجائے طواف قدوم کے طواف عمرہ کرے۔

ا - طواف عمرہ بعینہ اسی طرح ادا کیا جاتا ہے جس طرح طواف قدوم ہے اور اس طواف عمرہ میں اضطباع اور رمل بھی کرنا چاہیئے اور اسکو بعد سعی بھی۔

ب - عمرہ میں طواف قدوم نہیں ہوتا۔ ایک ہی طواف ہوتا ہے (جسکے وہی سات چکر ہوتے ہیں) اور اسکو طواف عمرہ کہتے ہیں۔

ج - عمرہ میں طواف صدر نہیں ہوتا۔ لیکن امام حسن رحمہ اللہ کے نزدیک عمرہ کرنیوالے پر جب کہ وہ عمرہ سے فارغ ہوکر وطن جانا چاہے ضروری ہے۔ جیسا کہ حج میں (دیکھو فقرہ ۱۲۱)

د - اگر طواف عمرہ کے دو یا تین چکر بعد حج کی نیت کرے تو اس طرح قارن کیواسطے جائز ہے۔

چنانچہ ۸ - اس کے متعلق جو مسئلہ فتاوی عالمگیری میں آیا ہے وہ ہم نے فقرہ - ۹ مسئلہ ۳ میں درج کیا ہے۔

۸ - طواف کے سات چکروں میں سے چار چکر فرض ہیں باقی واجب نزد امام ابوحنیفہ لیکن امام شافعی کے نزدیک سب فرض ہیں۔

۹ - طواف کو چھوڑکر نماز جماعت یا نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہیئے۔ اور پھر باقی طواف پورا کرنا چاہیئے۔ عالمگیری

ا - جس وقت نماز کی اقامت ہو تو طواف کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسی طرح جب نماز جنازہ تیار ہو تو طواف کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جسقدر طواف باقی ہے اسکو ادا کرے۔ فتاوی عالمگیری

۱۰ - قارن اگر دونوں طواف اور دونوں سعی ساتھ ملا کرکرے تو اچھا نہیں۔ (یعنی طواف عمرہ و طواف قدوم اور انکے بعد کی سعی۔ فقرہ - ۱۲)

۱۱ - قارن کو ایک طواف اور ایک سعی عمرہ اور حج دونوں کے واسطے کافی ہے (نزد امام شافعی) برخلاف امام اعظم رحمہما اللہ۔ ہدایہ

دلیل۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ (یعنی عمرہ حج میں قیامت تک داخل ہے) اور یہ بھی وجہ ہے کہ قرآن کا مطلب یہی ہے کہ دو عبادتیں ایک دوسری میں ملی ہوئی ہوں۔ اور ایسا کیا ہی جاتا ہے کیونکہ تلبیہ عمرہ اور حج کے واسطے ایک ہی کہی جاتی ہے اور دونوں کے واسطے ایک ہی سفر ہوتا ہے۔ اور سر بھی دونوں کیواسطے ایک ہی مرتبہ منڈوایا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ طواف اور سعی ایک مرتبہ نہ کی جائے لیکن علماء حنفیہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ابن سعید نے دو طواف اور دو سعی کئے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ تم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کی سنت پر عمل کیا۔ دوسرے یہ بات کہ قرآن کے معنی یہ ضرور ہین کہ دو عبادتون کو جمع کرنا۔ مگر یہ مطلب نہین کہ اُن مین کمی بیشی کرکے اُنکو جمع کردو۔ بلکہ انکی اصلی حالت پر۔ اور یہ جو کہا گیا کہ تلبیہ ایک کہی جاتی ہے اور عمرہ ایک مرتبہ منہ سے ادا کیا جاتا ہے۔ تو یہ چیزین ایسی ہین جن سے حج کو کچھ غرض نہین۔ کیونکہ تلبیہ احرام کیواسطے کہی جاتی ہے۔ عمرہ حج کی ادائگی کیواسطے ہوتا ہے اور سر منڈوانا احرام سے نکلنے کو ہان جو چیزین وہ ارکان ہین۔ وہ ہر ایک کے علیحدہ ہوتے چاہئین۔ تو حدیث کے یہ معنی ہین کہ وقت عمرہ وقت حج مین روز قیامت تک داخل رہیگا۔ بدایہ تشریح۔ یعنی امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اگر کسی نے قران کا احرام باندھا ہے تو اگر عمرہ کا طواف کرتا ہے تو حج کے موقع پر طواف قدوم نہ کرے اور اسی طرح اگر اب سعی کرتا ہے تو حج مین سعی نہ کرے۔

۱۔ صحیحین مین ابن عمر سے مروی ہے۔ کہ انہون نے قران کیا اور عمرہ اور حج کیواسطے ایک طواف کیا اور یہ کہا ایسا ہی کیا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ یہ حدیث علماء شافعی کیواسطے دلیل ہے لیکن نسائی کی روایت مین ہے کہ ابراہیم بن محمد نے کہا کہ مین نے طواف کیا اپنے باپ کے ساتھ اور انہون نے حج اور عمرہ ساتھ کیا تھا تو انہون نے دو طواف کئے اور دو بار سعی کی اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور حدیث بیان کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکی نسبت کہا کہ۔ هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ۔ اور روایت ابن ابی شیبہ مین بھی ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دو طواف اور دو سعی کے متعلق مروی ہے۔

۱۲۔ مفرد بالحج یا قارن چاہے سعی طواف قدوم کے بعد کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ درمختار

۱۔ مفرد بالحج کے واسطے افضل یہ ہے کہ طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے اور طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ روایت آئی ہے کہ آٹھوین تاریخ بعد زوال آفتاب حج کا احرام باندھا تو طواف کیساتھ سعی نہ کرے ورنہ کرے۔ فتاوی عالمگیری۔

۱۳۔ دوران طواف مین بعض باتین جائز ہین۔ مثلاً

(۱) کوئی چیز کھانا (۲) خرید و فروخت کرنا (۳) فتوی دینا۔ (۴) قرأت قرآن کرنا (۵) دعائے ماثورہ پڑھنا۔ درمختار

۱۴۔ اگر احرام عمرہ کا ہے۔ تو یہ طواف عمرہ ہے اور اس مین شروع طواف مین تلبیہ موقوف کرے۔ (دیکھو نقرہ ۴۸)

دلیل۔ امام مالک کے نزدیک تلبیہ کہنی اسوقت موقوف کرے جب مسجد حرام مین گھستے ہی خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے وجہ یہ کہ عمرہ کا مقصد زیارت خانہ کعبہ ہے تو جب مقصد پورا ہوگیا تو لبیک موقوف کرنی چاہئے۔ مگر امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل ہے کہ عمرہ قضا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہنا جب موقوف کیا تھا جبکہ حجر اسود کے بوسہ دینے کے بعد طواف شروع کیا اور عمرہ کی اصل مقصد طواف کرنا ہے اور طواف ہی عمرہ کا برا رکن ہے تو جب مقصد حاصل ہوگیا تو لبیک موقوف کرے۔ عالمگیری وغیرہ۔

۱۵۔ طواف قدوم کو طواف تحیۃ۔ طواف لقا۔ طواف ثنا۔ طواف اولی العہد بھی کہتے ہین۔ عالمگیری وغیرہ

۵۲۔ نقشہ مقام ابراہیم

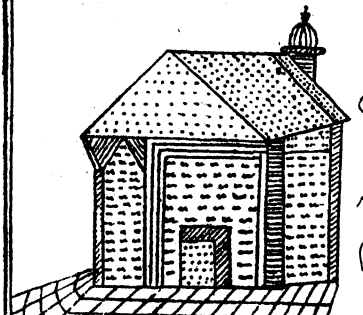

نقشہ

مقام ابراہیم

۱۔ مقام ابراہیم ایک پتھر کا نام ہے جسپر حضرت ابراہیم نے کھڑے ہوکر خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا۔ (دیکھو باب ہفتم)

۲۔ مقام بمعنی جگہ کے ہین اور مقام ابراہیم کے معنی حضرت ابراہیم کے کھڑا ہونیکی جگہ۔

۵۳ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔

۱۔ طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کی طرف یہ پڑھتا ہوا جائے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم تک گئے تھے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

۲۔ اب مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ ہدایہ۔

ا۔ اگر بھیڑ کی وجہ سے وہاں جگہ نہ ملے تو مسجد میں جہاں جگہ ملے وہاں پڑھے۔ اور اگر اندر جگہ نہ ملے تو مسجد سے باہر پڑھے تب بھی جائز ہے۔ فتاوی قاضیخان

ب۔ طواف کی دونوں رکعتیں ایسے وقت میں پڑھے کہ اسوقت نماز نفل پڑھنی مکروہ نہو۔ شرح طحاوی۔

ج۔ سب سے بہتر جگہ اس نماز کے پڑھنے کیواسطے مقام ابراہیم ہے اسکے بعد کعبہ شریف کے اندر۔ اسکے بعد حطیم کے اندر اسکے بعد کعبہ کے گرد کسی جگہ۔ اسکے بعد مطاف پر کسی جگہ۔ اسکے بعد مسجد حرام میں کسی جگہ۔ اسکے بعد مسجد حرام سے باہر اپنی قیام گاہ پر یا حدود حرم کے اندر کسی جگہ۔

د۔ اس نماز کیواسطے اگرچہ مکان اور زمان کی شرط نہیں ہے۔ تاہم حدود حرم سے باہر پڑھنی مکروہ ہے۔

۳۔ ان دو رکعتوں کے بدلہ اگر فرض نماز پڑھ لے تو علماء حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔ فتاوی عالمگیری۔

۴۔ دو رکعت نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھے۔ عینی شرح کنز

۵۔ بعد دوگانہ کے وہ دعا مانگے جو حضرت آدم علیہ السلام نے مانگی تھی وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلَانِيَتِيْ۔ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ۔ تَعْلَمُ حَاجَتِيْ۔ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ۔ وَتَعْلَمُ مَا بِيْ نَفْسِيْ۔ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ۔ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ۔ وَرِضًى بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ (اے اللہ تو جانتا ہے ظاہر و باطن میرا۔ پس تو میرا عذر قبول کر۔ اور تو جانتا ہے حاجت میری۔ پس عطا کر مجکو جو میں سوال کرتا ہوں۔ اور تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے۔ پس بخشدے گناہ میرے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے ایمان جو میرے دل کے ساتھ دابستہ رہے۔ اور یقین سچا اس قدر کہ میں جان جاؤں کہ مجھے کچھ نہیں ملیگا۔ لیکن صرف وہی جو تو نے میرے واسطے لکھ رکھا ہے۔ اور میں مانگتا ہوں تجھ سے رضامندی اس چیز سے جو تو نے میری قسمت میں لکھ رکھی ہے۔ اے بہت ہی رحم کرنے والے۔

۱۔ اس کے بعد جو دینی یا دنیوی دعا مانگے درست ہے۔ فتاوی عالمگیری

۶۔ ہر طواف کے ۷ چکروں کے بعد یہ نماز واجب ہے نزد امام اعظم رحمہ اللہ لیکن سنت ہے نزد امام شافعی رحمۃ اللہ۔ ہدایہ

دلیل۔ امام اعظم رحمۃ اللہ کی یہ دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم پر دو رکعت بعد طواف ادا کئے ہیں اور آپنے ایسا کرنے کا حکم کیا لہذا واجب ہوا۔ اور حدیث جابرؓ میں ہے کہ جب آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر تو فرمایا۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔ (اور پڑھو مقام ابراہیم پر نماز) تو اس طرح اس نماز کا وجوب ثابت ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل ہے کہ یہ دو رکعت طواف کا جزو نہیں ہیں اور یہ خود ہی ایک عبادت ہے۔ اور وجوب کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ لہذا سنت ہے۔ کفایہ۔

ب۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے ولنا قوله عليه السلام وليصل الطائف لكل اسبوع ركعتين۔ والامر للوجوب۔ اور ہماری دلیل قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ طواف کرنیوالے کو چاہئے کہ ہر سات چکر کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ایسا امر وجوب کی دلیل ہے۔ مگر یہ حدیث اس طور پر صحیح کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرنا ثابت ہو چنانچہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تھے حج اور عمرہ میں تو آپ جلدی چلتے تھے پہلے تین چکروں میں اور آہستہ چلتے تھے اگلے چار چکروں میں پھر پڑھتے دو رکعتیں۔ اور ایسا ہی عبدالرزاق نے ابن جریج سے مرسلاً روایت کی ہے اور انہوں نے عطا سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم كان يصلي لكل اسبوع ركعتين۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر چکر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے)

۵۴ طواف قدوم طواف عمرہ کا وقت

۱۔ طواف قدوم کا وقت بمجرد داخل ہونے مکہ کے شروع ہو جاتا ہے

۲۔ طواف عمرہ کا وقت عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد سے سعی صفا و مروہ شروع کرنے تک ہے۔

۳۔ ہمیشہ طواف واجب الادا اس کیوقت مین ادا ہوگا۔ اگرچہ نیت اس کے خلاف بھی کی ہو۔ (از فتاوی عالمگیری۔

تشریح۔ اگر حج کا احرام باندھنے والا مکہ مین آکر نفل کی نیت سے طواف کرے تو طواف قدوم ادا ہوگا۔ اسی طرح اگر عمرہ کا احرام باندھنے والا طواف کرے تو طواف عمرہ ادا ہوگا اور اگر قران کرنے والا طواف کرے تو پہلا طواف عمرہ کا ہوگا اور اسکے بعد دوسرا طواف حج کا ہوگا۔ اسی طرح اگر طواف زیارت کا وقت ہوا اور کسی اور نیت سے طواف کرے تو طواف زیارت ہی ادا ہوگا۔ فتاوی عالمگیری۔

۵۵ طواف قدوم سنت ہے اور طواف عمرہ عمرہ مین فرض ہے

۱۔ طواف قدوم غیر اہل مکہ کے واسطے ہے اور سنت ہے نزد امام اعظم اور واجب ہے نزد امام مالک۔ عالمگیری و شرح وقایہ

۲۔ طواف قدوم آفاقی مفرد اور قارن پر سنت ہے۔ اور عمرہ کرنیوالے اور متمتع اور اہل مکہ کے واسطے یہ طواف نہین ہے۔

ب بعض موقع پر یہ طواف قدوم غیر اہل مکہ کے ذمہ بھی نہین رہتا (دیکھو فقرہ ۔۷ مسئلہ ۵)

۲۔ طواف عمرہ فرض ہے۔ عمرہ کرنے والے کے واسطے چاہے وہ اہل مکہ ہو یا غیر اہل مکہ۔

۵۶ اب چاہ زمزم و ملتزم پر آئے۔

(بعض علماء کے نزدیک سعی صفا و مروہ سے پہلے چاہ زمزم اور ملتزم پر بھی جانا چاہیئے)

۱۔ صفا جانے سے پہلے زمزم کے پاس آئے اور اُسکا پانی پیٹ بھر کر پیئے اور باقی پانی کنوین مین ڈالدے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَاسِعًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ زمزم کا پانی کس طرح پینا چاہیئے۔ اور آب زمزم کی فضیلت کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۳ - ۱۲۴۔

۲۔ ملتزم کے پاس آئے اور اسکو بوسہ دے۔ فتح القدیر۔ (شرح ہدایہ)

۱۔ ملتزم کو بوسہ کس طرح دے اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۵

اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے

صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے واسطے۔ چاہئے کہ پہلے حجر اسود کو بوسہ دے اور پھر سعی کے واسطے باب صفا سے باہر نکلے مگر مسجد سے باہر نکلنے کے آداب نگاہ رکھے یعنی پہلے بایان پاؤن باہر نکالے اور دعا پڑھے۔ اسکے بعد صفا کیطرف جائے اور وہان پہنچکر وہان سے مڑونگ ایک پھیرا کرے اور پھر وہان سے صفا تک دوسرا پھیرا کرے اور اسیطرح سات پھیرے کرے کہ ساتوان پھیرا مروہ پر تمام ہوگا۔ اور ساتون پھیرون مین میلین خضرین کے درمیان تیز چلے۔ اور اگر سواری پر ہو تو سواری کو تیز کرے۔ اب ساتون پھیرے ختم کرکے مسجد حرام مین جا کر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ جیسا کہ طواف کے ختم ہونے پر پڑھا کرتے ہین۔

لہ اے اللہ مین تجھ سے مانگتا ہون روزی فراخ اور علم نفع دینے والا۔ اور ہر بیماری کو اسکے شفا۔

۵۷ استلام حجر اسود

(حجر اسود کے استلام کے بعد سعی شروع ہوتی ہے۔)

۱۔ سعی کے واسطے نکلنے سے پہلے چاہیئے کہ حجر اسود کو بوسہ دے اور پھر سعی کے واسطے جائے۔

ا۔ حدیث جابر میں ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے دو رکعتیں (یعنی مقام ابراہیم پر طواف کے بعد) تو لوٹ آئے طرف رکن کے۔ (یعنی حجر اسود کے) اور بوسہ دیا اسکو۔ (ب) حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیتے ہیں دیکھو فقرہ ۔ ۵۰

۵۸ مسجد حرام سے باہر نکلنا اور صفا کی طرف جانا

(استلام حجر اسود کے بعد مسجد حرام سے باہر نکلے کہ کوہ صفا پر جائے)

۱۔ بعد طواف کے جس دروازہ سے چاہے باہر نکلے اور کوہ صفا کی طرف جائے۔ ہدایہ۔

ا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بنی مخزوم سے باہر تشریف لے گئے تھے اور اس وجہ سے اس دروازہ سے تشریف لے گئے تھے کہ یہ دروازہ کوہ صفا سے قریب ہے۔ یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ اس دروازہ سے نکلنا سنت ہے۔ ہدایہ۔

ب۔ روایت کی طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَی الصَّفَا مِنْ بَابٍ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ اور روایت جابر میں ہے کہ آپ باب الصفا سے نکلے۔ وروی ابن ابی شیبۃ عن عطاء مرسلاً انہ علیہ السلام خرج الی الصفا من باب بنی مخزوم یعنی روایت ابن ابی شیبہ میں عطاء سے مرسلاً آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی طرف سے دروازہ بنی مخزوم سے نکلے۔

۲۔ دروازہ سے نکلتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اور یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ[1] وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا۔ وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ۔ (یعنی شر کثیر)

۳۔ کوہ صفا کیطرف جائے تو یہ کہتا ہوا جائے۔ اَبْدَءُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ۔ (آیت کی تفسیر کے واسطے فقرہ ۲۰۔ دیکھو)

۵۹ نقشہ سعی صفا و مروہ

ا۔ سعی کیواسطے باب الصفا سے باہر نکلا ہے میدان تیر کے نشان سے ظاہر ہوگا۔ اور کوہ صفا پر چڑھکر مسلمین اخضرین کے درمیان تیز چلکر پھیرے ختم کرکے دوڑ کر جاتا ہے کیواسطے مسجد حرام میں جاتا ہے۔

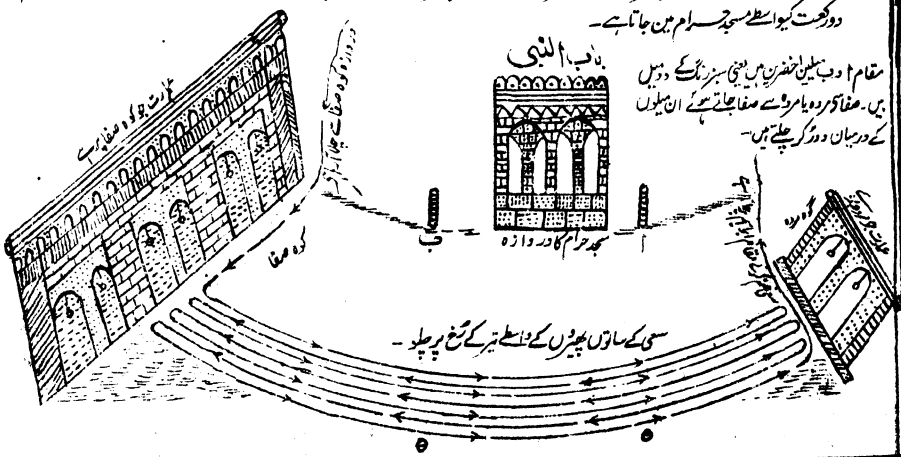

مقام ا و ب میلین اخضرین میں یعنی سبز رنگ کے دو ستون ہیں۔ صفا و مروہ سے صفا جاتے ہوئے ان میلوں کے درمیان دوڑ کر چلتے ہیں۔

[1] شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور درود اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھول واسطے میرے دروازہ رحمت کے اور داخل کر مجکو اس میں۔ اور بچا مجکو شیطان سے

۶۰۔ سعی درمیان صفا و مروہ (مسجد حرام سے باہر نکلکر کوہ صفا پر چڑھے اور سعی کرے یعنی صفا و مروہ کے درمیان چلے)

۱۔ کوہ صفا پر چڑھے تو سعی کی نیت دل مین کرے اور منہ سے اس طرح پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ فَیَسِّرْ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

۲۔ مذہب حنفی مین اضطباع نہین کرتے۔ ہان مذہب شافعی مین اضطباع کیا جاتا ہے۔

۲۔ صفا پر اس قدر اونچا چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھائی دے۔ کیونکہ اوپر چڑھنے سے یہی مقصد ہے کہ خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہونا۔ اور اس قدر اونچے چڑھنا سنت ہے۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔

۳۔ کوہ صفا پر منہ قبلہ کیطرف کرے اور تکبیر و تہلیل کہے اور درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے اور دونون ہاتھ اُٹھا کر خدا تعالیٰ سے حاجت چاہے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ۔

۲۔ یہ محل اجابت ہے چاہئے کہ مسلمانون کے حق مین دعا کرے اور درود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے۔

ب۔ حدیث جابر مین ہے کہ پھر چڑھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہانتک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو پھر توحید کہی اللہ تعالیٰ کی اور منہ کیا قبلہ کی طرف اور تکبیر کہی۔

۴۔ کوہ صفا پر منہ قبلہ کیطرف کرے اور دونون ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَلَہُ الشُّکْرُ عَلٰی مَا اَوْلَانَا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَلْھَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَاِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَشَایِخِیْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سب تعریف اسکو ہے کہ راستہ بتایا ہم کو اور سب تعریف اللہ کو ہے جس نے نعمت دی ہم کو سب تعریف اللہ کو ہے کہ جس نے چین سے پہونچایا ہم کو۔ شکر ہے اس کا جس نے راہ بتائی ہم کو۔ اور ہم کو راست ملا اگر وہ ہم کو راستہ نہ بتاتا۔ نہین ہے معبود برحق مگر اللہ اکیلا۔ نہین ہے اس کا کوئی ساتھی۔ سب ملک اسی کا ہے۔ اور تعاسی کے واسطے ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ زندہ ہے موت اس کیواسطے نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ مین بہتری ہے۔ اور ہر چیزون پر قادر ہے۔ نہین ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا۔ نہین عبادت کرتے ہم مگر اسکی اکیلے کی اگرچہ کافر برا مانین۔ اے اللہ تحقیق تو نے کہا ہے اور تیرا قول سچ ہے کہ۔ دعا مانگو مجھ سے قبول کرونگا مین تمہاری دعا۔ اور تو وعدہ کے خلاف کبھی نہین کرتا۔ اور مین تجھسے یہ دعا کرتا ہون جیسی تو نے مجھکو۔ اسلام کیطرف ہدایت کی ہے ایسا ہی مجھکو اس سے نکالیو بھی نہین جبتک کہ میری زندگی کا خاتمہ کرے۔ اور مین حالت اسلام مین ہون۔ پاک ہے اللہ اور حمد ہے واسطے اسکے اور نہین ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ اور اللہ بڑا ہے۔ اور نہین ہے قوت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو زبردست ہے اور بڑا ہے اللہ اور درود بھیجے اللہ اسلام ہمارے سردار پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اُنکی آل پر اور اُنکے اصحاب پر اور تابعین پر قیامت تک۔ اے بخش مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور میرے اُستادون کو اور سب مسلمانون کو۔ اور سلام اور پیغمبرون کے اور حمد ہے اللہ پروردگار عالمین کو جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے

۵ اے اللہ مین ارادہ کرتا ہون کہ سعی کرون درمیان صفا و مروہ کے سات پھیرون سے تیری خوشنودی کے واسطے۔ تو میسر کر دے مجکو اور قبول فرما اسکو مجھسے۔

۵۔ سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے کہ سات پھیروں کے بعد مروہ پر ختم ہو۔ ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ اگر شروع اس جگہ سے کرو جسکا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں پہلے کیا ہے اور پہلے خدا تعالیٰ نے صفا کا ذکر کیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الخ۔ جو حدیث سے بیان کی ہے اسکو روایت کیا ہے نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اس کا مسلم احمد ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے۔

ا۔ اگر مروہ سے سعی شروع کرے تو بعض علماء حنفیہ کے نزدیک درست ہے۔ لیکن مکروہ ہے اس میں پہلا پھیرا شمار نہ کرنا چاہیے۔ عالمگیری۔

(در مختار میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے کہ پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے)

۶۔ صفا سے اترتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

ا۔ یہ دعا مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے اور سلفین کے درمیان صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے یا مروہ سے صفا کو جاتے ہوئے ہر دو جگہ پڑھے۔

۷۔ سیلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلے مگر صفا سے اپنی رفتار سے اترے اور مروہ تک اپنی چال سے چڑھے۔ ہدایہ

ا۔ سیلین کے درمیان سات دفعہ نہیں دوڑنا چاہیے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ ہدایہ

ب۔ سیلین کے درمیان سعی میں عورتوں کو نہ دوڑنا چاہیے۔ عینی شرح کنز (دیکھو فقرہ ۱۴۱)

ج۔ سیلین کے درمیان دوڑنے میں رمل کی نسبت ذرا تیز چلے اور اگر سواری پر ہے تو سواری کو تیز کرے۔

۸۔ سیلین کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ وَاهْدِنِي السَّبِيْلَ الَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ عَدَلْتَنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے رب میرے بخش گناہ میرے۔ اور رحم کر۔ اور درگذر کر اس سے جسکو تو جانتا ہے۔ کیونکہ درحقیقت تو جانتا ہے جو کچھ کہ ہم نہیں جانتے۔ تحقیق تو زبردست بہت ہی کرم والا ہے ؛ اور دکھا مجھکو وہ راہ جو سیدھی ہے۔ اے اللہ کر اس کو حج مقبول اور میری کوشش کو شکر کیگئی۔ اور میرے گناہوں کو بخشا ہوا۔ اے اللہ بخش مجھکو اور میرے ماں باپکو اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو۔ اور ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو۔ اے قبول کرنیوالے دعاؤں کی۔ اے رب کر دے ہمکو دنیا میں بھلائی اور قبر میں بھلائی اور بچا ہمکو عذاب دوزخ سے

۹۔ مروہ پر پہنچے تو یہاں سب عمل اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کئے تھے۔ ہدایہ و عالمگیری

ا۔ مروہ پر پہنچکر وہی دعا پڑھے جو صفا پر پڑھی جاتی ہے اور اسی طرح تمام عمل کرے۔

۱۰۔ مروہ پر اتنا اونچا چڑھے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ سکے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے۔

ا۔ اس زمانہ میں مروہ پر سے خانہ کعبہ نہیں دکھائی دیتا ہے کیونکہ اونچی عمارتیں بن گئی ہیں لہٰذا صرف خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونا کافی ہے ؛

۱۱۔ اگر صفا پر اور مروا پر قیام نہ کرے تب بھی سعی درست ہے۔ ہدایہ

۱۲۔ سعی میں تلبیہ برابر کہتا رہے۔ اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرے۔

ا۔ اگر طواف زیارت کے بعد سعی کیجائے یا عمرہ کے طواف کے بعد سعی کی جائے تو اس میں تلبیہ نہیں کہی جائے گی ؛

۱۳۔ صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے کرنے کو سعی کہتے ہیں۔ اور صفا سے مروہ تک یا مروہ سے صفا تک ایک شوط (یعنی ایک پھیرا) ہے۔ ہدایہ و عالمگیری

ا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سات پھیرے کئے ہیں۔ ہدایہ

ب صحیحین میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھی نماز مقام ابراہیم کے دو رکعتیں۔ اور طواف کیا درمیان صفا و مروہ کے سات بار

ج۔ سعی اب صفا سے شروع ہو تو یہ پھیروں میں مروہ پر ختم ہو۔ درمختار۔

د۔ طحاوی کی روایت ہے کہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہوا۔ اس طریق پر تو گو یا ۱۴ پھیرے کرنے چاہئیں مگر صحیح وہی ہے جو ہدایہ کے حوالہ سے ذکر کیا گیا۔

۱۴۔ سعی کے ۷ پھیروں میں سے چار پھیرے فرض ہیں باقی تین واجب۔

۱۵۔ سعی کو چھوڑ کر نماز جماعت یا نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہئے۔ اور پھر باقی سعی پوری کرنی چاہئے۔ عالمگیری

ا۔ جس وقت نماز کی اقامت ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اسی طرح جب نماز جنازہ تیار ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیئے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جس قدر سعی باقی ہو۔ اس کو ادا کرے۔ فتاوے عالمگیری

۱۶۔ دوران سعی میں بعض باتیں جائز ہیں۔ مثلاً

(۱) کوئی چیز کھانا۔ ۲۔ خرید و فروخت کرنا۔ ۳۔ فتویٰ دینا۔ ۴۔ قرأت قرآن۔ ۵۔ دعائے ماثورہ پڑھنا۔ درمختار۔

۹ — دوران سعی میں خرید و فروخت یا اور دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۷۔ سعی صفا و مروہ صرف ایک مرتبہ کرنی چاہئے۔ اس کے بعد نفل سعی کرنی بھی مشروع نہیں۔ ہدایہ۔

ا۔ اسی وجہ سے حج کرنیوالے کو اختیار ہے کہ چاہے سعی طواف قدوم کیساتھ کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ گو پہلے طواف کے بعد کرے اس طواف میں مل ضرور کرے۔

۱۸۔ سعی میں شرط یہ ہے کہ طواف کے بعد کیجائے۔ اگر اسکے خلاف کرے تو سعی دوبارہ کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ کئی اگر حج کا احرام باندھکر طواف زیارت سے پہلے سعی کرنی چاہے تو اسکو چاہئے کہ ایک نفلی طواف معہ رمل کرے اور اسکے بعد سعی کرے۔

۱۹۔ مفرد بالحج یا قارن کو چاہئے سعی طواف قدوم کے بعد کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ درمختار۔

ا۔ مفرد بالحج کے واسطے افضل یہ ہے کہ طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے اور طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔ لیکن امام ابو حنیفہ سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ اگر آٹھویں تاریخ بعد زوال آفتاب حج کا احرام باندھا تو طواف کے ساتھ اور سعی نہ کرے ورنہ کرے۔ عالمگیری۔

۶۱۔ سعی کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔

ا۔ سعی کے بعد چاہئے کہ مسجد حرام میں جائے۔ اور دو رکعت نماز پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ا۔ نماز کس جگہ پڑھے۔ اور کس طرح پڑھے بالکل اسی طریق پر اور اسی پابندی سے نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ نقرہ ۵۳ میں مذکور ہے۔

۶۲۔ سعی صفا و مروہ رکن حج ہے یا واجب

ا۔ سعی صفا و مروہ علماء حنفیہ کے نزدیک واجب ہے۔ لیکن علماء شافعی رکن حج کہتے ہیں۔ ہدایہ

دلیل۔ (شافعی) یہ حدیث ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ فَاسْعَوْا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیا ہے۔ سعی کو پس سعی کرو۔ ہدایہ۔ دلیل۔ (حنفی) یہ آیت کلام مجید میں ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا۔ یعنی جو شخص طواف صفا و مروہ کرے اسکو کوئی گناہ نہیں جو یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ سعی جائز ہے کیونکہ طرز عبارت کرنہیں ہے گناہ تپر دلالت کرتی ہے کہ صورت جواز کی ہے بھلا کن کس طرح ہو سکتی ہے اور جو حدیث شافعی نے دلیل میں پیش کی ہے وہی علماء حنفیہ وجوب کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ اور کَتَبَ عَلَیْکُمُ سے مطلب لیتے ہیں کہ اجازت دی گئی تمہارے واسطے جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ۔ ہدایہ

۶۳۔ وقت سعی درمیان صفا و مروہ

۱۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کا وقت مفرد بالحج اور قارن اور متمتع کے واسطے ماہ ہائے حج ہیں

ا۔ صرف ایک صورت میں سعی ماہ ہائے حج کے بعد ہو سکتی ہے جبکہ طواف زیارت عید کے بعد کرے۔ (یعنی ماہ ہائے حج کے گذرنے کے بعد) اور اسکے ساتھ سعی کرے اور یہ جائز ہے۔

۲۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کا وقت محرم عمرہ کے واسطے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ اس کا وقت طواف عمرہ کے بعد ہے۔

موقع ۹ اب مسجد حرام کے باہر آئے اور مکہ میں قیام کرے ۹ موقع

صفا و مروہ کی سعی کے بعد عمرہ کے کل افعال ختم ہو چکے۔ اب چاہئے کہ مسجد حرام سے باہر آئے اور سر منڈوائے اور احرام اُتار دے۔ جو شخص نے حج کا احرام باندھ رکھا ہے اُسے ابھی تک وہی مناسک پورے کرنے ہیں یعنی طواف قدوم اور سعی صفا و مروہ۔ وہ مسجد حرام سے باہر جا کر احرام نہیں کھولیگا بلکہ اسی احرام سے باقی افعال کریگا۔ جبکہ تمتع کا احرام ہے اس کا عمرہ ختم ہو چکا اگر ہدی ساتھ لایا ہو تو مسجد حرام سے باہر اگر اسی احرام کو قائم رکھے اور باقی افعال حج اسی احرام سے ادا کرے۔ ہاں اگر ہدی ساتھ نہیں لایا ہے تو احرام کھولدے۔ اور حج کے واسطے مسجد حرام میں جا کر ۸ تاریخ کو یا اس سے پہلے احرام باندھے اور افعال حج کرے۔ اگر قران کا احرام باندھا ہے۔ تو افعال عمرہ تو پورے ہو چکے اور اسی احرام کو قائم رکھے اور افعال حج اسی احرام سے کرے و زمانہ قیام مکہ کو غنیمت سمجھے اور دن اور رات کا بہت سا وقت مسجد حرام میں صرف کرے۔

۶۴۔ احرام اتارنا نہ اتارنا۔

۱۔ عمرہ کرنے والے کا عمرہ ختم ہو چکا۔ چاہئے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام اُتارے۔

ا۔ افاقی کو چاہیے کہ میقات پر احرام باندھ کر خانہ کعبہ کے گرد طواف کرے اور اسکے بعد سعی کرے صفا مروہ اور اس کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام کھولے۔ ہدایہ۔ کفایہ

تشریح۔ عمرہ کے یہی افعال ہیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرہ قضا میں یہی افعال کئے تھے۔ لیکن امام مالک کے نزدیک سر منڈوانے کی ضرورت نہیں امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ عمرہ سے مطلب طواف خانہ کعبہ اور سعی صفا مروہ ہے اور عن عمر رضی اللہ عنہ صلے اللہ علیہ وسلم دوم یہ کہ یہ آیت محلقین رکم عمرہ قضا میں نازل ہوئی تھی لہٰذا حلق یعنی سر منڈوانا چاہئے سوم یہ وجہ ہے کہ جب عمرہ میں تلبیہ سے محرم ہو جاتا ہے تو احرام سے باہر آنے کو سرور ہے کہ سر منڈوایا جائے جیسا کہ حج میں تلبیہ کہی جاتی ہے تو احرام اتارنے کے واسطے سر منڈوایا جاتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

تشریح روایت کیا معاویہ نے کہ قصر کیا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرہ میں کیا تھا۔

ب۔ بال منڈوانے یا کتروانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱ ا ان ہی مسائل کے مطابق عمرہ کے احرام کھولنے کے واسطے بھی بال کتروائے یا منڈوائے جائیں

۲۔ حج کرنے والے کا طواف قدوم ختم ہو چکا اور سعی ختم ہو چکی چاہئے کہ باقی افعال حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

ا۔ اگر صرف طواف قدوم ہی کیا ہے تو سعی طواف زیارت کے وقت ہوگی۔

۳۔ متمتع کرنے والے کا (اگر قربانی ساتھ نہیں لایا ہے) عمرہ ختم ہو چکا چاہئے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام اتار دے اور حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

۱۔ متمتع کو چاہئے کہ بعد ادائے عمرہ کے کہیں تجارت کرے درحالیکہ وہ احرام اتار چکا ہے کیونکہ عمرہ وہ تمام کر چکا جس کے احرام باندھا تھا۔ ہدایہ

۴۔ متمتع کرنے والے کا (اگر قربانی ساتھ لایا ہے) عمرہ ختم ہو چکا مگر چونکہ اُس کو اسی احرام سے حج بھی کرنا ہی چاہئے کہ حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

۱۔ متمتع احرام اتار کر (اگر ہدی نہیں لایا) یا احرام میں (اگر ہدی لایا ہے) حج کا منتظر رہے۔ عالمگیری

۵۔ قران کرنے والے کا عمرہ ختم ہو چکا مگر چونکہ اسی احرام سے اس کو حج بھی کرنا ہے چاہئے کہ حج کی ادائیگی کا منتظر رہے

۱۔ قارن کو لازم نہیں کہ عمرہ کرنے کے بعد حج کرنے سے پہلے سر منڈوائے کیونکہ اس کا احرام حج کے واسطے ابھی موجود رہنا چاہئے اور جب احرام موجود ہے تو پھر سر منڈوانا جائز ہے یہ قارن عید کے روز سر منڈوائیگا۔ ہدایہ

۶۵۔ اثنائے قیام مکہ میں کیا کرے (اندر اکثر جگہ نماز پڑھے۔ اعتکاف بھی کرے اور خانہ کعبہ کی بھی اندر سے زیارت کرے)

۱۔ قیام مکہ میں جتنے طواف (نفل) ہو سکیں کرتا رہے کہ افاقی کے واسطے نماز نفل سے بہتر ہیں بخلاف اہل مکہ کے۔ درمختار، شرح طحاوی

۱۔ مگر نفل طواف نماز نفل پر اسی وقت ترجیح دیا گیا ہے جبکہ وہ ماہ ہائے حج میں کیا جائے۔ ورنہ نماز نفل اس سے بہتر ہے۔ درمختار

۲۔ قیام مکہ میں جتنے عمرہ ہو سکیں کرے مگر ماہ ہائے حج سے پہلے کرے اگر اس سال حج کا ارادہ ہے۔

۳۔ قیام مکہ میں مسجد حرام میں ختمہ کر کم از کم ایک قران شریف ختم کرے۔ جتنی مرتبہ زیادہ کر سکے بہتر ہے۔

۴۔ قیام مکہ میں جسقدر نیکی ہو سکے کرے کیونکہ وہاں ایک نیکی کا ثواب لاکھ گنا ہوتا ہے۔ اور اسیطرح گناہ کرنے سے بہت پرہیز کرے کہ ایک گناہ کا عذاب بھی اسیقدر ہوتا ہے۔

۵۔ قیام مکہ میں چاہے کہ سخت گرمی یا بارش میں بھی طواف کرے کہ ایسے موقع پر بہت ثواب ہے۔

۶۔ قیام مکہ میں کسبھی صرف حجر اسود کا استلام کر لیا کرے اگرچہ طواف نہ کر سکے۔ کیونکہ استلام حجر اسود ایک عبادت ہے۔

۷۔ قیام مکہ میں جب مسجد حرام میں جایا کرے تو اکثر اعتکاف کی نیت بھی کر لیا کرے کہ اعتکاف کا ثواب بھی حاصل کرے اگرچہ یہ اعتکاف کی نیت تھوڑی دیر کے واسطے ہو۔

۱۔ نیت اعتکاف کی یہ ہے۔ نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ مَا دُمْتُ فِی ھٰذَا الْمَسْجِدِ۔ (نیت کرتا ہوں میں اعتکاف کی جبتک کہ اس مسجد میں رہوں)

۸۔ قیام مکہ میں اگر مسجد حرام میں سونے یا کھانے پینے کا اتفاق پڑے تو مضایقہ نہیں یہ امور جائز ہیں۔

۹۔ قیام مکہ میں جب مسجد حرام میں جائے تو اکثر حطیم میں داخل ہوا کرے اور وہاں عبادت بھی کیا کرے۔

۱۰۔ قیام مکہ میں خانہ کعبہ کی دیوار کے قریب بھی بیٹھے اور خانہ کعبہ پر اکثر نگاہ بھی ڈالے کہ یہ بھی عبادت ہے۔

۱۱ قیام مکہ میں جو مقامات قبولیت دعا کے متعلق فقرہ ۶۶ میں مذکور ہیں وہاں بھی مسجد حرام میں نماز پڑھے۔

۱۲ قیام مکہ میں خانہ کعبہ کے اندر بھی ضرور داخل ہو کہ کعبہ شریف میں داخل ہونا (مردوں اور عورتوں کے واسطے) ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے۔

ا۔ روایت کیا ہے امام بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی داخل ہوگا کعبہ شریف میں داخل ہوگا نیکی میں اور نکلیگا بدی سے اس طور پر کہ سب اس کے گناہ بخشے جاویں گے۔

ب۔ فاکہی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی داخل ہوگا بیت اللہ شریف میں اور ادا کریگا وہاں دو رکعت نماز نکلیگا گناہوں سے اس روز کے مانند کہ جنا تھا اسکو اس کی ماں نے۔

ج۔ علماء کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کیا تب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ لیکن احادیث اور آثار اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ فتح مکہ کے سال میں کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔ چنانچہ صحیحین میں بروایت ابن عمر اس طرح آیا ہے - دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ عَلٰی نَاقَتِہٖ اُسَامَۃَ - حَتّٰی اَنَاخَ بِفِنَاءِ الْکَعْبَۃِ - فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَۃَ لَیَاْتِیَ بِالْمِفْتَاحِ - فَجَاءَ بِہٖ فَفَتَحَ فَدَخَلَ النَّبِیُّ وَاُسَامَۃُ وَبِلَالٌ وَطَلْحَۃُ - فَاَجَافُوْا عَلَیْہِمُ الْبَابَ مَلِیًّا - ثُمَّ فَتَحُوْا - فَبَادَرْتُ اِبْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اِبْنُ عُمَرَ وَجَدَکَ تَ بِلَالًا عَلَی الْبَابِ - فَقُلْتُ اَیْنَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ - قَالَ بَیْنَ عَمُوْدَیْنِ الْمُقَدَّمَیْنِ قَالَ نَسِیْتُ اَنْ اَسْاَلَہٗ کَمْ صَلّٰی (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اُسامہ کے اونٹ پر سوار ہو کر داخل ہوئے اور اونٹنی کو کعبہ کے صحن میں بٹھایا۔ پھر بلایا عثمان بن طلحہ کو کہ کنجی لاوے۔ پس وہ کنجی لیکر آیا۔ پس قفل کھولا۔ اور خود داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسامہ و بلال و طلحہ۔ پھر اسکے بعد دروازہ تھوڑی دیر کو بند کر دیا۔ پھر اُس کو کھولا۔ لوگ دوڑے۔ تو ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے اسوقت بلال کو دروازہ پر پایا۔ پس بیٹے دریافت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی تھی۔ وہ بولے کہ دونوں لگے ستونوں کے درمیان ابن عمر کہتے ہیں کہ میں بھول گیا۔ کہ ان سے یہ پوچھا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں اس سے ظاہر ہے کہ آپ فتح مکہ کے دن داخل کعبہ ہوئے تھے۔

د۔ عورتوں کو خانہ کعبہ میں داخل ہونیکا مضائقہ نہیں۔ مگر جب وہاں مردوں جب جائیں ورنہ حطیم میں ہی جاکر دو رکعت نماز پڑھ لیں کہ وہ بھی خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے برابر ہے۔ (حطیم کے متعلق دیکھو باب ہفتم) حضرت عائشہؓ چاہا کہ میں خانہ کعبہ کے اندر جاؤں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر (یعنی حطیم) میں دو رکعت نماز پڑھ لیں کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے خانہ کعبہ میں پڑھیں۔

ا۔ کعبہ شریف میں اندر جانے کے واسطے چاہئے کہ غسل کرے۔ یا وضو ہی کرلے۔ اور عمدہ کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے (اگر احرام باندھے ہوئے نہیں ہے)۔

۲۔ دروازہ پر کعبہ شریف کے پہنچے تو چوکھٹ کو بوسہ دے۔ اوّل سیدھا پاؤں اندر بڑھائے (اور واپس آتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے نکالے)۔ جیسا کہ داب جمیع مساجد کا ہے۔

۳۔ خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہوئے وہی دعا جو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پڑھتے ہیں پڑھے۔

۴۔ اندر جاکر ادب کے قواعد کا لحاظ رکھے۔ نہ چھت کی طرف دیکھے نہ ادھر اُدھر نگاہ دوڑائے نہ قندیلوں کی طرف توجہ کرے بہت خشوع و خضوع کو کام میں لائے۔

۵۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر جائے اور وہاں کم از کم دو رکعت تو ضرور پڑھے۔

شناخت۔ سبزی مائل جو جگہ اندر دو ستونوں کے درمیان ہے اس کی نسبت یہ غلط مشہور ہے کہ یہ مصلی نبوی ہے مصلی نبوی کی یہ شناخت ہے کہ خانہ کعبہ کے دروازہ سے گھس کر سیدھا چلا جائے جب سامنے کی دیوار تین ہاتھ رہ جائے تو بس یہی مصلی خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

۱۳۔ اسکے بعد سامنے کی دیوار پر اپنا رخسارہ رکھے اور حمد و ثنا اور درود و استغفار بہت کرے اور ماں باپ اور مسلمانوں

کے واسطے دعا کرے ۔ اور اسی طرح چاہے عمل کو نوں میں جاکر کرے ۔

۷ ۔ اسکے بعد یہ دعا پڑھے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِیْ جَنَّتَكَ كَمَا اَدْخَلْتَنِیْ بَیْتَكَ وَاَمِدَّنِیْ رُؤْیَتُكَ اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ اَللّٰهُمَّ یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ اِمْنَحْنَا مَا نَخَافُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔ (اے رب داخل کر مجھکو سچا داخل کرنا اور نکال مجھکو سچا نکالنا ۔ اور مقرر کر میرے واسطے اپنی طرف حکومت کی مدد۔ اے اللہ داخل کر مجھکو جنت میں جیسا کہ تو نے مجھکو داخل کیا ہے اپنے گھر میں ۔ اور نصیب کر مجھکو اپنی زیارت ۔ اے اللہ اے رب بیت العتیق کے (یعنی خانہ کعبہ کے) آزاد کر ہماری گردنوں اور ہمارے باپوں اور ماؤں کی دوزخ کی آگ سے اے زبردست اور اے بہت بخشش کرنیوالے ۔ اے اللہ اے پوشیدہ مہربانیوں والے جس باتسے ہم ڈرتے ہیں اسی سے ہمکو امن دے ۔ اے اللہ مانگتا ہوں میں تجھسے وہ نیک بات جو مانگی تجھسے تیرے نبی نے اور پناہ مانگتا ہوں تجھسے اس چیز کی برائی سے جس سے پناہ مانگی ہے تیرے نبی نے ۔ اے رب قبول کر ہماری معذرت بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے ۔ اور ہمکو توفیق دے تو بہ کرنیکی بیشک تو بڑا توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا ہے ۔

موقع ۱۰ ۷ ۔ ذی الحجہ آج مسجد حرام میں خطبہ ہوگا جسمیں حج کے احکام بیان ہونگے ۱۰ موقع

آج ظہر کی نماز کے بعد مسجد حرام میں امام صاحب منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھیں گے ۔ اس روز یہ کثیر احرام باندھے ہوئے ہیں ۔ اور بعد حمد و صلوٰۃ کے حج کی فضیلت مختصر طور پر مناسک حج مطابق مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور پھر درود شریف پڑھ کر خطبہ ختم کرتے ہیں ۔

۶۶ ۔ دوران حج میں کل تین خطبہ ہوتے ہیں

۱ ۔ پہلا خطبہ ۷ ۔ ذی الحجہ کو مسجد حرام میں ہوتا ہے اور دوسرا ۹ ۔ ذی الحجہ کو عرفات میں مسجد نمرہ میں ۔ تیسرا خطبہ منیٰ میں ۱۱ ۔ ذی الحجہ کو مسجد خیف میں ۔ ان خطبوں میں تمام مناسک حج بتائے جاتے ہیں ۱۲ اور یہ خطبے ایک ایک دن کے فاصلہ سے پڑھے جاتے ہیں ۔ ہدایہ ۔ شرح وقایہ

۱ ۔ پہلا خطبہ ۷ ۔ ذی الحجہ کو مسجد حرام میں ظہر کے بعد ۔ دوسرا ۹ ۔ ذی الحجہ کو عرفات میں جمع بین الصلاتین سے پہلے اور تیسرا خطبہ ۱۲ ۔ ذی الحجہ کو منیٰ میں ظہر کی نماز کے بعد ہوتا ہے ۔ فتاوی عالمگیری

۲ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تین روز کے خطبہ منقول ہیں ۔ اور اسی طرح خطبے پڑھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ۔ شرح وقایہ

۳ ۔ امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھنے چاہئیں ۔ آٹھویں نویں دسویں کو ۔ شرح وقایہ ۔ ہدایہ ۔ عینی شرح کنز

دلائل ۔ امام زفر کے نزدیک چونکہ یہ روز ایام حج کے ہوتے ہیں اور لوگ ان دنوں میں جمع رہتے ہیں ۔ لہذا ان تینوں دنوں میں خطبہ پڑھنا بہتر ہے لیکن علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ خطبہ سے لوگوں کو حج کے احکام بتانا مقصد ہے ۔ اور ۸ ۔ ذی الحجہ کو تو لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلانے میں مشغول ہوتے ہیں (اسی وجہ سے اس دن کو یوم ترویہ ۱۵ کہتے ہیں) اور دس تاریخ عید کا دن ہے اس روز بھی لوگوں کو خطبہ سننے کا وقت نہیں ملتا کیونکہ قربانی وغیرہ میں مصروف ہوتے ہیں ۔ لہذا تاریخ مذکورہ میں خطبہ زیادہ نافع ہے ۔ ہدایہ

۴ ۔ عرفہ کے خطبہ کے سوا جو دو خطبہ ہیں ان میں جلسہ نہیں ہے یعنی بیچ میں وقفہ دیکر دو حصہ نہیں کئے جاتے لیکن عرفہ کے دن کا خطبہ دو خطبہ میں ان کے درمیان سمجھا جاتا ہے ۔ فتاوی عالمگیری

۱۵ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ترویہ اسوجہ سے بھی کہتے ہیں کہ اس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا سوچنے لگے ۔ روی یعنی سوچنے کے ہیں ۔ عینی شرح کنز ۔

۶۷۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ دوم)

(۷۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

۱۔ لوگ اپنی اپنی قیام گاہ سے خطبہ سننے مسجد حرام میں جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں (حج کے نقشوں کے سلسلہ کی وجہ سے نقشہ دینا پڑا ورنہ اس کی ضرورت نہ تھی)

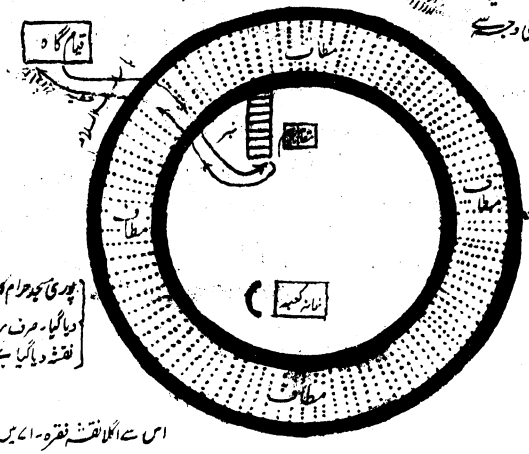

اس سے اگلا نقشہ فقرہ ۷۱ میں ہے۔

۶۸۔ حج کے واسطے آج احرام بندھیگا۔

۸۔ ذی الحجہ

موقع آج حج کے واسطے احرام باندھیں اور صبح ہی منا روانہ ہوں موقع

اہل مکہ کا یہ طریق ہے کہ آج علی الصباح نہا دھو کر مسجد حرام میں آکر احرام باندھتے ہیں۔ اور طواف اور سعی سے فارغ ہو کر صبح کی نماز پڑھتے ہیں اور بعد طلوع آفتاب مکہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ اور یہی طریق مسنون ہے۔ بنا پر ہو کہ مسجد خیف کے قریب اُترنا چاہیے اور وہاں اتنا قیام کرنا چاہیے کہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز وہاں ہی پڑھی جائے۔ یہ شب کا قیام منا میں سنت ہے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی شخص آج منا نہ جا سکے تو کل اُسی وقت منا ہو تا ہوا عرفات پہنچ جائے مگر بلا کسی عذر ایسا نہ کرے۔

۶۸۔ حج کے واسطے آج احرام بندھیگا۔

۱۔ جب آٹھویں تاریخ ہو تو حج کا احرام مسجد حرام میں جا کر باندھے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد حرام میں ہی جا کر باندھے حدود حرم کے اندر کسی جگہ بھی باندھے۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۔ آج اہل مکہ حج کے واسطے احرام باندھیں گے اور آفاقی حج تمتع کر رہا ہے۔ اور عمرہ ختم کر چکا ہے اب حج کا احرام مکہ سے باندھیگا (دیکھو فقرہ ۲۸) بہتر ہو کہ مکی بعد طواف نفل کے احرام باندھے۔ اگر اس طواف کے بعد سعی بھی کرنی چاہیے تو طواف میں اضطباع اور رمل کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد سعی کرے (دیکھو فقرہ ۱۰۰) تو اس صورت میں اس طواف میں اضطباع اور رمل نہ کرے۔

ب۔ اگر آٹھویں تاریخ سے پہلے احرام باندھے تو جائز ہے بلکہ جتنے دن پہلے باندھے افضل ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

ج۔ احرام باندھنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۳۲ و ۳۳
د۔ آٹھ بین تاریخ اگر احرام باندھا اور عرفہ کے دن باندھا تو جائز ہے۔ عالمگیری۔

۲۔ آج یا آج کے دن سے پہلے متمتع (مفسر سابق الہدی) کو حج کا احرام باندھنا چاہئے لیکن جتنے پہلے باندھے بہتر ہے کہ نیک کام جتنا جلدی کیا جائے اچھا ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

متمتع
ا۔ احرام حج مسجد حرام سے یا بیت الحرم میں سے کسی جگہ سے کیونکہ مسجد حرام میں سے باندھنا کچھ شرط نہیں ہے کیونکہ متمتع احرام کھول کر مکہ میں اقامت کرنے کے بعد مکی کے حکم میں ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۲۸)

۳۔ قارن کا پہلا ہی احرام قائم ہے۔ (دیکھو فقرہ ۱۱ و ۱۲)

ق
ا۔ عمرہ کے افعال کرنے کے بعد سر نہ منڈوائے بلکہ اسی احرام سے حج کے افعال شروع کرے۔ کفایہ

۶۹۔ منا کو روانہ ہونا اور وہاں قیام کرنا (احرام باندھنے کے بعد منا کو روانہ ہوں۔ دیکھو فقرہ ۹۳۔ نقشہ منیٰ کو جمرات)

ا۔ صبح کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ کر آفتاب نکلنے کے بعد منا کی طرف روانہ ہو۔ ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھی اور جب آفتاب نکل آیا تب منا کی طرف روانہ ہوئے۔ ہدایہ
ب۔ فتاوی قاضی خاں میں بھی یہی لکھا ہے سو سورج نکلنے کے بعد منا جائے اور یہی صحیح ہے۔ اگر سورج نکلنے سے پہلے جائے تو مضائقہ نہیں لیکن سورج نکلنے پر جانا اولی ہے۔ عالمگیری

۲۔ آج آٹھ تاریخ کو اگر بعد نماز ظہر مکہ سے منا گیا۔ یا مکہ معظمہ سے دوسرے روز بعد نماز صبح روانہ ہو کر منا ہوتا ہوا عرفات پہنچا تو جائز ہے۔ ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ منا کا قیام مناسک حج سے نہیں ہے۔ ۹ اگر عرفہ کی رات بھی مکہ شریف میں قیام کیا۔ تو مضائقہ نہیں۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی ترک ہوئی۔ لہذا ایسا کرنے والا گنہگار ہے۔ ہدایہ

۳۔ اگر آٹھ تاریخ جمعہ ہو تب بھی زوال سے پہلے منا کو جانا جائز ہے اس واسطے کہ اس وقت جمعہ واجب نہیں۔ ہاں زوال کے بعد جمعہ واجب ہے اور جبتک جمعہ نہ پڑھ لے تب تک نہ نکلے۔ فتاوی عالمگیری

۴۔ مکہ سے نکلتے وقت لبیک کہے اور جو دعا چاہے پڑھے اور لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔ فتاوی عالمگیری

۵۔ راستہ میں تلبیہ و اذکار و ادعیہ و استغفار پڑھتا رہے۔ اور حبیب پروردگار علیہ الصلوۃ من اللہ العزیز الغفار پر درود بھیجتا رہے۔

۶۔ منا پہنچکر مسجد خیف کے نزدیک اترنا بہتر ہے۔ (دیکھو مسجد خیف فقرہ ۹۳۔ نقشہ منیٰ و جمرات)

۷۔ یہاں اتنا قیام رہتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔ صبح۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پانچ نمازیں منا میں پڑھی ہیں۔ اور اس کے بعد عرفات تشریف لے گئے۔ ہدایہ

ا۔ ترویہ کے روز یعنی ۸۔ ذی الحجہ کو منا کی طرف جائے اور وہاں عرفہ (۹۔ ذی الحجہ) کی صبح تک ٹھیرے۔ اور پھر وہاں سے عرفات کو جائے۔ تاتار

۸۔ طبرانی اور بیہقی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ کی شب کو اگر کوئی شخص منیٰ میں یہ دعا ہزار بار پڑھے تو خدا تعالےٰ سے جو مانگے سو پائے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَائُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ ۔ اس دعا کے ترجمہ کیواسطے دیکھو فقرہ ۷۰ سلسلہ ۲

۹ منیٰ میں اس رات رہنا سنت ہے۔ اور چاہیے کہ رات کو لبیک کہتا رہے اور استغفار اور دعا میں پڑھتا رہے۔

حدیث جابر میں ہے کہ جب ہوا دن ترویہ کا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اور سوار ہوئے اور منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں آپ نے نمازیں پڑھیں۔ ظہر، عصر، مغرب، عشا، صبح۔ اور تھوڑی دیر ٹھہرے کہ آفتاب نکل آیا۔

موتع ۱۲ ۹۔ ذی الحجہ آج صبح سب حاجی منا سے عرفات پہنچیں ۱۲ سورج

آج صبح سورج نکلنے پر مجمع کے ساتھ عرفات جائے۔ راستہ میں دعائیں پڑھتا جائے اور جب عرفات کے قریب پہنچے تو جس وقت جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو وجوہ مامسنون ہے وہ پڑھے۔ عرفات پہنچکر سجد ابراہیم یعنی مسجد نمرہ کے قریب ٹھہرے تو افضل ہے۔ ورنہ عرفات میں کہیں ٹھہر جائے۔ مگر وادی عرنہ میں ٹھہرے۔ اسکے بعد وقوف عرفات کے واسطے غسل کرے اور مسجد نمرہ میں جا بیٹھے کہ وہاں جو خطبہ ہوگا اُسے سُنے کہ اُس میں مناسک حج بیان ہوں گے۔ پھر جماعت کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھے۔ اس کے بعد بلا توقف مجمع کے ساتھ میدان عرفات میں وقوف کے واسطے جائے کہ وہاں امام اور مجمع کے ساتھ دعا مانگی جائیگی۔ یہ وقوف عرفات سب سے بڑا رکن حج کا ہے اگر یہ ہاتھ سے گیا تو حج ہی گیا۔ سورج غروب ہونے پر جب وقوف عرفات ختم ہو تو مجمع کو چاہیے کہ امام کے ساتھ مزدلفہ روانہ ہو۔

۷۰۔ عرفات کی طرف جانا

۱۔ بعد نماز فجر منیٰ سے عرفات جانا اولیٰ ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر تشریف لے گئے تھے۔ ہدایہ

۱۔ درمختار میں لکھا ہے کہ طلوع شمس کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہونا چاہیے اور بائیں ہاتھ کی طرف کے راستہ سے جانا چاہیے۔ اور عرفات سے واپسی کے وقت داہنی ہاتھ کے راستے سے واپس آنا چاہیے لیکن ابن عمر کی روایت میں ہے انہ علیہ السلام رحل من منی حین طلع الفجر فی صبح یوم عرفۃ حتی اتی عرفۃ۔ یہ راہ ابوداؤد احمد نے آپ طلوع فجر کے بعد تشریف لے گئے۔ اور حدیث جابر میں ہے۔ فلما کان یوم الترویۃ توجہوا الی منی فاھلوا بالحج وکب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بھا الظھر والعصر والمغرب والعشاء والفجر ثم مکث قلیلا حتی طلعت الشمس (رواہ مسلم)

۷۰ پس جب ہوا دن ترویہ کا تو منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے پس احرام باندھا حج کا اور سوار ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پس نماز پڑھی منا میں ظہر و عصر و مغرب و عشا و فجر اس کے بعد ذرا ٹھہرے کہ آفتاب نکل آیا۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ طلوع آفتاب کے بعد تشریف لے گئے (کفایہ میں لکھا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ سنی میں قیام کرے یہانتک کہ سورج نکلے عرفہ کیدن بعد ازاں عرفات کو جائے اور یہی اولیٰ ہے۔ اور اگر سورج نکلنے سے پہلے جائے گا تب بھی درست ہے۔

ب۔ صبح کی نماز اول وقت عرفہ کے روز اندھیرے سے پڑھے۔ پھر عرفات کی طرف متوجہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۲۔ راستہ میں تلبیہ اور استغفار اور درود شریف پڑھتا چلا جائے۔ اور یہ دعا بھی راستہ میں پڑھے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا خَيْرَ غَدْوَةٍ غَدَوْتُهَا قَطُّ۔ وَاَقْرَبَهَا مِنْ رِضْوَانِكَ۔ وَاَبْعَدَهَا مِنْ سَخَطِكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ۔ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا۔ وَحَجِّيْ مَبْرُوْرًا۔ وَاَرْحَمْنِيْ۔ وَلَا تَخِيْبْنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ سَفَرِيْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِيْ۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اے اللہ کر اسکو بہتر صبحوں سے جو مجھ کو ہوئی ہیں (یعنی میرے گذشتہ دنوں میں سے آج کا دن سب سے بہتر کیجیو)۔ اور قریب تر رضامندی اپنی سے اور دور تر غصہ اپنے سے۔ اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ ہی پر توکل کیا اور تیری ہی ذات کو چاہا۔ پس میرے گناہوں کو معاف کر اور میرے حج کو قبول کر اور مجھے محروم نہ کر اور مبارک کر میرے سفر اور عرفات میں میری حاجت روا کر۔ تحقیق تو تمام اشیاء پر قادر ہے۔

۱۔ بائیں ہاتھ کے راستہ سے یعنی کوہ ضب کی راہ کو دیکھ کر (ضب نقرہ ۱۳۰ میں) منا سے عرفات جائے

۳۔ راستہ میں نہ ٹھہرے کہ پیچھے آنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ محیط

۴۔ عرفات کے قریب پہنچے اور جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو تکبیر و تہلیل و تسبیح و تحمید اور صلوٰۃ و استغفار کہے اور یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ عَرْشُهٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْبَحْرِ سَبِيْلُهٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي النَّارِ سُلْطَانُهٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْقَبْرِ قَضَاؤُهٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْهَوَاءِ رَوْحُهٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمَاءَ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ وَضَعَ الْاَرْضَ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا اِلَيْهِ۔

(پاکی ہے اس ذات کو جس کا عرش آسمان میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی زمین پایا انداز ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی حکومت آگ پر ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی رحمت جنت میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کا حکم جاری ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی پیدا کی ہوئی روح ہوا میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس نے آسمان بلند بنایا۔ پاکی ہے اس ذات کو جس نے زمین کو بنایا بنہیں ہے پناہ اللہ نجات لیکن اسی کی طرف رجوع کرنے سے۔)

۵۔ اگر کوئی محرم باہر سے عرفات پہنچ جائے (یعنی کہ اور سنی ہوتا ہوا نہ جائے) اور عرفات پر وقوف کرے تو طواف قدوم اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔ ہدایہ

۱۔ ایسے شخص کے ذمہ طواف قدوم نہیں ہیگا کیونکہ اسنے ایک خاص جگہ سے افعال حج کی ترتیب شرع کے ساتھ کی رہی ترتیب پہلی ہی سے باقی امکان ترتیب دار ادا کرتا ہے کسی اور حقیقت سے ادا کرنے خلاف ہوجائیگے اب جو طواف قدوم جو اس سے رہ گیا اسکی جزا کچھ نہ دینی ہوگی۔ کیونکہ طواف قدوم سنت ہے اور سنیت کے ترک کرنے سے کچھ جزا نہیں دینی پڑتی۔ ہدایہ

۶۔ اگر کوئی قارن باہر سے عرفات پہنچ جائے (یعنی کہ سنی ہوتا ہوا نہ جائے) اور عرفات پر وقوف کرے تو لازم آئیگا کہ عمرہ اس نے ترک کیا۔ ہدایہ

وجہ یہ کہ اگر وہ بعد وقوف عرفات کے عود کرے اسے افعال عمرہ کو افعال حج پر مقدم کیا جو خلاف شرع ہے۔ ہدایہ (دیکھو نقرہ ۱۳۰ صفحہ ۱۱۱)

۱۔ اس قارن کے ذمہ دم قران نہیں رہیگا (نقرہ ۹۸۰) اور اس عمرہ کی قضا اس کو دینی چاہئے کیونکہ اس نے عمرہ شروع کرکے ترک کیا۔ تو یہ مثل محصر کے ہوا۔ (نقرہ ۶۱۰ ہدایہ)

۷۱- نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ سوم)

(۸، ۹- ذی الحجہ کی کارروائی)

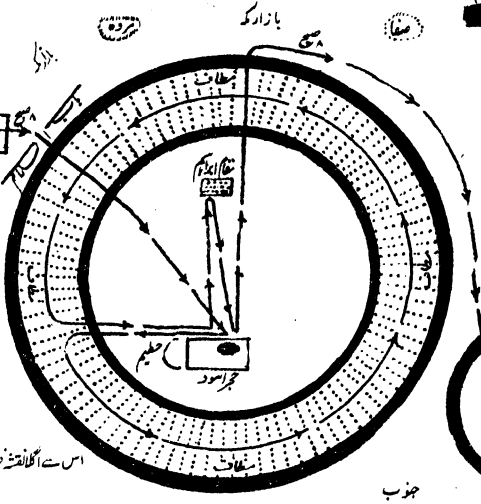

حاجی اپنی قیام گاہ سے ۸- تاریخ صبح اہرام لگا کر باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہوتا ہے اور طواف قدوم کر کے صبح ہی کے وقت منیٰ پہنچ جاتا ہے۔ اس روز اور رات کو بھی وہاں قیام رہتا ہے پھر ۹ کی صبح کو مزدلفہ کی راہ سے عرفات پہنچ کر شام تک وہاں رہتا ہے پھر شب کو روانہ ہو کر مزدلفہ واپس آجاتا ہے۔

۷۲ عرفات میں کس جگہ اترنا چاہیے

۱- عرفات میں جہاں جی چاہے اترے لیکن پہاڑ کے قریب مسجد نمرہ کے پاس (یعنی وقوف کے حدود سے باہر) اترنا افضل ہے۔ فائدہ:

۱- اکثر لوگ وقوف کے حدود کے اندر اترتے ہیں۔ کچھ مضایقہ نہیں۔ لیکن یاد رہے کہ موقف کے حدود میں اترنے والوں کو چاہیے کہ قبل زوال آفتاب حدود کے اندر سے باہر چلے آئیں تاکہ الگا وقت جمع بین الصلاتین سے پہلے نہ شروع ہو جائے۔

۲- امام کو چاہیے کہ عرفات پر اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرے علیحدہ نہ ٹھہرے جیسا کہ امام محمدؒ نے مبسوط میں لکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اکیلا قیام کرنا تکبر پر دلالت کرتا ہے۔ اور وہاں معاملہ تضرع کا ہے۔ اور نیز اجابت دعا کی امید جماعت کے ساتھ زیادہ ہے۔ نہ تنہا لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام محمدؒ کی مراد علیحدہ نہ ٹھہرنے سے یہ ہے کہ جس جگہ لوگ عام طور پر ٹھہرتے ہیں وہاں ٹھہرے۔ گذرگاہ پر نہ ٹھہرے کہ آمد و رفت والوں کو تکلیف ہو۔ ہدایہ

۷۳- مسجد نمرہ میں خطبہ سننا اور نماز ظہر اور عصر ملا کر پڑھنا

۱- زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کی غرض سے غسل کرے کہ سنت ہے ورنہ وضو ہی کرلے وہ بھی جائز ہے۔ ہدایہ

اسی طرح بھی درست ہے جیسا جمعہ میں اور احرام کے وقت اور عیدین میں کیا جاتا ہے۔ ہدایہ

۲- مسجد نمرہ میں جسکو مسجد ابراہیم کہتے ہیں زوال کے وقت جا بیٹھے کہ امام خطبہ پڑھے تو سنے۔

۳- جب سورج کو زوال ہو تو امام منبر پر آئے اور بیٹھ جائے اور اسوقت موذن اذان دے جیسا کہ جمعہ میں ہوتا ہے۔ محیط سرخسی۔ ہدایہ۔ (یہی اصح ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے۔) ہدایہ۔

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی باری پر کھڑے ہوتے تھے تب مؤذن آپ کے روبرو اذان دیتا تھا۔
ب۔ امام ابو یوسف کے نزدیک مؤذن اسوقت اذان دے جب کہ امام ابھی منبر پر نہ گیا ہو۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ بعد خطبہ کے اذان دے۔ ہدایہ

۴۔ اذان کے بعد امام کو چاہئے کہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اس طرح پر کہ بیچ میں ذرا بیٹھ جائے کہ اس کے دو حصہ ہو جائیں جیسا جمعہ کے خطبہ میں ہوتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ

ا۔ امام مالک کے نزدیک پہلے نماز پڑھی جائے اور بعد میں خطبہ کیونکہ خطبہ وعظ و نصیحت کے واسطے ہوتا ہے لہٰذا عید کے خطبہ کیطرح نماز کے بعد ہونا چاہئے۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ اول تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ پہلے پڑھا ہے۔ دوم یہ خطبہ مناسک حج کی تعلیم کیواسطے ہوتا ہے اور چونکہ ظہر اور عصر کا جمع کرنا مناسک حج سے ہے تو چاہئے کہ خطبہ پہلے پڑھے کہ اس نماز کے متعلق بھی احکام بتائے جاویں۔ ہدایہ
ب۔ اگر بعد کر خطبہ پڑھے تب بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔
ج۔ ۷ تاسع کو اور اتاریخ جو خطبہ بین علیہ نہیں ہے یعنے خطبہ کے بیچ میں بیٹھ کر دو حصہ نہیں کئے جاتے۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۳۶)

۵۔ اس خطبہ میں لوگوں کو وقوف عرفات۔ وقوف مزدلفہ۔ عرفات سے مزدلفہ جانا۔ رمی جمار۔ قربانی۔ حلق سر طواف زیارت اور قربانی سے دوسرے دن تک کے احکام سنائے۔ غایۃ السروجی۔ شرح ہدایہ

۶۔ اگر خطبہ نہ پڑھا تب بھی مضائقہ نہیں۔ یا زوال سے پہلے پڑھ لیا تب بھی مضائقہ نہیں لیکن اچھا نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری
دلیل۔ یہ خطبہ فرض نہیں ہے۔ اگر نہ پڑھا تو مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

۷۔ جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو مؤذن اقامت کہے اور ظہر اور عصر کی نماز ملا کر ظہر کے وقت میں پڑھائے اس طرح کہ ظہر کے چار فرض کے بعد مؤذن دوسری اقامت کہے اور عصر کی نماز پڑھی جائے۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری
ا۔ گویا ایک اذان اور دو اقامت سے یہ دونوں نمازیں جمع کی گئیں۔ م

۸۔ ان دونوں نمازوں میں فاصلہ نہ دینا چاہئے ورنہ عصر کی نماز کے واسطے دوبارہ اذان دینی ہوگی۔ ہدایہ
مطلب۔ یہ ہے کہ اگر دونوں نمازوں کے درمیان نماز نفل پڑھے یا اور کوئی کام کرے تو اذان اول اور نماز عصر کے درمیان فاصلہ ہو جائیگا اور اس طرح اذان عصر کی نماز کے قریب نہیں رہیگی۔ لہٰذا دوسری اذان عصر کی نماز کے واسطے دینی ہوگی۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری
ا۔ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل بھی پڑھنے مکروہ ہیں۔ ہدایہ
ب۔ کافی میں لکھا ہے کہ دونوں نمازوں میں صرف اسقدر فاصلہ دے سکتے ہیں کہ صرف ظہر کی سنتیں پڑھ لے مگر اور کوئی نفل نہ پڑھے ورنہ عصر کے واسطے دوسری اذان کی صورت ہوگی۔ اگر دونوں نمازوں میں فاصلہ کر لیا تو بکلی اسکا حق باطل ہو جائیگا۔ ظاہر روایت بظاہر ایک روایت کے امام محمد صاحب سے ہے

۹۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنا سنت ہے۔ کفایہ
ا۔ حدیث جابر میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر کی نماز کو ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر کے وقت میں ادا کی۔
ب۔ ان دو نمازوں کو جمع کرنا۔ جمع بین الصلوتین یا جمع تقدیم کہلاتا ہے

۱۰۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنیکی دو شرطیں ہیں امام احرام۔ نزد امام اعظم (یعنی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور احرام نہ بندھا ہوا ہو) اور صاحبین کے نزدیک صرف احرام ضروری ہے۔ امام ضروری نہیں۔ لیکن امام زفر کے نزدیک امام احرام صرف عصر کیوقت ضروری ہے۔ ہدایہ فتح القدیر

تشریح۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنیکے واسطے اور شرائط بھی ہیں وہ یہ ہیں ظہر کا وقت ہو۔ عرفہ کا دن ہو۔ عرفات کا موقف ہو امام سب سے بڑا سردار یا اُس کا نائب ہو جب یہ دو نمازیں جمع کرکے پڑھے۔ کفایہ وجوہرۃ النیرہ وبحر وغیرہ

دلیل۔ (امام اعظم) عصر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھنا خلاف قیاس ہے اور اس کا جائز ہونا صرف اسی صورت میں رکھا گیا ہے جب کہ ظہر کی نماز حالت احرام میں جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور اسکے بعد عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ہو۔ امام زفر کے نزدیک جمع کی یہ دونوں صرف عصر کی نماز اسکے وقت سے پہلے ہوگی لہٰذا صرف عصر ہی میں یہ شرط ہونی چاہیئے کہ امام و احرام ہو ظہر میں کیا ضرورت ہے۔ ہدایہ

خلاصہ۔ یہ ہے۔
- امام اعظم کے نزدیک۔ امام + احرام۔ جمع بین الظہر والعصر کیواسطے دونمازمیں ضروری ہے
- " زفر " " امام + احرام " " " " "
- صاحبین " " احرام " " " " ہر دو نماز میں "

نتیجہ۔ یہ نکلا کہ منفرد (یعنی وہ شخص جو اکیلا نماز پڑھے) اور جماعت اور بے جماعت نماز پڑھنے والا (یعنی وہ شخص جس کی ظہر کی جماعت فوت ہو جائے اور نماز عصر میں شامل ہو) اور بے احرام و باحرام نماز پڑھنے والا (یعنی وہ شخص جو نماز ظہر بغیر احرام کے پڑھے اور عصر کی نماز میں اسکے احرام بندھا ہوا ہو) حسب ذیل احکام کا پابند ہوگا۔

(۱) منفرد
- ا۔ ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی نماز عصر کے وقت پڑھے (مذہب امام اعظم)
- ب۔ ظہر کی نماز اور عصر کی نماز ملا کر پڑھے (حسب قاعدہ ظہر کے وقت میں) ۔ مذہب صاحبین

دلیل۔ (صاحبین) کہ دونمازوں کا جمع کرنا ضرورت کی وجہ سے ہے تاکہ وقوف عرفات کے واسطے وقت بچے اور وقوف دیر تک ہو لہٰذا منفرد کو بھی ایسا کرنیکی ضرورت ہے + (امام اعظم) بروقت کلام مجید نماز کا وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بے وقت کرنا رخصت نہیں مگر صرف اس صورت میں جب کہ شرع اجازت دے اور یہ اجازت صرف ایسی صورت میں ہے جبکہ دونمازوں کو جمع کرنے کے بعد حالت احرام میں نماز عصر کا وقت سے پہلے پڑھنا اور ظہر ہی کے وقت میں پڑھنا جماعت کو ہاتھ سے نہ جانے دینے کی وجہ سے ہے کیونکہ جب ایک دفعہ آدمی موقف سے متفرق ہو جائینگے پھر ان کا جماعت کے واسطے جمع کرنا مشکل ہے اور یہ وجہ نہیں ہے کہ وقوف کے واسطے وقت بچا ہے جیسا کہ صاحبین لکھتے ہیں کہ وقوف دیر تک ہو۔ کیونکہ اگر موقف میں نماز پڑھی جائے تو نماز وقوف کے مانع تو نہیں ہو سکتی مگر لوگوں کا وہاں جمع ہونا ہی ہے جو بڑی مشکل بات ہے۔ ہدایہ

(۲) بے جماعت و باجماعت
- ا۔ دونوں نمازیں جمع کرے (مذہب امام زفر) ہدایہ
- ب۔ دونوں نمازوں کو جمع نہ کرے (مذہب امام اعظم) ہدایہ

دلیل۔ (زفر) چونکہ عصر اس شخص کے وقت سے پہلے پڑھی جو جمع بین الصلاتین کی شرط ہے اور امام و احرام بھی پایا گیا لہٰذا نماز صحیح ہے (امام اعظم) بیک روایت۔ نماز عصر وقت سے پہلے پڑھی گئی خلاف قیاس ہے لیکن جائز ہے تو صرف اسی صورت میں جب کہ ظہر کا وقت ہو اور عصر کی نماز ظہر کے بعد پڑھی جائے جماعت سے اور حالت احرام میں ہو حج کا موقع ہو لیکن بروایت دیگر احرام حج کا زوال کیلئے بندھا ہوا ہو تاکہ احرام جمع بین الصلاتین کے وقت سے پہلے پایا جائے + بیک اور روایت میں آیا ہے کہ احرام نماز دن سے پہلے بندھا ہوا ہو چاہے زوال کے بعد ہو ــــ ہدایہ

مسائل منثورہ۔ (۱) اگر کسی نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی لیکن امام اعظم یا اس کا نائب نہ تھا اور عصر کی نماز بے احرام کے ساتھ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ نماز درست نہیں۔ بدلائل (۲) اگر امام آ جائے تو اسکا نائب جماعت کرائے اگر نائب نہ ہو تو ہر نماز کو علیحدہ اسکے وقتوں میں پڑھنا چاہیئے۔ عالمگیری۔ (۳) اگر کسی شخص نے نماز ظہر اپنے اسباب کے پاس علیحدہ پڑھ لی تو چاہئے کہ عصر کی نماز بھی عصر کے وقت علیحدہ پڑھے۔ ہدایہ زادیں لکھا ہے کہ یہی قول صحیح ہے (۴) اگر کسی شخص کی دونوں یا ایک نماز جماعت سے جاتی رہے تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھے شرح طحاوی

۱ اگر کسی نے ظہر زوال سے پہلے پڑھ لی اس خیال پر کہ سورج ڈھل گیا ہے اور اس کے بعد عصر پڑھ لی تو اسحسنا یہ حکم ہے کہ خطبہ اور دونوں نمازوں کو دوبارہ پڑھے ۔ محیط سرخسی

۷۴ ۔ وقوف عرفات کا وقت

۱ ۔ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے وقت سے عید کے روز صبح ہونے سے پہلے تک ہے (نزد امام اعظم) ۔ ہدایہ ۔ شرح طحاوی

۲ 〃 〃 صبح آفتاب نکلنے کے وقت سے 〃 〃 〃 〃 〃 (نزد امام مالک) ۔ ہدایہ

ا ۔ اگر کوئی اسوقت میں ایک لمحہ بھی وقوف کرے اسکا حج صحیح ہے ۔ (ایک لمحہ وقوف کے متعلق دیکھو نقرہ ۔ ۷۶ مسئلہ ۹)

ب ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْحَجُّ عَرَفَةٌ ۔ فَمَنْ وَقَفَ سَاعَةً مِّنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ تَمَّ حَجُّهٗ (جو کوئی رات یا دن میں ذرا بھی عرفات میں ٹھہرا اس کا حج پورا ہوا)

ج ۔ اگر کوئی شخص زوال کے وقت کے بعد تھوڑی دیر بھی وقوف کرکے اسی وقت مزدلفہ چلا جائے تو اتنا وقوف علماء حنفیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ یہ وقوف کافی نہیں ۔ بلکہ کچھ حصہ دن کا ہو اور کچھ رات کا

د ۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز زوال کے بعد وقوف کیا ہے ۔ ہدایہ

ہ ۔ روایت کیا دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات میں رات کو تو اس نے پالیا حج کو اور جس کا فوت ہوا وقوف عرفات تو اسکا حج فوت ہوا اور اسکو چاہیے کہ ایک عمرہ کرکے احرام کھولے اور اس حج کی سال آئندہ میں قضا دے ۔

س ۔ اگر کوئی شخص وقت کے اندر عرفات نہ پہنچا تو اس کا حج فوت ہوگیا ۔ فتاویٰ عالمگیری

۷۵ ۔ عرفات حج کے موقع پر

۱ ۔ جبل رحمت ۔
۲ ۔ مسجد نمرہ ۔
۳ ۔ وہ جگہ جہاں دعا قبول ہوتی ہے ۔
۴ ۔ بریان جو میدان عرفات کے گرد ہیں ۔

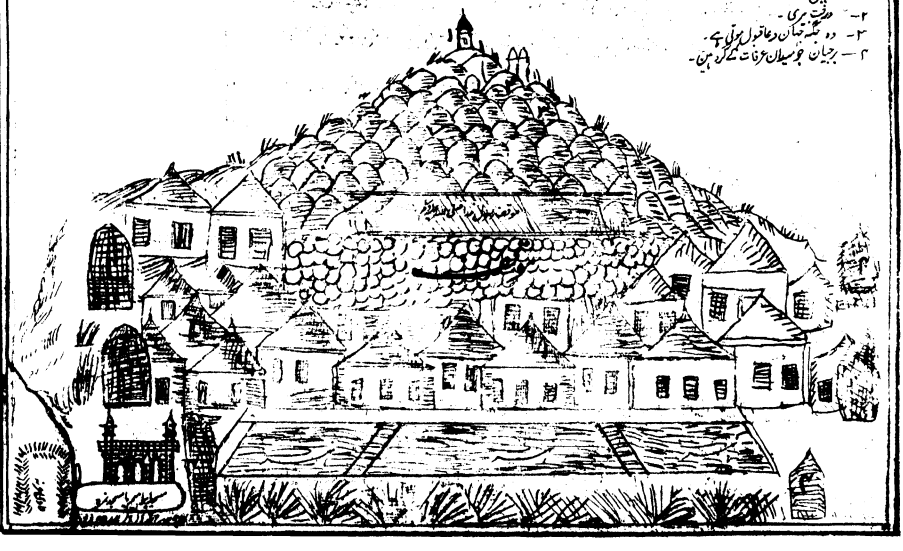

۷۶۔ وقوف عرفات

۱۔ ظہر اور عصر پڑھانیکے بعد امام کو چاہئے کہ مع تمام مجمع کے موقف کی طرف روانہ ہو۔ ہدایہ

ا۔ جمع بین الصلوٰتین کے بعد وقوف کے واسطے جانے مین دیر کرنی مکروہ ہے۔

ب۔ وقوف کے واسطے تیت شرط نہین ہے۔ عالمگیری۔ مگر وقوف کی نیت دل مین کرے تو بہتر ہے۔

۲۔ تمام عرفات موقف ہے سوائے وادی عرنہ کے۔ کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عرفات کلھا موقف وارفعوا عن بطن عرنۃ ومزدلفۃ کلھا موقف وارفعوا عن وادی محسر[1] (عرفات کل موقف ہے سوائے وادی عرنہ کے اور مزدلفہ کل موقف ہے سوائے وادی محسر کے) ہدایہ۔ کنز

تشریح۔ اگرچہ عرفات مین جس جگہ چاہے وقوف کرے مگر وقوف کے واسطے ایک خاص پرتلا میدان مقرر ہے جسکے گرد اگرد نشان لگے ہوئے ہین۔ دیکھو نقشہ عرفات

۳۔ جبل رحمت کے پاس بڑے بڑے سیاہ پتھروں کے قریب وقوف کرنا بہتر ہے کہ وہ موقف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اسکو موقف اعظم کہتے ہیں۔ ہدایہ۔ بحر الرائق۔ یعنی شرح کنز

ا۔ اگر وہان جگہ نملے تو اسکے قریب وقوف کرے۔ مگر جبل رحمت کے اوپر چڑھکر وقوف کرنا اور اُس کو افضل سمجھنا کچھ اصل نہین رکھتا۔

ب۔ الال (ریزون ہلال) موقف اعظم کو کہتے ہین۔ اور اس کے گرد احاطہ بطور مسجد بنا ہوا ہے۔

۴۔ وقوف کے موقع پر کھڑا رہنا نہ سنت ہے نہ واجب۔ یہانتک کہ اگر وقوف کے وقت بیٹھا ہے تو جائز ہے۔ عالمگیری۔

ا۔ وقوف کے وقت بیٹھنا اور لیٹنا بھی درست ہے۔ اور موقف مین جس جگہ جی چاہے کھڑا ہو یا بیٹھے یا لیٹے۔

۵۔ موقف مین تلبیہ برابر کہتا رہے۔ لیکن امام مالک کے نزدیک وقوف شروع ہوتے ہی تلبیہ موقوف کرے۔ ہدایہ بکافی۔

دلیل۔ (امام مالک) تلبیہ کے معنے اجابت کے ہین (یعنی خدمت کے واسطے حاضری) تو زبان سے اجابت اُسوقت تک ہوتی ہے جبتک عملی طور پر نہ کیجائے جب ارکان مین کوئی شخص مشغول ہوجائے تو زبانی اجابت کی حاجت نہیں (ہمارا امام اعظم) اول تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبتک تلبیہ کہتے تھے جبکہ جمرہ عقبہ کی رمی کے واسطے آگے تھے۔ دوسری یہ بات ہے کہ تلبیہ حج میں ایسی ہے جیسے تکبیر نماز میں (دیکھو فقرہ ۳۷) لہذا آخر احرام تک تلبیہ کہنی چاہئے۔ ہمارا ا۔ صحاح ستہ مین فضل بن عباس سے مروی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے تھے یہانتک کہ رمی کرتے جمرہ عقبہ کی۔ ابن ماجہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ رمی کر چکتے تھے جمرہ عقبہ کی تب لبیک موقوف کرتے تھے۔

۶۔ امام کو چاہئے کہ جبل رحمت کے قریب قبلہ کی طرف منہ کرکے اونٹ پر کھڑا ہوا ور دعا مانگے خوب کوشش اور عجز اور زاری سے۔ لوگوں کو چاہئے کہ منہ قبلہ کی طرف کرکے قریب امام کے کھڑے ہوں اور اُسکے کلام کو سنیں۔ شرح وقایہ

ا۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ لہذا سواری پر وقوف افضل ہے۔ ہدایہ یہی حدیث جابر ہین ہے۔

ب۔ امام کے قریب وقوف کرنا افضل ہے اور سب سے بہتر موقع امام کے پیچھے ہے۔ تم الیمین ثم الیسار ثم الیمین الخ اور یہ وقوف کرنا کروہ ہے۔ عالمگیری

ج۔ لوگون کو امام کے قریب اس وجہ سے کھڑا ہونا چاہئے کہ امام جو دعا پڑھے اور مناسک حج بیان کرے تو لوگ سن سکین۔ ہدایہ

د۔ حدیث مین آیا ہے کہ خیر المواقف ما استقبل بہ القبلۃ (بہتر موقف وہ ہین کہ ان مین منہ قبلہ کی طرف کیا جائے) اور آپ قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوئے تھے۔ ہدایہ + یہ حدیث بروایت ابن عمر اسطرح ہے خیر المجالس ما استقبل بہ القبلۃ (بہتر مجلس وہ ہے کہ ان مین منہ قبلہ

[1] روایت کیا اسکو طبرانی نے اور حاکم نے اور ابن ماجہ نے

کی طرف کیا جائے) اور ایک جگہ یہ بھی آیا ہے کہ اکرم المجالس ما استقبل بہ القبلۃ۔

۱۔ روایت کی ہے اسحٰق نے ابن عباس سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یکاد عوفیہا قنیاً و اطی صدرہ و کالمستطعم المسکین (دعا مانگتے تھے عرفہ میں اور دونوں ہاتھ آپکے سینہ تک تھے جیسے کھانا مانگتے والا مسکین کھانا مانگتا ہے) اور یہ دعا بڑی عاجزی سے مانگے۔ دعا کے وقت ہاتھ کشادہ کرکے اٹھائے اور قبلہ کی طرف رخ کرے جیسے کہ کسی کو پکارنے والا اس کی طرف ہاتھ اور منہ سے متوجہ ہوتا ہے۔ اپنے واسطے اور اپنے ماں باپ اور مسلمان مرد و عورتوں کے واسطے بہت استغفار پڑھے۔ فتاوی عالمگیری۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقوف میں بڑی کوشش سے اپنی امت کے واسطے دعا مانگی تھی اور قبول ہوئی تھی۔ دعا آپ کی۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے۔ مسنون یہ ہے کہ دعا ہلکی آواز سے مانگے۔ جوہر النیرہ۔

۲۔ توبہ اور استغفار پڑھے اور اپنے گناہوں پر خوب روئے اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگدلی پر افسوس کرے۔

۷۔ وقوف کے موقع پر پڑھنے کے واسطے علماء حنفیہ کے نزدیک کوئی خاص دعا مقرر نہیں ہے۔ جو دعا چاہے مانگے۔ فتاوی عالمگیری

۱۔ جو دعا وقوف کے موقع پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ وہ نقرہ ۷۷ میں لکھی گئی ہے۔

۸۔ جو شخص عرفات پر ایسی حالت میں گذرا کہ وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اس کی طرف سے اس کے ساتھی نے احرام باندھا اور لبیک کہی تو اس کا حج صحیح ہے۔ شرح وقایہ

۱۔ اگر کوئی شخص ہوش میں نہ رہا ہو اگرچہ سوتا ہو اگر بیہوش تھا۔ اور اس کی طرف سے اسکے ساتھی نے یا کسی غیر رفیق نے احرام حج کا باندھا۔ اور گذر نیوالے کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ یہ عرفات ہے تب بھی اسکا حج صحیح ہے۔ کیونکہ وقوف عرفات کی شرط کیفیت یعنی عرفات میں موجود ہونا ہے اگرچہ نیت نہ کی ہو۔ درمختار

۹۔ اگر کوئی شخص (جسکو حج کا احرام بندھا ہوا ہو نہ عمرہ کا) وقوف کے وقت کے اندر موقف میں ایک لمحہ بھی موجود ہو۔ یا موقف سے گذرتا چلا جائے۔ سوتا ہو یا جاگتا۔ ننگا ہو یا کپڑا پہنا ہوا۔ بے وضو ہو یا جنب۔ حائض ہو یا نفسا۔ جانتا ہو کہ میدان عرفات ہے یا نہ جانتا ہو۔ نیت حج کی کی ہو یا نہ کی ہو۔ مست ہو یا ہوشیار۔ مجنوں ہو یا غافل۔ وقوف شب کو کرے یا دن کو۔ دونوں نمازیں جمع کی ہوں یا نہ کی ہوں۔ اس کا حج ہو گیا اور فاسد نہیں ہے۔ شرح طحاوی۔ عالمگیری

دلیل۔ یہ ہے کہ حج کا رکن عرفات میں وقوف کرنا ہے وہ ہر طرح ادا ہو جاتا ہے اور سونا یا بیہوش رہنا وقوف کے فعل کے خلاف نہیں ہے یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کھانے پینے سے باز رہنا روزہ کا رکن ہے اور سو جانے یا بیہوش ہو جانے سے رکن کے خلاف کوئی فعل واقع نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایسی چیز ہے کہ وہ حالت بیہوشی میں نہیں ہو سکتی۔ اب رہا یہ امر کہ وہ شخص یہ بھی نہ جانے کہ یہ جگہ عرفات ہے اسکا تعلق نیت سے ہے اور نیت بھی رکن کی علیحدہ ضروری نہیں۔ کل حج کی نیت سے پہلے ہی کیا چکی ہے۔ اس میں وقوف عرفات کی نیت بھی شامل ہے۔ ہدایہ

۱۔ یہ خصوصیت وقوف عرفات اور مزدلفہ ہی کے واسطے ہے کہ بغیر نیت کے وقوف صحیح ہے۔ مگر طواف بغیر نیت کرے مثلاً کوئی شخص تین کے خوف سے یا بھاگتا پھرے اور وہ اس کو پکڑتا پھرے۔ یا تاجر خواہ ترمیدار کے پیچھے پیچھے طواف پھرتا پھرے تو طواف صحیح نہیں ہوگا۔ چنانچہ فتاوی قاضیخاں میں اسکی تصریح

۷۷ انکار واد عیہ مخصوصہ وقوف کے موقع پر

۱- طبرانی و بیہقی و ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہین حضرت علی و ابن عباس و جابر رضی اللہ عنہم سے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات مین یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ - لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ - وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا - اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ

اللہ بڑا ہے - اللہ بڑا ہے - اللہ بڑا ہے - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے - اے اللہ میرے دل مین نور کر دے اور میری آنکھ مین نور اور میرے کان مین نور - اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے

وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَ

اور میرے دل کے وسوسوں سے اور کام کی پریشانی سے اور قبر کے عذاب سے - اے اللہ مین تیری پناہ مانگتا ہون ہر اس چیز کی برائی سے جو رات کو داخل ہوتی ہے اور ہر اس چیز کی برائی سے جو دن کو داخل ہوتی ہے

شَرِّ مَا تَھُبُّ الرِّیَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ - اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ - اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا

اور برائی ہر اس چیز کی جو چلتی ہے رات کو اور دن کو - اے رب ہمارے ہم کو دنیا مین بھلائی اور آخرت مین بھلائی - اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے - اے اللہ مانگتا ہون تجھ سے وہ بھلائی جو

سَاَلَکَ بِہٖ نَبِیُّکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِہٖ نَبِیُّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ

جو مانگی ہے تجھ سے تیرے نبی نے - اور پناہ مانگتا ہون اس برائی سے کہ پناہ مانگی ہے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے - اے رب ہم نے ظلم کیا اپنے جانون پر اور اگر تو نہ بخشے اور رحم نہ کرے ہم پر تو ہم

مِنَ الْخَاسِرِیْنَ - رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

خسارہ مین رہنے والون مین سے - اے رب کر مجھ کو ٹھیک پڑھنے والا نماز کا اور میری اولاد کو بھی - اے رب ہمارے قبول کر دعا ہماری - اے رب بخش مجھ کو اور ماں باپ میرے کو اور سب مسلمانون کو جس دن کہ قائم ہو حساب (یعنی قیامت کو)

رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا

اے رب رحم کر ان دونون پر جیسی والدین پر میرے بچپنے مین پالا ان دونون نے مجھ کو - اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے بھائون ہمارے کو جو ہم سے پہلے گئے ہین ایمان کے ساتھ - اور نہ ہو ہمارے دلون مین کینہ ان لوگون کی طرف سے جو ایمان لائے ہین - اے رب ہمارے

اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ - رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

تحقیق تو ہے مہربان رحم کرنیوالا ہے - اے رب ہمارے تو سننے والا جانتے والا ہے - اور توفیق توبہ کی ہے مجھ پر ٹھیک - تو ہے ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے - نہ پھیر مین قوت ہے گناہ کے چھوڑنے کی اور نہ طاقت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بلند و برتر ہے

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سَرِیْرَتِیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ

اے اللہ تحقیق تو جانتا ہے میرے اعلانیہ کو اور میرے کلام کو سنتا ہے اور میری باطنی حالت جانتا ہے اور میری ظاہر حالت جانتا ہے اور مجھ پر پوشیدہ نہیں مجھ سے کوئی کام - اللہ ہی پست ممنوع فقیر فریاد کرنے والا

اَلْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ
خوف کرنیوالا ڈرنے والا اقرار کرنے والا - عاجزی اپنے گناہوں کا ہوں - مانگتا ہوں میں تجھ سے مثل فقیر کے - اور آہ وزاری کرتا ہوں طرح تیرے مثل گنہگار ذلیل کے - اور دعا مانگتا ہوں تجھ سے

دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَذَلَّ لَکَ جَسَدُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا
مثل دعا خوف کرنیوالے اندھے کے جھکی ہو گردن تیری واسطے اور دونوں آنکھیں آنسو بہاتی ہوں اور کانپتا بدن تیری بارگاہ میں خشک ہو گیا ہو اور ذلت سے تیرے واسطے میں پڑی ہوئی ہو ناک تیری اے اللہ میرے مت کر دعا مانگنے سے بدنصیب ہوں

وَکُنْ لِیْ رَءُوْفًا رَحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ - وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اٰمِیْن + یَا مَنْ لَا یَشْغَلُہٗ شَاْنٌ
اور ہو تو میرے واسطے مہربان رحم کرنیوالا - اے بہتر سوال کئے گیوں سے - اور اے بہتر عطا کرنیوالوں سے - اور اے بہتر رحم کرنیوالوں سے - اور سب تعریف اللہ کو ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے آمین + اے وہ کہ نہیں کرتی ہر کوئی بات

عَنْ شَاْنٍ وَلَا سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ وَلَا تُغْلِطُہُ کَثْرَۃُ الْمَسَائِلِ بِالْحَاجَاتِ وَلَا تُحَلِّفُ عَلَیْہِ اللَّجَاجَاتُ وَیَا مَنْ لَا یَبْرَمُہٗ
دوسری حالت سے اور نہ سننا دوسرے سننے سے اور اے وہ کہ نہیں کرتی شغل بولنے والوں کا سننے سے اور نہ غلط کرتا ہے اس کو کثرت حاجتیں مانگنے والوں کی اور نہ تنگ کرتی ہے اس کو ضد کرنیوالوں کی + اور اے وہ کہ نہیں ملول کرتا اس کو

اَلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ وَیَا مَنْ تَعْفُوْ مَسْئَلَۃُ السَّائِلِیْنَ اِذْ قَابَلَ رَجَاءُ عَفْوِکَ وَجَلَادَۃَ مَغْفِرَتِکَ وَلَذَّۃَ مُنَاجَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ +
اصرار دعا مانگنے والوں کا - اور نہیں تنگ کرتا ہے اسکو سوال کرنا سائلوں کا جبکہ ہم کو ضمن اپنی بخشش کی اور اپنی مغفرت کی حلاوت اور لذت مناجات اور رحمت اپنے کی

اِلٰھِیْ مَنْ مَدَحَ اِلَیْکَ نَفْسَہٗ فَاِنِّیْ اَذُمُّ اِلَیْکَ نَفْسِیْ وَاَخْرَسَتِ الْمَعَاصِیْ لِسَانِیْ فَلَیْسَ لِیْ وَسِیْلَۃٌ مِنْ عَمَلٍ وَلَا شَفِیْعٌ سِوَی الْاَمَلِ ++
اے معبود جس نے مدح کیا اپنی تیرے سامنے وہ کیا کرے میں تو اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں اور ذلیل ہے کہ گونگا کر دیا ہے میری زبان کو گناہوں نے پس نہیں ہے میرا واسطہ عمل پر تو فقط امید ہی ہے اور نہ ہے میرا شفیع سوائے امید کے

۷۸ - بعض امور موقع وقوف پر یاد رکھنے کے قابل

آج تم کو ایسی سعادت اور ایسے موقعہ کی بار یابی حاصل ہوئی کہ خدا تعالیٰ کا شکریہ اس نعمت عظمیٰ کے واسطے ادا کرو اور امور ذیل پر غور کرو -
یہ وہ موقع ہے جس کے واسطے تم نے اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر اتنا دور دراز کا سفر کیا ہے اور یہ وہ موقع ہے کہ تم کو اپنی عمر میں بڑی تمنا کے بعد آج ہاتھ آیا ہے -
اور یہ ممکن ہے کہ یہ موقعہ ہاتھ نہ آوے - افسوس ہے اگر تم ایسے موقع پر کوئی کسر باقی رکھو - سید الوالعاصم رح نے کیا خوب کہا ہے کہ محروم وہ شخص ہے جو ایسے موقع پر کمی کر دے

۱ - یاد رکھو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اسموقعہ پر نہایت عاجزی اور فروتنی سے دعا مانگتے تھے - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک مسکین خدائے عزوجل سے نہایت عاجزی سے رزق طلب کرتا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ نہایت فروتنی اور عاجزی سے دعا مانگو -

۲ - سعادت کی نشانی یہی ہے کہ آنکھوں میں آنسو لاؤ - اور یہ امر قرین اجابت دعا بھی ہے لہذا آہ وزاری سے کام لینا چاہیئے -

۳ - ظاہر و باطن کی پاکیزگی کو نگاہ رکھو - اکل حلال وصدق مقال کو مدنظر رکھو +

۴ - احباب و اقربا کے واسطے دعا مانگنے میں بخل نہ کرنا - اور مصنف کتاب کو بھی اسموقع پر یاد رکھنا -

۵ - اس ہنگامہ کو دیکھ کر میدان حشر کا خیال دل میں لاؤ -

۶ - اس تھوڑے سے وقوف کے وقت میں اپنے تئیں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کیا ہوا خیال کرو گھر بار یا امور دنیوی کا خیال دل میں ذرا نہ لانا ۷ حضوری گر ہمے خواہی از دنیا مشو غافل و ایں مختصر را مدنظر دار مجملہا

---

۱ یا من سے لا تہ من جانتک تک جو دعا ہے وہ حضرت خضر علیہ السلام سے منقول ہے

۲ الٰہی من مدح الیک سے سوی الامل تک جو دعا ہے وہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھی ہے -

۷۔ صاف باطنی سے اس حدیث کو دل میں جگہ دو ۔ اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَغْفِرْ لَهٗ ۔

۸۔ یاد رکھو کہ اس میدان میں اسوقت بڑے بڑے عابد اور پرہیزگار لوگ موجود ہیں اور جو حسنات انکو بارگاہ ذوالجلال سے اسوقت عطا ہو رہے ہیں کراماً کاتبین انکے لکھنے سے عاجز ہیں ۔

۹۔ صدق دل سے استغفار پڑھو۔ اور دل میں عہد کرو کہ آئندہ گناہ نہ کرونگا ۔

۱۰۔ قرآن شریف کا کوئی رکوع بھی یاد ہو تو ضرور پڑھو۔ اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص بھی پڑھو۔

۱۔ حافظ قرآن کو چاہیئے کہ اسوقت جتنی سورتیں پڑھ سکے پڑھے ۔

۷۹۔ وقوف عرفات کا اختتام

۱۔ غروب آفتاب کے بعد امام کو چاہیئے کہ مجمع کیساتھ میدان عرفات سے کوچ کرے۔ اور آہستگی اور آرام سے مزدلفہ کیطرف چلے ہدایہ

دلیل۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم غروب آفتاب کے بعد کوچ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف کیا یہانتک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ اور جب ڈوب چکا تو وہاں سے روانہ ہوئے یہانتک کہ آئے مزدلفہ میں اور پڑھیں لوگوں کے ساتھ دونوں نمازیں مغرب و عشاء ۔ اور جب صبح ہوئی تو آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا اوپر اور اس طرح کوچ کرنے میں اظہار مخالفت کافرین کی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر راستہ میں آہستگی اور آرام سے گئے تھے ۔ (ہدایہ)

۱۔ روایت کیا حاکم نے مستدرک میں سودین مخرمہ سے کہ کہا انھوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَهْلَ الْيَمَنِ كَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُءُوْسِ الْجِبَالِ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰى رُءُوْسِهَا وَاِنَّا نَدْفَعُ بَعْدَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ ۔ (یعنی آپ نے فرمایا کہ شرک اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہیں اور ہم بعد غروب آفتاب کے)

۲۔ اگر کوئی شخص امام سے پہلے میدان عرفات سے چل نکلے لیکن میدان وقوف باہر نہ جائے تو مضائقہ نہیں ۔ ہدایہ

۱۔ اگر عرفات میں امام سے پہلے چل نکلے۔ لیکن میدان عرفات کے اندر ہی رہے تو اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ امام سے پہلے روانہ نہیں ہوا ہدایہ

(وجہ) بہتر ہے کہ اپنی جگہ سے نہ چلے جبتک امام نہ چلے تاکہ فاصلہ (یعنی واپسی بطرف مزدلفہ) پیش از وقت شمار ہی کی جائے ۔ ہدایہ

۳۔ اگر کوئی شخص غروب آفتاب کے بعد جب امام چل چکے میدان عرفات میں ذرا توقف کرے تو مضائقہ نہیں ہدایہ

دلیل۔ حضرت عائشہؓ نے امام کی روانگی کے بعد پانی مانگا تھا اور روزہ افطار کیا تھا اس کے بعد روانہ ہوئی تھیں ۔ ہدایہ

چنانچہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں بھی موجود ہے ۔ ہدایہ

۴۔ غروب آفتاب کے بعد اگر امام عرفات سے روانہ ہونے میں زیادہ تاخیر کرے تو لوگوں کو چاہیئے کہ پہلے چلے جائیں کیونکہ وقت روانگی کا ہو چکا ۔ فتاوی عالمگیری

---

۷۹ آدمیوں میں سے بڑا گناہگار وہ شخص ہے جو عرفات میں وقوف کرے ۔ اور خیال رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو نہیں بخشا ۔

۸۰ - وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے

۱ - وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے اسکے فوت ہو جانے سے تمام حج فوت ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے

اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ وَقَفَ مَعَنَا هٰذَا الْمَوْقِفَ وَقَدْ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ - (ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے)

ا - حدیث میں آیا ہے کہ اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ - فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَغْفِرْ لَهٗ (بڑا گناہگار لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ جو عرفہ کے دن عرفات میں وقوف کرے اور یہ خیال کرلے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو نہیں بخشا)

۲ - وقوف میں فرض صرف ایک لمحہ وقوف کرنا ہے - چنانچہ اگر کوئی شخص زوال کے وقت کے بعد تھوڑی دیر بھی وقوف کرے اسکا حج صحیح ہے ۔

۸۱ - یوم عرفہ میں غلطی واقع ہونا

۱ - وقوف کے بعد اگر ایک قوم نے یہ گواہی دی کہ آج ۸ - ذی الحجہ ہے تو انکی گواہی تسلیم کیجائیگی اور وقوف دوسرے روز صحیح ہوگا - فتاویٰ عالمگیری

۲ - " " " " " " " " ۱۰ " " " نہ کیجائیگی اور وہ حج جائز رہیگا - " "

۳ - ۸ - ذی الحجہ کو اگر " " " " " ۹ ذی الحجہ ہے (یعنی یوم عرفہ) تو ان کی گواہی تسلیم کیجائیگی - بشرطیکہ اتنا وقت نزل کے کہ امام لوگوں کو ساتھ لیکر دن یا رات میں کسی وقت وقوف کرسکے اگر اتنا وقت نزل کے تو تسلیم نہیں کیجائیگی گو امکان یہ ہو کہ وہ دسرے روز وقوف کرنیکا حکم دے - فتاویٰ عالمگیری

ا - جس قوم نے گواہی دی ہو وہ بھی اسی کے پابند رہیں گے - اور اگر اپنی رائے سے وقوف کرینگے تو ان کا حج فوت ہو جائیگا اور ان کو چاہئے کہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوں - اور سال آیندہ میں حج کریں - فتاویٰ عالمگیری

ب - ایک قوم کے معنوں میں دو عادل شخص لئے جاسکتے ہیں اور ان کی گواہی قبول ہوگی جبکہ دن کو وقوف کرنا ممکن ہو سکے - ہاں اگر دن کو وقوف کرنا ممکن نہ ہو سکے بلکہ شک ہو تو ممکن ہو تو اس صورت میں جب ثبوت خوب ہو جائے جب گواہی قبول ہوگی + الحاصل اگر سب کا حج فوت ہوتا ہو تو امام کو چاہئے کہ گواہی قبول نہ کرے اگرچہ گواہ بہت ہوں - اور اگر تھوڑے سے آدمیوں کا حج فوت ہوتا ہو تو گواہی قبول کرلے - ۔ غایۃ السروجی - شرح ہدایہ -

۸۲ - وقوف عرفات میں شامل نہو سکنا اور حج فوت ہونا

۱ - اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور عرفات پر وقوف نہ کرسکا یہانتک کہ عید کی صبح نمودار ہوئی تو اُس کا حج جاتا رہا - ہدایہ - (دیکھو فقرہ ۵۵)

ا - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ فَاتَهٗ عَرَفَةُ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ فَلْيَتَحَلَّلْ بِعُمْرَةٍ - وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ - رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ - یعنی جو شخص شب عید کو وقوف عرفات میں شامل نہ ہو سکا تو اسکا حج جاتا رہا - اسکو لازم ہے کہ عمرہ کرکے احرام کھولے اور سال آیندہ میں اسکے بدلہ کا حج کرے -

ب - حج دراصل وقوف عرفات کا نام ہے - چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلْحَجُّ عَرَفَةٌ فَمَنْ وَقَفَ سَاعَةً مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهٗ - (ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے)

۱۳ آج شام کو سب حاجی عرفات سے مزدلفہ آئیں ۱۳

وقوف عرفات غروبِ آفتاب کے بعد فوراً ختم ہو جاتا ہے چاہے کہ اُس وقت امام سے پہلے میدان وقوف سے نہ نکلے۔ اماکم پیچھے پیچھے مزدلفہ چلا آئے۔ جب وادی محسر میں پہنچے تو دعا پڑھے۔ افضل ہے کہ مزدلفہ کے قریب سواری سے اُترلے۔ اور مزدلفہ میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھے۔ اور جب مزدلفہ پہنچے تو جبل قزح کے پاس اُترے اور اسباب وغیرہ کے رکھنے کا انتظام کر کے مغرب وعشاء کی نماز ملا کر پڑھے۔ اگر دھوم نیکہ ابھی عشاء کا وقت نہیں آیا تو انتظار کرے سیدونوں نمازیں مزدلفہ میں پڑھنی واجب ہیں۔ اگر راستہ میں پڑھ لیں تب بھی دوبارہ مزدلفہ میں پڑھنی چاہئیں۔ اسکے بعد رات بھر مزدلفہ میں رہے اور دعا میں وغیرہ پڑھتا رہے کہ یہ رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے۔ اسکے بعد اندھیرے سے صبح کی نماز پڑھے اور جبل قزح کے پاس وقوف کرے۔ اور وقوف میں دعا مانگے۔ پھر سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منا کی طرف روانہ ہو جائے۔

۸۳۔ عرفات سے مزدلفہ جانا اور وادی محسر سے گذرنا

۱۔ (عرفات سے مزدلفہ نازمین کی طرف جائے) اور راستہ میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھتا ہوا چلے اور بار بار لبیک کہے اور استغفار بہت پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۔ یہ دعا بھی راستے میں پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَفْضَتْ وَمِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ وَاِلَیْکَ رَغِبْتُ وَمِنْکَ رَھِبْتُ نَاقَبِّلْ شُکْرِیْ وَاَعْظِمْ اَجْرِیْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِیْ وَاسْتَجِبْ دَعْوَتِیْ وَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

اے الٰہی میری طرف حاضر ہوا میں اور خوف تیرے سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع ہوتا ہوں اور تجھ سے ڈرتا ہوں میں قبول کر میرے شکر کو اور بڑھا میرے اجر کو اور قبول کر میری توبہ کو اور رحم کر میری زاری پر۔ اور قبول کر تو میری دعا کو۔ اور پورا کر تو میرا سوال میرا۔ اے رحم کرنے والوں میں سے رحم کرنے والے۔

۲۔ جب وادی محسر میں سے گذرے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ۔ اور اگر پیدل چل رہا ہے تو تیز چلے اور اگر سواری پر ہے تو سواری کو تیز کرے۔ (زبدۃ السرد جی۔ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس پر اجماع ہے) فتاویٰ عالمگیری

۳۔ مزدلفہ کے قریب پہنچے تو پیدل ہو جائے۔ اور اگر ممکن ہو تو مزدلفہ میں داخل ہونیکے واسطے غسل کرے ورنہ وضو ہی کرلے۔ اور داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ جَمْعٌ اَسْاَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ فَاِنَّہٗ لَا یُعْطِیْھَا غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ اَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ زَمْزَمَ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْحَجَرِ وَالْمَشْعَرِ اَسْاَلُکَ اَنْ تُبَلِّغَ رُوْحَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ وَاَنْ تُصْلِحَ لِیْ ذُرِّیَّتِیْ وَدِیْنِیْ وَتَشْرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَتُعَزِّزَ قَلْبِیْ وَتُنَوِّرَ فِیَّ الْخَیْرَ الَّذِیْ اَسْاَلُکَ اَنْ تَحْمِلَنِیْ فِیْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَقِیَنِیْ جَوَامِعَ الشَّرِّ فَاِنَّکَ لِیْ ذٰلِکَ وَالْقَادِرُ عَلَیْہِ ط

اے اللہ میں اس وقت جماعت کثیر حاضر ہے میں سوال کرتا ہوں کہ تو مجھ کو عطا کرے کیونکہ اکثر مجموعہ خیر و بہتری کو کوئی نہیں عطا کر سکتا سوائے تیرے۔ اے اللہ شعر الحرام کے اور اے رب زمزم اور مقام ابراہیم کے اور بیت الحرام کے اور بڑے محجوب کے۔ میں دعا کرتا ہوں تجھ سے کہ پہنچا ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو ہمارا سب سے بہتر سلام۔ اور یہ کہ میری نسل کو اور میرے دین کو درستی پر لا۔ اور میرے سینہ کو فراخ کر دے پاک کر دل میرا اور اطمینان کر مجھ کو خشیت میں سے کر تحمل و دل میرا اور بچا مجھ کو تمام برائیوں سے کیونکہ تو ان امور پر قادر ہے۔

لیدا اے اللہ نہ مار تو ہم کو اپنے غضب سے اور نہ ہلاک کر تو ہم کو اپنے عذاب سے۔ از مصنف کہ تو ہم کو بچا اس سے۔

۸۴ - مزدلفہ حج کے موقع پر

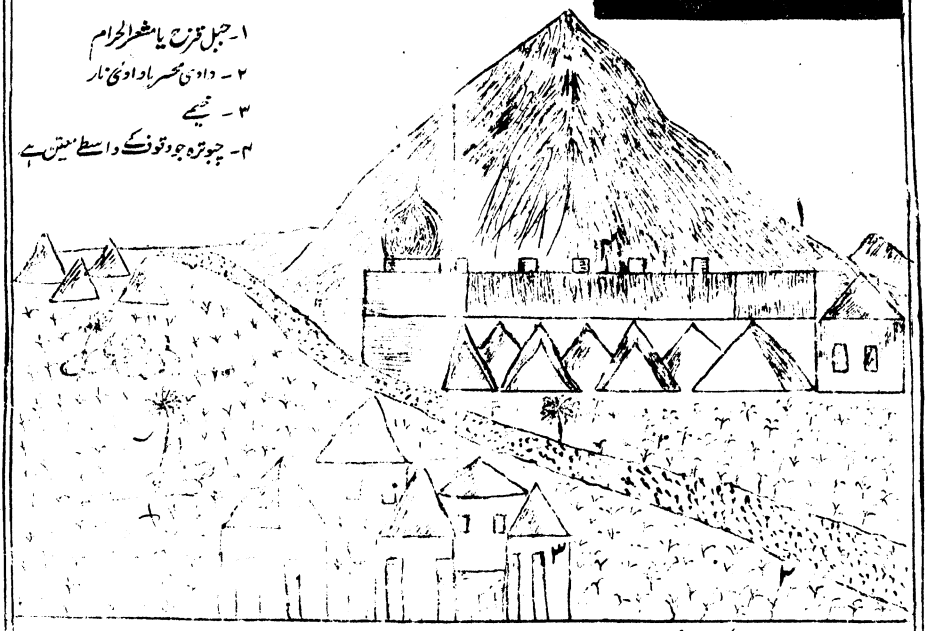

۸۵ - مزدلفہ میں کہاں اُترنا چاہیے

(اب جب سب لوگ مزدلفہ آئیں تو وہاں کہاں قیام کرنا چاہیے)

۱ - مزدلفہ میں پہنچنے پر اس پہاڑ کے پاس جسکو جبل قزح کہتے ہیں اُترنا افضل ہے - مگر راستہ پر نہ اُترے ... فتاوی قاضیخاں - ہدایہ

۱ - جبل قزح کے قریب اترنے کی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہاڑ کے قریب کھڑے تھے اور نصت شمس تک کے قریب کھڑے رہے تھے

۲ - کل مزدلفہ موقف ہے جہاں چاہے وہاں ٹھہرے سوائے وادی محسر کے کہ وہ موقف نہیں ہے - ہدایہ (دیکھو [illegible])

۸۶ - مغرب و عشا ملا کر پڑھنا - (جمع بین الصلوتین)

۱ - جب عشا کا وقت آئے تو مؤذن اذان دے اسکے بعد اقامت کہے پھر امام دونوں نمازیں مغرب اور عشاء عشاء کے وقت جمع کر کے پڑھائے - (ہدایہ)

ا - ان دونوں نماز کے جمع کرنے کو جمع تاخیر یا جمع بین الصلوتین کہتے ہیں -

ب - سنت مغرب اور سنت عشا اور وتر ان دونوں نمازوں کے بعد پڑھے -

ج - ان دونوں نمازوں میں ایک اذان اور ایک اقامت کہی جائیگی (بخلاف عرفات کے کہ وہاں جمع بین الصلوتین کے موقع پر ایک اذان اور دو اقامت کہی گئی

تھیں۔ لیکن امام زفر کے نزدیک یہاں بھی ایک اذان اور دو اقامت ہونی چاہئے۔ یعنی ایک اقامت مغرب کے فرض کیواسطے اور ایک اقامت عشا کے فرض کے واسطے

دلائل۔ (امام اعظم) جابر رض کی روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب و عشا کی نماز جمع کر کے ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی۔ دوسرے یہ کہ اقامت تو نمازیوں کو اطلاع کے واسطے ہے کہ جماعت کھڑی ہوگی تو جس حالت میں کہ اقامت مغرب کے واسطے کہی جا چکی اور عشا اسی سلسلہ میں اور اسی نزدیک وقت پر پڑھی جاتی ہے تو دوسری اقامت کی ضرورت نہیں۔ بان عرفات میں نماز عصر چونکہ اپنے وقت سے پہلے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اسواسطے ضروری ہوا کہ لوگوں کو اطلاع دی جائے کہ جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ ہدایہ

نماز مغرب میں قضا کی نیت نہ کرے وہی اصلی نیت کرے اور سنتوں کو چھوڑ دے۔ (درمختار)

۲۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنیمیں۔ زمان و مکان و وقت و احرام کی شرط ہے یعنی لیلۃ النحر ہو۔ مزدلفہ کا موقع ہو عشا کا وقت ہو۔ اور احرام بندھا ہوا ہو۔ اور جماعت کی شرط نہیں ہے (نزد علماء حنفیہ) درمختار و ہدایہ

ا۔ جماعت کی شرط اس وجہ سے نہیں ہے کہ نماز مغرب وقت کے بعد پڑھی جاتی ہے اور ظہر اور عصر کے جمع کرنے میں جماعت کی شرط اس واسطے ہے کہ اس میں عصر کے وقت سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ بغیر جماعت نماز پڑھنے والا ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھ سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔ وہدایہ

ب۔ امام مجدی[1] نے ذکر کیا ہے کہ ان نمازوں کو جمع کریں گے واسطے خطبہ۔ سلطان۔ جماعت۔ احرام شرط نہیں ہے۔ کفایہ۔

۳۔ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نہ نماز نفل پڑھے نہ اور کسی طرح فاصلہ دے کیونکہ دونوں نمازوں کے جمع میں فرق پڑ جائیگا۔ ہدایہ۔

ا۔ اگر نفل پڑھے یا اور طرح فاصلہ دیا تو چاہئے کہ نماز عشاء کے واسطے دوسری اقامت کہے بلکہ چاہئے تو یہ کہ اذان بھی دوسری کہے۔ اس طرح اگر عرفات میں ظہر و عصر کے درمیان فاصلہ دیا جائے تو اذان و اقامت اور کہنی ہونگی۔ ہدایہ۔

دلیل۔ یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں نماز مغرب پڑھنے کے بعد کھانا تناول فرمایا تو اقامت دوبارہ کہی گئی اور اذان نہیں کہی گئی۔ ہدایہ۔

۴۔ مغرب اور عشا کی نماز جمع کر کے پڑھنی مزدلفہ میں لازمی ہے۔ (دیکھو حدیث فقرہ ۸۱ میں)

تشریح۔ صاحب حیات القلوب نے ملا علی قاری سے نقل کیا ہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ کے سوا کسی اور جگہ پڑھنی حرام ہے کیونکہ ان کا مزدلفہ میں جمع کرنا واجب ہے۔ لیکن بعض علماء حرام کی ہوئی مکروہ کہتے ہیں وہ اس وجہ سے اس کو دوبارہ مزدلفہ بھیجکر پھر پڑھ سکتا ہے۔

ا۔ اگر کسی نے عرفات میں غروب آفتاب کے بعد روانگی سے پہلے مغرب کی نماز پڑھ لی یا مزدلفہ کے راستہ میں پڑھ لی تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن امام اعظم و امام محمد کے نزدیک جائز نہیں۔ اور اس کو دوبارہ مزدلفہ میں پڑھے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ۔

دلائل۔ امام ابو یوسف کے خیال میں اس شخص نے نماز وقت پر پڑھ لی لہذا اس کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔ لیکن اسنے سنون طریق کو ترک کیا۔ لہذا گنہگار ہوگا۔ امام اعظم کی یہ دلیل کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں سامنے سے فرمایا الصلوٰۃ امامک۔ یعنی نماز کا موقع آگے ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ نماز مزدلفہ میں آگے چلکر پڑھی جائیگی۔ جب یہ بات ہے تو اس شخص پاس نماز کا اعادہ صبح صادق سے پہلے پہلے واجب ہے۔ تاکہ وہ جمع بین الصلوتین کی فضیلت حاصل کرے۔ ہاں اگر صبح صادق نکل آئے تو اس مغرب کی نماز کا اعادہ بھی ساقط ہوگیا۔ کیونکہ اگر قضا پڑھے کہ جمع بین الصلوتین کی فضیلت حاصل کرے تو وہ تو ممکن نہیں کہ اس کا وقت تو گذر گیا۔ اور قضا بطور قضا کے پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اصلی نماز پڑھ چکا ہے۔ ہدایہ وحاشیہ شرح وقایہ

[1] امام مجدی نے جو یہ ذکر کیا ہے یہ کسی اور کتاب میں نہیں ملا۔

ب۔ اگر کسی نے مزدلفہ پہنچنے سے پہلے مغرب اور عشا راستہ میں پڑھ لی۔ کیونکہ اسکو راستہ میں اتنی دیر ہوگئی کہ مزدلفہ پہنچنے تک صبح ہو جائیگی۔ گو جائز ہے۔ درمختار۔

ج۔ اگر کوئی شخص مزدلفہ عشا سے پہلے پہنچ جائے تو چاہئے کہ نماز مغرب نہ پڑھے جبتک عشا کا وقت نہ آئے۔ درمختار۔

د۔ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز مزدلفہ میں مغرب سے پہلے پڑھ لے تو چاہئے کہ مغرب پڑھے اور اسکے بعد پھر عشا پڑھے۔ درمختار۔

۸۷۔ مزدلفہ میں شب باشی

۱۔ نماز مغرب و عشاء سے فارغ ہو کر رات کو مزدلفہ میں رہے اور تمام رات جاگتا رہے اور نماز اور تلاوت قرآن اور دعا میں مصروف رہے کیونکہ یہ شب لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ درمختار و فتاوی عالمگیری

ا۔ قسطلانی نے لکھا ہے کہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ رمضان کے عشرہ آخر سے افضل ہے۔

ب۔ چاہئے کہ یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ فِیْ ھٰذَا الْمَکَانِ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ وَاَنْ تَصْرِفَ عَنِّیْ الشُّوْءَ کُلَّہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ غَیْرُکَ وَلَا یَجُوْدُ بِہٖ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ میرا ل کرتا ہوں میں تجھ سے اس بات کا کہ نصیب کر مجھکو اس جگہ جو مجموعہ ہے کل نیکیوں کا اور دور کر مجھ سے کل برائیاں تحقیق نہیں کر سکتا ہے ایسا کوئی تو اچھے اور نہ احسان کر سکتا ہے کوئی احسان کرنے والا مگر تو ہی۔

۲۔ مزدلفہ میں عید کی شب کو صبح تک رہنا سنت ہے۔

۸۸۔ وقوف مزدلفہ کا وقت

۱۔ وقوف کا وقت عید کے روز فجر کے طلوع ہونے سے خوب روشنی ہو جانے تک ہے۔ اور جب سورج طلوع ہو گیا تو اسکا وقت جاتا رہا۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ اس وقت (یعنی وقت مقررہ) سے پہلے یا بعد وقوف جائز نہیں۔ فتاوی عالمگیری

ب۔ وقوف مزدلفہ بھی اُن ہی شرائط کے ساتھ صحیح ہے جن شرائط کے ساتھ وقوف عرفات ہے۔ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۲ سیلہ ۹)

ج۔ امتداد وقوف آغاز صبح سے خوب روشنی ہونے تک سورج نکلنے سے قبل تک سنت ہے۔

د۔ اگر رات کو مزدلفہ میں قیام کیا اور فجر ہی وہاں سے گذرتا ہوا چلا گیا۔ تب بھی وقوف صحیح ہے۔ لیکن ترک سنت کیا۔ عالمگیری۔

۲۔ وقوف مزدلفہ ترک ہو جانیکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۸۷

۸۹۔ نماز فجر و وقوف مزدلفہ

۱۔ صبح صادق طلوع ہوتے ہی امام کو چاہئے کہ نماز فجر مزدلفہ میں جماعت سے پڑھے۔ ہدایہ

ا۔ روایت کی ابن مسعود نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز صبح کی نماز معمولی وقت سے پہلے پڑھی۔ روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے۔

ب۔ حدیث جابر میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی آپ کو صبح تو نماز صبح کی اذان اور اقامت پڑھی پھر سوار ہوئے اونٹنی پر اور آئے مشعر الحرام میں اور رہنہ کیا طرف قبلہ کے اور دعا مانگی اللہ اکبر و تہلیل کہی۔ اور توحید بیان کی اللہ تعالیٰ کی

اور آپ وقوف کرتے رہے یہانتک کہ خوب روشنی ہوگئی ۔ دیکھو حدیث ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ فقرہ ۔ ۷۹

ج ۔ (آج نماز فجر اندھیرے سے پڑھنے کی ایک وجہ تو اوپر بیان ہوئی) ایک وجہ یہ ہے کہ چونکہ وقوف مزدلفہ کے واسطے وقت نکالنا ہے اس واسطے اس قدر پہلے یہ نماز جائز رکھی گئی ہے ۔ جیسا کہ وقت سے پہلے عصر پڑھ لینی عرفات میں جائز رکھی گئی ہے آگے

د ۔ اگر نماز فجر جماعت کے ساتھ نہ پڑھ سکے تو مضائقہ نہیں ۔

۲ امام کو چاہئے کہ بعد نماز فجر کے وقوف کرے اور لوگ اس کے ساتھ وقوف کریں ۔ اور دعا میں مشغول ہوں ۔ ہدایہ

ا ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں وقوف کیا ہے اور اپنی اُمت کے حق میں دعا کی ہے یہاں تک کہ دعا ایسے ظالم کے حق میں بھی قبول ہوئی جو خون ناحق کرے ۔ یہ بموجب روایت ابن عباسؓ کے ہے ۔ ہدایہ

ب ۔ لوگ امام کے پیچھے وقوف کریں ۔ یا جہاں چاہیں ۔

ج ۔ مشعر الحرام کے پاس اور قبلہ کھڑا ہونا چاہئے

۳ ۔ کل مزدلفہ موقف ہے سوائے وادی محسر کے لیکن افضل یہ ہے کہ لوگوں کا وقوف امام کے پیچھے اس پہاڑ پر ہو جسکو جبل قزح کہتے ہیں ۔ ہدایہ ۔ شرح طحاوی

ا ۔ وقوف کے واسطے جو جگہ مقرر ہے وہ پہاڑ مشعر الحرام کے پاس ہے جسکو جبل قزح بھی کہتے ہیں ۔ اب یہاں بڑا مکان بن گیا ہے ۔ زمانہ جاہلیت میں یہاں آگ جلا کرتی تھی ۔ دیکھو نقشہ فقرہ ۔ ۸۴ ۔

ب ۔ وادی محسر موقف نہیں ہے ۔ دیکھو حدیث فقرہ ۔ ۷۶

۴ ۔ موقف میں یہ دعا مانگنی بہتر ہے ۔ اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالرُّکْنِ وَالْمَقَامِ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنَّا التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

ا ۔ اس کے بعد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور لبیک اور درود پڑھے ۔ اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر خدا تعالےٰ سے اپنی حاجتوں کے واسطے دعا مانگے ۔ فتاویٰ عالمگیری ۔

ترجمہ ۔ اے اللہ بحق مشعر الحرام اور خانہ کعبہ احرام اور رکن و حجر اسود اور مقام ابراہیم کے روح محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا درود اور سلام پہونچا دے اور ہم کو داخل کر جنت میں اے بزرگی اور عظمت والے ۔

۹۰ ۔ وقوف مزدلفہ واجب ہے یا رکن حج

ا ۔ وقوف مزدلفہ علماء حنفیہ کے نزدیک واجب ہے حج کا رکن نہیں ہے لیکن علماء شافعی کے نزدیک رکن حج ہے ۔ ہدایہ ۔

ا ۔ اگر کوئی شخص وقوف مزدلفہ ترک کرے اور بلا عذر تو علماء حنفیہ کے نزدیک قربانی دینی ہوگی ۔ اگر کسی عذر سے ایسا کیا تو کچھ نہیں دینا ہوگا ۔ ہدایہ ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۸۷)

ب ۔ امام شافعیؒ کی کتابوں میں وقوف مزدلفہ کو سنت لکھا ہے ۔ مصنف

ج ۔ دلائل ۔ علماء شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ[1] جس سے وقوف کی فرضیت اور رکنیت ثابت ہوتی ہے ۔ لیکن علماء حنفیہ بروایت ابن عباس یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے ضعفا کو تاریکی شب میں وقوف کرنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ کیا تھا ۔ اور اگر وقوف مزدلفہ حج کا رکن ہوتا تو آپ ایسا کیوں کرتے ۔ اور آیت کا یہ جواب ہے ۔

[1] خدا تعالیٰ کا ذکر کرو مشعر الحرام کے پاس ۔ اور مشعر الحرام مزدلفہ کو کہتے ہیں ۔

آیت میں یہ آیا ہے کہ مشعر الحرام کے پاس خدا تعالیٰ کا ذکر کرو نہ کہ وادیٔ محسر کے پاس ہے۔ بالاجماع۔ لہٰذا وقوف کن نہ ہوا۔ ہدایہ۔

ج۔ وقوف مزدلفہ واجب ہونے کے واسطے علماء حنفیہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ وَقَفَ مَعَنَا هٰذَا الْمَوْقِفَ وَقَدْ كَانَ أَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ رواہ ابو داؤد۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث اکثر محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔ چونکہ اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حج کو وقوف مزدلفہ پر معلق کر دیا۔ لہٰذا یہ تعلیق اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وقوف مزدلفہ واجب ہے۔ ہدایہ۔

۹۱۔ مزدلفہ سے روانگی

۱۔ روانگی کے وقت مزدلفہ سے کنکریاں (جمرۂ عقبہ پر مارنے کے واسطے ساتھ) لے لے۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۔ جمروں پر برابر کئی روز تک کنکریاں مارنے کے واسطے ستر کنکریاں رہتھ لے۔

۲۔ امام کو چاہئے کہ مزدلفہ سے صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے مع حاجیوں کے منا کی طرف کوچ کرے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ ہدایہ

۱۔ مختصر قدوری میں لکھا ہے۔ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى يَأْتُوا مِنًى (جبکہ آفتاب نکلے کوچ کرے امام اور لوگ اس کے ساتھ یہاں تک کہ منا پہنچیں) صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہونا درست ہے۔ ہدایہ۔

نتیجہ۔ سورج نکلنے سے پہلے یہ معلوم ہے کہ سورج نکلنے میں اتنی دیر ہو کہ دو رکعت نماز پڑھ سکے۔ محیط

ب۔ اگر امام سورج نکلنے کے بعد روانہ ہوا یا لوگوں کی فجر کی نماز پڑھنے سے پہلے چلدیا تو بُرا کیا۔ مگر اس پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔ عالمگیری

۱۰۔ ذی الحجہ

موقع **۱۴** **آج علی الصباح مزدلفہ سے منا آویں** **۱۴** موقع

مزدلفہ سے علی الصباح عید کے روز سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہو کر منا آئے۔ اور جمرہ اولیٰ و وسطیٰ سے گذر کر جمرہ عقبیٰ پر پہنچے اور یہاں بطن وادی میں اس طرح کھڑا ہو کہ منا دائیں ہاتھ کو ہے اور مکہ شریف بائیں کو پھر جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں اور ہر کنکر پر تکبیر پڑھ کر پھینکے اور تلبیہ پہلے کنکر پھینکنے پر موقوف کرے حدیٰ سے فارغ ہونے پر اپنے قیام گاہ پر آئے اور ہدی ذبح کرے۔ اسکے بعد سر منڈوائے یا بال کروائے۔ اور احرام کھولدے۔ اب جبتک طواف زیارت نہ کرے تو امام اعظم کے نزدیک جماع سے پرہیز کرے لیکن امام مالک کے نزدیک خوشبو کے استعمال سے بھی پرہیز کرے۔

۹۲۔ منا پہنچنا۔

(وقوف مزدلفہ کے بعد سیدھا منا آنا چاہئے)

۱۔ جب عید کے روز صبح منا پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى مِمَّا أَتَيْتَهَا وَأَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى أَوْلِيَائِكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِيْبَةِ فِي دِيْنِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَلَّغَنِيْ سَالِمًا مُعَافًى۔ اے اللہ آج میں منا کے مقام پر آیا ہوں۔ اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کی اولاد ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ میری خواہش پوری کر جیسا کہ تو نے اولیاء کی خواہش پوری کی ہے۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے اپنے دین میں محرومیت اور مصیبت سے۔ اے بڑے رحم کرنے والے۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے سالم اور عافیت کے ساتھ پہنچا

لہ جسنے ہمارے ساتھ وقوف میں وقوف کیا اور پہلے وہ عرفات میں وقوف کر آیا خواہ رات کا حج پورا ہو۔

۹۳۔ نقشہ منا و جمرات

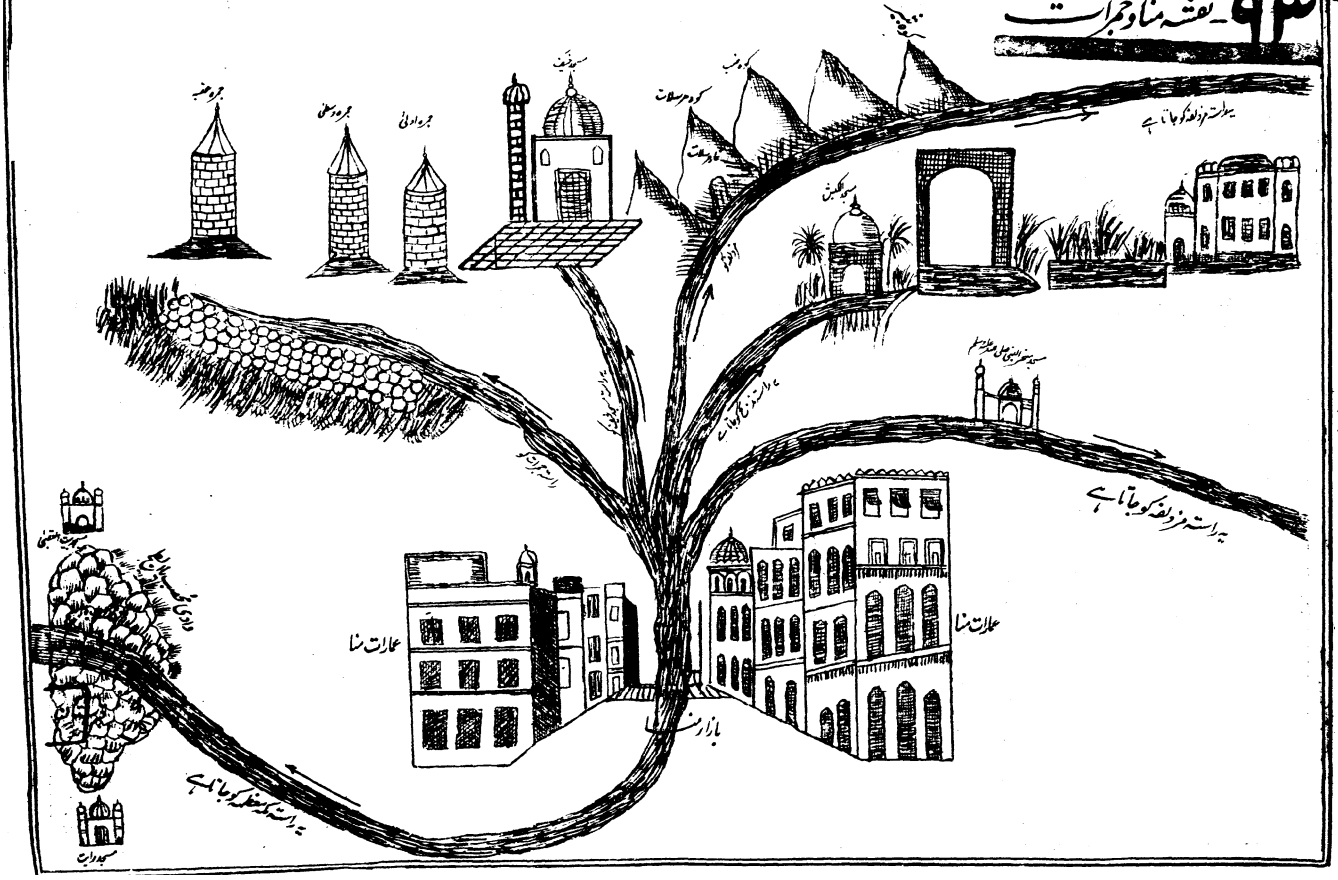

۹۴ ۔ آج منا میں کون کونسے مناسک ادا کرنے ہونگے

۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مناسک حج میں سے آج پہلے رمی جمرہ عقبہ (جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے) اسکے بعد ذبح (قربانی کرنی) اسکے بعد حلق یا قصر (سر منڈوانا یا بال کتروانے) ہدایہ

تشریح ۔ حج کے یہ افعال یعنی رمی جمرہ عقبہ اور قربانی اور سر منڈوانا اس ترتیب سے اس وجہ سے رکھے گئے ہیں ۔ کہ قربانی ذبح کرنے اور سر منڈوانے دونوں فعلوں سے محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے کیونکہ ذبح سے محرم محصر قربانی ذبح کرنے اور سر مونڈوانے سے محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے مگر ذبح کرنے سے صرف ایک ہی قسم کا محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے یعنی محرم محصر۔ (محصر احرام کس طرح کھولے دیکھو فقرہ ۱۵۱) اور سر منڈوانے سے ہر قسم کا محرم احرام سے باہر ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ سر منڈوانا ہر قسم کے محرم کو منع ہے ۔ اسی وجہ سے سر منڈوانا سب کے بعد رکھا گیا ۔ ہدایہ

۹۵ ۔ رمی جمرہ عقبہ (آج صرف جمرہ عقبہ پر کنکر مارے جائیں گے)

۱۔ جمرہ عقبہ کی رمی کرنیکے واسطے جمرہ کی طرف زوال سے پہلے آوے ۔ اور آج صرف اسی جمرہ کی رمی ہوگی ۔ عالمگیری ۔ (دیکھو وقت رمی جمرہ عقبہ فقرہ ۹۷)

۲۔ صرف حج کرنیوالا ۔ اور تمتع کرنیوالا ۔ اور قران کرنیوالا سب ایک ہی طرح رمی کرینگے ۔ بحرالرائق

۳۔ رمی کرنیوالا بطن وادی میں کھڑا ہو کہ وہ ایک نشیب جگہ ہے اور وہاں سے اوپر کی طرف کنکریوں کو جمرہ عقبہ پر مارے ۔ ہدایہ

ا۔ اگر اونچی جگہ پر بھی کھڑا ہو اور وہاں سے رمی کرے تب بھی جائز ہے ۔ کیونکہ جمرہ عقبہ کا گڑھا اگرچہ ایسی ہے جہاں سے رمی کا فعل پورا ہو سکتا ہے ۔ لیکن افضل یہی ہے کہ بطن وادی سے پھینکے ۔ ہدایہ

۴۔ سات کنکریاں جمرہ پر مارے اور ہر کنکری دائیں ہاتھ میں انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر پھینکے ۔ ہدایہ و عالمگیری

ا۔ اگر سات سے زیادہ کنکریاں مارے تو کچھ حرج نہیں ۔ محیط سرخسی

ب ۔ کنکر کے پکڑنے کے کئی طریق ہیں مگر آسان طریق یہی ہے جو ہمنے لکھا ہے ۔ اور اور جس طرح پھینکے جائز ہے ۔ مصنف ۔

۵۔ رمی کے کنکر جنس زمین سے ہونے چاہئیں ۔ نزد علماء حنفیہ ۔ ہدایہ ۔ شرح وقایہ

دلیل ۔ مقصد اصلی رمی کرنا ہے جو پتھر یا مٹی کے ڈلے سے حاصل ہو سکتا ہے ۔ اگر سونے چاندی سے رمی کیجائے ۔ تو وہ رمی نہ ہوئی ۔ بلکہ شاکر ناشکرا ہوگا مثلاً اگر کوئی سونے یا چاندی کے سکے وغیرہ مارے ۔ تو وہ رمی نہیں ہے ہدایہ ۔

ا۔ امام شافعی کے نزدیک رمی سوائے پتھر کے ڈلوں کے کسی چیز سے درست نہیں ۔ یعنی شرح کنز

۶۔ ہر کنکر پھینکتے ہوئے تکبیر کہے اس طرح بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ اور یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا عالمگیری

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ دعا بھی پڑھے ۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی ۔ وَقِنِیْ بِالتُّقٰوی ۔ وَاجْعَلِ الْاٰخِرَۃَ خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی ۔ اے اللہ واسطے تیرے حمد اور شکر ہے ۔ اے اللہ ہدایت کر مجکو سیدھے راستہ کی اور پرہیزگاری پر مجکو کر بچا مجکو فقر سے کمی دنیا سے بہتر ۔

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطن وادی سے اور آپ سوار تھے وہ تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے ۔ رواہ ابوداؤد

ب ۔ اگر کنکر پھینکتے ہوئے سبحان اللہ کہے جیسا کہ ابن مسعود سے روایت ہے ۔ تب بھی جائز ہے ۔ کیونکہ تسبیح کرنا بھی ذکر الٰہی حاصل ہوتا ہے جو رمی کے آداب میں سے ہے

لہ بعض کتابوں میں ۔ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ کے آگے وہ زیادہ بھی لکھا ہے اللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ شِفَاءً ضَرْبَۃً فَاَھْوِیْ وَکَبَّرْ ۔ لکنری اٹھا یا ہو میں اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے اور بڑا ہے اللہ اور میرے لکنری اٹھانا یہ شیطان کو خاک آلودہ کرنے کیلئے ہے اے اللہ کر اس کنکر کو شفا

اے اللہ کر میرے حج کو مقبول ۔ اور میری کوشش کو مشکور اور میرے گناہوں کو معاف کیا گیا ۔

۷۔ جو کنکر پھینکا جائے وہ کم از کم پھینکنے والے سے پانچ گز پر جانا چاہیئے۔ اور اس سے کم فاصلہ پر گرنا رمی میں شمار نہ ہوگا۔ ہدایہ

ا۔ یہ اندازہ بروایت حسن ہے جو انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے وجہ یہ ہے کہ پانچ گز سے کم فاصلہ پر کوئی چیز پھینکنا رمی نہیں ہے بلکہ طرح ہے۔ ہاں اگر طرح کرے تب بھی معنوں کے لحاظ سے رمی کہلا سکتی ہے لیکن ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔ کیونکہ سنت کے خلاف ہے۔ ہدایہ۔

ب۔ اگر جمرہ کے قریب جا کر اسپر کنکری رکھدی تو جائز نہیں۔ ہاں اگر وہاں جا کر ڈالدے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن برا ہے کیونکہ سنت کے خلاف ہے۔ عالمگیری۔ کفایہ۔ عرض یہ ہے کہ جس طرح چاہو پھینکے لیکن ڈالدینی جائز نہیں۔ اور طرح مکروہ ہے۔ م

ج۔ دُرمختار اور کفایہ اور فتاویٰ عالمگیری کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بطن وادی (جہاں سے کنکر پھینکا جاتا ہے) اور جمرہ عقبہ کے درمیان تقریباً ۸ گز کا فاصلہ ہے۔ چنانچہ اگر کنکر پھینکنے والے سے ۵ گز کے فاصلہ پر کنکر گرے تو جمرہ ۳ گز رہ جاتا ہے۔ تو یہ جائز ہے۔ اور اگر ۵ گز سے زیادہ فاصلہ پر گرے تب ضرور ی جائز ہوا کیونکہ جمرہ کا فاصلہ اور بھی کم رہ جائیگا۔ مگر وہ صورتیکہ پھینکنے والے سے کنکر چار گز کے فاصلہ سے گرے تو جمرہ اور کنکر کے درمیان فاصلہ بڑھ جاتا ہے یعنی ۴ گز ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تین گز سے زیادہ فاصلہ ہو جانے سے ناجائز ہوا کیونکہ یہ ضرور ہے کہ کنکر جمرہ سے تین گز یا کم فاصلہ پر گرے۔ اور کنکر پھینکنے والے اور پھینکے ہوئے کنکر کے درمیان کم سے کم ۵ گز کا فاصلہ ہو۔ مصنف

۸ چھوٹی کنکری سے رمی کیجائے جیسے ٹھیکری کے ٹکڑے۔ عالمگیری۔ کفایہ

دلیل۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ يَعْنِي كُمْ بِصَغِيرًا (یعنی چھوٹی کنکری پھینکو کسی کو تکلیف نہ ہو)

ا۔ بہتر ہو کہ باقلہ کے دانہ کے برابر ہوں لیکن اگر اس سے بڑا یا چھوٹا پھینکا جائے تو جائز ہے۔ شرح مختار۔

دھلی ہوئی کنکریاں ہونی چاہئیے۔ نجس نہ ہوں۔ اگر نجس ہوں تو اُن سے رمی کرنا مکروہ ہے۔ فتح القدیر۔

ب۔ اگر بڑے سنگریزہ سے جو خذف سے زیادہ ہے رمی کرے تو جائز ہے کیونکہ مقصد رمی ہے اور وہ حاصل ہو جاتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

ج۔ ایک پتھر کے سات ٹکڑے کر کے کنکریاں بنانی مکروہ ہے۔ عالمگیری۔ درمختار۔

د۔ چھوٹی کنکری اسواسطے بھی پھینکی جاتی ہے۔ کہ اس سے شیطان کی ذلت خیال کیجاتی ہے۔ حاشیہ شرح وقایہ۔

تشریح۔ مطلب یہ ہے کہ ایک پتھر کو توڑ کر متعدد ٹکڑے نہ کرے۔

۹۔ اگر کنکری جمرہ کے قریب گرے اور جمرہ پر نہ لگے تو کافی ہے۔ اگر جمرہ سے دور گرے تو جائز نہیں۔ ہدایہ۔ عالمگیری

ا۔ اگر کوئی کنکری کسی آدمی کی پیٹھ پر لگ کر رہ گئی یا اونٹ کے کجاوہ پر جا پڑی اور اس میں رہ گئی تو دوبارہ پھینکے۔ ہاں اگر اس شخص کی پیٹھ پر سے یا کجاوہ پر سے گر گئی تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ چاہے سال بھر میں بھی گر جائے۔ فتاویٰ ظہیریہ۔

۱۰۔ ساتوں کنکریوں کو اگر ایک ہی دفعہ پھینکے تو ایک پھینک شمار ہوگی اور لازم ہے کہ چھ کنکریاں اور پھینکے۔ ہدایہ و عالمگیری۔

دلائل۔ نفس سے ظاہر ہے کہ سات کنکریاں، مرتبہ مارے۔ ہدایہ

۱۱۔ پہلی کنکری پھینکنے پر تلبیہ موقوف کرے۔ ہدایہ۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ (دیکھو فقرہ ۷۰ مسئلہ ۶)

ا۔ حدیث جابر میں ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ اَوَّلِ حَصَاةٍ رَمٰى بِهَا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم موقوف کرتے تھے تلبیہ اول مرتبہ کنکری پھینکتے وقت جب کہ جمرہ عقبہ پر کنکر پھینکتے ہے۔ ہدایہ

ب۔ متمتع اور قارن بھی اسی وقت تلبیہ موقوف کریں گے۔

۱۲۔ رمی جمرہ عقبہ اگر سواری پر کرے۔ تو جائز ہے۔ کیونکہ فعل رمی ایسی حالت میں بھی ہو جاتا ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۱۲)

ل ۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس رمی کے بعد دوسری رمی ہے تو اسکو پیدل کرنا چاہیئے ۔ اور جس رمی کے بعد دوسری رمی نہیں ہے اسکو سواری پر کرے ۔ کیونکہ جس رمی کے بعد وقوف واجب ہے اسکو پیدل کرنا اچھا ہے تاکہ تضرع ٹھیک طریق پر ہو جائے ۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۱۲ مسئلہ ۳)

۱۲ ۔ رمی جمرہ عقبہ خود کرنی چاہیئے نہ کسی نائب کے ذریعہ ۔ ہاں حالت عذر میں مضائقہ نہیں ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۴۲)

۱۳ ۔ رمی کے واسطے کنکر مزدلفہ سے یا راستہ سے لے یا جہاں سے جی چاہے لے ۔ مگر جمرہ کے پاس سے نہ لے مکروہ ہے ۔ ہدایہ ۔ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۔ ۹۱)

(۱) اگر جمرہ عقبہ کے پاس سے لینے کا اتفاق پڑ جائے ۔ تو غیر مضائقہ نہیں ۔ ہدایہ (۲) جمرہ کے قریب جو کنکریاں پڑی ہوئی ہوتی ہیں ۔ وہ مردود ملائکہ ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے ۔ از ہدایہ و حاشیہ شرح وقایہ (۳) حضرت ابن عباس سے حضرت سعید بن جبیر نے دریافت کیا کہ لوگ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے آجتک جمرات پر کنکر پھینکتے آئے ہیں ۔ جانیے بتا ۔ کہ کنکریوں کا ایک پہاڑ بن جاتا تو آپنے فرمایا کہ حج کا حج قبول ہو جاتا ہے ۔ اسکی کنکریاں اٹھتی جاتی ہیں یعنی فرشتہ اٹھا کر لیجاتے ہیں اور جس حج کا قبول نہیں ہوتا ۔ اسکی پڑی رہتی ہیں تو سبز حضرت سعید نے کنکریوں پر نشان لگا کر پھینکا ۔ اور پھر اُن کو غور سے ڈھونڈا ۔ مگر ایک بھی نہ ملی ۔ حاشیہ شرح وقایہ ۔ وکفایہ

(۴) مسجد میں سے کنکر لینے اور نیز کسی نجس جگہ سے لینے مکروہ ہیں ۔

۔ رمی کے بعد جمرہ عقبہ کے پاس ٹھیرا نہ رہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام نہیں فرمایا تھا ۔ ہدایہ

۹۶ ۔ رمی جمرہ عقبہ واجب ہے

۱ ۔ رمی جمرہ عقبہ عید کے روز کرنی واجب ہے ۔ اس کو دوسرے روز پر ملتوی کرنے سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی لازم ہوگی ۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے ۔ وَاِنْ اَخَّرَ الْعَقَبَةَ رَمَاهَا يَوْمَ النَّحْرِ لَمْ يَرْمِ اِلَّا بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَعَلَيْهِ دَمٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لِتَاَخِيْرِهٖ عَنْ وَقْتِهٖ كَمَا هُوَ مُدَّ حَبَهٗ ۔

۹۷ ۔ رمی جمرہ عقبہ کا وقت

۱ رمی جمرہ عقبہ کا وقت عید کے روز صبح صادق سے دوسری صبح تک ہے ۔ (نزد امام اعظمؒ) ۔ نزد فقار امام شافعی کے نزدیک رمی جمرہ عقبہ کا وقت نصف شب کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے ۔ ہدایہ

دلائل ۔ (حنفی) حدیث میں آیا ہے کہ تَرْمُوْا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ (جمرہ عقبہ کی رمی ست کرو ۔ مگر صبح صادق ہونے پر) دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ لَا تَرْمُوْا الْجَمْرَةَ الْعَقَبَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ رواہ ابو داؤد ۔ اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے گویا پہلی حدیث سے ثابت ہوا ۔ کہ اول وقت رمی کا صبح صادق ہے ۔ اور افضل وقت سورج نکلنے کے بعد ۔ (شافعی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو اجازت دی تھی ۔ کہ رات کے وقت رمی کر لو ۔

(جواب) اس حدیث کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ گیارہویں اور بارہویں شب کے متعلق ہے ۔ کیونکہ شب عید الضحیٰ تو وقوف عرفات کا وقت ہے اور رمی وقوف کے بعد ہوتی ہے پس ضرور ہوا ۔ کہ یہ دوسری شب کے متعلق ہو ۔ ہدایہ

(ب) امام بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رسول خدا نے چاشت کے وقت رمی کی)

۲ ۔ رمی جمرہ عقبہ کا وقت مسنون دسویں تاریخ طلوع آفتاب سے زوال تک ہے ۔ اور وقت جواز زوال آفتاب

۹۸

سے غروب آفتاب تک اور وقت مکروہ غروب آفتاب سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے۔ اسکے بعد وقت قضا کا تیرہویں کی غروب آفتاب تک ہے مگر اسکے ساتھ جزا کی قربانی دینی ہوگی۔ ہدایہ۔ درمختار

۱ اگر تیرہویں کے بعد بھی رمی نہ کی تو صرف قربانی دینی ہوگی۔ رمی اب پھر نہیں کرنی ہوگی جب۔ فتاوی عالمگیری نے بحوالہ محیط سرخسی یہ بھی لکھا ہے کہ جمرہ عقبہ کے مکروہ وقت عید کے روز فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے طلوع ہونے تک ہی ہے۔ اور اس کی پہلی رمی کرنی بالاتفاق صحیح نہیں۔

۹۸۔ رمی کے بعد قربانی کرے کہ قارن اور متمتع پر واجب ہے۔ (ہدی یعنی قربانی کے جانور دیکھو فقرہ ۱۵۶ سے ۱۶۵)

۱۔ صرف حج کرنیوالے کو اختیار ہے کہ قربانی کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ قربانی کرنا اسکے حق میں نفل ہے۔ ہدایہ

۲۔ قارن اور متمتع پر ایک بکری یا گائے یا اونٹ قربانی کرنا واجب ہے اور یہ قربانی بطور شکریہ کے ہوتی ہے اور اسکو دم قران یا دم تمتع کہتے ہیں۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

(ب) قربانی اسی صورت میں قارن کے ذمہ نہیں رہتی جبکہ ایسا اتفاق ہو کہ وہ بغیر مکہ میں داخل ہوئے باہر باہر جاکر وقوف عرفات میں شامل ہو جائے۔ چونکہ عمرہ اس سے ترک ہوا اس واسطے جزا میں ایک قربانی لازم ہوگی۔ ہدایہ۔ (دیکھو فقرہ ۷۰۔ مسئلہ ۶)

دلیل ۱ متمتع یہ خدا نے جو یہ مہربانی کی کہ اس نے عمرہ اور حج دونوں جمع کئے۔ تو اس شکریہ میں اسپر قربانی واجب ہے۔ فتاوی قاضیخان

دلیل ۲ قرآن شریف میں آیا ہے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ اور چونکہ یہ ہدی متمتع پر واجب ہے لہٰذا قارن پر بھی واجب ہے کیونکہ قران تمتع کی طرح ہے۔ ہدایہ بشرح وقایہ

۳۔ صرف حج کرنیوالا اور متمتع اور قارن وہ قربانی کریں جو اپنے ممنوعات احرام کے ارتکاب کی وجہ سے واجب ہوئی ہیں

۴۔ جبتک قربانی نہ کرلے سر نہ منڈوائے۔ عالمگیری

۵۔ قربانی کس طرح کرے اور کس جانور کی کرے۔ (دیکھو فقرہ ۱۵۶ سے ۱۶۵ تک)

۹۹۔ قارن اور متمتع کو اگر قربانی میسر نہ ہو تو کیا کرے۔

۱۔ قارن اور متمتع کو اگر قربانی میسر نہ ہو تو اسکے بدلہ دس روزہ رکھے۔ تین روزہ ایام حج میں اور سات روزے حج سے واپسی پر جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۔ (پس جسکو میسر نہ ہو (قربانی کا جانور) تو وہ تین دن کے روزہ رکھے ایام حج میں اور سات روزہ حج سے واپسی پر۔ یہ سب ملکر پورے دس ہو گئے)

تشریح۔ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ۔ کا یہ مطلب ہے کہ تین روزے احرام باندھنے کے بعد (نہ احرام باندھنے سے پہلے جب چاہے رکھے مگر بہتر یہ ہے کہ ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں کو رکھے تاکہ آخر روزہ عرفہ کے دن ہو کیونکہ یہ روزے قربانی کے بدلہ ہیں۔ اور انتظار آخر روز تک کرنا چاہیئے (اور آخر روز تو روز عرفہ ہی ہے۔ کیونکہ دوسرے روز تو قربانی کی ہی جائیگی) ہاں اگر قربانی ہاتھ لگ جائے تو بہتر ہے اگر عرفہ بھی گذر گیا اور روزے نہ رکھے تو ایک جزا کی قربانی دینی ہوگی۔ کیونکہ ان روزوں کی قضا نہیں دی جاسکتی۔ (نزد امام اعظم) اور فتاوی ظہریہ میں لکھا ہے کہ۔ تین روزے رکھے اور یہ تینوں عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد سے عرفہ کے دن تک رکھ سکتا ہے اس سے پہلے اور عرفہ کے بعد جائز نہیں۔ اور افضل یہ ہے کہ ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں تاریخ روزے رکھے۔ تاکہ آخر روزہ عرفہ کے روز ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ تین روزے رکھنے تو چاہئیں عرفہ ہی تک لیکن اگر عرفہ گذر جانے پر ایام تشریق کے کسی قضا دی جاسکتی ہے کیونکہ انکی ادائگی ایک خاص وقت پر موقوف ہے۔ مگر جب وہ وقت گذر جائے تو پھر انکی قضا دی جائے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ

علیہ کہتے ہین کہ اگر عرفے تک تین روزے نہ رکھے پھر ایام تشریق مین رکھ سکتے ہین۔ کیونکہ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ کے یہ معنی ہین کہ ایام حج مین یہ روزہ رکھے اور ایام حج مین ایام تشریق بھی شامل ہین لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دلیل ہے کہ ایام تشریق مین روزہ رکھنے کی خاص ممانعت آئی ہے۔ لہذا قرآن شریف کی اس آیت کا مطلب سوائے ایام تشریق کے ہونا چاہیئے۔ اور ایام تشریق کے بعد باقی تضا اس وجہ سے نہین ہوسکتی۔ کہ یہ روزے قربانی کے بدلہ شرع نے مقرر کئے ہین اور حکم دیا ہے کہ روزے ایام حج مین رکھے جائین تو گویا اصل چیز قربانی ہے اور اسکا بدل روزہ ہے۔ تو جب اصل کا بھی وقت گذر گیا اور بدل کا بھی تو جزا کی قربانی دوہ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس صورت مین ایک قربانی دینے کا حکم کیا ہے۔ پس اگر قارن کو عید کے بھی ہدی نہ ملسکے۔ تو اسکو چاہیئے کہ احرام کھول دے۔

اور اس پر دو قربانیان لازم ہونگی۔ ایک تو اصلی قران کی دوسری ذبح سے پہلے احرام کھولنے کی۔ ہدایہ

ا۔ اگر فوت ہوجائین یہ تین روزے تو انکی جگہ قربانی دے۔ مشرح وقایہ۔

سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ کے مختلف معنی لئے گئے ہین۔ یعنی باقیماندہ ۷ روزے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج سے واپس مکہ شریف آنے پر اور بعد ایام تشریق کے اگر رکھے تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ رَجَعْتُمْ کے معنی لیتے ہین کہ جبکہ تم حج سے فارغ ہوکر واپس (چاہے مکہ اور چاہے اور جگہ) آجاؤ۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر حج ختم کرکے مکہ واپس آجاؤ تب یہ روزہ نہین رکھ سکتے جبتک کہ گھر واپس نہ چلے آؤ کیونکہ یہ رَجَعْتُمْ کے معنی یہ لیتے ہین کہ جب تم گھر چلے جاؤ۔ ہان اگر کوئی مکہ مین اقامت کرے یا اقامت کی نیت رکھتا ہو تو مکہ ہی مین یہ روزہ رکھ سکتا ہے جائز ہے۔ کیونکہ اسکا واپس گھر جانا مکہ ہی جانا ہوا۔

ب۔ اگر کسی کو تین روزہ رکھنے کے بعد ایام نحر مین (ان کے گذرنے سے پہلے) قربانی کرنے کی مقدرت ہے تو قربانی اس پر لازم ہے اگر بعد ایام نحر کے مقدرت ہوئی تو قربانی لازم نہین۔ فتاوی عالمگیری۔

ج۔ ان روزون کی نیت رات سے کرے۔ جیسا کہ قضائے رمضان یا کفارہ کے روزون کی کیجاتی ہے۔ اور یہ روزے چاہے برابر رکھے اور چاہے کچھ دن کا فرق دے کر۔ فتاوی عالمگیری۔

د۔ جو قارن پہلے تین روزہ نہ رکھ سکے تو باقی سات بھی اسکے ذمہ سے ساقط ہونگے۔ اور اسکے بدلہ مین قربانی دینی لازم ہوگی۔ فتاوی عالمگیری

۱۰۰۔ قربانی کا وقت۔

ا۔ نفل کی ہدی (جیسے حج کی قربانی) کو عید الضحیٰ سے پہلے ذبح کرنا درست ہی (بموجب صحیح قول) لیکن عید الضحی کے روز ذبح کرنا افضل ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۶۳)

۲۔ تمتع اور قران کی ہدی کو ایام نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہین۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۶۶)

۱۰۱۔ قربانی کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے

ا۔ قربانی کے بعد سر منڈوانا بہتر ہی بال کتروانے سے اور حلق کل سر کا کرے جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ ہدایہ۔ شرح طحاوی۔

دلیل ۱ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ تو حاضرین مین کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وَالْمُقَصِّرِيْنَ۔ تو پھر آپنے اسیقدر فرمایا غرض تیسری دفعہ جب اس شخص نے دریافت کیا تو آپنے فرمایا اور مقصرین کو بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلق کا درجہ تقصیر سے زیادہ ہے۔ ہدایہ ۱۲ یعنی مشرح کنز۔

دلیل ۲۔ سر منڈوانے سے سر کی سب بالون کی جڑون پر بال بالکل صاف ہوجاتی ہے بمقابلہ بال کتروانے کے کہ اس سے اسقدر صفائی نہین ہوتی۔ گویا منڈوانا ایسا ہے جیسے غسل کیا۔ اور بال کتروانا ایسا ہے جیسے وضو کیا۔ ہدایہ

۳/۱۴

(ا) سر منڈوانے میں یہ سنون ہے کہ پہلے بائیں طرف سے منڈوایا جاوے ۔ فتح القدیر ۔
(ب) بموجب حدیث حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ رَأْسَہٗ وَاَتَرَکَ کُلَّہٗ پاؤ سر کے منڈوانے سے تمام سر کے بال کتروانے اچھے ۔
(ج) ڈاڑھی نہ کترے ۔ اگر کترے تو اسکی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی ۔ عالمگیری

۲ ۔ سر کے کترے ہوئے بال دفن کردے ۔ تو مستحب ہے ۔ اگر پھینکدے تو مضائقہ نہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری

(ا) سر کے دھوکے ہوئے بال سواری پر یا ہاتھ پر کی مگہ نہ ڈالے ۔ کہ مکروہ ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

۳ ۔ سر منڈوانے کے بعد اگر چاہے تو ناخن لے اور مونچھیں کترے ۔ جامع الرموز . . . . . .

(ا) ۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بال کتروانے یا سر منڈوانے کے وقت ناخن لے اور مونچھیں نہ کترے ۔ کیونکہ احرام اتارنے کے واسطے صرف بال کتروانے یا منڈوانے کا حکم ہے ۔ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی موقعہ پر بال اور ناخن نہ کتروائے ۔ کہ فسک میں خیر لسک نہ شامل ہو جائے اور اگر سر منڈوانے سے پہلے ناخن کترے ۔ تب تو کفارہ دینا ہوگا ۔ کیونکہ بغیر بال کترنے یا مونڈنے کے احرام سے باہر نہیں ہو سکتا ..... مصنف

۴ ۔ سر منڈوایا جائے ۔ یا بال کتروائے جائیں (چاہے حج کا احرام اتارنے کے واسطے اور چاہے عمرہ کا) حدود حرم میں کئے جائیں ۔ ہدایہ

(ا) محرم حج کیواسطے مناسب ہے سر منڈوانا اور محرم عمرہ کو کتروانا سنت ہے ۔
(ب) اگر حرم کے باہر سر منڈوائے ۔ تو دیکھو فقرہ ۔ ۱۹۰

۵ ۔ عمرہ کے متعلق بھی سر منڈوانا یا بال کتروانے ان ہی مسائل کے تابع ہیں ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۴۴-۴۵ ۔

۱۰۲ سر منڈوانا یا بال کتروانا واجب ہے اس سے احرام اتارا جاتا ہے ۔

۱ ۔ مفرد بالحج اور متمتع اور قارن سب آج سر منڈوائیں گے ۔ اور احرام اتاریں گے ۔ درمختار

(ا) ۔ سر منڈوانا قارن اور متمتع کا عید کے روز ہوگا ۔ جیسا کہ فقط حج کرنے والا کرتا ہے ۔ اور اسی سر منڈنے کے بعد قارن اور متمتع احرام سے باہر ہو جاویں گے ۔ نہ قربانی کی وجہ سے بالکل اسی طرح جسطرح مفرد بالحج ہوتا ہے ..... ہدایہ

۲ ۔ چوتھائی سر کا منڈوانا واجب ہے اور یہ اندازہ مسح سر پر کیا گیا ہے ۔ جو وضو میں ہوتا ہے ۔ ہدایہ درمختار

۳ ۔ بال کتروائے تو ایک انگل پور کے برابر کتروائے ۔ اسیقدر واجب ہے ۔ ہدایہ ۔ درمختار

۴ ۔ عورت کو صرف بال کتروانے چاہئیں ۔ اور انگلی کی ایک پور کے برابر ۔ اور سر منڈوانا اسکو جائز نہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری درمختار

(ا) انگلی کی ایک پور سے زیادہ احتیاط کرنے چاہئیں تاکہ بعض بال اگر کم بھی کترے جائیں ۔ تو کم کے موافق ہو جائیں ۔ غنیۃ السروجی

۵ ۔ منڈوانے یا بال کتروانے بغیر احرام کے باہر نہیں ہو سکتا ۔ اگر کسی عذر سے بال منڈوا نہیں سکتا ۔ تو کتروائے ۔ اگر کتروا نہیں سکتا تو بدلہ دے ۔ فتاویٰ عالمگیری

(ا) ۔ جس کے سر پر زخم ہو ۔ جسکی وجہ سے سر منڈوا نہیں سکتا ۔ اور کترنے کے لائق بال نہیں ۔ تو وہ بیوی احرام سے باہر ہو گیا ۔ کیونکہ وہ سر منڈانے اور بال کتروانے سے عاجز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ احرام سے باہر ہونے میں ایام قربانی میں آخر وقت تک تاخیر کرے اگر تاخیر کرے تب بھی اسکے ذمہ کوئی جزا نہ ہوگی ۔ فتاویٰ عالمگیری

(ب) ۔ اگر محرم اپنی جگہ چلا گیا ۔ جہاں نہ نائی ہے اور نہ کوئی سر مونڈنے والا ۔ تو یہ عذر معتبر نہیں ۔ اور سر مونڈنے یا بال کترنے کے بغیر احرام سے باہر نہیں ہو سکتا ۔

(ب) اگر زخم سے سر مونڈ لیا ۔ تب بھی جائز ہے ۔ . . . درمختار ۔ نورہ ایک مرکب ہے ۔ جو ہڑتال وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے جسکا لگانے سے بال جاتے رہتے ہیں ۔
(ج) اگر سر منڈواتے وقت سر پر بال ہوں ۔ مثلاً پہلے سر منڈوا چکا ہے یا کوئی اور سبب ہو ۔ تو چاہیئے کہ استرہ سر پر پھیرے ۔ کیونکہ اگر استرہ سر پر

بال ہوتے تو اس صورت میں ایک تو استرہ پھیرتا۔ اور دوسرے بال منڈتے۔ اب جب بال ہیں ہی نہیں تو جس چیز سے عاجز ہے وہ اسکو ذمہ نہیں ہے۔ اور جس چیز سے عاجز نہیں ہے۔ وہ اسکے ذمہ لازم ہے۔ پھر علۃ کا اختلاف اس امر میں ہے کہ استرہ پھیرنا واجب ہے یا مستحب۔ تو فیصلہ یہی ہے کہ واجب ہے ..... عالمگیری۔ کفایہ۔ یعنی شرح منیہ

۶۔ سر منڈوانے یا بال کتروانے کا امام اعظم کے نزدیک لیکن رمی جمرہ عقبہ سے بھی امام شافعی کے نزدیک محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے ..... ہدایہ

دلیل۔ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک حج سر منڈوانا اور رمی جمرہ عقبہ یوم سے باہر نہیں ہیں کیونکہ جیسے رمی جمرہ عقبہ کا ایک خاص وقت ہے سر منڈوانیکا بھی ایک خاص وقت ہے۔ گویا رمی جمرہ عقبہ بھی اسباب تحلیل سے ہے۔ امام اعظمؒ یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ اسباب تحلل سے وہ چیز ہو سکتی ہے جو کسی دوسرے وقت میں غنیمت ہو۔ جیسا کہ حلق سر اور طواف زیارت میں یہ بات ہیں۔ اس واسطے طواف زیارت اسباب تحلل سے نہیں ہو سکتی ..... ہدایہ

۱۰۳۔ سر منڈوانے کا وقت

۱۔ حلق یا قصر کا وقت عید کے روز صبح رمی جمرہ عقبہ کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور ایام نحر ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ ہدایہ

ا۔ سر منڈوانے کے واسطے دن مقرر ہیں (یعنی دسویں گیارہویں بارہویں ذی الحجہ) اور افضل ان دنوں میں پہلا دن ہے۔ غایۃ الاوطار

ب۔ اگر وقت سے پہلے سر منڈوایا تو احرام نہیں اتار سکتا۔

ج۔ سر منڈوانے کا افضل وقت روز عید ہے۔

۲۔ محرم عمرہ کے حلق یا قصر کا وقت صفا و مروہ کی سعی کے بعد ہے۔

ا۔ محرم عمرہ کے واسطے حلق کا وقت سچار چکر طواف عمرہ کے شروع ہو جاتا ہے۔

۱۰۴۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ چہارم) (۸۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

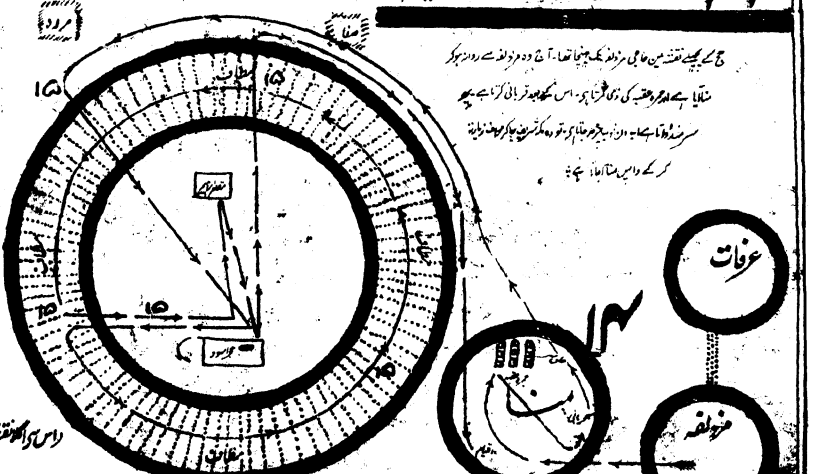
مروہ
صفا
مطاف
۱۵
۱۵
۱۵

۱۰۵ - سر منڈوانیکے بعد سب چیز کا استعمال جائز ہی سوائے بعض کے

۱- سر منڈوانیکے بعد صرف جماع جائز نہیں جبتک طواف زیارت نہ کیا جائے نزد امام اعظمؒ - لیکن امام مالکؒ کے نزدیک جب تک خوشبو کا استعمال بھی جائز نہیں۔ ہدایہ۔

۱- امام اعظم کے نزدیک ہر طریق کا جماع ناجائز ہے برخلاف امام شافعیؒ کیونکہ جماع کسی طریق پر بھی رفع شہوت ہے۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۱۰۵ بحوالہ صحیحین) سلم نے فرمایا ہے حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ تو کل شئی میں خوشبو بھی آگئی۔ اور امام مالکؒ کا قیاس اس میں دخل نہیں رکھ سکتا۔ ابو داؤد ج۔ عمرؓ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے إِذَا رَمَيْتُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مَا حَرُمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ۔ یعنی جب رمی کر چکے تم جمرہ کی تو حلال ہوئیں تمہارے واسطے وہ چیزیں۔ حرام ہوئیں نہیں لیکن عورتیں اور خوشبو۔ اس کی اسناد منقطع ہیں۔ نسائی اور ابن ماجہ میں ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ جب تم جمرہ کی رمی کر چکے تو حلال ہوئیں تمہارے لئے سب چیزیں مگر عورتیں۔ تو دریافت کیا ایک شخص نے کہ کیا خوشبو بھی حلال ہے تو فرمایا انہوں نے دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ترکرتے تھے سر کو اپنے مشک سے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے حدثنا وکیع عن هشام ابن عروہ عن عائشہ عند علیہ السلام اذا رمی احدکم جمرۃ العقبۃ فقد حل له کل شئی الا النساء۔ (یعنی جب رمی کر چکے تم میں سے کوئی جمرہ عقبیٰ کی رمی حصول ہوئیں۔ اس کے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں)۔ اس میں خوشبو کا ذکر نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ہاں قوی دلیل وہ ہے جو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ کہا انہوں نے کہ خوشبو لگائی میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے احرام کے وقت اور قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اس میں شک تھا۔

۲- اگر سر منڈوا کر عمرہ کا احرام کھولے تو یہ قاعدہ نہیں ہے کہ بعض چیز حلال ہوتی ہے اور بعض نہیں۔ بلکہ تمام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں۔

۲- اگر حلق یا قصر کے بعد جماع کرے (یعنی اگر طواف زیارت سے پہلے جماع کرے) دیکھو فقرہ ۱۰۷

۱۰- ذی الحجہ

موقتہ ۱۵ آج ہی سر منڈوانیکے بعد مکہ معظمہ جا کر طواف زیارت کرے اور واپس منا آجائے موقتہ ۱۵

جب سر منڈوا چکے تو چاہئے کہ مکہ آکر طواف زیارت کرے اور اس طواف کو آج کے روز ادا کرنا فضیلت رکھتا ہے کیونکہ سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ چاہئے کہ مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو اور طواف ادا کرے۔ مگر اس طواف میں رمل نہ کرے اور نہ اسکے بعد سعی کرے۔ اگر اول اور سعی پہلے طواف قدوم میں کر چکا ہے۔ اگر نہیں کیا تھا تو اب کرے۔ بعد طواف کے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے بعض کے نزدیک اس کے بعد زمزم کا پانی پیئے۔ اگر سعی نہیں کی تھی تو اب حجر اسود کے پاس جا کر بوسہ دے اور دروازہ صفا سے باہر نکل کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے سعی کے بعد خانہ ظہر مسجد حرام میں پڑھ کر منا آجائے۔ اور منا میں تین رات قیام کرے۔

۱۰۶ - طواف زیارت کو مکہ جانا اور واپس آنا

۱- حلق کے بعد طواف زیارت کے واسطے مکہ شریف جائے اور بعد نماز ظہر واپس آئے۔

حدیث۔ روایت ہے کہ حلق کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آپ نے رجوع کیا طرف مکہ کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا۔ پھر پھرے پر واپس

آئے سنایں اور نماز پڑھی ظہر کی سنایں۔ پھر وہیں جا بیٹھیں ہے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانہ کعبہ میں اور نماز میں پڑھیں ظہر کی مکہ میں۔ رواہ مسلم۔

تشریح۔ یہاں دو حدیثیں متفق ہیں۔ تو شیخ ابن الہمام نے کہا کہ جب متعارض ہوئیں دو حدیثیں اور نماز ظہر تو کہیں پڑھنی تھی تو مسجد حرام میں پڑھنی بہتر ہے کہ وہاں ثواب زیادہ ہے۔

۲۔ اگر کسی نے اپنا اسباب مکہ میں بھیجا یا اور خود اقامت کی منیٰ میں واسطے رمی کے مکروہ ہے۔ شرح وقایہ۔

دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے کہ من قدم ثقلہ قبل النفر فلا حج لہ (جو شخص بھیجے اسباب اپنے کو قبل کوچ کرنے کے تو اس کا حج ٹھیک نہیں) اور حضرت عمر نے فرمایا ہے کہ من قدم ثقلہ من منیٰ لیلۃ النفر فلا حج لہ۔ دوسری دلیل یہ ہے جو صاحب ہدایہ نے لکھی ہے کہ اسباب کے چلا جانے سے آدمی کا دل ٹھکانے نہیں رہتا۔

۱۔ اگر سب دن کی رمی سے فارغ ہونے سے پہلے اسباب مکہ شریف بھیجے اور خود منیٰ میں رہے تو مکروہ ہے۔ ہدایہ۔

۱۰۷۔ طواف زیارت

(سر منڈوانیکے بعد مکہ معظمہ جاکر طواف زیارت کرکے واپس منا آجائے)

۱۔ طواف زیارت بعینہ دیگر طواف کے قاعدہ پر کیا جاتا ہے۔ (طواف کرنیکے طریق کے واسطے دیکھو نقرہ ۵۰ سے ۵۵ تک)

ا۔ اگر طواف قدوم میں رمل نہیں کیا ہے اور اسکے بعد سعی بھی نہیں کی تھی تو اس طواف میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے۔ ہدایہ۔

ب۔ اس طواف کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھی جائیگی جیسے ہر طواف کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ فتاوی قاضیخاں۔

ج۔ جیسا کہ اوس نے اول مسجد حرام میں باب السلام سے دخل ہوا تھا اس طواف کے واسطے بھی اسی دروازہ سے داخل ہو۔ ہدایہ

د۔ اگر چار چکر طواف کے کرچکا تو عورت اسپر حلال ہوجائیگی کیونکہ فرض چار چکر ہیں اور باقی واجب جو کہ قربانی دینے سے پورا ہوتا ہے۔ ہدایہ

ر۔ افضل یہ ہے کہ رمل اور سعی اس طواف کے ساتھ کرے۔ تاکہ فرض کے ساتھ اداء ہو نہ طواف قدوم کے ساتھ کہ متاکیدیا تھ ادا ہوا ہے۔ ہدایہ

۲۔ اگر طواف زیارت ایام نحر کے بعد کرے۔ یا طواف زیارت ترک کرکے چلا جائے۔ اسکے متعلق دیکھو نقرہ ۱۸۲

۳۔ اس طواف کو طواف زیارت۔ طواف افاضہ۔ طواف یوم نحر۔ طواف رکن۔ طواف واجب بھی کہتے ہیں۔ ہدایہ عالمگیری

۴۔ اگر طواف زیارت کے وقت عورت حائض ہو۔ دیکھو نقرہ ۱۳۹

۱۰۸۔ طواف زیارت رکن حج ہے

ا۔ طواف زیارت فرض ہے اور حج کا رکن ہے۔ چنانچہ اسی طواف کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ (پارہ اقترب للناس۔ سورہ حج) اور طواف کعبہ یعنی طواف زیارت کا۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے وَهٰذَا الطَّوَافُ هُوَ الْمَفْرُوضُ فِي الْحَجِّ وَهُوَ رُكْنٌ هُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ اِذْ هُوَ الْمَأْمُورُ بِهِ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔

۱۰۹۔ طواف زیارت کا وقت

ا۔ طواف زیارت کا وقت عید کے روز صبح ہونے پر شروع ہوجاتا ہے اور ایام نحر کے اختتام پر ختم ہوجاتا ہے۔

ا۔ طواف زیارت ایام نحر میں سے کسی روز بھی کیا جاسکتا ہے لیکن پہلا دن کہ عید کا دن ہے افضل ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اول ایام

محرمین سے پہلوان ہے۔ ہدایہ وغیرہ

ب۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں طواف الصدر کا ذکر ساتھ فرمایا ہے اسیوجہ سے یہ دونوں ایام محرمین یعنی ۱۱-۱۲ ذی الحجہ کے اندر کئے جاتے ہیں۔ ہدایہ

۱۱۰۔ طواف زیارت کے بعد سب چیز جائز ہے

۱۔ اس طواف کے بعد جماع بھی درست ہے (اور خوشبو کا استعمال بھی) (نووامام مالک) شرح وقایہ

۱۔ جماع تو سر منڈانے کے بعد جائز ہو گیا تھا مگر اس کا عمل طواف زیارت تک روکا گیا تھا۔

موقع ۱۶ اب منا میں قیام کرے اور تینوں دن تمام جمرات کی رمی کرتا رہے ۱۶ موقع

۱۱-۱۲-۱۳۔ ذی الحجہ

رشید احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مناسک میں کہا ہے کہ ان دنوں میں جمرات کی رمی بعد نماز ظہر کیجائے۔ تو چاہئے کہ بعد نماز ظہر لوگوں کے پاس آئے جو مسجد خیف کے نزدیک ہو اور شب میں جمرہ سے پانچ گز یا زیادہ فاصلہ پر روبقبلہ کھڑا ہو کر اس جمرہ کی رمی کرے جیسا کہ قبل ۹۵۰ میں گزرا۔ اسکے بعد ذرا جمرہ کی طرف بڑھے اور یامین طرف روبقبلہ وقوف کرے یعنی مختصر ذکر دعا و تحمید و تہلیل و تکبیر و تسبیح و استغفار و صلوٰۃ بر رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم پڑھے اور بہت عجز و زاری اور خصوصی قلب کے ساتھ دعا کرے اور کم از کم اتنی دیر قیام کرے جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھ سکتے ہیں۔ اسکے بعد جمرہ وسطیٰ پر آوے اور اس پر بھی اسیطرح رمی کرے جیسے جمرہ عقبہ پر کی تھی اور اسیطرح وقوف کرے مگر جمرہ کی طرف نہ بڑھے بلکہ یامین طرف کنکروں کی زد سے بچکر روبقبلہ کھڑا ہو۔ اسکے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور رمی کے بعد وقوف نہ کرے۔ بلکہ اپنی قیامگاہ پر چلا جاوے

۱۱۱۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ پنجم)

(۱۱-۱۲-۱۳۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

ان تین روز منیٰ روزانہ جمروں پر کنکر مارے جائینگے۔ وہ حاجی اپنی قیامگاہ سے روانہ ہو کر مسجد خیف کے سامنے سے ہوتا ہوا جمرہ اول پر آتا ہے اور اس پر کنکر مارنے کے بعد جمرہ وسطیٰ پر مارتا ہے اور اسکے بعد جمرہ عقبہ پر اور وہاں قیام نہیں کرتا

(دیکھو ۱۱۲)

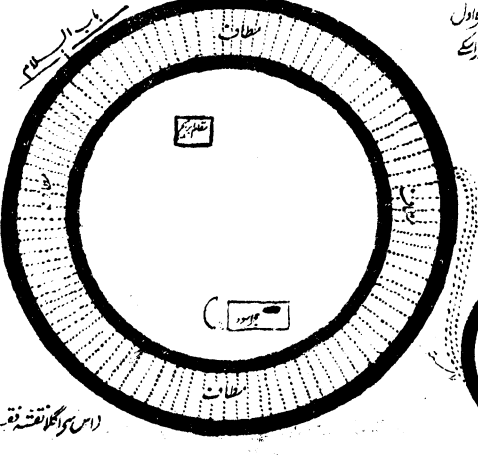

(اس سے اگلا نقشہ نقرہ ۱۱۲ میں ہے)

ب صدیق احمد باندوی صاحب نے اپنے مناسک میں اس امر کا ذکر کیا ہے۔ اور کسی فقہ کی کتاب میں مجھے نہیں ملا۔ اگر نماز ظہر مدینہ پڑھے تب بھی مضائقہ نہیں۔

۱۱۲- گیارہویں کو تمام جمروں کی رمی ہوگی

۱- بعد زوال آفتاب جمروں کی رمی اس ترتیب سے کرے کہ اوّل جمرہ اولی کی یعنی اُس جمرہ کی جو مسجد خیف کے پاس ہے اسکے بعد اس سے اگلے جمرہ کی اور اس کے بعد جمرہ عقبہ کی۔ ہدایہ (دیکھو نقشہ جمرات فقرہ-۹۳)

۲- سب جمروں پر سات سات کنکریاں پھینکے (بالکل اسی قاعدہ پر جیسا کہ جمرہ عقبہ پر پھینکی تھی۔ دیکھو فقرہ-۹۵) اور تکبیر اور تہلیل کہے اور جمرہ اولیٰ پر رمی کے بعد بھی وقوف کرے (یعنی جہاں اور لوگ ٹھیرتے ہیں وہاں ٹھیرے) اس کے بعد جمرہ وسطی کی رمی کے بعد بھی وقوف کرے مگر جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد وقوف نہ کرے۔ ہدایہ۔

۱- یہ طریق موافق روایت جابرؓ کے ہے جو اُنہوں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حج کے متعلق کی ہے۔ ہدایہ۔

ب- جمروں پر رمی کرنا۔ اور بیچ میں وقوف کرنا اس نقشے سے صاف معلوم ہوگا۔

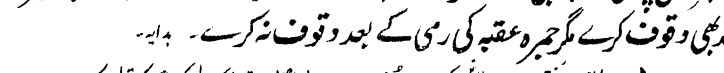

ج- وقوف میں خدا تعالیٰ کی حمد اور تکبیر و تہلیل کہے اور درود بھیجے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنی حاجت مانگے خدا تعالیٰ سے اور دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے۔ کیونکہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ اور ان سات مقامات میں جمروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ (دیکھو) ہدایہ

د- لکھا ہے کہ ان سات جگہوں میں طلب مغفرت کرے مسلمانوں کے واسطے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا مانگی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَہُ الْحَاجُّ۔ ہدایہ (ترجمہ) اے خدا بخشدے حاجیوں کو اور اس شخص کو جس کے واسطے حاجی مغفرت کی دعا کریں۔

۳- جب ایک رمی کے بعد دوسری رمی ہو تو ان کے درمیان وقوف ہوگا۔ اور جب ایسا نہو تو وقوف نہوگا۔ ہدایہ

کیونکہ جب ایک رمی کے بعد دوسری کیجاتی ہے تو عبادت کا سلسلہ جاری ہے اور بیچ میں وقوف کرکے دعا پڑھنی چاہیے۔ اور جب ایک رمی کے بعد دوسری نہو تو عبادت ختم ہوچکی۔ وقوف نہوگا۔ لہٰذا جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد نہ عید کے روز وقوف ہے اور نہ کسی دن۔ ہدایہ

ج- لکھا ہے کہ ابراہیم جراح حضرت امام ابو یوسف کی بیمار پرسی کو گئے کہ وہ بہت سخت بیمار تھے اور قریب المرگ تھے ؛ جب یہ پہنچے تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ رمی سوار ہوکر کرنا افضل ہے یا پیدل۔ تو جراح بولے کہ پیدل تو اُنہوں نے کہا کہ تو نے خطا کی۔ پھر اُنہوں نے کہا سوار ہوکر تو پھر ہی کہا کہ خطا کی۔ تو آپ بولے کہ جو رمی کا اسکے بعد تکبیر و تہلیل اور ذکر لازم ہے وہ پیدل افضل ہے۔ اور جو باتیں نہیں کرہ سواری پر افضل ہے۔ اس کے بعد جراح چلے گئے اور گھر تک مشکل سے پہنچے ہوں گے کہ حضرت صاحب کے انتقال کی خبر پہنچی ؛ قابل غور ہے کہ امام صاحب کی کیا یادداشت تھی اور ایسے بزرگوں کے ایسے وقت پر کیا خیال ہوتے تھے۔

۴- رمی جمرہ عقبہ کی سواری پر کرنی جائز ہے اور اور جمروں کی نہیں۔ شرح وقایہ۔

۵- رمی جمار خود کرنی چاہیئے نہ نائب کے ذریعہ الّا معذور کو۔ (دیکھو فقرہ-۱۴۳)

۶- رمی کی ترتیب میں غلطی یا کنکریاں پھینکنے میں غلطی اور اس کی تردید کے متعلق دیکھو۔ فقرہ-۱۱۱

۱۱۳- بارہویں کو تمام جمروں کی رمی ہوگی۔ اسکے بعد نا سمجھا جاسکتا ہے

۱- بارہویں کو زوال آفتاب کے بعد تمام جمروں کی رمی اسی طرح کرے جس طرح گیارہویں کو کی تھی اور اس کے

بعد اگر چاہے تو مکہ جا سکتا ہے۔ ہدایہ۔

دلیل۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ۔

ا۔ آج اگر مکہ شریف روانہ ہوئے تو وہاں کے لوگ اس کو نفر اول کہتے ہیں اور جو کل کنکریاں پھینکنے کے بعد جائیگا اُس کو نفر دوم کہتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری۔

ب۔ اگر آج مکہ شریف چلا جائے تو کل کی رمی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاوی عالمگیری۔

۱۱۴۔ بارہویں کو منا میں قیام

ا۔ آج بھی اگر قیام کرے تو افضل ہے اور دوسرے روز بھی رمی کرے۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ ہدایہ

تشریح۔ بڑے بڑے عابد اور صاحب ہمت لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔ اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صبر حتّٰی رمی الجمار الثلث فی یوم الرابع۔ (یعنی چوتھے روز یعنی تیرہویں کو بھی آپنے رمی جمار کی تھی)

۱۱۵۔ رمی جمار واجب ہے۔

ا۔ جمروں پر کنکریاں مارنی واجب ہیں۔ اور آخر سے آخر وقت تیرہویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے رمی کیجا سکتی ہے۔

تشریح۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔ من ترک الرمی الجمار فی الایام کلها فعلیه دم لتحقق ترک الواجب۔ جس نے کل ایام کی رمی جمار ترک کی تو اس کے ذمہ ایک قربانی ہوگی۔ کیونکہ واجب کا ترک کرنا پایا گیا۔

ا۔ فتاوی عالمگیری اور شرح طحاوی اور شرح وقایہ کے مطالعے سے پایا جاتا ہے کہ جمروں پر رمی کرنا ایام نحر میں واجب ہے۔ اور اگر ایام نحر گزر جائیں تو اُس کی قضا نہیں دیجا سکتی۔ بلکہ سب رمی کے بدلے ایک بکرے کی قربانی کافی ہے۔

۱۱۶۔ رمی جمار کا وقت

ا۔ اگر کسی سے تینوں دن کی رمی جمار رہگئی ہے تو اُسکو چاہئے کہ آج سورج غروب ہونے سے پیشتر کل رمی کرلے ورنہ غروب آفتاب کے بعد کہا جائیگا کہ رمی ترک کی گئی۔ ہدایہ۔

دلائل۔ غروب آفتاب کی شرط اس واسطے لگائی کہ رمی ایام نحر میں عبادت خیال کی گئی ہے اور جبتک ایام نحر جاری ہیں۔ رمی کیجا سکتی ہے اور جب ایام نحر گزر گئے تو رمی ترک ہوئی۔ ہدایہ

ا۔ سب دن کی رمی آج اس طرح کرنی چاہئے کہ اوّل رمی جمرہ عقبہ کرے۔ اسکے بعد تینوں جمروں کی رمی دو دو دفعہ اسی ترتیب کرے جیسے روز ہوتی ہے۔ ہدایہ ب۔ بعد رمی جمار میں تاخیر کی جزا کیا ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۸۸

ج۔ اس رمی کا وقت گیارہویں کے روز بعد زوال آفتاب شروع ہوکر تیرہویں کی شام کو ختم ہوجاتا ہے

۱۱۷ ۳/۱۴

۱۱۷ - تیرہویں کو صبح مکہ جاسکتا ہے ورنہ رمی کے بعد

۱۔ آج صبح صادق سے پہلے مکہ جاسکتا ہے۔ اور اگر صبح ہوجائے تو تینوں جمرات اسکے ذمہ ہوجائینگی۔ ہدایہ تا صفحہ ۱۱۸

۱۔ امام اعظم کے نزدیک زوال سے پہلے پہلے رمی کرکے چلا جائے تو مستحسنا جائز ہے۔ لیکن صاحبین کے نزدیک حسب دستور زوال کے بعد رمی کرے جب جائے۔ ہدایہ۔

دلیل۔ امام شافعی یہ ہے کہ شام کے بعد روانگی کا ارادہ کرنا درست نہیں۔ لہٰذا رات ہونے پر رمی اسکے ذمہ ضرور رہی ہوئی۔ صاحبین کے نزدیک رمی کے اور دونوں کی طرح یہ دن بھی ہے۔ مگر صرف فرق اتنا ہے کہ آج صبح چلا جانیکی اجازت ہے۔ بمقابلہ اور دونوں کے ہاں جب صبح ہوگئی اور چلا جانیکی اجازت نہ دی تو یہ دن بھی اور دنوں کی طرح ہوگیا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ (۱) یہ طریق ابن عباسؓ کے موافق ہے (۲) یہ کہ حج آج رمی ترک کرکے چلا جانے کی اجازت ہے اگرچہ علی الصباح ہی ہو۔ تو اگر رمی کو زوال سے پہلے کرلیا جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ بخلاف گیارہویں اور بارھویں کے کہ ان ایام میں رمی زوال سے پہلے جائز نہیں۔ باوجود حدیث جابرؓ کیونکہ ترک بھی ان دو ایام میں جائز نہیں ہے۔ ہدایہ

(۱۳۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

۱۱۷ اب منیٰ سے کوچ کرے اور مکہ معظمہ آکر طواف الصدر ادا کرے ۱۱۷

موقع موقع

اس طواف کی ادائگی کیواسطے باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہو اور یہ طواف حاج آفاقی کیواسطے واجب ہے نہ کی کیواسطے اور نہ حائض نفساء کے واسطے بشرطیکہ ہر دو، خواہ ذکر حد دو مکہ سے باہر نہ گئے ہوں پاک ہوں۔ اگر کوئی شخص مکہ میں رہا پس اگر بے طواف نہیں رہے گا۔

۱۱۸ نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ ششم)

(۱۳۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

آج حاجی رمی جمرات کے بعد منا سے روانہ ہو کر مکہ شریف آتا ہے اور طواف وداع کرتا ہے اور پھر چاہ زمزم پر آتا ہے۔ باب السلام کے قریب سے خانہ کعبہ سے رخصت ہوتا ہے۔ اب حج ختم ہوگیا۔

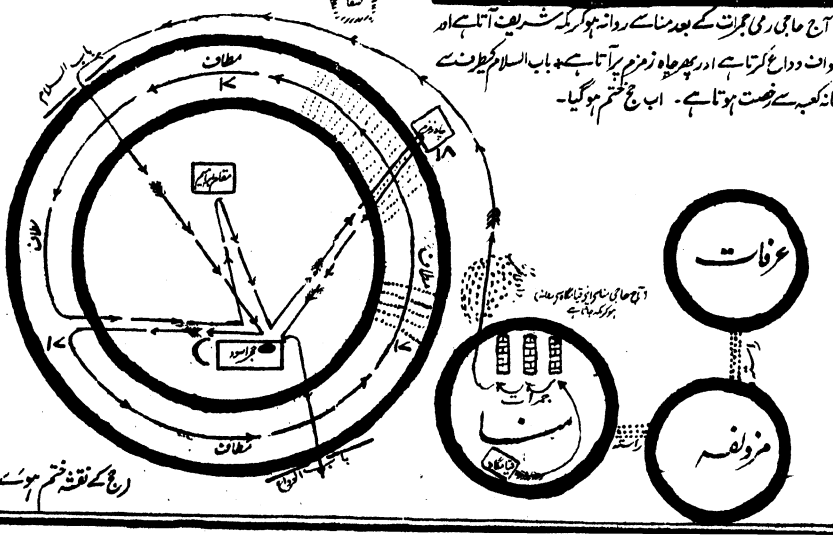

(حج کے نقشہ ختم ہوئے)

۱۱۹ ۔ منیٰ سے مکہ کی طرف روانگی اور محصب پر قیام

۱۔ مناسے مکہ جاتے ہوئے وادی محصب (یعنی ابطح) پر اُتر کر ذرا قیام کرے ۔ بلکہ جیسا حدیث بخاری میں ہے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء پڑھ کر ذرا سی دیر سو کر مکہ جائے ۔ ہدایہ صحیح بخاری

تحلیل ۔ وادی محصب پر اسوجہ سے ذرا ٹھیرے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر قصداً نزول فرمایا ہے ۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا کہ اِنَّا نَازِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَۃَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یعنی ہم کل مقام بنی کنانہ پر اتریں گے ۔ جہاں کہ مشرک جمع ہوئے تھے ۔ اور آپس میں عہد کیا تھا کہ ہم شرک پر ثابت قدم رہینگے ۔ اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قطع تعلق کرینگے ۔ اور اُن سے تعلق رشتہ داری آیندہ سے ترک کرینگے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جگہ قیام کرنے سے مطلب یہ تھا کہ کفار کا وہاں قیام کرنا شعائر کفر ظاہر کرنا تھا ۔ اور ہمارا قیام اُنکے خلاف شعائر اسلام ظاہر کرنا ہو ۔ ہدایہ ۔ کفایہ ۔ وغیرہ

۱۔ اصح یہ ہے کہ محصب میں اترنا علمائے حنفیہ کے نزدیک سنت ہے ۔ اور نہ اترنا بُرا ہے ۔ فتاوی عالمگیری + ہدایہ میں لکھا ہے کہ یہاں اترنا ایسا مسنون ہے جیسا طواف میں رمل ۔

(ب) صحیح بخاری میں ہے ۔ حدثنا اصبغ بن الفرج انا ابن وھب عن عمر بن الحارث عن قتادۃ ان انس بن مالک حدثہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظھر والعصر والمغرب والعشاء ثم رقد رقدۃ بالمحصب ثم ترکب الی البیت فطاف بہ ۔

(ج) امام شافعی کے نزدیک ابطح میں اترنا سنت نہیں ہے ۔ وجہ یہ ہے ۔ عن عائشۃ قالت نزول الابطح لیس بسنۃ اور یہی قول ابن عباس کا ہے کیونکہ آپنے وہاں صرف آرام لینے کی غرض سے قیام کیا تھا ۔ عینی شرح کنز ۔

۱۲۰ ۔ طواف الصدر یا طواف الوداع

(مکہ شریف آئے تو طواف الصدر کرے)

۱۔ مکہ شریف پہنچکر طواف الصدر کرے مگر اس میں رمل نہ کرے ۔ ہدایہ

۱۔ چونکہ پہلے طواف میں رمل کرچکا ہے اس میں نہ کرے کیونکہ رمل شروع نہیں ہے مگر ایک مرتبہ کرنا ۔ ہدایہ ۔

(ب) جسے قاعدہ طواف کے ۷ چکر کرے ۔ اور اُن ہی قواعد کی پابندی کرے جنکا ذکر فقرہ ۹۴ سے ۱۵۱ میں ہے ۔

۲۔ طواف کے چکروں کے بعد حسب قاعدہ دوگانہ نماز پڑھے ۔ ہدایہ

۱۔ شیخ امام کرخی بروایت ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جب طواف صدر سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم پر آوے ۔ اور وہیں نماز پڑھے ۔ فتاوی عالمگیری

۳۔ اس طواف کو طواف الصدر اور طواف الوداع اور طواف الافاضہ طواف آخر عہد بالبیت طواف الواجب بھی کہتے ہیں ۔ ہدایہ عالمگیری

تشریح ۔ اس طواف کو طواف الوداع اسواسطے کہتے ہیں کہ اس طواف کے بعد آفاقی خانہ کعبہ سے رخصت ہوتا ہے ۔ اور طواف الصدر اسلئے کہتے ہیں کہ صدور یعنی واپسی کے ہیں ۔ تو اس طواف کے بعد حج ختم کرکے اپنے اہل وعیال میں واپس جاتا ہے ۔ ہدایہ

۱۲۱ ۔ طواف صدر غیر مکی پر واجب ہے

۱۔ طواف صدر غیر اہل مکہ پر واجب ہے نزد امام اعظم برخلاف امام شافعی و امام مالک اور اہل مکہ پر واجب نہیں ۔ ہدایہ وعینی شرح کنز

کی دلیل ۔ امام شافعی و امام مالک) اگر طواف واجب ہوتا تو اہل مکہ اور حائض کے ذمہ بھی واجب ہوتا اور اُن پر معاف نہ کیا جاتا۔ علماء حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ عن ابن عباس انہ قال کان الناس ینصرفون فی کل وجہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینفر احد حتی یکون اٰخر عھد بالبیت۔ رواہ مسلم و احمد۔ اور ایک روایت میں استثناء اور آیا ہے۔ اِلَّا اَنَّہٗ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْاَۃِ الْحَائِضِ۔ رواہ البخاری و مسلم۔ اور روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا اسکا آخری کام ساتھ خانہ کعبہ کے یہ ہوتا ہے کہ یہ طواف کرے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ اور ہدایہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ غیر اہل مکہ پر اسوجہ سے واجب نہیں ہے کہ وہ خانہ کعبہ سے رخصت ہو کر کہیں باہر نہیں جاتے۔

۲۔ حیض والی اور نفاس والی عورت پر اور جس شخص کا حج فوت ہو گیا ہو۔ اُن پر یہ طواف واجب نہیں۔ محیط سرخسی۔

۲۔ آفاقی اگر حج کے بعد مکہ میں سکونت اختیار کرے تو طواف صدر اُسپر واجب نہیں۔ عالمگیری۔

وجہ۔ یہ ہے کہ یہ طواف صرف اسپر واجب ہے جو مکہ سے چلا جائے۔ نہ اسپر جو مکہ میں رہائش کا ارادہ کرے۔ اگر ارادہ رہائش کا کرے تو جائے کہ فقرہ اول (دیکھو فقرہ ۱۱۳) سے پہلے کرے اگر اسکے بعد کیا تو طواف الصدر اُسپر واجب ہوگا۔ اور پھر سکونت کا ارادہ کرنے سے اسکے ذمہ سے نہیں جا سکتا۔ یہ قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور بعضوں کے نزدیک امام کا بھی ہے وجہ یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ طواف الصدر واجب ہو گیا کہ اسکا وقت آپہنچا۔ پھر مکہ کی سکونت کا ارادہ قائم کرنے سے اسکے ذمہ میں سے نہیں جا سکتا۔ عالمگیری وہدایہ۔

۲۔ اگر کوئی کوفی مکہ میں سکونت اختیار کرنے کے بعد مکہ سے باہر چلا گیا۔ تو طواف الصدر اسکے ذمہ واجب نہیں ہے۔ عالمگیری۔

۳۔ طواف صدر حسن رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمرہ کرنیوالوں پر بھی ہے جبکہ وہ مکہ سے وطن جائیں۔ کفایہ۔

۱۲۲۔ طواف الصدر کا وقت

۵۔ طواف الصدر کا وقت طواف زیارت کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور اختتام کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ جبتک مکہ میں مقیم ہے یہ طواف کر سکتا ہے۔ عالمگیری

۱۔ طواف الصدر مکہ سے رخصت ہونیوالے پر جب وہ رخصت کا ارادہ کرے واجب ہوتا ہے عمرہ کرنیوالے اور اہل مکہ اور اہل میقات اور حدود میقات کے اندر رہنے والوں پر واجب نہیں عالمگیری۔

(ب) اس طواف کے دو وقت ہیں ایک وقت جواز دوسرا استحباب۔ وقت جواز یہ ہے کہ اگر مکہ سے روانگی کا ارادہ کر لیا ہے اور یہ طواف کیلئے گو ارادہ ہی ارادہ میں سال بھر تحیر ارہے) اور اقامت کی نیت نہ کی اور نہ مکہ میں گھر بنا لیا) تو یہ طواف جائز ہے۔ اور جواز کا آخر وقت مقرر نہیں ہے جبتک مکہ میں قیام سے چاہے سال گذر جائے یہ طواف کر سکتا ہے۔ وقت استحباب یہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے اسی وقت بلکہ عین روانگی کے وقت کرے چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طواف کرکے عشاء تک ٹھیرا تو بہتر ہے کہ وہ بلا کرے۔ عین چلتے وقت اگر یہ طواف کرے تو بہتر ہے۔ ملتقط

۱۴۔ ذی الحجہ

موقع ۱۸ **اب چاہ زمزم سے پانی پیکر خانہ کعبہ کو الوداع کہے** ۱۸ موقع

حج ختم ہوا

طواف وداع کے بعد چاہ زمزم پر گیا اپنے ہاتھ سے ڈول کھینچکر پانی نکالے اور پیئے کہ سنت سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ و السلام ہے۔ اس کے بعد ملتزم پر آئے اور اسکو پکڑ کر سینہ و منہ اور اس کے بعد باب الوداع سے رخصت ہو۔ اور یہی طریق مسنون ہے۔

۱۲۳- آب زمزم پینا

(طواف کرکے اور دو رکعت نماز پڑھ چکے تو چاہ زمزم پر آکر پانی پیے)

۱- اب چاہ زمزم پر آئے اور اپنے ہاتھ سے ڈول کھینچکر پانی پیے۔ ہدایہ

ا- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ڈول پانی کھینچکر پیا تھا اور جو کچھ ڈول میں باقی رہا تھا وہ کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ ہدایہ

ب- ازرقی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمیں سے ایک ڈول نکالکر کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اسمیں ڈال دیا۔ اسی طرح ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے۔

ج- بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے اسمیں کلی کی تھی اس سبب سے اس پانی کو یہ عزت اور شرف حاصل ہے۔ رواہ احمدؒ

اور اسی طرح طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

۲- زمزم کا پانی اپنے ہاتھ سے نکالے اور قبلہ کیطرف منہ کرکے اسکو خوب سیراب ہوکر کئی سانس میں پیے اور ہر سانس پر نگاہ اٹھاوے اور خانہ کعبہ کو دیکھے اور اپنے منہ اور سر اور جسم پر پانی لگائے۔ اور اگر ہو سکے تو کچھ پنے اوپر ڈالے۔ فتاوی عالمگیری

۱۲۴- آب زمزم کی فضیلت

۱- روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر پانی دنیا میں پانی زمزم کا ہے کہ اسکا پینا خوراک ہے پیٹ بھر نیوالی اور بیماری کے واسطے شفا ہے۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں

۲- روایت کی بزار نے ابوذر سے صحیح اسناد سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی زمزم کا خوراک ہے پیٹ بھر نیوالی اور شفا ہے بیمار کے واسطے۔

۳- حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ہم زمزم کو شباعہ بھی کہتے ہیں (یعنی سیر کرنیوالا کیونکہ اسکے پینے سے پیٹ بھرتا تھا) اور ہم پاتے تھے اسکو اچھی مدد عیال و اطفال پر۔ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں ذکر کیا ہے۔

۴- حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ کہا۔ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ إِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْفِيَ شَفَاكَ اللّٰهُ وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْبَعَ أَشْبَعَكَ اللّٰهُ۔ وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمْئِكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ۔ وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرِيلَ وَسُقْيَا اللّٰهِ إِسْمَاعِيلَ۔ یعنی پانی زمزم کا جس غرض کے واسطے پیا جاوے وہی غرض پوری کرتا ہے۔ اگر تو اسکو شفا کی غرض سے پیے تو شفا دیگا تجھکو اللہ تعالی۔ اور اگر سیر ہونیکے واسطے پیے گا تو سیر کریگا تجھکو اللہ تعالی اور اگر پیاس بجھانے کے واسطے پیے گا تو پیاس بجھائے گا تیری اللہ تعالی۔ اور وہ پاؤں مارنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہے۔ اور پانی پلانا ہے خدا تعالی کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو۔ روایت کیا اسکو دارقطنی نے۔ اور حاکم نے مستدرک میں۔ اسمیں اسقدر زیادہ کیا ہے۔ فَإِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيذًا عَاذَكَ اللّٰهُ۔ اور اگر پیے گا تو اسکو خدا تعالی سے پناہ مانگنے کی غرض سے تو پناہ دے گا تجھکو خدا تعالی تجھکو۔

۵- حضرت عبداللہ بن عباس جب پانی زمزم کا پیتے تو کہتے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کلام ہے تاہم کثرت طریقوں سے ثابت ہے۔

۱۲۵ - ملتزم کو بوسہ دینا

(جاہ زمزم سے پانی پی کر اب ملتزم پر آئے)

۱- پھر آوے خانہ کعبہ کی طرف اور پھر بوسہ دے چوکھٹ کو خانہ کعبہ کی اور رکھے سینہ اور منہ اپنا ملتزم پر اور خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتا ہوا نہایت عاجزی سے دعا مانگے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ (فضائل حج)

ا۔ اگر خانہ کعبہ کا پردہ قریب ہو اور اگر ہو سکے تو پردہ کعبہ شریف کا پکڑے۔ ورنہ دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر دیوار کو لگا دے۔ اور اگر نہ ہو تو اپنا رخسار دیوار سے لگا دے۔ عالمگیری ۔ خانہ کعبہ کے اندر جانے کے آداب کے متعلق دیکھو فقرہ - ۶۵ -

ب۔ جب چوکھٹ کی طرف داہنا ہاتھ اٹھائے تو یہ کہے۔ اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ۔ يَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوْفِكَ يَرْجُوْ رَحْمَتَكَ۔ (فضائل حج)

ج۔ یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ وَفِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ فَكَمَا هَدَيْتَنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى عَنَّا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط

د۔ اَللّٰهُ اَكْبَر کہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہے اور حمد اور درود پڑھے اور اپنی حاجت کیواسطے دعا مانگے۔ فتاوی قاضیخان۔

روایت کی ابوذر نے عمرو بن شعیب سے کہا کہ میں نے عبداللہ کے ساتھ طواف کیا اور جب ہم خانہ کعبہ کے پیچھے آئے تو میں نے کہا کہ کیا تم دوزخ سے پناہ نہیں مانگتے ہو؟ کہا میں تو پناہ مانگتا ہوں۔ اور پھر جا کر حجر اسود کو بوسہ دیا اور کھڑے ہوئے درمیان رکن اور باب کعبہ کے اور رکھا سینہ اپنا اور منہ اور دونوں ہاتھ اپنے اور اپنی ہتیلیوں کو کھولا۔ اور کہا کہ ایسا ہی کرتے دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ (دعا بعد طواف)

۲- حجر اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان کی جگہ ملتزم ہے۔ ہدایہ۔

ا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَابَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ مُلْتَزَمٌ۔ (درمیان رکن اور باب خانہ کعبہ کے ملتزم ہے۔ اور یہی مطلب موطا سے پایا جاتا ہے۔

ب۔ ملتزم اُن مکانوں میں سے ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اللہ کی نہیں دعا کی میں نے اس جگہ کبھی مگر قبول کیا اسکو اللہ نے۔

۳- اب حجر اسود کو بوسہ دے اور اللہ اکبر کہے اور اگر بیت اللہ میں داخل ہو سکے تو اندر جائے ورنہ کچھ حرج نہیں۔ عالمگیری۔

۴- آداب دخول خانہ کعبہ کے واسطے دیکھو فقرہ - ۶۵

۱۲۶ - خانہ کعبہ کو کسطرح الوداع کہے اور جدائی پر تاسف ظاہر کرے۔ (دیکھو فقرہ - ۲۱۴)

۱- کعبہ شریف سے رخصت ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ۔ وَاِنْ جَعَلْتَ فَعَوِّضْنِيْ مِنْهُ الْجَنَّةَ وَبِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَءُوْفُ يَا رَحِيْمُ۔ قَاصِدُوْنَ بَيْتَكَ الْمُحَرَّمَ قَاصِدُوْنَ صَدْرَ اللّٰهِ وَجْهَهٗ۔ نَصْرَ عَبْدَهٗ۔ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

۲- اب کعبہ شریف کی طرف منہ کئے ہوئے الٹے پاؤں چلے۔ اور کعبہ کی جدائی پر حسرت کرتا اور روتا چلے اور اسیطرح چلتا ہوا مسجد حرام سے باہر جائے۔ فتاوی عالمگیری۔ ہدایہ

وہاں سے حسرت کرتا ہوا اور روتا ہوا کعبہ کی جدائی میں الٹے پاؤں لوٹے یعنی پیٹھ خانہ کعبہ کی طرف نہ کرے۔ شرح وقایہ

۳- بہتر ہے کہ مکہ شریف سے باہر نکلے تو نشیب کے راستہ سے نکلے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ۔

ا۔ مسجد حرام سے باہر آئے تو باب الوداع کا طواف کرے۔ اور ساکین کو صدقہ کرے۔

کتاب الحج والزیارت

باب چہارم

حج کے بعض احکام کی تشریح

باب ۴

فصل اول - اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرانا

یا

حج بذریعہ نائب یا بذریعہ وصیت

(متعلق نمبر ۱۲۷)

ثواب اعمال کا ہبہ خیر کو خواہ وہ عبادت بدنی ہو یا مالی نیابت سے ہو یا بغیر نیابت کے ہو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اہل سنت وجماعت کو اس سے انکار نہ کرنا چاہئے۔ امام زاہدی جو ایک بڑے فاضل تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ نماز روزہ حج وغیرہ اعمال غیر کا ثواب زندوں سے مردوں کو نہیں پہنچتا لیکن صاحب در مختار اور طحاوی نے اس کی سخت تردید کی ہے اور امام کی اس خطا کے متعلق خدا تعالیٰ سے معافی کی دعا کی ہے۔ طحطاوی اور شرح منیہ متوسط ہیں بھی بہت حیرتیں ہیں کہ ایک کے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل ہو سکتا ہے جبکہ اکثر حدیثیں اس کے متعلق باب سفتم میں زیارت مقابر وما وغیرہ متعلقہ کے عنوان کے نیچے درج کی ہیں وہ حج بذریعہ نائب ان شرائط کے تابع ہے کہ حج کرانے والا فوج کرنے سے عاجز ہوا اور عجز بھی ایسا ہو کہ اسکی موت تک ہے۔ نائب کو اپنے مال سے سواری پر مکہ تک بھیجے (یعنی سواری کا سارا خرچ برداشت کرے) اور نائب کو فاضل طور پر تعین کرے یہ نائب ایسا ہو کہ احکام حج سے واقف ہو

۱۲۷ - ایک کے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل ہو سکتا ہے

۱ - ہر شخص اپنے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل کر سکتا ہے وہ عمل روزہ ہو یا نماز یا حج یا صدقہ یا اور عبادت۔ ہدایہ

دلیل - صحیحین میں ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دو مینڈھے قربانی کئے ایک اپنے واسطے اور ایک اپنی امت کے واسطے جو کہ ایمان لائی ہو خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کا ثواب کر قربانی تھی اپنی امت کو بخشا۔ ہدایہ عینی۔ شرح کنز۔ کفایہ

اسی کا اور قرآن شریف پڑھنے کا اور نبیوں اور ولیوں اور شہیدوں اور صالحین کی قبر کی زیارت کا مردے کو کفن دینے اور دیگر نیک کاموں کا ثواب دوسرے شخص پر منتقل کیا جا سکتا ہے۔ غایۃ السروجی شرح ہدایہ۔

جب معتزلہ کے نزدیک کوئی شخص اپنے اعمال کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچا سکتا اور وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ - (اور انسان کے واسطے جو کچھ ہے اپنی ہی کوشش ہے)۔

لیکن امام شافعی و امام مالک کے نزدیک صدقہ اور دیگر عبادت مالی اور حج کا ثواب ہر شخص دوسرے شخص پر منتقل کر سکتا ہے اور دیگر عبادات مثلاً نماز روزہ و تلاوت قرآن وغیرہ کا ثواب دوسرے شخص پر منتقل نہیں کر سکتا۔ اہل السنت والجماعت کی دلیل یہ ہے اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ لِيَ أَبَوَانِ أَبَرُّهُمَا حَالَ حَيَاتِهِمَا فَلَمَّا مَاتَا فَلْيَمْنَعْنِي بِرَّهُمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لَهُمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَأَنْ تَصُومَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ - (رواہ دار قطنی) - دوسری حدیث ہے معقل بن یسار سے مروی ہے۔ إِنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا عَلَى مَوْتَاكُمْ سورۃ یٰسین - (رواہ ابوداؤد) - اور بھی اسی قسم کی احادیث ہیں۔

۱۲۸ بعض عبادت نائب کے ذریعہ ادا ہوسکتی ہے

(عبادات تین قسم کی ہیں جن مین سے دو قسم کی بندہ نائب کیجا سکتی ہے)

۱۔ مالی عبادت۔ جیسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر یہ نائب کے ذریعہ ادا کیجا سکتی ہے چاہے ضرورت کیوقت چاہے بلا ضرورت نائب مقرر کرے۔ ہدایہ کافی

۲۔ بدنی عبادت۔ جیسے نماز و روزہ یہ نائب کے ذریعہ ادا نہین کیجا سکتی۔ ہدایہ

۳۔ مالی و بدنی عبادت۔ جیسے حج یہ نائب کے ذریعہ ادا کیجا سکتی ہے صرف ضرورت کیوقت (نہ بلا ضرورت) نائب مقرر کرے۔ ہدایہ۔ کافی

۱۔ بے ضرورت صرف نفلی حج کیواسطے نیابت جائز ہے۔ یعنی اگر خود استطاعت بھی رکھتا ہے تو نفلی حج کرانیکے واسطے اپنے بدلہ دوسرے شخص کو بھیج سکتا ہے۔ کیونکہ نفل مین بمقابلہ فرض کے بہت گنجایش ہے۔ ہدایہ۔

۲۔ کَمَا مَرَّ۔ صورت اول مین صرف مال کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے چاہے خود ادا کردے چاہے کسی سے کرادے لہذا اگر نائب کو ادا کردے تو کیا حج ہے دوسری صورت مین نائب اسواسطے مقرر نہین کرسکتے کہ مقصد اس خاص شخص کے نفس کو تکلیف و مشقت دینا ہے۔ تو اسکے بدلہ نائب اگر مشقت اُٹھائے تو مطلب حاصل نہین ہوتا۔ صورت سوم مین چونکہ مالی و بدنی عبادت ملی ہوئی ہے لہذا جب کوئی شخص اس عبادت کے کرنے سے عاجز ہو جائے تب نائب مقرر کرسکتا ہے کیونکہ جب بدن انسانی مشقت اُٹھانیکے قابل نہین تو اسکے بدلہ مال خرچ کرے۔ ہدایہ و کفایہ۔

۱۲۹ نائب کے ذریعہ حج کرانا۔

(کسی نائب کے ذریعہ حج کرانے مین امور ذیل ملحوظ رہین)

۱۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ ایسا شخص ہو کہ خود حج کرنے سے عاجز ہو اور مال دار ہو۔ عالمگیری

۲۔ اگر تندرست آدمی مالدار ہو۔ یا فقیر تندرست ہو تو اسکی طرف سے دوسرے کو حج کرنا جائز نہین۔ فتاوی عالمگیری۔

ب عاجز ہونیکے شرط صرف حج فرض کے واسطے ہے۔ ورنہ حج نفل مین کوئی شخص اپنی طرف سے دوسرے کو حج کیواسطے بھیج سکتا ہے۔ کنز و سراج الوہاج

۲۔ جس کیطرف سے حج کیا جائے وہ ایسا شخص ہو کہ خود حج کرنیسے عاجز ہو اور یہ عجز اسکی موت تک رہے۔ بدائع۔ ہدایہ

دلیل۔ موت تک عجز باقی رہنے کی یہ دلیل ہے کہ حج تمام عمر مین ایکبار فرض ہے۔ تو عمر ختم ہونیسے پہلے اگر عجز جاتا رہا تو اب اسکو حج خود کرنا چاہئے اور اگر مر گیا یا وقت نہ ملا تو یہ حج اس کے ذمہ واجب ہے۔ درمختار۔

ا۔ اگر کسی شخص نے کسی مریض کی طرف سے حج کیا اور وہ شخص موت تک اس مرض سے نہ چھوٹ سکا تو یہ حج درست ہے۔ اور اگر وہ مرض سے اچھا ہو گیا تو وہ حج باطل ہوا اب اسکو خود کرنا چاہیئے۔ یہی حکم قیدی کیواسطے ہے۔ فتاوی عالمگیری۔ قیدی کے متعلق دیکھو نقرہ ے

ب۔ اگر کسی تندرست نے اپنی طرف سے کسی سے حج کرایا اور پھر وہ ہمیشہ بیمار رہا تو حج درست نہین (وجہ یہ کہ جب اُس نے دوسرے شخص کو حج کے واسطے بھیجا جب وہ خود حج کرنے کے لائق تھا)۔ فتاوی عالمگیری۔

ج۔ کہا ایک عورت نے اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج فرض کیا خدا تعالیٰ نے اپنے بندون پر مگر مین نے اپنے باپ کو ضعیف اور بوڑھا پایا ہے کہ وہ سواری پر نہین بیٹھ سکتا۔ کیا مین حج کرون اسکی طرف سے آپ نے فرمایا ہان۔ رواہ البخاری و مسلم۔

اسی طرح آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ وَاعْتَمِرْ۔ یعنی حج کر تو اپنے باپ کی طرف سے اور عمرہ کر۔ روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اسکو۔

۳۔ جس کیطرف سے حج کیا جائے اُسنے حج کا حکم کیا ہو۔ بغیر اسکے حکم کے اسکی طرف سے حج کرنا جائز نہین۔ فتاوی عالمگیری۔ درمختار

اِلّا ا۔ وارث کا حج میت کیطرف سے بغیر اس کے حکم کے جائز ہے۔ فتاوی عالمگیری۔ درمختار۔

ب۔ اولاد کا حج اپنے والدین کی طرف سے بغیر اُنکی اجازت کے جائز ہے یہانتک کہ احرام باندھنے کے وقت اُن کا نام بھی

نہ لیویں تب بھی حج ہو جائیگا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے ابوین کیطرف سے حج کیا تو حج ادا ہو جائیگا۔ اور حج ادا کرنیوالے کو دس حجوں کا ثواب ہوگا اور حشر کے دن نیکوں میں شمار ہوگا۔ درمختار۔

۴۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے اسی کی طرف احرام کے وقت حج کی نیت کیجائے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ بہتر ہے کہ نیت اس طرح کرے۔ لبیک عن فلان ..... (لفظ فلان کی جگہ اس شخص کا نام لے جسکے واسطے حج کرتا ہے) اور اگر اس کا نام بھول گیا اور صرف یہی نیت کی (اگرچہ دل سے عربی زبان سے نہ کی) تو حج کرانیوالے کا حج ادا ہو جائے گا۔ درمختار۔ عالمگیری۔

ب۔ درمختار۔ دین نیت اس طرح لکھی ہے لبیک عن فلان۔ یا یوں کہے اَحْرَمْتُ عَنْ فُلَانٍ لفظ فلان کی جگہ اس شخص کا نام کہے۔

۵۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے۔ اس کے مال سے کیا جائے۔ فتاویٰ عالمگیری۔ درمختار۔

ا۔ اگر حج کرنے والے نے مہربانی کے خیال سے اپنے خرچ سے حج کر دیا تو جائز نہیں۔ اور اسی طرح اگر کسی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مال سے حج کرا دینا اور پس ماندگان نے اسکے مال سے تو حج نہ کرایا بلکہ کسی شخص نے یا رشتہ دار نے اپنے مال سے کرا دیا تو یہ جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ اگر حج کرنے والے کو خرچ کافی نہیں دیا گیا تھا اور اس نے کچھ خرچ اپنے پاس سے کیا تو اگر خرچ کی زیادہ مقدار حج کرانے والے نے دی تھی تب تو حج میت کی طرف سے ہوا ورنہ نہیں ہوا۔ اگر خرچ کم نہ تھا بلکہ کافی تھا لیکن حج کرنے والے نے اپنے پاس سے بھی کچھ خرچ کیا تو حج کرنے والے کو چاہیئے کہ باقی خرچ حج کرانے والے سے لے لے۔ یا سقاناً ہے اور قیاس یہ چاہتا ہے کہ باقی خرچ نہ لے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۶۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے اسکے مال سے سواری پر جا کر حج کیا جائے۔ فتاویٰ عالمگیری (ملخصاً) جلد ۔ تشریح مطلب یہ ہے کہ سواری کا کل خرچ حج کرانے والے کے ذمہ ہے

۷۔ جس کیطرف سے حج کیا جائے وہ جس شخص کو مقرر کرے وہی حج کریگا نہ وہ مقرر شدہ شخص اپنی طرف سے دوسرے کو مقرر نہیں کر سکتا۔ درمختار۔ یعنی نائب اپنی طرف سے اور نائب مقرر نہیں کر سکتا۔

۸۔ جسکی طرف سے حج کیا جائے۔ اس کو لازم ہے کہ کسی خاص شخص کو خاص طور پر حج کیواسطے متعین کرے۔

ا۔ اگر حج کرانیوالے نے یہ کہا کہ میری طرف سے کوئی حج کرے تو اس صورت میں اسکی طرف سے کوئی بھی حج کرے۔ درمختار

ب مرنے والے نے وصیت کی کہ فلاں شخص میری طرف سے حج کرے اور وہ فلاں شخص مر گیا۔ تو امام محمد صاحب سے یہ روایت ہے کہ کوئی اور شخص اس کی طرف سے حج کرے۔ لیکن اگر یوں وصیت کی کہ فلاں شخص کے سوا کوئی حج نہ کرے تو اسکی طرف سے اور کوئی حج نہ کرے۔ فتاویٰ (عالمگیری)

۹۔ جسکی طرف سے حج کیا جائے۔ اس کو لازم ہے کہ کسی شخص کو اجرت پر اپنی طرف سے حج کرنے پر نہ مقرر کرے۔ درمختار۔ اگر یہ کہکر مقرر کیا کہ میں تمکو اجرت پر حج کرنے پر مقرر کرتا ہوں۔ تو حج صحیح ہوگا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ میں تم کو حج کرنے کے واسطے حکم دیتا ہوں۔ درمختار۔

ب جو شخص اجرت پر حج کرتا ہے مغفرت مرسنے کی ماں کی طرح ہے کہ اپنے بچے کو اجرت پر دودھ پلاتی ہے۔

۱۰۔ حج کیواسطے نائب ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو خود اپنا حج کر چکا ہو لیکن علماء حنفیہ جائز رکھتے ہیں کہ ایسے شخص کو مقرر کیا جا سکتا ہے جس نے اپنا حج فرض ادا نہیں کیا۔ اور حج کرنے والے کی طرف سے یہ حج ہو جائے گا۔ محیط۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۱- حج کے واسطے نائب ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو عاقل ہو بالغ ہو۔ آزاد ہو افعال حج سے واقف ہو۔ درمختار

۱۲- حج کیواسطے نائب عورت کو یا غلام یا لونڈی کو (کہ مالک کی اجازت سے ہی ہو) مقرر کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ درمختار۔

۱۳- حج کے واسطے نائب اگر دمی یا مجنون کو مقرر کریں تو درست نہیں۔ درمختار

۱- مجنون سے مراد ہے۔ کہ کچھ تھوڑی سی سمجھ رکھتا ہو۔ مگر اس سے بھی حج کرانا درست نہیں۔ درمختار۔

۱۳۰- اگر دو آدمیون کے بدلہ ایک شخص حج کرے

۱- اگر دو آدمیون نے کسیکو حج کرانے بھیجا تھا اور اُس نے دونون کیطرف سے احرام باندھا اور حج کیا تو حج خاص حج کرنے والے ہی کا ہوا اور ان دونون مین سے کسیکا نہ ہوا اور خرچہ ان دونون کا واپس کریگا اگر ان کے مال مین سے خرچ کیا ہے۔ اسلئے کہ حکم دینے والون کا مال اپنے حج کے ادا کرنے مین صرف کیا۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔ کفایہ

دلیل یہ ہے کہ حج کرنے والے کو دونون نے ہدایت کی تھی کہ ہماری طرف سے حج کر۔ چونکہ دو حج پورے پورے ایک وقت مین نہین کرسکتا تھا اور اس شخص نے گویا ان دونون کے ہدایت کے خلاف عمل کیا۔ لہذا ان دونون مین سے ایک کا بھی حج نہ ہوا۔ بلکہ اس شخص کا حج ہوا ہے جس نے حج خود ادا کیا ہے۔ ہدایہ۔

بعد مین اگر یہ شخص یہ چاہے کہ اس حج کا ثواب ان دونون مین سے ایک کی طرف منتقل کرے۔ یہ ممکن نہین۔ ہان اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تب وہ شخص ایسا کرسکتا ہے کہ اپنے ماں یا باپ کے نام ثواب منتقل کردے کیون کہ والدین کے حق مین ثواب پہنچانا اس کو درست ہے اور یہ صورت جواز حج کے ختم کے بعد بھی باقی رہتی ہے تو چاہے بعد مین ثواب منتقل کردے۔ ہدایہ عالمگیری۔

۲- اگر دو آدمیون نے کسیکو حج کرانے بھیجا تھا اور اُس نے احرام مبہم باندھا اور حج کیا تو یہ حج اُن دونون مین سے کسیکا نہوگا ہان اگر حج تمام ہونیسے پہلے اُن مین سے کسی کے نام پر معین کردیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وہ حج جس کے نام پر معین کیا ہے اسکے واسطے ہوگا۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ حج ان دونون مین سے کیسکی طرف سے نہ ہوگا بلکہ وہ حج اس حج کرنیوالے کا ہوگا۔ اور اگر ان دونون کے مال مین سے خرچ کیا ہے تو اسکو ان دونون کا مال واپس کردینا پڑے گا۔ کفایہ۔ عالمگیری

دلیل ۱- یہ ہے کہ اس شخص نے حج کرانے والون کے حکم کے خلاف کیا۔ تو یہ حج ان دونون مین سے کسی کا نہوا۔ عالمگیری۔

دلیل ۲- صورت اول مین حج کو کسی خاص شخص کے نام پر معین نہین کیا تھا اور صورت دوم مین حج یا عمرہ کے احرام کو معین نہین کیا یعنی یہ نہ کہا کہ حج کا احرام باندھتا ہون یا عمرہ کا۔ صورت اول مین ایسا نہین کرسکتا کہ کسی کے واسطے حج کرے اور اس کا نام لے۔ ہان صورت دوم مین یہ ہوسکتا ہے کہ حج کرے یا عمرہ مگر احرام کو متعین نہ کرے تب بھی جو افعال کریگا وہ ادا تو ہوجائینگے بس وہی حج یا عمرہ جیسی صورت ہو کہلائیگا۔ کفایہ

۱- اگر احرام کی نیت کو مبہم کیا یعنی یہ معین نہ کیا کہ احرام حج کا باندھا ہے یا عمرہ کا تو اس صورت مین اسکو اختیار ہے کہ چاہے عمرہ کے نام سے اُسے معین کرے اور چاہے حج کے نام سے۔ عالمگیری۔ کفایہ۔ (دیکھو فقرہ ۱۳۵)

۱؎ یعنی جن دو شخصون کے واسطے حج کرنے آیا ہے اُن مین سے کسی ایک کا بھی نام خاص نہ لیا بلکہ ایک کی طرف سے باندھا

۱۳۱ حج کرانیوالے نے کچھ حکم کیا اور حج کرنیوالے نے کچھ اور ہی کیا

۱۔ حج کرانے والے نے جدا جدا حج اور عمرے کا حکم دیا مگر اس نے دونوں کو ملا کر قران کیا تو نزد امام اعظمؒ اس نے حکم کی مخالفت کی خرچ کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اور نزد امام ابو یوسف اور امام محمد بطور استحسان وہ قران حج کرانے والے کی طرف سے ادا ہو جائیگا۔ فتاوی عالمگیری

۱۔ اس قران میں حج یا عمرہ کرنے میں اگر کسی اور کی طرف سے نیت کی تھی تب بھی حج کرانے والے کے حکم کے خلاف کیا اور حج کرنے والا خود خرچے کا ذمہ دار ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ حج کرانے والے نے حج کا حکم دیا مگر حج کرنیوالے نے پہلے عمرہ کیا اور پھر (مکہ سے احرام باندھکر) حج کیا تو اس نے حکم کی مخالفت کی۔ فتاوی عالمگیری

(۱) اگر حج کرنے والے کے ذمہ خود فرض حج ہے تو اس حج سے وہ حج فرض ادا نہ ہوگا۔ عالمگیری۔

۳۔ حج کرانے والے نے عمرے کا حکم دیا مگر حج کرنیوالے نے پہلے عمرہ کیا اور پھر اپنی طرف سے ایک حج کیا تو اس نے حکم کی مخالفت نہیں کی ہاں اگر اول تو اپنا حج کیا پھر عمرہ کیا تو سب کے قول کے بموجب حکم کی مخالفت کی۔ عالمگیری

۴۔ ایک حج کرانے والے نے حج کا حکم کیا اور دوسرے نے اسی شخص کو عمرے کا حکم کیا مگر دونوں نے حج اور عمرے کے جمع کرنیکا حکم نہ دیا اور حج کرنے والے نے دونوں کو جمع کیا تو خرچ کا خود ذمہ وار ہوگا۔ الا اس صورت میں نہ ہوگا جب دونوں نے جمع کرنیکا حکم دیا ہو۔ محیط سرخسی

۵۔ اگر وصی نے کسی کو یہ حکم کیا کہ میت کی طرف سے اس سال میں حج کرے۔ اور اسکو خرچہ بھی دیدیا لیکن اس نے حج نہ کیا۔ اور وہ سال گذر گیا اور سال آیندہ میں حج ادا کیا تو جائز ہے خرچہ کا وہ ضامن نہ ہوگا۔ محیط سرخسی

۱۳۲ اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو حج ہوا یا نہیں

۱۔ اگر اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو حج کرانے والے کو صرف خرچہ کا ثواب ملیگا۔ (حج نفل ہو یا فرض) اور حج تو حج کرنے والے ہی کا ہوگا۔ بقول امام محمدؒ۔ اور حج کرانے والے کا حج نہ ہوگا۔ ہدایہ

دلیل۔ امام محمدؒ۔ وجہ یہ کہ حج تو ایک بدنی عبادت ہے جو خود کرے اسی کا حج ہے۔ ہاں درصورتیکہ حج کرانے والا خود حج کرنے سے عاجز ہے تو اس نے جو دوسرے شخص سے حج کرایا تو اسکو خرچہ کا ثواب ملا۔ اور یہ ثواب اسکے حج کے قائمقام ہے (جیسا کہ شیخ فانی روزہ نہ رکھ سکنے کی صورت میں فدیہ دیتا ہے) پس اب حج اس حج کرانیوالے کے ذمہ باقی نہیں ہے۔ ہدایہ

۱۔ اگر کسی کی طرف سے کوئی قران کرنے جائے تو قربانی اس کرنے والے کے ذمہ ہوگی۔ (دیکھو نمبر ۱۲۴)

۲۔ اگر اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو بموجب ظاہر روایت کے اگر حج فرضی تھا تو ایسا ہی ہے جیسے کسنے خود حج کیا۔

دلیل۔ اس بارہ میں حدیثیں ہیں۔ مثلاً حدیث خثعمیہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے فرمایا تھا حُجِّي عَنْ أَبِيكِ وَاعْتَمِرِي کہ اپنے باپ کی طرف سے حج کرو اور عمرہ کرو۔ ہدایہ

۱۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ جو شخص غیر کی طرف سے حج کرتا ہے تو اس شخص کا اصل حج غیر ہی کی طرف ادا ہوتا ہے اگر اس حج کرنیوالے کے ذمہ اپنا فرضی حج تھا تو یہ حج اس سے ادا نہیں ہوا گو با اپنا حج اس کے ذمہ باقی ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۳۳۔ دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالے کو کس قدر خرچ ملنا چاہیے

۱۔ غیر کی طرف سے حج کرنے والے کو اس غیر کی طرف سے اتنا خرچ ملنا چاہئے کہ مکہ تک جانے اور واپس آنے تک کو کافی ہو۔ عالمگیری۔

۱۔ اگر ایسا حج کرنے والا حج سے فارغ ہو کر ۱۰ روز یا زیادہ وہاں مقیم رہے تو اپنے پاس سے خرچ کرے۔ اِلّا اگر حج کرانے والے سے اجازت لی ہو کہ حج کرانے والے کے مال میں سے خرچ کریگا تو ضامن ہوگا ۔ عالمگیری۔

۲۔ اگر بغیر اقامت کی نیت کے وہاں چند روز مقیم رہا تو اگر وہاں اتنا قیام کیا ہے جتنا عموماً حاجی قیام کرتے ہیں تو علماء حنفیہ کے نزدیک حج کرانے والے کے مال میں سے خرچ لیگا۔ مگر زیادہ اقامت کریگا تو اپنے مال میں سے خرچ کریگا۔ چنانچہ جس حال میں قافلہ کے وہاں سے روانگی کا منتظر ہوگا تو خرچ حج کرانے والے کے ذمہ ہوگا۔ اور اسی طرح جتنا بغداد میں مقیم رہیگا۔ اس کا خرچ حج کرانے والا دیگا۔ اور آنے جانے میں جو مدت گذر یگی وہ قافلہ کے آنے جانے کی مدت پر شمار کیجائے گی ۔ عالمگیری

۳۔ اگر کسی نے ۱۵ دن یا زیادہ ٹھیرنے کی نیت کی اور خرچ اس کا حج کرانے والے کے ذمہ نہ رہا پھر وہاں سے روانہ ہوا تو واپسی کا خرچ حکم کرانے والے کے ذمہ ہوگا۔ یہ امام محمدؒ اور ظاہر روایت بھی یہی ہے۔ لیکن ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ حکم کرنے والے کے مال میں سے خرچ نہیں کریگا مگر در صورتیکہ اس نے مکہ میں رہائش اختیار کر لی اور پھر واپس ہوا تو بلا خلاف اپنے پاس سے واپسی کا خرچ کریگا ۔ عالمگیری۔

۴۔ اگر حج کے موسم سے پہلے حج کے واسطے روانہ ہو جائے تو چاہئے کہ بغداد یا کوفہ کے پہنچنے تک حج کرانے والے کے مال میں سے خرچ کرے۔ پھر حج کے زمانہ تک جس قدر وہاں ٹھیرے اپنے پاس سے خرچ کرے پھر جب وہاں سے حج کو چلے تو میت کے مال میں سے خرچ کرے تاکہ صرف راستہ کا خرچ میت کے مال میں سے ہو ۔ عالمگیری

۵۔ اگر حج کرنے والے کی اپنی سستی یا اپنے کاموں کی وجہ سے حج فوت ہو گیا تو خرچہ اسکے اپنے ذمہ ہوگا۔ لیکن اگر سال آئندہ میں اپنے پاس سے خرچ کر کے میت کے واسطے حج کیا تو جائز ہے۔ عالمگیری

۶۔ اگر کسی آسمانی آفت کی وجہ سے حج فوت ہو گیا۔ مثلاً اونٹ سے گر گیا تو امام محمدؒ کے نزدیک جس قدر خرچ کر چکا ہے اس کا ضامن نہ ہوگا اور واپسی میں اپنے پاس سے خرچ کرے۔ سراج الوہاج

۷۔ اگر کسی دوسرے راستہ سے جاوے کہ جس میں خرچ زیادہ ہو تو اگر ادھر سے بھی حج کرنے والے جاتے ہیں تو معاملہ نہیں محیط سرخسی

۸۔ اگر میت نے جس شخص کو حج کا حکم کیا تھا اُس نے کوئی خادم اپنی خدمت کے واسطے رکھ لیا۔ تو اگر اس حج کرنے والے کی حیثیت کے لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں تب میت کے مال میں سے اس خادم کی اجرت نہیں لیگا اور اگر اس کی حیثیت کے لوگ اپنا کام نہیں کرتے تو میت کے مال میں سے خرچ لیگا ۔ عالمگیری

۹۔ اگر کسی شخص کو حج کا حکم دیا گیا تو وہ دیگر حج کے جانے والوں کی طرح احرام میں غسل وغیرہ کرنے کی اجرت دے سکتا ہے ۔ عالمگیری۔

۱۰۔ میت کی طرف سے حج کرنے والے نے حج کے بعد اپنی خوشی سے عمرہ کیا۔ تو عمرہ کا خرچ میت کے مال میں سے نہیں لے سکیگا۔ نہ اتنے دن کا خرچ جتنے دن عمرہ میں لگیں گے ۔ غایۃ السروجی (شرح ہدایہ)

۱۱۔ اگر وصی کی طرف سے حج کرنے والا بیمار ہو جائے اور کل مال خرچ کر دے تو بھی پر یہ واجب نہیں کہ اس کے بوٹنے کے

کے واسطے اور روپیہ بھیجے ۔ لیکن اگر وصی نے حج کرنے والے سے یہ کہدیا تھا۔ کہ روپیہ ختم ہو جاوے تو میرے نام سے قرض لے لیجیو۔ اور اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہوگا۔ تو ایسا کرنا جائز ہے ۔ محیط

۱۲ ۔ وصی کی طرف سے حج کرنے والے نے میقات سے یا اس کے بعد سے احرام باندھا اور مال کسی طرح ضائع ہو گیا اور اس شخص نے اپنے روپے سے تمام ارکان حج ادا کئے اور واپس لوٹ آیا تو وصی سے اپنا خرچ ہوا روپیہ نہ لیگا لیکن اگر قاضی حکم کرے ۔ غایۃ السروجی شرح ہدایہ

۱۳ ۔ اگر خرچ کا مال مکہ میں یا اس کے قریب ضائع ہو گیا یا اس میں سے کچھ باقی نہ رہا اور حج کرنے والے نے اپنے مال میں سے خرچ کیا تو میت کے مال میں سے یہ روپیہ لینے کا اختیار ہے ۔ تاتارخانیہ

۱۴ ۔ وصی نے کسی شخص کو درم دئے میت کی طرف سے حج کرنے کے واسطے اور پھر کسی وجہ سے اس شخص سے وہ درم واپس لینے چاہے تو اسی وقت تک لے سکتا ہے۔ جب تک کہ اس نے احرام نہیں باندھا۔ درم واپس لینے کے بعد اس شخص کو وطن واپس لوٹنے کا خرچ اس کی خیانت ظاہر ہونے کی صورت میں نہیں ملیگا۔ لیکن محض دوسری وجوہات کی وجہ سے اگر روپیہ واپس لیا تو اسکو واپسی کا خرچ دینا ہوگا ۔ محیط۔

۱۳۴ ۔ قربانی حج کرانیوالے کے ذمہ ہے یا کرنیوالے کے

۱ ۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو قران کرنے بھیجا تھا۔ تو دم قران (یعنے قران کے متعلق قربانی) حج کرنے والے کے ذمہ ہوگی ۔ ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ قربانی دو عبادت کے جمع کرنے کی وجہ سے بطور شکرانہ دینی ہوتی ہے تو چونکہ حج کرنے والے نے دو عبادتوں کو جمع کیا تو وہ قربانی اپنی طرف سے کرے ۔ یاد رہے کہ یہ مسئلہ امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حج در اصل حج کرنے والا کا ہوتا ہے ہدایہ

۲ ۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرنے بھیجا تھا اور وہ محصر ہو گیا تو احصار کی قربانی حج کرانے والے کے ذمہ ہے۔ نزد طرفین لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک خاص محصر کے ذمہ وہ قربانی ہے ۔ ہدایہ

دلیل ۔ احصار کی قربانی اس وجہ سے دیجاتی ہے کہ محرم مدت تک احرام میں رہنے کی تکلیف سے بچے اور احرام کھولدے ۔ تو یہ تکلیف سے بچنا خاص محصر کی ذات کے واسطے ہے ۔ لہذا اسی پر واجب ہوئی ہے لیکن طرفین کی یہ دلیل ہے کہ اس صورت میں حج کرانے والے نے حج کرنے والے کو اس تکلیف میں ڈالدیا ۔ تو اس تکلیف سے نکالنا حج کرانے والے کا فرض ہے ۔ ہدایہ

ا ۔ اگر احرام حج کا میت کی طرف سے باندھا ۔ بعد اسکے محصر ہوا ۔ پس اس صورت میں بھی دم احصار مال میت سے واجب ہوگا (نزد طرفین) لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک محصر پر واجب ہوگا ۔ ہدایہ۔

ب ۔ بعض علماء کے نزدیک صورت مذکورہ میں یہ قربانی میت کے تہائی مال میں سے دیجائیگی ۔ کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ نذر اور کفارہ کی قربانی اور بعض علماء کے نزدیک جمیع مال میت میں سے دی جائیگی ۔ کیونکہ یہ قربانی ایک قرضہ سمجھنا چاہیے جو میت (حج کرانے والے) کے ذمہ تھا۔ لہذا حسب قاعدہ جمیع مال میت میں سے دینا چاہیے ۔ ہدایہ۔

۳ ۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرنے بھیجا تھا اور اس نے وقوف عرفات سے پہلے جماع کیا تو جزائی قربانی مامور پر واجب ہے ۔ ہدایہ

دلیل ۔ کیونکہ یہ قربانی جنایت کی ہے اور مامور مذکور نے اپنی اختیار سے جنایت کی اور مامور لفقہ کا بھی ضامن ہوگا ۔ بخلاف اس

صورت کے کہ بغیر اختیار اس کے حج فوت ہو گیا۔ تو اس صورت میں مامور نفقہ کا ضامن نہ ہوگا۔ ہاں البتہ دم مامور پر لازم آئیگا۔ ہدایہ۔

۱۳۵۔ حج کے متعلق وصیت اور اسکا ثواب (دیکھو فقرہ)

۱۔ جسپر حج فرض تھا وہ بغیر وصیت کئے مر گیا کہ میری طرف سے حج کرا دینا تو گناہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ اگر اسکے ولی نے اسکی طرف سے حج کیا تو امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ مجکو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ حج اس میت کی طرف سے ادا ہو جائیگا عالمگیری۔

۲۔ جس پر حج فرض تھا اور وہ وصیت کر مرا کہ میری طرف سے حج کرا دینا تو حج اسکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ عالمگیری

شرح حج۔ وصیت کرنی اس حالت میں واجب ہے جبکہ حج اس پر فرض تھا اور اس نے تاخیر کی اور مر گیا یا حج کے راستہ میں مر گیا جبکہ وہ تاخیر کے سال میں حج کو جا رہا تھا۔ اب اگر اس کی وصیت کے بموجب حج کیا گیا تو مرنے والے کا حج ادا ہو جائیگا۔ لیکن اگر اسپر حج فرض تھا اور وہ اسکی ادائیگی کے واسطے گیا اور راستہ میں مر گیا۔ تو ضروری نہیں کہ وہ اپنی طرف سے حج کو اٹھنے کی وصیت کرے۔ عالمگیری

ب۔ اس حج کرانے کے واسطے خاص شرائط ہیں جو فقرہ ۱۳۶ میں درج ہیں۔

ج۔ اگر کسی نے کئی حج کرانے کی وصیت کی تھی مگر اس کا مال ایک حج کے واسطے کافی ہے تو اس کی طرف سے ایک حج کرایا جائیگا اور اگر کچھ مال بچا رہیگا تو ورثا کو واپس دینگے۔ غایۃ السروجی (شرح ہدایہ)

د۔ اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے تہائی مال میں سے حج کرایا جائے اور اس مال میں سے کئی حج ہو سکتے ہیں پس اگر اس نے یہ کہا اَحِجُّوْا عَنِّیْ بِثُلُثِ مَالِیْ حَجَّۃً وَّاحِدَۃً (میرے تہائی مال میں سے ایک حج کرا دینا) یا اگر واحدۃ کا لفظ نہ کہا ہو تو بھی اسکی طرف سے ایک ہی حج کرا دینا چاہیئے۔ اگر اس طرح کہا اَحِجُّوْا عَنِّیْ بِثُلُثِ مَالِیْ (میرے تہائی مال میں سے حج کرا دینا) اور کچھ اور نہ کہا تو جتنی دور سے اس کا تہائی مال حج کرانیکو کافی ہو وہاں سے کرائیں گے۔ عالمگیری

تشریح حج۔ وصی کو اختیار ہے کہ چاہے میت کی طرف سے ایک سال میں کئی حج کرائے چاہے ہر سال ایک حج کرائے صورت اول افضل ہے کیونکہ کار خیر میں جہانتک جلدی کیجائے اچھا ہے۔ عالمگیری

تشریح حج (د) اگر وصی نے تہائی ترکہ میں سے کئی حج کرائے اور پھر کچھ ترکہ باقی رہا مگر اتنا ہے کہ کسی قریب جگہ سے حج کرانے کو کافی ہے۔ مثلاً مکہ ہی سے حج کرانیکو تو وہ باقی ترکہ ورثا میں تقسیم نہ ہوگا بلکہ اس سے ایک حج کرایا جائیگا۔ عالمگیری

ر۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میرے تہائی مال میں سے ہر سال ایک حج کرا دینا تو امام محمد صاحب کے نزدیک اسی طرح عمل کیا جائیگا جس طرح تہائی مال میں سے کئی حج کرانے کی وصیت کے متعلق قاعدہ ہے۔ غایۃ السروجی

۳۔ جس شخص پر حج فرض تھا اور وہ اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کر مرا تو حسن بصری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے وصیت کی حج کی تو خدا تعالیٰ تین حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایک حج کا ثواب اسکو جس نے اس کی طرف سے احرام باندھا اور ایک حج کا ثواب وصیت کرنے والے کو اور ایک حج کا ثواب اُسکو جس نے اس وصیت کو لکھا۔

ا۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک حج کرنیوالے تین شخصوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ حج کی وصیت کرنے والیکو وصیت جاری کرنیوالیکو اور حج کرنیوالیکو۔

۱۳۶ - وصیت کا حج ان شرائط پر منحصر ہے

۱۔ نائب کے ذریعہ حج کرانے میں جو شرائط ضروری ہیں وہی اس میں بھی ضروری ہیں ۔ عالمگیری ۔ (دیکھو فقرہ ۱۲۹)

۲۔ میت کے تہائی مال میں سے حج کیا جائے ۔ چاہے اس نے تہائی کی قید لگائی ہو یا نہ لگائی ہو ۔ عالمگیری

ا۔ اگر میت نے یہ کہا ہو کہ تہائی مال سے حج کرا دینا ۔ ہر حالت میں تہائی مال سے زیادہ حج میں صرف کرنا درست نہیں ۔ عالمگیری شرح ۔ وصیت کی مقدار تہائی مال سے زائد نہیں ہو سکتی جبکہ دیگر ورثا موجود ہوں (دیکھو کتاب المیراث اسی مصنف کی)

ب۔ اگر تہائی ترکہ حج کے خرچ سے زیادہ ہے (یا حج کے خرچ کے بعد کچھ بچا) تو ورثا کو واپس کر دینا چاہئے ۔ حج کرنے والے کو اس بقایا میں سے لینا جائز نہیں ۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۱۳۵)

ج۔ میت نے یہ وصیت کی کہ میری طرف سے ستو دوم میں حج کرایا جائے تو جہاں سے ستو دوم میں حج ہو سکتا ہے وہاں سے کرایا جائے (ہاں اگر اسکے کل مال کے تہائی کے ستو دوم نہیں ہوتے تو جہاں تہائی مال میں حج ہو سکے وہاں سے کرایا جائے) اور ایسا کرنے سے وصیت باطل نہیں ہوگی ۔ عالمگیری

د۔ میت نے وصیت کی کہ میری طرف سے ستو دوم میں حج کرایا جائے مگر اس میں سے کچھ دوم جاتے رہے تو جو باقی ہیں ان سے حج کرایا جائے اور ایسا کرنے سے وصیت باطل نہ ہوگی ۔ شرح طحاوی ۔

ر۔ میت نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے ہزار دوم فلاں شخص کو دینا اور ہزار دوم مساکین کو دینا اور میرا فرض حج کرانا مگر اس کا تہائی مال دو ہزار دوم ہوئے تو اسکے تین حصے کر کے تقسیم کرے ۔ اب اگر تیسرا حصہ حج کے واسطے کافی نہ ہو تو باقی رقم مساکین کے حصہ میں سے لے لیں گے ۔ اور اگر حج کی رقم میں سے کچھ بچ رہے تو مساکین کو دیدیں گے ۔ فتاوی عالمگیری

۳۔ میت کے وطن سے حج کرایا جائے یا اگر میت نے کسی مقام کو متعین کر دیا ہے تو (چاہے وہ مقام مکہ سے قریب ہو یا بعید اور چاہے وطن بھی نہ ہو) وہاں ہی سے حج کرایا جائے ۔ ہر دو صورت میں تہائی ترکہ خرچ کے واسطے کافی ہونا چاہئے ۔ ورنہ جس مقام سے کافی ہو وہاں سے حج کرایا جائے ۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ اگر کوئی شخص اپنے وطن سے نکل کر ایسی جگہ جا کر مرا جو مکہ سے قریب ہے تو درحالیکہ وہ اور کام کو سوائے حج کے گیا تھا تو جو شخص اس کی طرف سے حج کریگا اس کو مرنے والے کے وطن سے حج کرنا چاہئے ۔ فتاوی عالمگیری

ب۔ اگر کوئی شخص حج کے واسطے گیا تھا اور راستہ میں مر گیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جو شخص مرنے والے کی طرف سے حج کرے وہ مرنے والے کے وطن سے کریگا ۔ لیکن امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک وہ جہاں تک پہنچ چکا ہے وہاں سے کرے ۔ عالمگیری اسکے متعلق صحیح قول امام ابو حنیفہ کا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ مضمرات و زاد لکھا ہے ۔

ج۔ اگر میت کا کوئی وطن نہ ہو تو جس جگہ وہ مرا ہے وہی وطن خیال کرو ۔ شرح طحاوی

د۔ اگر میت کے کئی وطن ہوں تو بالاتفاق اس وطن سے حج کرایا جائے جو مکہ سے زیادہ قریب ہو ۔ عالمگیری

ر۔ وصی نے سوائے وطن کے دوسری جگہ سے حج کرایا (درحالیکہ تہائی مال وطن سے حج کرانے کو کافی تھا) تو وصی ضامن ہوگا اور وہ حج وصی کی طرف سے ہوگا میت کی طرف سے دوبارہ حج کرائے (اگر یہ[1] مقام جہاں سے حج کرایا ہے وطن سے اس قدر قریب ہو کہ آدمی ایک دن میں جا کر واپس آسکے تو یہ ایسا سمجھا جائیگا جیسے وطن سے حج کرایا ۔ یا اگر حج کے بعد تھوڑا مال بچا جو لباس و خوراک کے واسطے بھی کافی نہ ہو تو وصی ضامن نہ ہوگا ۔ اور باقی ماندہ مال وارثوں کو واپس کر دے ۔ اگر بہت زیادہ مال بچا تو وصی ضامن ہوگا اور حج دوسرا کرائے ۔ عالمگیری

[1] یہ مقام جہاں سے حج کرایا ہے میت کے وطن سے اس قدر قریب ہو کہ رات سے پہلے وہاں جا کر واپس آسکیں ۔ عالمگیری

۱۳۷ - وصی کو حتی المقدور وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہئے

۱- میت نے وصی سے کہا کہ جو میری طرف سے حج کرے اسکو مال دینا تو وصی کو اس کی طرف سے خود حج کرنا جائز نہیں۔ عالمگیری

ا- اگر میت نے یہ وصیت کی تھی کہ میری طرف سے حج کیا جائے۔ اور ان الفاظ سے زیادہ کچھ نہ کہا تھا تو وصی کو خود حج کرنیکا اختیار ہے۔ ہاں اگر وصی خود وصیت کا وارث ہے یا اس نے مال وارثوں کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ جس سے چاہیں حج کرا دیں تو درحالیکہ سب وارث اجازت دیدیں اور وارث بالغ ہوں تو وصی حج کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ عالمگیری

۲- میت نے وصیت کی تھی کہ میرے مال میں سے حج کرایا جائے اور اسکا وارث یا کوئی اور شخص بنظر مہربانی اپنی طرف سے حج کر دے تو جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا- میت نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مال میں سے حج کرایا جائے اور وارث نے اس خیال سے اپنے مال میں سے حج کر دیا کہ بعد میں میت کے مال میں سے لے لیگا تو جائز ہے اور اس کو میت کے مال میں سے لینے کا اختیار ہے (ایسا ہی حکم زکوٰۃ اور کفارہ کے متعلق ہے) اگر کسی اجنبی نے جو رشتہ دار نہیں ہے ایسا کیا تو جائز نہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں۔

ب- میت نے نصیحت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے اور وارث نے اپنے مال سے حج کرایا بغیر اس نیت کے کہ میت کے مال میں سے واپس لے گا۔ تو اس طرح میت کی طرف سے فرض حج ادا ہو جائیگا۔ فتاویٰ قاضی خاں

۳- میت نے وصیت کی کہ اس کے مال سے حج کرایا جائے اور جو مال حج کے بعد بچ رہے وہ حج کرنیوالے سے واپس نہ لیا جائے۔ تو یہ وصیت جائز ہے اور حج کرنے والیکو وصیت کی رو سے وہ مال لینا جائز ہے یہی اصح ہے عالمگیری

۱۳۸ - حج بذریعہ نائب کب صحیح خیال کیا جائے اور کب فاسد

۱- اگر حج کرنے والے نے وقوف سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوا۔ سال آئندہ میں اسکو اپنے خرچ سے ایک حج اور ایک عمرہ کرنا ہوگا۔ عالمگیری

ا- جو خرچ اس کے پاس بچا ہے۔ اسکو واپس کر دینا چاہئے۔ اور جو کچھ خرچ ہو چکا ہے اس کا وہ ضامن ہے۔ عالمگیری

۲- اگر حج کرنے والے نے وقوف کے بعد جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا۔ مگر جزا کی قربانی اسکو اپنے پاس سے دینی چاہئے۔ عالمگیری

ا- حج کرنے والا خرچ کا ضامن نہ ہوگا۔ عالمگیری

۳- اگر حج کرنیوالا طواف زیارت سے پہلے واپس چلا آیا تو اسپر اسکی بیوی حرام ہے جبتک طواف زیارت نہ کرے۔ عالمگیری

ا- اب اسکو چاہئے کہ بغیر احرام اپنے خرچ سے مکہ جاکر باقیماندہ ارکان ادا کرے۔ عالمگیری۔

باب ۴

فصل دوم - عورتوں کے افعالِ حج

باب ۴

حج کا سب سے بڑا رکن وقوف عرفات ہے اور اس میں حائض وجنب ونفاس سبکو شامل ہونیکی اجازت ہے جیسا کہ فقرہ - ۷۶ مسئلہ ۹ میں بھی ذکر کیا ہے۔ دوسرا رکن حج کا طواف زیارت ہے جو وقوف عرفات سے کم درجہ کا ہے۔ اگر عورت طواف زیارت کے وقت تک حائض رہے تو اس کو چاہئے کہ انتظار کرے کہ پاک ہو کر غسل کرکے یہ طواف کرے کیونکہ طواف مسجد میں ہوتا ہے اور مسجد میں حائض کو جانیکی اجازت نہیں اس واسطے انتظار کرنا چاہئے۔ ہاں اس انتظار میں اگر طواف زیارت کا وقت گذر جائے تو مضائقہ نہیں۔ وقت کے بعد طواف کرلے اور قربانی اس کے ذمہ نہیں ہوگی بمقابلہ مرد کے کہ اگر وقت گذار کر یہ طواف کرے تو جزا کی قربانی دینی ہوگی۔ سب ارکان حج عورت حالت ناپاکی میں کرسکتی ہے سوائے طواف کے۔ جو پاک ہونے کے بعد کرسکتی ہے۔

۱۳۹ - حائض ونفاس وخنثیٰ مشکل کے واسطے رعایت

۱- اگر عورت حالت احرام میں حائض ہوجائے تو غسل کرے اور پھر احرام باندھے۔ اور تمام افعال حج کے کرے سوائے طواف کے۔ کفایہ

۲- وقوف عرفات سے پہلے اگر عورت حائض ہوجائے تو چاہئے کہ غسل کرکے احرام حج کا باندھے اور تمام افعال حج کے کرے سوائے طواف کے کہ وہ حیض سے پاک ہونیکے بعد کرے۔ ہدایہ

۱- ایسا اتفاق حضرت عائشہ کو ہوا تھا تو آپنے سوائے طواف کے کل افعال حج کے کئے تھے کیونکہ طواف مسجد میں کیا جاتا ہے اور مسجد میں ایسی حالت میں جانا منع ہے اور وقوف عرفات تو عرفات میں ہوتا ہے جو ایک جنگل ہے اور مسجد نہیں ہے۔ ہدایہ
تشریح - اگر یہ سوال کیا جائے کہ غسل سے کیا فائدہ جبتک حیض سے پاک نہ ہوجائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غسل احرام کے واسطے ہے نہ کہ نماز کے واسطے۔ اور اس سے نظافت بدن تو ہوجاتی ہے۔ ہدایہ

۳- طواف زیارت کے موقع پر اگر حالت حیض یا نفاس کی پیش آئے یا بیمار ہوجائے اور اس طرح طواف زیارت کا وقت گذر جائے تو وقت کے بعد طواف کرلے۔ اور اسپر دم لازم نہ ہوگا برخلاف مرد کے کہ اسپر دم لازم ہوگا۔
حالت جنابت میں طواف زیارت کرنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۸۲

۴- طواف وداع کے موقع پر اگر عورت حائض ہوجاے اور گھر واپس جانا ضروری ہو تو طواف وداع کرنے کی ضرورت نہیں۔ برخلاف مرد کے کہ اسپر واجب ہے

۱- مکہ سے باہر نکلنے سے پہلے اگر عورت حیض سے پاک ہوگئی تو طواف صدر اسپر واجب ہے۔ چنانچہ اگر مکہ کی آبادی سے اتنی دور چلی گئی جتنی دور کو سفر کہہ سکتے ہیں اور اس وقت پاک ہوئی تو طواف صدر اسپر معاف ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ مکہ سے نکلتے وقت خون تو بند ہوگیا تھا مگر اس نے غسل نہیں کیا تھا اور کسی نماز کا وقت بھی نہیں گذرا تھا تب بھی طواف صدر اسپر معاف ہے۔ چنانچہ اگر حالت حیض میں ہی مکہ سے باہر گئی اور میقات کے اندر ہی تھی کہ اس نے غسل کیا اور مکہ شریف کسی کام کو گئی تب طواف صدر اسپر واجب ہوگیا۔ عالمگیری - ب۔ طواف وداع کا حال فقرہ ۱۲۱ دیکھو

۴۔ خنثیٰ مشکل کو بھی ان ہی افعال کی پابندی لازم ہے جنکی عورتوں کو ہے۔ عینی شرح کنز۔ فتاوی عالمگیری

۱۴۰۔ عورتوں کا حج بھی مردوں کی طرح فاسد ہوجاتا ہے

۱۔ جن افعال سے مردوں کا حج فاسد ہوتا ہے اُن ہی سے عورتوں کا۔ کفایہ۔

۱۔ اس کے متعلق جو حدیث صاحب کفایہ نے لکھی ہے وہ وہی ہے جو وقوف عرفات سے پہلے جماع کرنیکے متعلق لکھی گئی۔ دیکھو فقرہ ۱۸۶ مسئلہ ۳۔

۱۴۱۔ بعض مناسک کی ادائیگی میں مردوں سے اختلاف

۱۔ احرام میں سیاہ اور رنگا ہوا لباس پہننا جائز ہے۔ مگر خوشبو سے نہ رنگا ہوا ہو۔ موزے۔ دستانے۔ قمیص اوڑھنی۔ حریر اور زیور پہننا بھی جائز ہے۔ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۱۳۱ (دلیل۔ کیونکہ نفیس سلے ہوئے کپڑے پہننے میں بے پردگی کا اندیشہ ہے)۔

۱۔ خوشبو سے رنگا ہوا کپڑا خوب دھویا جاچکا ہو تو پہننا جائز ہے۔ کفایہ

۲۔ احرام میں سر ڈھانکے اور منہ کھلا رکھے۔ کفایہ۔ عالمگیری۔

دلیل۔ سر اس وجہ سے ڈھانکے کہ عورت کا سر ستر میں داخل ہے۔ اور اگرچہ چہرہ بھی ستر میں داخل ہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا۔ عورت کا احرام چہرہ میں ہے۔ اسواسطے چہرہ کھلا رکھے۔ عینی شرح کنز۔ (دیکھو فقرہ ۱۳۱)

۱۔ چونکہ غیر محرم سے عورت کو منہ چھپانا فرض ہے اس واسطے اس طور پر چھپائے کہ کپڑا منہ کو نہ لگے۔ چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کسی کپڑے کو چہرے کے سامنے اس طرح لٹکائے کہ وہ منہ کو نہ لگے۔ بلکہ فاصلہ سے رہے کیونکہ اس طرح منہ پر پردہ رکھنا ایسا ہے جیسے کجاوہ یا خیمہ وغیرہ کے سایہ میں سر کو کر لینا جس کی اجازت ہے۔ کفایہ۔ (دیکھو فقرہ ۳۹)

۳۔ تلبیہ پکار کر نہ کہے بلکہ ایسی دھیمی آواز سے کہے کہ وہ خود سُنے غیر نہ سُنے۔ تمام علماء کا اسی پر اجماع ہے۔ عینی شرح کنز

۴۔ طواف میں اضطباع و رمل نہ کرے وجہ یہ ہے کہ اس میں عورت کے ستر کھل جانیکا اندیشہ ہے۔ عینی شرح کنز

۵۔ حجر اسود کو بوجہ ہجوم کے بوسہ نہ دے۔ اگر حجر اسود پر جگہ مل سکے تو بوسہ دے۔ و نیز رکن یمانی کو بوسہ دے لے کہ وہ حجر اسود کے بوسہ دینے کے حکم میں ہے دلیل یہ ہے کہ عورت کو غیر مرد سے ملکر چلنا منع ہے۔ عالمگیری

۶۔ نماز طواف بوجہ کثرت ہجوم کے مقام ابراہیم پر نہ پڑھے مسجد حرام میں کہیں اور پڑھ لے۔

۷۔ میلین اخضرین کے درمیان (سعی صفا و مروہ کے وقت) نہ دوڑے۔ عالمگیری۔ شرح نقایہ

دلیل۔ کیونکہ اس سے عورت کے ستر کھل جانیکا اندیشہ ہے۔ عینی شرح کنز

۸- صفا اور مروہ پر نہ چڑھے بسبب ہجوم کے - ہاں ہجوم نہ ہو تو ایسا کرے - فتاویٰ عالمگیری

۹- قصر کرے احرام سے نکلنے کے واسطے - کیونکہ سر منڈوانا عورت کیواسطے حرام ہے - عالمگیری - ہدایہ

دلیل - حدیث میں آیا ہے اِنَّمَا عَلَی النِّسَاءِ التَّقْصِیْرُ - رواہ ابوداؤد - دوم عورت کے واسطے سر منڈوانا مثلہ ہے یعنی مرد سے مشابہت کرنی ہے - جیسا کہ ڈاڑھی منڈوانا عورت سے مشابہت کرنی ہے - ہدایہ

فصل سوم معذور کا حج

ہم فقرہ کے مسئلہ ۳ و ۴ میں ذکر کر آئے ہیں کہ خارج العقل اور بیمار آدمی پر حج معاف ہے سائل ذیل اس شخص کے متعلق ہیں جو موقع حج پر موجود ہو اور بیمار یا بیہوش ہو جائے - چنانچہ ایسا شخص بذریعہ نائب اکثر افعال حج ادا کر سکتا ہے - حج کا جو سب سے بڑا رکن ہے یعنی وقوف عرفات اس میں اس شخص کی موجودگی ضرور ہے - یعنی اس شخص کو میدان وقوف میں لیجا کر ٹھہرا دیں اور اگر وہ احرام باندھے ہوئے ہے تب اس کا ساتھی اس کی طرف سے لبیک کہے - اور اگر احرام نہیں باندھا تھا تب اس کا ساتھی اس کی طرف سے احرام باندھے اور لبیک کہے تو اسکا حج صحیح ہے - دوسرا رکن حج کا طواف زیارت ہے تو اس کے واسطے اسکو کندھے پر اٹھا کر یا بٹھا کر پھرا کر طواف کرا دیں اور باقی افعال حج اس کی طرف سے نائب کرے -

۱۴۲- معذور کے افعال حج نائب کر سکتا ہے -

۱- اگر کوئی شخص بیہوش ہو جائے اور اسکا ساتھی اسکی طرف سے احرام باندھے تو اسکے متعلق دیکھو فقرہ - ۳۴ -

۲- اگر افعال حج کے ادا کرنیکے وقت تک کوئی بیہوش ہو تو فقہا کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ اس بیہوش سے افعال حج کرائے جاویں اور دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اسکی طرف سے اسکا ساتھی افعال حج ادا کرے - فتاویٰ عالمگیری

۱- فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مبسوط میں دوسرے قول کو اصح کہا ہے - ب - اگر کسی ایسے شخص نے جو اسکے رفقا سے نہیں ہے اس کی طرف سے احرام باندھا اور طواف کیا اور رمی کی تو بعض فقہا نے کہا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک جائز ہے - عالمگیری

۳- اگر کسی بیمار میں رمی کرنیکی طاقت نہیں تو کنکریاں اسکے ہاتھ پر رکھدینی چاہئیں تو یا تو وہ خود پھینکے یا جسکو وہ حکم کرے وہ پھینکے عالمگیری

۱۴۳- معذور کا وقوف عرفات

۱- جو شخص عرفات پر ایسی حالت میں گذرا کہ وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اس کی طرف اسکے ساتھی نے احرام باندھا اور لبیک کہی تو اس کا حج صحیح ہے - شرح وقایہ (دیکھو فقرہ - ۷۶ - مسئلہ ۹ -)

۲- اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد بیہوش ہوگیا اور ساتھی نے اسکی طرف سے حج کے ارکان ادا کئے مگر اس شخص کو وقوف کرایا اور بعد میں اسکو ہوش آیا تو حج اس کا صحیح ہے۔ از عالمگیری۔

تشریح: غرض معذور موقف میں لیٹا یا بیٹھا یا کسی طرح بھی موجود ہونا چاہیے گویا یہ رکن معذور خود ادا کرے اور باقی اسکا ساتھی ادا کرے

۱۴۴- معذور کا طواف

۱- اگر کسی بیہوش کو طواف کرایا اور طواف کے بعد اسکو افاقہ ہوا (یا دوران طواف میں اس کو افاقہ ہوا اور باقی طواف اس نے پورا کیا) تو اس کا طواف صحیح ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۲- اگر کسی معذور کو ساتھیوں نے طواف کرایا جبکہ وہ سوتا تھا تو اگر اسکی اجازت سے کرایا تو جائز ہی ورنہ نہیں۔ عالمگیری۔

۱- ہاں اگر وہ اجازت دیچکا تھا کہ مجکو طواف کرادینا اور پھر سوگیا تھا۔ تب جائز ہے۔ یا اگر اسکو اٹھا کر لیچلے یا مطاف پر لے گئے پھر وہ سوگیا۔ پھر اسکو طواف کرایا۔ تو جائز ہے[۱]۔ فتاویٰ عالمگیری

۳- اگر کسی کو اٹھا کر طواف کرایا تو اٹھانیوالوں کا اور اس شخص کا سب کا طواف صحیح ہوگا۔ اور اگر طواف کرانیکی اجرت مقرر ہوئی تھی تو وہ اجرت بھی لیں گے اور طواف بھی ان کا صحیح رہیگا۔ فتاویٰ عالمگیری

۱- اٹھانے والوں نے اپنے واسطے طواف کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو یا صرف اسی شخص کی طرف سے نیت کی ہو انکا طواف صحیح ہے[۲]۔ عالمگیری

۴- اگر کسی کو اٹھا کر طواف کرایا اور اٹھانیوالوں کا طواف عمرہ کا ہوا اور اس شخص کا طواف حج کا ہو یا برعکس تو یہ طواف صحیح ہوں گے۔ شرح طحاوی۔ (یعنی اگر معذور کا طواف حج کا ہو اور طواف کرانیوالوں کا عمرہ کا ہو تو معذور کا حج کا اور انکا عمرہ کا ادا ہوجائیگا)

۱- اگر اٹھانے والا بے احرام ہے تو اس شخص کا طواف جس بات کے واسطے ہے صحیح ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

۵- اگر کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے واسطے اجرت پر کچھ آدمی لاؤ جو مجکو طواف کرائیں اور پھر وہ سوگیا اگر ساتھی نے فوراً تعمیل کی تب طواف درست ہے ورنہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح: اگر وہ شخص یہ کہکر سوگیا اور تعمیل فوراً نہ کی گئی بلکہ ساتھی کسی کام میں لگ گیا اور وہ اجرت پر کئی آدمی لایا جنہوں نے سوتے کو طواف کرایا تو حسنؒ کے نزدیک اس صورت میں جائز نہیں۔ کیونکہ وہ شخص سوگیا اور اسکو حکم کئے ہوئے دیر ہوگئی تھی۔ ہاں اگر فوراً تعمیل حکم کی جاتی تو طواف جائز تھا۔ لیکن جن لوگوں نے طواف کرایا ان کی اجرت ضرور دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

---

[۱] کیونکہ ضمناً اس میں اجازت پائی جاتی ہے [۲] صرف اسی صورت میں طواف بغیر نیت صحیح ہے کیونکہ طواف کرنیوالے کو انہا کر طواف کرایا ہے ہیں (فتوحہ ۱۲)

باب ۴ فصل چہارم - بچوں کا حج باب ۴

نابالغ لڑکے لڑکیوں اور شیر خوار بچوں پر حج فرض نہیں ہے جیسا کہ ہم نفقہ - ۵ میں بیان کر آئے ہیں۔ مگر اکثر لوگ جو مع اہل و عیال حج کو جاتے ہیں وہ چھوٹے بچوں کو بھی حج کراتے ہیں۔ تو ہم ذیل میں یہ بتائیں گے کہ ایسے بچوں کو کس طریق پر حج کرایا جائے ✦ علماء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ لڑکا یا بچہ اگر حج کرے تو حج ہوگا یا نہیں۔ مگر فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ حج نفلی واقع ہوگا - دیکھو فقرہ - ۷ - شق ب -

۱۴۵ - بچہ کو احرام باندھیں یا اسکی طرف سے کوئی بڑا باندھے

۱ - چاہے لڑکے یا بچے کو احرام باندھیں - یا اُسکی طرف سے کوئی اور باندھ لے دونوں طرح درست ہے - فتاویٰ عالمگیری

۱ - اگر بچے کی طرف سے احرام باندھے تو چاہئے کہ بچے کو بے سلا لباس پہنائے اور آپ جو احرام باندھے تو اپنے احرام کے ساتھ اس کے احرام کی بھی نیت کرے - اور دونوں کی تلبیہ کہے - عالمگیری

۲ - اگر کوئی شخص معہ اہل و عیال حج کو جائے تو چھوٹے بچے کی طرف سے وہ شخص احرام باندھے جو اُس سے رشتہ میں قریب ہو فتاویٰ عالمگیری

۱ - اگر بچے کا باپ اور بھائی ساتھ ہوں تو باپ اُس کی طرف سے احرام باندھے - فتاویٰ عالمگیری

۱۴۶ - افعال حج بچہ کریگا یا اسکی طرف سے کوئی اور

۱ - اگر باپ اپنے بچے کو حج کرائے تو اگر بچہ خود ارکان ادا کرنیکے قابل ہے تو کرے ورنہ باپ اُسکی طرف سے کرے - محیط

۱ - حج کے افعال باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کر سکتا ہے مثلاً جمروں پر کنکریاں مارنی وغیرہ - فتاویٰ عالمگیری

تشریح - اگر اس نے اپنے واسطے حج کا احرام باندھا ہے اور بچے کی طرف سے بھی تو خود بھی افعال حج ادا کرے اور بچے کو گود میں لیکر اسکی طرف سے بھی کرے

۱۴۷ - جنایات و کفارات کا کون ذمہ دار ہوگا

۱ - اگر بچہ یا لڑکا بعض افعال حج کے ترک کرے تو اسکی اُسکو کوئی جزا نہیں دینی ہوگی - محیط سرخسی

۲ - اگر باپ نے اپنے بچے کی طرف سے احرام باندھا اور اُس سے کوئی ایسا فعل صادر ہوا جو احرام میں منع ہے تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی (نہ اُسکو نہ اُسکے ولی کو) - فتاویٰ عالمگیری -

۱ - لازم ہے کہ بچہ کو ممنوعات احرام سے بچائے مگر پھر بھی اگر اسنے ممنوعات میں سے کچھ کیا مثلاً اگر بچے نے حالت احرام میں شکار کیا - تب بھی اس پر کچھ جزا لازم نہوگی - شرح طحاوی و فتاویٰ عالمگیری

۳ - اگر بچہ کا حج فاسد ہوگیا تو اسپر قضا لازم نہوگی - فتاویٰ عالمگیری -

باب ۴۸ **فصل پنجم - حج یا قربانی کی نذر ماننا** باب ۴۸

دیکھو فقرہ ۴

حج کا واجب ہونا دو طریق پر ہوتا ہے۔ یا تو انسان میں شرائط موجود ہونے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہوتا ہے یا انسان خود اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے۔ مثلاً زبان کر کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائیگا تو میں ایک حج کروں گا۔ نذر یا شرطیہ ہوتی ہے یا بلا شرط۔ صورت اوّل میں جب شرائط پوری ہوں تب نذر کا پورا کرنا واجب ہے اور صورت دوم میں یوں ہی نذر کا پورا کرنا واجب ہوگا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک نذر کا پورا کرنا ضروری ہے۔ جزا دینے سے اسکی تلافی نہیں ہو سکتی۔

۱۴۸۔ حج کی نذر ماننے کے مختلف طریق معہ احکام شرعی

حج کی نذر ماننے کے مختلف طریقے	حکم شرعی	
۱۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام ہے ۲۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام حج ہے	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے (حج یا عمرہ میں سے جو نیا چاہے کرے)	عالمگیری
۳۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ تک کیا مکہ تک پیدل چلنا واجب ہے اگر اس میں یہ بھی تعین کیا کہ حج یا عمرہ پیادہ چلکر کروں گا تو پیدل چلکر کرنا واجب ہے۔	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے	〃

کہاں سے کہاں تک پیدل چلے۔ (۱) جہاں سے احرام باندھے وہاں سے پیدل چلے بموجب ایک قول۔ (۲) گھر ہی سے پیدل چلے بموجب ایک قول۔ محیط اور فتاوی قاضی خاں میں لکھا ہے کہ یہی دوسرا قول صحیح ہے

(۲) حج میں طواف زیارت کے بعد اور عمرہ میں طواف دسمی کے بعد پیدل چلنا چھوڑ دے کیونکہ اسنے نذر پوری عبادت پیدل چلکر کرنے کی مانی ہے۔ تو پوری عبادت طواف زیارت کے بعد ختم ہوتی ہے۔ ہدایہ

(۳) اگر پورے راستہ یا راستہ کا بہت سا حصہ سواری پر چلے تو ایک قربانی جزا میں دینی ہوگی اور اگر کم راستہ سواری پر چلے تو اسی تناسب سے قربانی دے۔ ہدایہ

(۴) بعض فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ چاہے پیدل چلے چاہے سوار ہو کر لیکن تبیین میں لکھا ہے کہ پیدل ہی چلنا صحیح ہے۔

(۵) اگر مسافت بعید ہو اور پیدل چلنا شاق گذرے تب سواری پر جانا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

۴۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حرم تک یا مسجد حرام تک پیدل چلنا واجب ہے ۔ — حج یا عمرہ کرنا لازم ہے (زندھاحین) — عالمگیری
امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ صفا و مروہ تک پیدل چلنا واجب ہے ۔ — ایسی نذر صحیح نہیں — عالمگیری

۶۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا بیت اللہ کی طرف نکلنا یا بیت اللہ کو سفر کرنا یا بیت اللہ میں آنا واجب ہے ۔ — — — — — — — تو یہ نذر صحیح نہیں (زندھاحین) — عالمگیری

۷۔ اللہ تعالیٰ کی واسطے میرے ذمہ یہ بکری بیت اللہ یا کعبہ یا مکہ یا حرم یا مسجد الحرام یا صفا و مروہ تک ہدی ہے ۔ — حج یا عمرہ کرنا لازم ہے (زندھاحین) — عالمگیری
امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر کچھ واجب نہیں۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حج فرض دوبارہ واجب ہے ۔ — — — کچھ لازم نہیں ہوگا — محیط

۹۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں دو حج واجب ہیں — — دو حج کرنے دو سال میں واجب ہونگے — عالمگیری

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں دس حج واجب ہیں — — دس حج دس سال میں واجب ہونگے — عالمگیری

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں سو حج واجب ہیں — — سو حج سو سال میں واجب ہونگے — عالمگیری

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں آدھا حج واجب ہے — — ایک حج کرنا لازم ہوگا — عالمگیری

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایسا حج ہے کہ جس میں نہ طواف زیارت کرونگا نہ وقوف عرفات کرونگا — 〃 — قاضیخاں

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ تین حج واجب ہیں اور اس نے ایک سال میں تین آدمیوں سے تین حج کرائے — تین حج اس پر لازم ہیں — عالمگیری
تو اگر وہ حج کا وقت آنے سے پہلے مرگیا تب تو تینوں حج جائز ہوئے۔ اور اگر حج کے وقت پر زندہ ہے تو برابر تین سال تینوں حج کرے ۔ فتاوی عالمگیری۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حج ہے (یا حج واجب ہے) اگر میں اچھا ہو جاؤں (یہ مریض نے کہا) اور وہ اچھا ہوگیا۔ — — — — — — تو حج کرنا اس پر لازم ہوگا — عالمگیری

ا۔ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا تب بھی حج واجب ہوا۔ کیونکہ حج تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہوتا ہے

ب ۔ اگر اچھا ہوا اور حج ادا کیا تو یہ حج فرض ادا ہو جائیگا ۔ عالمگیری

۱۴۹۔ قربانی کی نذر ماننے کے مختلف طریق معہ احکام شرعی

(قربانی کی نذر اکثر ذیل کے طریقہ پر مانتے ہیں)

۱۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک ہدی ہے — — — تو ایک بکرا ان آرہا ہے — عالمگیری

ا۔ اگر کسی ہدی کو معین کردیا ہے تو اس صورت میں وہی ہدی واجب ہوگی ۔ فتاوی عالمگیری۔

ب۔ اگر ہدی نذر مانی ہے تو اس کی قیمت بھی خیرات کی جاسکتی ہے ۔ فتاوی عالمگیری۔

۲- اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک بدنہ ہے — — — — | توجہ بدنہ چاہیے قربانی کرے | عالمگیری

۱- اگر دو قسموں (یعنی اونٹ اور گائے) میں سے کسی خاص قسم کو معین کیا تو وہی بدنہ واجب ہوگا جو معین کیا (یعنی اونٹ واجب ہوگا اگر عاجز ہو کی نذر مانی (یعنی اگر یہ نذر مانی کہ اونٹ قربانی کرونگا۔ اور بدنہ نہ کہا) تب بھی اونٹ کی قربانی واجب ہوگی — فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ جس قسم کی ہدی نذر میں مانی جائے اسی قسم کی دینی چاہیے اس سے کم قیمت کی ندیجائے ہاں زیادہ درجہ کی دینے کا مضائقہ نہیں۔ مثلاً بدنہ نذر میں مانا ہے تو بکری نہیں دے سکتا۔ اور اگر بکری نذر میں مانی ہے تو بدنہ دینے کا مضائقہ نہیں — فتاویٰ عالمگیری

ذبح - اگر ہدی مانی ہے تو بالاتفاق حرم ہی میں ذبح ہونی چاہیے۔ اور اگر جزور مانی ہیں تو بالاتفاق غیر حرم میں ذبح ہو سکتے ہیں۔ اگر بدنہ مانا ہے تو (اور حالیکہ کہیں ذبح کرنیکی نیت نہ کی تھی) اس میں اختلاف امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک جہاں چاہے ذبح کرے۔ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک مکہ میں ذبح کیا جانا ضرور ہے — شرح مجمع البحرین (تصنیف ابن ملک) و فتاویٰ عالمگیری —

باب ۴ فصل ششم - حج کرنے سے رک جانا اور حج ہاتھ نہ لگنا باب ۴

اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی ایسی بات پیش آئے کہ حج کو نہ جا سکے - مثلاً بیمار ہو جائے - یا دشمن کے خوف سے نہ جا سکے تو ایسا شخص محصر ہے - اور اگر حج کو گیا اور کوئی ایسی بات پیش آئی کہ عید کی صبح تک وقوف عرفات نہ کر سکا تو ایسا شخص فائت الحج ہے - یعنے اُسکا حج فوت ہو گیا + محصر گو ہدی بھیج کر احرام اتار سکتا ہے مگر اسطرح کہ ایک ہدی قربانی کے واسطے مکہ شریف بھیجدے اور اسکے ذبح کا وقت مقرر کر دے جب وہ وقت گذر جائے تو احرام اتارے + محصر کو سال آیندہ میں ایک حج کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا پڑتا ہے مگر فائت الحج کو صرف ایک ہی حج کی قضا دینی پڑتی ہے - مگر اصل یہ ہے تو اسکے ذمہ بھی وہی ایک حج اور ایک عمرہ ہو جاتا ہے - کیونکہ احرام کھولنے کے واسطے تو اُسکو عمرہ کرنا ہی پڑتا ہے اور حج سال آیندہ

{ دیکھو فقرہ ۸-۹ }

۱۵۰ - احصار و محصر کے معنے و مطلب

۱- احصار کے معنے روک لینا - محصر کے معنے روکا گیا (س کے زبر سے)

۲- محصر وہ شخص ہے جس نے احرام باندھا۔ اور پھر جس کام کے واسطے احرام باندھا تھا اس کے ادا کرنے سے روکا گیا خواہ وہ رُکنا دشمن کے خوف یا مرض کے غلبہ یا عضو کے ٹوٹ جانے یا زخمی ہو جانے کی وجہ سے ہو یا اور کوئی ایسی وجہ ہو جو اس چیز کے پورا کرنے سے جسکا احرام باندھا ہے حقیقۃً یا شرعاً مانع ہو - (نزد امام اعظمؒ - عالمگیری

۱- اگر حج سے روکا گیا اسکے بعد احصار واقع ہوا تو وہ محصر نہیں ہے — ہدایہ

وجہ یہ کہ حج کا سب سے بڑا رکن پورا کر چکا ہے اور اب احصار کی وجہ سے اُس کا حج فوت نہیں ہوگا۔ ہاں یہ ہے کہ وہ احرام نہیں اتار سکتا جبتک کہ طواف زیارت نہ کر لے - اگر طواف زیارت وقوف مزدلفہ (رمی جمار) تک نہ کر سکا یہاں تک کہ ایام تشریق گذر گئے تو اس کے ذمہ چار قربانیاں ہو جائیں گی - یعنی شرح کنز و ہدایہ

+ اگر کوئی شخص وقوف عرفات پر قادر ہو تو وہ محصر نہیں ہے اور اگر اسکے بعد طواف پر قادر نہیں ہے تو حج اس کا ہو گیا - چاہیے کہ قربانی طواف کے بدلے ذبح کرے اور احرام سے باہر ہو جائے —

۲۔ اگر کوئی شخص وقوف عرفات نہ کرسکا مگر اسکے بعد طواف زیارت کیا تو وہ محصر نہیں ہے بلکہ وہ فائت الحج ہے اسکو چاہئے کہ ایک طواف اور کرکے احرام کھولے اور طواف زیارت کے بدلہ قربانی کرے۔ اور اس حج کو سال آیندہ میں کرے کفایہ

۳۔ اگر کعبہ شریف میں کوئی امر مانع ہوا کہ وقوف عرفات اور طواف زیارت نہ کرسکا تو وہ بھی محصر ہے کیونکہ وہ بھی کل حج کرنے سے معذور ہے۔ گویا یہ ایسے شخص کے مانند ہے جو زمین میں دھنس گیا ہو۔ ہدایہ کفایہ

بعضوں کے نزدیک اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کی رائے میں اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ کہتے ہیں کہ محرم حرم کے اندر محصر ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ اگر دشمن مکہ میں غالب ہو اور خانہ کعبہ تک بھی نہ جانے دے تو اس صورت میں وہ شخص محصر ہوسکتا ہے لیکن یہ اختلاف رائے صحیح نہیں ہے۔ صحیح وہی ہے جو پہلے لکھا گیا۔ ہدایہ کفایہ

۴۔ اگر عورت نے احرام باندھا اور اسکے بعد اس کا خاوند یا محرم مرگیا تو وہ محصر ہے۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۵ مسئلہ ۱)

۱۔ اگر محرم راستہ میں مرگیا اور مکہ معظمہ وہاں سے تین دن یا اس سے زیادہ کے فاصلہ پر ہے تو وہ محصر ہے۔

۵۔ اگر عورت نے نفلی حج کا احرام باندھا پھر خاوند نے حج کرنے سے روک دیا (بلا اجازت خاوند باندھا تھا) تو وہ محصر ہے۔ عالمگیری

۶۔ اگر عورت نے نفلی حج کا احرام باندھا پھر خاوند یا محرم ساتھ جانیکو نہ مل سکے تو وہ محصر ہے۔ عالمگیری

۷۔ غلام یا لونڈی اگر احرام باندھیں تو انکا احرام کھلوا سکتا ہے (ظاہر ہے کہ یہ احرام نفلی حج کا ہوگا)۔ عالمگیری

۸۔ اگر کسی نے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کرنے سے رُک گیا تو وہ علماء حنفیہ کے نزدیک محصر ہے لیکن امام مالکؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک عمرہ میں احصار نہیں ہے۔ عینی شرح کنز، کفایہ

دلیل۔ (ح) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر اصحاب مقام حدیبیہ میں محصر ہوگئے تھے حالانکہ سب کے سب معتمر ہی تھے۔ لہٰذا عمرہ میں احصار ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسے حج کا احرام آثار نا محصر کو اسواسطے ضرور ہوتا ہے کہ وہ احرام کی تکالیف سے آزاد ہوجائے۔ اسیطرح عمرہ سے رُک جانے والے کے واسطے عمرہ کا احرام آثار نا بھی ضرور ہوتا ہے۔ لہٰذا عمرہ سے رُک جانیوالا بھی محصر ہوا۔ امام مالکؒ و امام شافعیؒ کی یہ دلیل ہے کہ عمرہ ہر وقت کیا جاسکتا ہے اس کا کوئی خاص وقت معین نہیں ہے اور حج کا ایک خاص وقت معین ہے کہ احصار کی صورت میں وہ وقت گذر جائے تو پھر نہیں مل سکتا۔ اور عمرہ کے متعلق یہ بات نہیں ہے۔ عینی شرح کنز۔ کفایہ

۲۔ دشمن یا بیماری کی وجہ سے نزد امام اعظمؒ اور صرف دشمن کی وجہ سے نزد امام شافعیؒ محرم حج کرنے سے باز رہ سکتا ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ (امام شافعیؒ ہدی خانہ کعبہ میں بھیجکر احرام آثار نا صرف اسی شخص کے واسطے شرعاً رست ہے جو دشمن کی وجہ سے رکا ہو کیونکہ اسکو دشمن سے نجات نہیں مل سکتی جبتک کہ احرام نہ اُتارے (ح) وجہ یہ کہ دشمن تو اس کے حج کرنے کے مانع ہے، لہٰذا اگر بیماری سے رکا اور احرام آثار نا تو اس طرح بیماری سے نجات تو نہیں ملیگی۔ تو معلوم ہوا کہ بیماری کی وجہ سے احصار درست نہیں۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ احصار کا لفظ جو کلام مجید میں آیا ہے اس کا اطلاق بیماری سے رُک جانے پر بھی اہل لغت کے نزدیک درست ہے۔ بلکہ احصار بیماری سے رُک جانے ہی کے واسطے آثار ہا اور حصر دشمن سے رُک جانے کے واسطے ۔۔۔ اگر علماء شافعی کے قول کو تسلیم ہی کرلیا جائے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ اگر کوئی شخص احرام باندھ کر بیمار ہوجائے تو وہ مدت تک احرام ہی باندھے اور یہ بڑی دقت ہے لہٰذا اس دقت کے رفع کرنے کو لازم ہوا کہ احرام آثار دے۔ ہدایہ

۱۔ شرح آثار میں امام طحاوی نے جو علقمہ سے روایت کی ہے وہ علماء حنفیہ کے واسطے دلیل ہے کہ عمرہ میں بھی احصار ہوتا ہے اور علاوہ دشمن سے روکے جانیکے اور وجہ سے بھی احصار ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اسطرح آیا ہے۔ قَالَ لَدِغَ صَاحِبٌ لَنَا وَهُوَ مُحْرِمٌ بِعُمْرَةٍ۔ فَذَكَرْنَاهُ لِابْنِ مَسْعُودٍ۔ فَقَالَ يَبْعَثُ الْهَدْيَ وَيُوَاعِدُ اَصْحَابَهُ مَوْعِدًا۔ فَاِذَا نَحَرَ عَنْهُ حَلَّ۔ فِيْ بَابِ اِلَى جَرِيْرٍ۔ عَنِ الْاَعْمَشِ۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ

بلہ اگر ان دونوں میں سے ایک سے رُکا تو احصار ثابت نہیں ہوگا۔ شرح وقایہ

یَزِیْدَ - قَالَ - قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ - تُمَّ عَلَیْہِ عُمْرَۃٌ بَعْدَ ذَالِکَ - مطلب یہ ہے کہ علقمہ نے کہا کہ ایک شخص کو ساتھ لے کا اور وہ عمرہ کا محرم تھا - تو بنے اسکا ذکر ابن مسعود سے کیا - وہ بولے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ ایک ہدی بھیجدے اور بھیجنے والوں سے اسکے ذبح کا وقت مقرر کرلے - اور جب ہدی ذبح ہو جائے تو یہ احرام کھولدے اور اسکے بدلہ پھر عمرہ کرے

۴- محرم اگر بیمار ہو جائے (کہ چل نہ سکے یا چلنا نقصان دے) یا دشمن کا خوف ہو (دشمن مسلمان ہو یا کافر یا درندہ) یا (عورت کا خاوند یا محرم راستہ میں فوت ہو جائے - یا راستہ میں خرچ جاتا رہے - یا کرایہ کا جانور ہلاک ہو جائے (اور پیدل نہ چل سکے) تو وہ شخص محصر ہے - یعنی شرح کنز - عالمگیری

۱۵۱ محصر احرام کس طرح کھولے

ا- احرام سے اس طرح باہر ہو کہ ایک ہدی کا جانور مثلاً بکری کسی شخص کے ہاتھ بھیجدے کہ حرم میں ذبح کرے یا قیمت بھیجدے کہ وہاں ہدی خرید کر ذبح کیجائے - ذبح کا وقت اور دن مقرر کرے کہ اس کے بعد گھر بیٹھے ہی احرام اتار دے - حلق یا قصر کی ضرورت نہیں (نزد امام اعظم) - لیکن امام شافعی کے نزدیک ایک قربانی اس مقام پر جہاں احصار واقع ہوا ہے ذبح کر دینی کافی ہے پھر احرام کھولدے - ہدایہ - کفایہ

دلیل - جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں محصر ہو گئے تھے تو آپنے حلق کیا تھا اور اصحاب کو بھی کرایا تھا - (دیکھو فقرہ ۱۹۰) طرفین کی یہ دلیل ہے کہ حلق یا قصر صرف اسی وقت عبادت گنی جاتی ہے جبکہ اعمال حج کی ترتیب میں ہو - اور بغیر حج ادا کئے ان کو عبادت نہیں شمار کر سکتے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نے جو حلق کیا تھا وہ اس وجہ سے کیا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ بس اب سب کے واپس جانیکا عزم بالجزم ہو گیا ہے - ہدایہ - کفایہ

و- اگر کسی نے یہ بھی شرط کرلی تھی کہ قربانی ذبح کرنے کے واسطے نہیں بھیجیگا تب بھی قربانی بھیجنی ہوگی - فتاوی عالمگیری

ب- قربانی ذبح ہونے سے پہلے اگر کوئی ایسا فعل کیا جو احرام کی حالت میں منع ہے تو جزا لازم ہوگی - فتاوی عالمگیری

ج- اگر قربانی ذبح کرنے کے وعدے کے دن اس گمان پر احرام سے باہر ہو گیا کہ قربانی ذبح ہو چکی ہوگی پھر معلوم ہوا کہ قربانی اس روز ذبح نہیں ہوئی تھی تو سمجھا جائیگا کہ وہ حالت احرام ہی میں تھا اور وقت سے پہلے احرام سے باہر ہونے کی وجہ سے اسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر اپنے وعدہ کے روز قربانی ذبح ہو گئی مگر اس نے احراماسی دن ذبح ہونے سے کچھ پہلے کھولدیا تو بطور استحسان کے جائز ہے عالمگیری

د- اگرچہ سر منڈانا شرط نہیں ہے تاہم سر منڈوالے تو بہتر ہے - فتاوی عالمگیری

ر- امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک واجب نہیں ہے کہ سر منڈائے یا بال کتروائے لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ضروری ہے کیونکہ سر منڈوانا اسکو نقصان نہیں دیتا - ہاں اگر مناسک وہ ادا نہیں کر سکتا - لیکن اگر نہ سر منڈوایا اور نہ بال کتروائے تب بھی کچھ جزا واجب نہ ہوگی - کفایہ - یعنی شرح کنز

۲- مفرد کو ایک اور قارن کو دو ہدی بھیجنی چاہئے - ہدایہ

ا- اگر مفرد ہدی بھیجے تو پہلی ہدی کی قربانی پر احرام سے باہر ہو سکتا ہے - دوسری ہدی نفلی ہے - فتاوی عالمگیری

ب- قارن دو قربانیوں کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہوگا اور اگر قارن صرف ایک ہدی بھیجکر احرام حج سے باہر ہونا چاہے اور عمرہ کے واسطے ہدی نہ بھیجے تو دونوں احراموں میں سے کسی سے باہر نہیں ہو سکتا - کیونکہ شرعاً ایک ہی دفعہ دونوں احراموں سے

باہر ہونا چاہئے ۔ ہدایہ ۔ عینی شرح کنز ۔

۳ - ذیل کی صورتوں میں ایک یا دو قربانی بھیجنے میں اختلاف ہے ۔ فتاوی عالمگیری

ا ۔ اگر احرام میں نہ حج کی نیت کی تھی نہ عمرہ کی تو ایک ہی قربانی بھیجے ۔ عالمگیری

ب ۔ اگر احرام معین کرکے بھول گیا کہ حج کا تھا یا تمتع وغیرہ کا تو ایک ہی قربانی بھیجے ۔ عالمگیری

ج ۔ اگر دو حج یا دو عمروں کا احرام ہے تو صاحبین کے نزدیک ایک قربانی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو قربانیاں بھیجے ۔ فتاوی عالمگیری

۱۵۲ - ہدی بھیجنے کے بعد اگر احصار واقع ہو یا احصار پر احصار واقع ہو تو کیا کرے

ا ۔ محصر اگر ہدی بھیج چکے اس کے بعد احصار زائل ہو جائے تو اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں (نزد امام اعظم) ہدایہ عینی شرح کنز ۔

(۱) ایسے وقت احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو نہ ہدی مل سکے گی اور نہ حج ۔ تو اس کو حج کو جانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اصلی مقصد یعنے حج تو مل ہی نہیں سکتا ۔ چاہے کہ صبر کرے اور احرام اتارے ۔ اگر حج کو چلا جائے اور عمرہ کرکے احرام سے باہر ہو جائے تو جائز ہے ۔ کیونکہ جس کا حج فوت ہو جاتا ہے تو وہ عمرہ ہی کرکے احرام اتارتا ہے اگر اس نے ایسا کیا تو سال آیندہ عمرہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا صرف حج کرنا پڑیگا ۔ عینی شرح کنز ۔ کفایہ ۔ ہدایہ

(۲) ایسے وقت احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو ہدی اور حج دونوں مل جائیں گے ۔ تو اس کو حج کو جانا ضروری ہے کیونکہ جو مانع تھا وہ تو جاتا رہا اس سے پیشتر کہ اس کا بدلہ دیا جائے یہ ہدی اب اس کی ملکیت ہے جو چاہے اسکو کرے کیونکہ جس بات کے واسطے یہ بھی تھی وہ بات تو جاتی رہی ۔ عینی شرح کنز ۔ کفایہ

(۳) اگر ایسے وقت میں احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو ہدی تو مل سکتی ہے مگر حج نہیں مل سکتا تو لاچار احرام کھولے کیونکہ جو چیز اصل ہے (یعنی حج) وہ تو ہاتھ لگ ہی نہیں سکتی ۔ ہدایہ

(۴) اگر ایسے وقت میں احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو حج تو مل سکتا ہے مگر ہدی نہیں مل سکتی تو استحساناً احرام کھولنا درست ہے ۔ لیکن امام زفر کہتے ہیں کہ اس صورت میں اس کو احرام کھولنا جائز نہیں ۔ اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ اصل چیز تو حج ہے وہ اسکو مل سکتا ہے ۔ نو کیوں نہ جائے ۔ ہدایہ

نتیجہ ۔ حج سے احصار واقع ہونے کی صورت میں یہ چوتھی صورت صاحبین کے موافق نہیں ہے ۔ کیونکہ احصار کی قربانی ان کے نزدیک یوم نحر میں کیجاتی ہے اور حج کا وقت اس سے پہلے ہو جاتا ہے یعنے وقوف عرفات ۔ تو ممکن نہیں کہ حج تو اسکو ملجائے اور ہدی نہ ملے ۔ (ہاں عمرہ کی احصار کی قربانی بالاتفاق ضروری نہیں کہ یوم نحر کو ذبح کیجائے) ۔ استحساناً احرام کھولنا اسواسطے درست ہے کہ اگر وہ شخص حج کرنے چلا جائے تو قربانی کا جانوریوں ہی ضائع جائیگا اور جو اس شخص کا مطلب تھا کہ ہدی بھیج کر احرام کھولدوں وہ بھی حاصل نہ ہوگا مال کا ضائع کرنا بھی تقریباً جان کے ضائع کرنے کے برابر ہے جس طرح جان کا ضائع ہونا عذر ہوا کرتا ہے اسی طرح مال کا ضائع کرنا بھی عذر ہے ۔ ہاں حج کو جانے کے واسطے یہ دلیل قوی ہے کہ وعدہ کا پورا کرنا کہ جس کا احرام باندھ چکا ہے زیادہ ضروری ہے ۔ انہ کفایہ

امام زفر یہ دلیل پیش کرتے ہیں ۔ کہ جب اصل مل گئی تو اس کے قائمقام سے کیا غرض یہی لہذا حج کی طرف روانہ ہو جائے ۔ اور ہدی کا کچھ خیال نہ کرے ۔

۲ - محصر کا اگر ہدی بھیجنے کے بعد ایک احصار دور ہوا اور دوسرا واقع ہوا تو اگر اتنا وقت ہے کہ اگر یہ احصار نہ ہوتا تو وہ ہدی تک پہنچ سکتا تو دوسرے احصار کی ہدی کی نیت یہاں ہی کرلے تو وہی ایک ہدی کافی ہوگی ورنہ دوسری ہدی بھیجنی ہوگی ۔ عالمگیری

تشریح - مگر یاد رہے کہ اگر دوسرے احصار کی ہدی کی نیت اس ہدی کے ذبح ہونے کے وقت سے پہلے کرلی تب تو نیت درست ہے ورنہ نہیں - عالمگیری

۱۵۳ احصار کی ہدی کب اور کہاں ذبح کیجائے

۱- حج یا عمرہ کے احصار کی ہدی حرم میں بھیجی جائے اور وہاں ذبح ہو کیونکہ خاص دنوں میں خاص موقع پر اس ہدی کا ذبح ہونا عبادت ہے — ہدایہ دیکھو فقرہ - ۱۶۲

۲- یہ ہدی صاحبین کے نزدیک عید ہی کے روز ذبح ہونی چاہیے اگر حج کے متعلق ہے اور اگر عمرہ کے متعلق ہے تو بالاتفاق جب چاہے کرے لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک حج کے متعلق ہدی بھی عید سے پہلے ذبح کیجا سکتی ہے - ہدایہ عینی شرح کنز

دلیل ۱ - جبکہ یہ بات ہے کہ ایک خاص وقت اور خاص جگہ ہدی کا ذبح کرنا عبادت شمار کیا جاتا ہے تو اگر اسکے خلاف کیا گیا تو عبادت کہاں رہی - اور جب عبادت نہ رہی تو حلال ہونا اس کی وجہ سے کس طرح درست ہوگا - اس امر پر خدا تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے :- وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ - اور ہدی کے متعلق کہا جا چکا - کہ وہ جانور ہے - جو بنظر عبادت حرم میں ذبح کرنے کے واسطے بھیجا جائے — ہدایہ

دلیل ۲ (امام شافعیؒ) - احصار کی ہدی کے واسطے استثنائی صورت ہے اور اس کا حرم میں ذبح کیا جانا ضروری نہیں کیونکہ شرع نے اس ہدی کے واسطے خاص طور پر اجازت دی ہے تاکہ وقت رفع ہو اور اگر حرم میں ذبح کیا جانا مخصوص کردیں تو پھر وقت آن پڑتی ہے - علماء حنفیہ کا یہ جواب ہے کہ وقت ہی رفع کرنے کو تو ایسا کیا جاتا ہے - اور یہ کیا کچھ کم وقت رفع ہو جاتی ہے کہ احرام گھر بیٹھے اتار لیا اور ہدی بھیجدی - اس قدر رفع وقت کافی ہے - ہدایہ

دلیل ۳ - احصار حج کی ہدی ایسی ہے جیسے قران و تمتع کی اور ان دونوں کی ہدی روز عید سے پہلے ذبح کرنی جائز نہیں اور نیز اس ہدی کا ذبح کرنا ایسا ہے جیسے حلق یا قصر کرنا کہ اس سے احرام اتارا جاتا ہے اور حلق تو عید سے پہلے جائز ہی نہیں لہذا احصار کی ہدی بھی قربانی کرنی عید سے پہلے درست نہیں — ہدایہ دیکھو فقرہ - ۱۶۲ -

دلیل ۴ - امام اعظمؒ کہتے ہیں کہ یہ ہدی تو شکل کفارہ کی ہدی کے ہے یہاں تک کہ اس کا گوشت کھانا بھی محصر کو روا نہیں (دیکھو فقرہ ۱۶۲) لہذا مکان کی قید اسپر لازم آتی ہے اور زمان کی نہیں - جیسے کفارہ کے ہدی کا قاعدہ ہے بخلاف تمتع و قران کی ہدی کے کہ وہ کفارہ کی ہدی نہیں ہے اور نیز بخلاف حلق کے کیونکہ حلق سے ایک خاص وقت میں احرام سے باہر ہو سکتا ہے اور وہ وقت وقوف عرفات کے بعد ہے یعنی جبکہ حج کا بڑے سے بڑا رکن پورا ہو جاتا ہے اور احصار کی ہدی کی صورت میں گویا بڑا رکن ادا ہی نہیں کیا جاتا گویا اس سے بہت پہلے احرام سے باہر ہو جاتا ہے لہذا اس کی اس کے ساتھ کیا تشبیہ — ہدایہ

۱۵۴ محصر سال آئندہ میں بدلہ کیونکر دے

۱- اگر حج کا احرام اتارا ہے تو اسکے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہیے — ہدایہ - شرح وقایہ

۱- ابن عباس و ابن عمر سے اسیطرح روایت کیا گیا ہے - کہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہیے - وجہ یہ ہے - کہ چونکہ حج کرنے سے رک گیا تو اسکے بدلہ ایک حج کرنا ضرور ہوا - اور عمرہ اسوجہ سے واجب ہوا کہ جب حج کرنے سے رک گیا تو مانند فائت الحج کے ہوا (یعنے جسکا حج فوت ہو گیا) جسکو احرام اتارنے کے واسطے عمرہ کے افعال کرنے ہوتے ہیں - اب چونکہ وہ اس سال محصر ہے (یعنے خانہ کعبہ تک جا ہی نہیں سکتا کہ عمرہ کرے اور احرام کھولے) تو اسکے ذمہ سال آئندہ میں ایک حج اور ایک عمرہ واجب ہوگا - کفایہ

ب۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر حج کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ صرف ایک حج ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ صرف حج سے محصر ہوا ہے اور قربانی بھیجکر احرام کھولدیا ہے تو بس اس کے ذمہ صرف حج ہی ہے اور عمرہ نہیں ہے۔ کفایہ۔ عینی شرح۔

ج۔ اگر احرام اتارنے کے بعد احصار زائل ہوگیا اور حج کا وقت باقی تھا کہ حج کیا تو اب وہ جزا کا حج وعمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا اس حج میں قضا کی نیت نہیں کیجائے گی۔ غایۃ السروجی (شرح ہدایہ) دیکھو فقرہ ۱۵۲

۲۔ اگر عمرہ کا احرام اتارا ہے تو اُس کے بدلہ صرف ایک عمرہ ادا کرنا چاہئے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

۳۔ اگر قرآن کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور دو عمرے ادا کرنے چاہئیں۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

دلیل۔ بدلہ میں ایک حج اور دو عمرہ ادا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک حج اور ایک عمرہ تو اصلی حج اور عمرہ کے بدلہ دینا ہوگا۔ اور دوسرا عمرہ اسواسطے کہ اُس سے حج اور عمرہ فوت ہوا اُسکی جزا میں دینا پڑا۔ کیونکہ جب احرام باندھ چکا تو دونوں چیزیں ادا کرنی ضرور ہوئیں۔ ہدایہ

دلیل۲۔ ہمارے خیال میں سیدھی دلیل یہ ہے کہ جب قران فوت ہوا تو عمرہ کے بدلہ تو ایک عمرہ کرنا ہوگا۔ اور حج کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ۔ یعنے ایسے شخص کو دو عمرہ اور ایک حج بدلہ میں دینا ہوگا۔ مصنف

ا۔ اگر قارن مکہ میں داخل ہوا اور اس نے طواف کیا اور وقوف عرفات سے پہلے محصر ہوگیا تو وہ حج کے بدلہ سال آیندہ میں ایک حج اور ایک عمرہ کریگا اور عمرہ کے بدلہ عمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔ (کیونکہ طواف کرلینے سے عمرہ کا بار سبکدوش ہوگیا تھا) کفایہ

ب۔ اگر قارن کا احصار زائل ہوجائے اور پھر قران کرے تو جزا کا عمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔

۴۔ اگر ایسا احرام اتارا ہے جسمیں نہ حج کی نیت تھی نہ عمرہ کی تو اسکے بدلہ استحساناً ایک ہی عمرہ کرنا ہوگا۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۳۵)

۵۔ اگر ایسا احرام اتارا ہے جسکو معین تو کیا تھا کہ حج یا تمتع وغیرہ کا ہے لیکن بھول گیا تو بدلہ اسکے ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہئے۔ فتاویٰ عالمگیری دیکھو فقرہ ۳۵

۱۵۵۔ حج فوت ہوجانا

۱۔ حج اُس حالت میں فوت ہوجاتا ہے جبکہ محرم عید کی صبح تک وقوف عرفات نہ کرسکے۔ ہدایہ۔ کفایہ

۲۔ جب حج فوت ہوجائے تو لازم ہے کہ طواف خانہ کعبہ وسعی صفا ومروہ کی کرکے احرام اتارے (یعنی عمرہ کرکے احرام اتارے) اور یہ حج سال آیندہ میں کرے اور قربانی واجب نہیں۔ ہدایہ۔ کفایہ

دلیل ۱۔ بروایت ابن عمر و ابن عباس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ فَاتَهُ عَرَفَةُ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ۔ فَلْيَجْعَلْ إِحْرَامَهُ عُمْرَةً۔ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ۔ رواہ الدارقطنی

دلیل ۲۔ جبکہ حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس سے خارج ہونا بغیر حج یا عمرہ کے درست نہیں۔ چنانچہ جس صورت میں کوئی احرام باندھے اور حج یا عمرہ کی نیت نہ کرے اور نہ دل میں ہی ایسی نیت کرے۔ تو وہ بھی احرام سے باہر نہیں ہوسکتا جبتک کہ حج یا عمرہ نہ کرے۔ اور جب ان دونوں میں سے کسی کو معین نہیں کیا ہے تو عمرہ کرنا ہی پڑیگا (دیکھو فقرہ ۳۵) اور اس غلطی کی وجہ سے قربانی

ط جس سے رات تک بھی وقوف عرفات ہوسکا تو اسکا حج فوت ہوا۔ اسکو چاہئے کہ عمرہ کے احرام کھولدے اور اسکے ذمہ ایک حج باقی رہیگا۔

لازم نہیں ہوگی کیونکہ حج کے فوت ہونے کی صورت میں بھی جزا عمرہ ہی ہوتی ہے جو بجائے قربانی کے ہوتی ہے یہی صورت محصر کی ہے کہ اس کو بھی عمرہ ہی جزا دینی ہوگی قربانی نہیں ہوگی۔ ہدایہ۔ کفایہ

ا۔ حج فوت ہوجانے سے قربانی لازم نہیں آئے گی صرف اس حج کی قضا دینی ہوگی۔ نزد امام اعظم۔ لیکن حسن بن زیاد نے کہا ہے کہ اس شخص پر قربانی بھی ہے اور سال آئندہ میں اس حج کی قضا بھی کرے۔ عمر بن خطاب سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور امام شافعی کے نزدیک بھی قربانی لازم ہے۔ عینی شرح کنز

ب وقوف عرفات کا وقت روز عید کے صبح تک رہتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ دیکھو فقرہ ۴۷

ج۔ جس شخص کا حج فوت ہوجائے اس پر طواف الصدر واجب نہیں۔ فتاوی قاضی خاں

د۔ چاہے حج نفل ہو یا فرض ہو یا نذر اور خواہ وہ حج اب فاسد ہوا ہو یا شروع ہی سے فاسد ہو۔ سب کے فوت ہوجانے کے متعلق ایک ہی حکم ہے۔ عالمگیری

۳۔ عمرہ فوت نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ وہ تو سال میں کسی وقت بھی ادا کیا جاسکتا ہے سوائے یوم عرفہ یوم عید الضحیٰ و ایام تشریق کے۔ ہدایہ

ا۔ ایام مذکورہ میں عمرہ مکروہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ نے مکروہ جانا ہے اور اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ یہ دن تو حج کے دن ہیں اور حج ہی کے واسطے مقرر ہیں اور ابن عباس سے مروی ہے لا تعتمر فی خمسۃ ایام۔ وا عتمر قبلها او بعدها۔ اور مذہب ظاہر یہی ہے۔ ہدایہ

ب۔ امام ابو یوسف کے نزدیک عرفہ کے روز زوال سے پہلے پہلے اگر عمرہ کرلیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ زوال کے بعد سے رکن حج کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

ج۔ اگر ایام منوعہ میں کسی نے عمرہ کرلیا ہے تو اس کا عمرہ صحیح ہوجائیگا اور وہ شخص ان ایام میں عمرہ کا محرم ہوسکتا ہے۔ کراہت صرف اس واسطے ہے کہ یہ ایام خاص حج کے واسطے ہیں اور ایسا کرنے میں وہ شخص خالصتاً حج کے واسطے تیاری نہیں کرسکتا۔ ہدایہ کفایہ

۴۔ قران فوت ہوجانے کی صورت میں اوّل عمرہ کا طواف وسعی کرے پھر حج کے فوت ہوجانے کی عوض میں طواف وسعی کرے اور سر منڈوائے یا بال کتروائے۔ عالمگیری

ا۔ قران کی قربانی اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گی۔ عالمگیری

ب۔ جب وہ طواف شروع کرے جس سے احرام سے باہر ہوگا تو لبیک موقوف کرے۔ بدائع

ج۔ اگر تمتع سایق الہدی تھا (یعنی قربانی ساتھ لایا تھا) تو اس قربانی کو جو چاہے کرے۔ عالمگیری

۵۔ جس احرام سے حج کا فوت کرنے والا طواف کرتا ہے (کہ احرام اتارے) وہ احرام حج کا سمجھا جائیگا یا عمرہ کا امام محمدؒ و امام اعظمؒ کے نزدیک وہ حج ہی کا احرام ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حج فوت ہوجانے سے وہ احرام عمرہ کا شمار ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

اس اختلاف رائے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر اس شخص نے دوسرے حج کا احرام باندھا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے کہ اس دوسرے احرام کو توڑ دے لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک احرام باقی رکھے۔ فتاوی عالمگیری دیکھو فقرہ ۱۹۱

لہ پانچ دن عمرہ مکروہ اور ان کے پہلے پانچ دن (یہ پانچ دن ابھی ذکر کئے جا چکے)

باب ۴

فصل ہفتم - ہدی یعنی قربانی کے جانور

باب ۴

ہدی اس حلال جانور کو کہتے ہیں جسکو حرم میں بطور ہدیہ بغرض ذبح بھیجا جائے۔ اونٹ کی ہدی کو بدنہ کہتے ہیں۔ کوئی ہدی جبتک صراحتاً ہدی نہ مقرر کیجائے ہدی نہیں کہلائیگی۔ چنانچہ یا تو نیت کرلیجاتی ہے کہ یہ جانور ہدی مقرر کردیا گیا یا کل کی طرف ہانک کر اس خیال سے لیجایا جاتا ہے۔ ہدی ایک ہدیہ ہے جو بارگاہ عزوجل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسی واسطے اُس کا اداب لازم ہوتا ہے نہ اسپر سواری کیجاتی ہے نہ اس کا دودھ یا کوئی اور چیز کام میں لائی جاتی ہے یہاں تک کہ قربانی کے بعد اس کی نکیل اور جھول بھی خیرات کردینی پڑتی ہے ہدی کو حرم تک پیچھے سے ہانکتے ہوئے لیجاتے ہیں اور اس فعل کو سوق ہدی کہتے ہیں اور اگر آگے سے کھینچتے ہوئے لیجائیں تو وہ ہدی کہلاتا ہے۔ بعض لوگ اس امر کے اظہار کے واسطے کہ یہ جانور ہدی ہے اس کے گلے میں پٹہ ڈال دیتے ہیں۔ اور بعض نال لٹکا دیتے ہیں اور بعضے درخت کی ٹہنی یا جوتی اس کے گلے میں لٹکا دیتے ہیں مگر بعض جو جھول اڑھاتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ اور بعض اشعار کرتے ہیں یعنی اونٹ کے بائیں طرف کے کوہان میں برچھی مار کر شگاف کردیتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے۔ لوگ یہ کہیں گے کہ امام اعظم کس واسطے اس فعل کو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مکروہ بتاتے ہیں حالانکہ آپ کا یہ مقولہ تھا۔ مَا صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ مِنْ مَذْھَبِنَا (جو امر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے وہ ہمارا مذہب ہے) بات یہ ہے کہ مصلحتاً اشعار کیا جاتا تھا جس کا ذکر ہمنے سطور آیندہ میں کیا ہے۔ اس کے بعد کچھ تو اس لحاظ سے کہ لوگ اس میں مبالغہ کرنے لگے یعنی ایسا شگاف ڈالنے لگے کہ جانور کو تکلیف پہنچنے لگی اور وہ زخم سے شاہ ہونے لگا۔ اور کچھ اس لحاظ سے کہ مسنون طریق پر وہ شگاف کرہی نہ سکتے تھے۔ بمقابلہ تقلید کے مکروہ سمجھا گیا۔ اگر کوئی حنفی المذہب اُن ہی پابندیوں کے ساتھ باتباع فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی اشعار کرے تو ہمارے خیال میں کچھ حرج نہیں۔ اگر ہدی راستہ میں جاتے ہوئے مرجائے تو اس کا بدلہ اگر واجب ہدی ہے یعنی تمتع یا قران کی ہے تو اور دینی پڑیگی۔ تمام ہدایا کا ذبح کیواسطے حرم مقرر ہے منا ہدیہ ہو۔ وَھٰذِیْ کُلُّھَا مَنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَکَّۃَ کُلُّھَا مَنْحَرٌ

۱۵۶ - ہدی اور بدنہ اور دم کے معنی و مطلب

۱- ھدی - وہ حلال جانور ہے جس کو بطور ہدیہ حرم کو لیجاتے ہیں - عالمگیری - یا وہ جانور جو حرم میں ذبح کی غرض سے بطور عبادت لیجایا جائے - ہدایہ (ہدی - ھ کے زبر سے اور زیر سے دونوں طرح درست ہے - اس کے معنی چوپایہ جانور کے ہیں جو کہ بہ قربانی کی غرض سے لیجایا جائے - منتخب)

ا - ہدی وہ جانور ہے جسکو بطور ہدیہ حرم میں لیجاتے ہیں - چاہے وہ بھیڑ ہو یا بکری یا گائے یا اونٹ - م

ب - جانور جب ہی ہدی کہلائیگا جب بطور دلالت یا صراحتاً مقرر کیا جائے - بحرالرائق - نیت بھی دلالت یا تو نیت کرلینے سے ہوتی ہے (کہ میں نے اس جانور کو ہدی مقرر کیا) یا کل کی طرف جانور کو ہانک کر لیجانے سے - فتاویٰ عالمگیری - دیکھو نقرہ ۳۳ سطر ۳ - (م)

۲- بدنہ - امام اعظم کے نزدیک اونٹ یا گائے کو کہتے ہیں لیکن امام شافعی کے نزدیک صرف اونٹ ہی کو کہتے ہیں - ہدایہ -

دلیل - امام شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جمعہ کے روز اول وقت مسجد میں آئے تو وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو اسکے بعد آئے تو وہ ایسا ہے کہ جس نے گائے کی قربانی کی - تو اس حدیث سے پتہ لگا کہ بدنہ اونٹ ہی کے واسطے بولا جاتا ہے - کیونکہ اس کے مقابلہ میں گائے کا لفظ آیا - لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ بدنہ لغت میں اونٹ اور گائے دونوں کو کہتے ہیں

لہٰذا ایک گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ ہاں حدیث مذکور میں بدنہ کے معنی خاص اونٹ ہی کے ہیں جیسا کہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے لہٰذا

۱۔ یہ جانور یا تو صراحتاً ہی مقرر کئے جاتے ہیں یا دلالتاً اور دلالت اس طرح ہوتی ہے کہ نیت کرے کہ یہ جانور میں نے ہدی مقرر کیا۔ یا کمر کی طرف ہانک کر لیجانے سے کہ چاہئے نیت نہ کی ہو۔ فتاویٰ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۳۳ مسئلہ ۳ (۲)

۳-۴۔ اُس جانور کو کہتے ہیں جو جنایت کی جزا میں دیا جائے۔

۱۵۷۔ ہدی کو کونسے جانوروں اور ان میں کونسا افضل ہے اور ایک جانور میں کے آدمی شریک ہو سکتے ہیں

۱۔ ہدی تین ہیں۔ ۱۔ اونٹ۔ ۲۔ گائے و بیل۔ ۳۔ بھیڑ و بکری۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

۲۔ سب سے افضل اونٹ ہے پھر گائے و بیل اور پھر بھیڑ و بکری۔ فتح القدیر

۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ شاۃ یعنی سب سے کم درجہ کی ہدی بکری ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس سے اعلیٰ درجہ کی ہدی بھی ہے اور وہ گائے اور اونٹ ہے۔ کیونکہ ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو حرم میں ذبح کے واسطے بطریق عبادت بھیجا یا جائے۔ اور یہ بات ان تینوں مذکورہ جانوروں میں پائی جاتی ہے۔ ہدایہ۔

ب۔ روایت کی شافعی نے عطاء سے کہا انہوں نے کہا ادنیٰ درجہ کی قربانی حج میں بکری ہے اور ایسا ہی ابن عباس کی روایت میں ہے۔ جو صحیح بخاری میں ہے۔

ج۔ جس جنایت کی جزا میں قربانی لازم ہوتی ہے وہاں بکری کی قربانی دینی جائز ہے۔ مگر دو صورتوں میں جبکہ طواف زیارت حالت جنابت میں کرے یا وقوف عرفات کے بعد جماع کرے۔ ہدایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۶۸۔ قاعدہ ۲۔ وفقرہ ۱۸۲ و ۱۸۶۔

۳۔ بھیڑ اور بکری میں شرکت نہیں ہوتی اور گائے و بیل و اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ ہدایہ

۴ ہدی کے واسطے وہی جانور منتخب کئے جا سکتے ہیں (یعنی ان مذکورہ بالا قسم کے جانوروں میں سے) جن کی اضحیہ درست ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ ہدی کا ذبح کرنا ایک عبادت ہے جس کا تعلق اضحیہ کی طرح جانور کا خون کرنے سے ہے۔ لہٰذا وہی صفات ہدی میں بھی ہونی چاہئے جو اضحیہ میں ہوں۔ ہدایہ ۱۔ جانور فربہ ہونا چاہئے۔ اور کانا لنگڑا بیمار دبلا۔ کان کٹا ہوا۔ سینگ ٹوٹا۔ دُم کٹا نہ ہو۔

۱۵۸۔ ہدی پر نہ سواری کرنی چاہئے نہ اسکی کوئی چیز کام میں لانی چاہئے

۱۔ ہدی پر سواری نہ کرنی چاہئے۔ الّا ضرورت کے وقت۔ شرح وقایہ

۱۔ اگر اونٹ ہدی ہو تو اسپر ضرورت پڑنے پر سوار ہو سکتا ہے جائز ہے۔ لیکن بے ضرورت سوار نہ ہونا چاہئے۔ ہدایہ

ب۔ اگر اسپر سواری کی اور اس کی وجہ سے اسے کچھ نقصان پہنچا تو اس نقصان کی مقدار کے موافق صدقہ دینا چاہئے اور یہ صدقہ فقراء کو دیا جائے نہ امراء کو۔ فتاویٰ عالمگیری

ج۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکے لئے جاتا تھا ہدی کو تو آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جا اسپر تو اس نے کہا کہ یہ بدنہ ہے سو آپ نے کہا کہ سوار ہو جا اسپر تو دیکھا میں نے کہ وہ اسپر سوار تھا۔ رواہ البخاری۔ ومسلم۔

۲۔ ہدی پر بوجھ نہ لادنا چاہئے۔ الّا ضرورتاً۔ محیط سرخسی (کیونکہ یہ امر تعظیم کے خلاف ہے)

۱۔ اگر ضرورت کی وجہ سے اسپر بوجھ لدوایا اور اسوجہ سے جانور کو کچھ نقصان پہنچا تو اس نقصان کی جزا صدقہ دینا چاہئے۔ اور یہ صدقہ فقراء کو دینا چاہئے نہ امراء کو۔ علمگیری

۳- ہدی کا دودھ نہ نکالنا چاہئے۔ اگر نکالے تو اُسکو خیرات کر دینا چاہئے۔ ہدایہ۔
دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ دودھ بھی اس جانور کا ایک جزو ہے۔ لہٰذا دودھ بھی ہدی میں شامل ہے۔ ہدایہ
ا- بہتر ہے کہ دودھ کا اُترنا موقوف کرنے کے واسطے تھنوں پر سرد پانی چھڑکیں مگر یہ جب کریں جب ذبح کا موقع قریب ہو۔ اور اگر ذبح کا موقع دور ہے اور دودھ نکالنے سے جانور کو نقصان ہو تو دودھ نکال لینا چاہئے اور اُس کو خیرات کر دینا چاہئے۔ کیونکہ دودھ تھنوں میں جمع ہو جانے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔ ب- اگر اپنے کام میں اس دودھ کو لے آئے یا کسی امیر کو دیدے تو اس کی قیمت خیرات کر دے یا اقاد دودھ اسی قیمت کا خیرات کر دے کیونکہ اس دودھ کی قیمت کی ادائیگی اسپر واجب ہے۔ ہدایہ۔

۴- ہدی کے اگر بچہ پیدا ہو تو اس کو خیرات کر دے یا ساتھ ہی ذبح کر دے یا بیچکر اُس کی قیمت خیرات کرے۔ فتاویٰ عالمگیری
ا- اگر بچہ اس کے ہاتھ سے مر جائے تو اس کی قیمت خیرات کرنی ہوگی۔ یا اگر اس بچہ کی عوض میں کوئی ہدی خرید لی تو بہتر ہے۔ عالمگیری

۱۵۹- سوق یا قود ہدی یا تقلید بدنہ یا تجلیل یا اشعار بغرض اظہار نیت احرام (دیکھو نقشہ ۳۳- ۳ (۲))

اگر کوئی ہدی کو جھول اُڑھائے یا اشعار کرے یا بکری کے گلے میں پٹہ ڈالے تو محرم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جھول اُڑھانا سردی یا گرمی یا مکھیوں کے رفع کرنے کو ہوتا ہے اور حج کے متعلق اس طریق پر کوئی خاص بات نہیں کیجاتی۔ اور اشعار کرنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک اگرچہ اشعار اچھا ہے لیکن کبھی اشعار معالجہ کے واسطے بھی کیا جاتا ہے بخلاف پٹہ ڈالنے کے کہ وہ ہدی کے واسطے خاص ہے اور بکری کے پٹہ ڈالنا نہ طریقہ کے موافق ہے اور نہ سنت۔ ہدایہ۔

ا- اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے اور یہ افضل ہے تو احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلائے اور سوق ہدی افضل ہے قود سے۔
ا- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذوالحلیفہ میں احرام باندھا تو ہدایا آپ کے آگے آگے ہانکے جاتے تھے۔ نقشہ ۳۳- ۳ (۲) میں ذکر کیا گیا ہے کہ سوق ہدی وقود ہدی کیا ہے۔ تمتع یا قران کے ساتھ ہدی کا اس واسطے ذکر کیا گیا کہ ان کو ہدی لیجانی واجب ہے۔ اور صرف حج کرنے والے کے واسطے اختیاری۔

۲- اونٹ کے گلے میں قلادہ باندھنا افضل ہے بہ نسبت اُسکو جھول اُڑھانے کے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ
ا- اگر ہدی اونٹ ہے تو اس کے گلے میں توشہ دان یا نعل یا چمڑہ کا ٹکڑا یا درخت کی چھال لٹکا دیتے ہیں۔ ہدایہ۔ وفتاویٰ عالمگیری
ب- تقلید سے مطلب اونٹ یا گائے کے گلے میں پٹہ ڈالنا یا توشہ دان یا جوتی لٹکانا۔ اور تجلل جھول ڈالنے کو کہتے ہیں۔ اور تقلید افضل ہے تجلیل سے کیونکہ تقلید کا ذکر حدیث شریف میں بھی آیا ہے اور قرآن شریف میں آیا ہے وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ۔
ج- بکری کے گلے میں پٹہ نہ ڈالنا چاہئے ایک تو طریقہ کے خلاف ہے دوسرے مسنون بھی نہیں ہے (نزد علماء حنفیہ) ہدایہ۔ عالمگیری
د- دم جنایت اور دم احصار کے گلے میں بھی پٹہ ڈالنا مسنون نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو مضائقہ بھی نہیں ہے۔ عالمگیری
ر- ہدی نفل اور ہدی تمتع اور ہدی قران اور ہدی نذر کے گلے میں قلادہ باندھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہدی حج کے ارکان کی ہیں۔ اور قلادہ انکی گردن میں باندھنے سے ان کی شہرت ہوتی ہے۔ ہاں احصار و جنایت کی ہدی کے گلے میں قلادہ نہ باندھے۔ کیونکہ ان کا چھپانا مقصد ہوتا ہے کیونکہ وہ جنایت کی جزا میں دیجاتی ہیں۔ اگر احصار اور جنایت کی ہدی کے گلے میں پٹہ ڈالا تو جائز ہے اور کچھ مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔ وعالمگیری۔

۳- اشعار یعنی شگاف لگانا اونٹ کے کوہان میں بائیں جانب مکروہ ہے۔ شرح وقایہ۔
تشریح ۱ اونٹ کے کوہان میں اکثر شگاف کر دیتے تھے اس اظہار کے واسطے کہ یہ ہدی ہے۔ امام اعظمؒ نے اسکو مکروہ رکھا ہے کیونکہ یہ مثلہ ہے یعنی خدا تعالیٰ کی مخلوق کے کسی عضو کو تبدیل کرنا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ سے منع کیا ہے۔ چنانچہ حدیث عمران میں ہے کہ ہمیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں مگر منع کیا ہمکو مثلہ سے۔
تشریح ۲ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار اس وجہ سے کیا تھا کہ شرکین ہمارا یہ تعرض کرتے تھے مگر جب اس کو اشعار کر دیتے تھے تو پھر نہ کرتے تھے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے مکروہ رکھا ہے اشعار کو اپنے زمانے کے آدمیوں کے واسطے کیونکہ اکثر لوگ اشعار

ا- ہدی سے مطلب یہاں اونٹ لیا گیا ہے۔

میں مبالغہ کرتے تھے یہانتک کہ زخم پڑ جائیگا خوف ہوتا تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ پٹہ ڈالنے پر اشعار کو ترجیح نہ دینی چاہئے۔ شرح وقایہ۔
تشریح ۱ بعض علماء کہتے ہیں کہ امام اعظمؒ نے جو اشعار کرنا مکروہ رکھا ہے وہ بمقابلہ تقلید یعنی اونٹ کے پٹہ ڈالنے کے مکروہ رکھا ہے۔
تشریح ۲ امام شافعی کے نزدیک اشعار سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے۔

۱۔ اشعار کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا احادیث سے ثابت ہے مگر حدیثیں اس امر میں اکثر معارض ہیں کہ کہاں کے دائیں طرف آپ نے اشعار کیا تھا یا بائیں طرف۔ جامع ترمذی میں ابن عباس سے جو روایت ہے اس میں دائیں طرف لکھا ہے اور بخاری اور مسلم نے بھی اسکو روایت کیا ہے مگر دائیں بائیں کا ان میں ذکر نہیں۔ موطا میں ہے کہ حضرت عمرؓ جب ہدی بھیجتے تھے تو اس کی تقلید کرتے تھے دو نعلوں سے اور اشعار کرتے تھے اس کا بائیں طرف اور یہ مسلم کی روایت کے معارض ہے۔ غرض اشعار کرنا ثابت ہے۔ اور کوئی ممانعت نہیں۔ مگر جس صورت میں کہ تقلید کرنا اور اشعار کرنا دونوں مسنون ہیں تو کیوں نہ تقلید کرے۔ اور اشعار اس طریق پر کرنا جیسے آنحضرت نے کیا تھا بڑا مشکل ہے لہذا اس زمانہ میں ترک بہتر ہے۔ م

۱۶۰۔ ہدی کا ضائع ہونا۔ یا قریب المرگ ہونا۔ یا بعد ذبح اسکا تلف ہونا

۱۔ اگر ہدی ہلاک ہوجائے یا اس کو کچھ نقصان پہنچے درحالیکہ ہانک کر لیجائی جارہی ہو۔ تو

ا۔ اگر ہلاک ہوجائے تو اگر نفل تھی تو اس کی بجائے اور دینی واجب نہیں[۱]۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ
ب۔ " " اگر واجب تھی " " " " ہے۔ " "
ج۔ " اسکو کچھ نقصان پہنچا ہے تو اگر نفل تھی تو اسی کو ذبح کرے۔ "
د۔ " " " " " اگر واجب تھی تو اسکو فروخت کرکے اسکی بجالے اور دے۔ ہدایہ

دلیل۔ وجہ نفل ہدی کے متعلق یہ ہے کہ جو ہدی ہلاک ہوگئی وہی اس نے اس عبادت کے واسطے مقرر کی تھی۔ اگر وہ ہلاک ہوگئی۔ دوسری نہ کرے۔ اور واجب کے واسطے یہ دلیل ہے کہ جو ہدی ہلاک ہوگئی اسکے ہلاک ہوجانے سے اس کے ذمہ واجب تو باقی ہے لہذا اسکے بدلہ میں اور دینی پڑیگی۔ اگر حالور کو زیادہ نقصان پہنچا ہو تو اسکے بدلہ دوسری ہدی کرنی چاہئے کیونکہ جب عیب بہت سا یا جاوے (مثلاً تہائی حصہ سے زیادہ دم یا آنکھ یا کان جاتا رہے) تو واجب اس سے ادا نہیں ہوسکتا۔ دوسری ہدی کرے اور اسکو جو چاہے سو کرے اسکا مال ہے۔ ہدایہ۔ وشرح وقایہ

۲۔ اگر ہدی چوری ہوگئی۔ اور اسکی بجائے دوسری دی اور اس کے گلے میں پٹہ ڈالکر حرم کی طرف متوجہ کیا اور بعد ازاں پہلی ہدی مل گئی۔ تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ دونوں ہدی کو ذبح کرے تو افضل ہے۔ ۲۔ اگر پہلی کو ذبح کرے اور دوسری کو فروخت کرے تو جائز ہے۔
۳۔ اگر دوسری کو ذبح کرے اور پہلی کو فروخت کرے تو اگر دونوں کی قیمت یکساں ہے تو اس پر کچھ واجب نہیں۔ اگر دوسری کم قیمت کی ہے تو جس قدر کم ہے وہ قیمت خیرات کردے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۳۔ اگر نفل ہدی راستہ میں مرنیکے قریب ہوجائے تو۔ (ہدایہ)

۱۔ اگر نفل ہدی ہے اور اونٹ ہے تو اس کو نحر کرلینا چاہئے[۱] اور اس کے قلادہ کو اس کے خون سے رنگ دے اور اس کے کوہان پر خون تصیر دے۔ اور اس کے گوشت میں سے نہ مالک کھائے اور نہ اور کوئی امیر آدمی۔ ہدایہ

دلیل۔ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی کو اسی طرح حکم فرمایا تھا۔ (دیکھو فقرہ ۱۶۳) اور قلادہ کو رنگ کردینے سے یہ مطلب ہے کہ یہ نشانی لگادی گئی ہے کہ یہ گوشت صرف فقراء کے کھانے کے واسطے ہے اور امراء اس میں

---

[۱] یعنی یہاں ہی ذبح کرلینا چاہئے اگرچہ حرم تک نہ پہنچ سکی تو مضائقہ نہیں۔ [۲] یہ حکم کم استطاعت شخص کے واسطے ہے۔ اگر استطاعت رکھتا ہو تو دوسری ذبح کرے۔

سے نہ کھائیں۔ کیونکہ ہدی کے گوشت میں سے کھانے کی اجازت جب ہی ہے جبکہ وہ حرم میں جاکر ذبح ہو مگر جبکہ وہ راستہ میں ذبح ہوگا تو اس کا گوشت کھانا درست نہیں۔ مگر فقرا کو یہ گوشت صدقہ کردینا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ جانور کو کھلایا جائے۔ اور یوں ہی ضائع جائے۔ ہدایہ

۲۔ اگر واجب ہدی ہے تو اس کو ذبح کرکے جو چاہے کرے اس کی ملکیت ہے اس کی بجائے تو حرم میں دوسری ذبح کیجائیگی۔ ہدایہ۔

۴۔ اگر ہدی حرم میں پہنچکر قربانی کے دن سے پہلے معطوب ہوجائے تو

(۱) اگر نفل ہدی ہے اور نقصان بہت آگیا ہے تو اس کو ذبح کرے اور اس کا گوشت فقراء کو تقسیم کردے اور خود اس میں سے نہ کھائے اور اگر نقصان تھوڑا سا پہنچا ہے تو اس کو ذبح کرکے اس میں سے خود بھی کھائے اور فقراء کو بھی تقسیم کرے۔ عالمگیری

(۲) اگر تمتع کی ہدی مقام پر پہنچکر معطوب ہوجائے تو اس کے واسطے یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ دوسری قربانی دینی ہوگی۔ عالمگیری

۵۔ اگر ذبح کے بعد ہدی تلف ہوجائے تو کسی قسم کی بھی ہدی ہو مالک کے ذمہ اس کا بدلہ نہیں ہے۔ عالمگیری۔

۱۔ اگر ذبح کے بعد مالک اس کو تلف کردے تو اگر ایسی ہدی تھی جس کا تصدق کرنا واجب ہے تو اس کی قیمت مالک کے ذمہ واجب ہوگی اور اگر ایسی ہدی ہے جس کا تصدق کرنا اس کے ذمہ واجب نہیں ہے تو اس کے ذمہ کچھ واجب نہ ہوگا۔ دیکھو فقرہ ۱۶۴ سلم۔ عالمگیری

۱۶۱۔ ذبح یا نحر کرنا

۱۔ اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے۔ اور گائے بیل بھیڑ و بکری کو ذبح کرنا افضل ہے۔ ہدایہ

۱۔ اونٹ کو اس طرح نحر کرتے ہیں کہ اونٹ کو کھڑا کرکے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیتے ہیں۔ اور پھر اس کی گردن پر برچھی مارتے ہیں۔ اور چاہے اسکو لٹا کر برچھی مارے۔ مگر پہلا طریق مسنون ہے۔ اور اصحاب کا طریق بھی یہی رہا ہے۔ ہدایہ

ب۔ گائے اور بکری کو کھڑا کرکے ذبح نہ کرنا چاہئے کیونکہ لٹانے میں ان کے گلے کا وہ مقام جس پر چھری پھیری جاتی ہے واضح طور پر دکھائی دیتا ہے اور گائے و بکری کا ذبح ہی کرنا مسنون ہے۔ ہدایہ۔ ج۔ ذبح کے وقت جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرنا چاہئے۔ عالمگیری

نتیجہ۔ کلام مجید سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اونٹ کو نحر کریں اور اور جانوروں کو ذبح۔ چنانچہ اس طرح آیا فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (خدا تعالےٰ کے واسطے نماز پڑھ اور نحر کر) اور اس آیت کی تفسیر میں اونٹ کو نحر کرنا لکھا ہے۔ اور یہ آیہ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً یہ (کہ گائے کو ذبح کرو)۔ اور یہی آیا ہے۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۔ اور نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کیا ہے اونٹ کو اور ذبح کیا ہے گائے کو اور بکری کو۔ ہدایہ

۲۔ صاحب ہدی اگر خود ذبح یا نحر کرے تو اولیٰ ہے اور اگر خود نہیں جانتا تو کسی دوسرے سے کہے۔ ہدایہ۔

۱۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سو ہدی قربانی کی ذبح کرنے کے واسطے بھیجی تھیں جس میں سے کچھ اوپر ساٹھ اپنے ہاتھ سے ذبح کیں۔ اور باقی کے ذبح کے واسطے حضرت علی کو حکم دیا تھا۔ اور ذبح خود ہی کرنا اس واسطے بھی اچھا ہے کہ ذبح ایک عبادت ہے اور عبادت خود ہی کرے تو اچھا ہے۔ ہاں اگر ذبح کرنا نہ جانے تو دوسرے کے یہ کام سپرد کرے۔ ہدایہ۔

۱۶۲۔ ہدی کے جانور کب اور کہاں ذبح کئے جائیں۔

۱۔ تمتع اور قران کی ہدی کو ایام نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہیں۔ ہدایہ۔

۱۔ اگر عید الاضحیٰ سے پہلے ذبح کرے تو بالاجماع جائز نہیں اور اگر عید الاضحیٰ کے بعد ذبح کرے تو امام اعظم کے نزدیک وقت گذر جانے سے ایک جزا کی قربانی واجب ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

دلیل ۱۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ (پس اس میں سے کھاؤ اور فقیر کو کھلاؤ پھر اپنی تفث ادا کریں یعنی اس کے بعد باقی شرائط حج پوری کریں جیسے حلق رمی وغیرہ تو جس حالت میں کہ حلق رمی وغیرہ کا ادا کرنا ایام نحر میں مخصوص ہے۔ اور ہدی قران و تمتع کی بھی تفث میں داخل ہے کیونکہ یہ دونوں ہدی نسک ہیں تو ان دونوں کا ذبح کرنا روز عید کے واسطے خاص ہوا جیسا کہ اضحیہ کا ہوتا ہے۔ ہدایہ

دلیل ۲۔ امام شافعی کے نزدیک تمتع اور قران کے علاوہ اور ہدی بھی عید الضحیٰ کے علاوہ اور دن ذبح کرنی جائز نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک تمتع و قران کی ہدی بھی جزا کے طور پر دی جاتی ہے۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ سوائے متمتع اور قران کی ہدی کے اور قسم کی ہدی کفارہ جنایت کی ہے تو ان کا ذبح کیا جانا عید کے دن ضروری نہیں کیونکہ جب یہ جنایت کی جزا کی ہیں تو جزا دینے میں جتنی جلدی کیجائے بہتر ہے اور ہدی تمتع و قران کی تو ارکان حج سے ہیں۔ ہدایہ۔

۲۔ نفل کی ہدی کو عید الضحیٰ سے پہلے ذبح کرنا درست ہے بموجب صحیح قول لیکن عید الضحیٰ کے روز ذبح کرنا افضل ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ نفل ہدی جب ہی عبادت شمار ہو گی جبکہ وہ ہدی بھی جائے اور وہ ہدی اُسوقت کہی جائیگی۔ جبکہ حرم میں پہنچ جائے۔ اور جبکہ حرم میں پہنچ گئی تو چاہے عید کے روز ذبح کیا جائے یا اور کسی روز۔ ہاں ایام نحر میں ذبح کرنا افضل ہے۔ کیونکہ ان دنوں میں ذبح کرنا تو ظاہر اور بالاتفاق ہے[۵]

۳۔ نذر کی ہدی کو ذبح کرنیکا وقت تمام سال ہے۔ قربانی کے دنوں سے پہلے ہو یا پیچھے۔

۴۔ احصار کی ہدی کے ذبح کئے جانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۵۳

۵۔ حرم کے سوا کسی اور جگہ ہدی کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ ہدایہ

دلیل۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں جزائے صید کے متعلق فرمایا ہے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ (چاہئے کہ ہدی کعبہ بھیجے) تو گویا کل ہدایا کے واسطے یہی ایک ہدایت ہے۔ موجب ہدی کہ جنایت کی جزا میں دیجائے اُسکو بھی حرم تک لیجانا چاہئے۔ اور ہدی کہتے بھی اُسکو ہیں جو ایک خاص جگہ بھیجائی جائے اور وہ خاص جگہ کونسی ہے؟ حرم ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ هٰذَا كُلُّهَا مَنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَكَّةَ كُلُّهَا مَنْحَرٌ[۵] (سارا تمام ذبح گاہ ہے اور اسی طرح مکہ کے کل کوچے)۔ ہدایہ

۱۔ نفل اور تمتع اور قران کی ہدی اگر حرم میں پہنچ جائے تب اس کا گوشت مالک کھا سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۱۶۴)

۱۶۳۔ حج کی قربانی کو عید کی قربانی کی نیت سے نہ کرے۔

۱۔ اگر عورت نے تمتع کیا اور جانور کو عید کی قربانی کی نیت سے ذبح کیا تو تمتع کی قربانی اور دینی ہو گی۔ ہدایہ

توضیح۔ یہ حکم مرد و عورت دونوں کے واسطے ہے۔ مگر عورت کی تخصیص اس واسطے کی گئی کہ ایسی غلطی عموماً عورتوں سے واقع ہوتی ہے۔ از کفایہ۔ ۲۔ قران کی قربانی بھی اسی طرح اور دینی ہو گی۔

ب۔ اگر ایسی قربانی کر دی تو اسکے علاوہ دو قربانیاں اور دینی ہو گی۔ ایک دم تمتع کی۔ دوسری جنایت کی۔ کیونکہ وہ قربانی جبکہ احرام کھولا ہے دم تمتع نہ تھی تو جزا کی قربانی دوسری واجب ہوئی۔ از کفایہ

۱۶۴۔ ہدی کے گوشت کی تقسیم اور مالک کو اس میں سے کھانیکی اجازت

۱۔ ہدی کا گوشت کھانا مالک کو درست ہے۔ چاہے وہ ہدی نفل ہو۔ یا تمتع کی ہو۔ یا قران کی ہو۔ ہدایہ شرح وقایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۶۳

۱۔ کلام مجید میں آیا ہے فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (پارہ اقترب للناس ۱۷۔ سورہ الحج)

[۵] حدیث ابن ماجہ ابو داؤد نے جابر سے روایت کی ہے۔

ب۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص جانور قربانی کرے تو اس میں سے اس کو گوشت کھانا درست ہے۔ ثابت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کا گوشت وشوربا کھایا ہے۔ چنانچہ مستحب ہے کہ اپنے ہدی کے گوشت میں سے کچھ ضرور کھائے کہ پیروی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جائے۔ ہدایہ۔

۲۔ ہدی اگر واجب (سوائے نذر کے مالتزم کے) اسکا گوشت مالک کو کھانا درست نہیں۔ کیونکہ اور ہدی تقاضۂ جنایت کی ہوگی لقولہ۔ نقل صحیح میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ میں گھر گئے تھے تو آپ نے ناجیہ اسلمیؓ کے ہاتھ ہدی کے جانور بھیجے تھے اور فرمایا تھا کہ تجھکو اور تیرے رفیقوں کو ان کے گوشت میں سے کچھ نہ کھانا چاہئے۔ ہدایہ

ا۔ احصار و جنایت کی ہدی میں سے کھانے کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں اسکا ذکر ہے

ب۔ کفارہ اور نذر اور احصار کی ہدی اور نفل کی وہ ہدی جو حرم میں نہ پہنچے ان کا گوشت کھانا مالک کو جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۳۔ گوشت کو مساکین کو اسی طریق پر تقسیم کرنا چاہئے جس طریق پر کہ قربانی کے گوشت کو کرتے ہیں۔ ہدایہ

لقولہ۔ یہ گوشت مساکین حرم وغیر حرم کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ صدقہ دینا ایک عبادت ہے جسکو عقل تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ ہر عاقل مند کو صدقہ دینا عبادت ہے۔ لیکن امام شافعیؒ مساکین غیر حرم کو اس گوشت میں سے دینا جائز نہیں رکھتے۔ ہدایہ۔

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر غیر حرم کے حاجتمند زیادہ محتاج ہوں تو ان کو دینا افضل ہے۔

۴۔ جس ہدی کا گوشت کھانا مالک کو جائز ہے اسکا تہائی گوشت تصدق کرنا مستحب ہے اور جسکا کھانا جائز نہیں اسکا پورا گوشت تصدق کر دینا واجب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۶۵۔ ہدی کی کھال اور جھول اور نکیل وغیرہ کو کیا کرے

ا۔ صدقہ میں دے ہدی کی جھول اور نکیل اور قصائی کی اجرت میں ان کو نہ دے۔ شرح وقایہ

ا۔ حضرت علی سے ایک روایت ہے کہ فرمایا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کر دوں قربانیوں کی کھالوں کو اور اُن کی جھولوں کو اور حکم کیا مجھکو کہ میں نہ دوں اس میں سے قصائی کی اجرت اور فرمایا کہ ہم قصاب کو اپنے پاس سے دیویں گے۔ یہ روایت کی ہے ایک جماعت نے سوائے ترمذی کے ؛ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ صدقہ دو اس کی (ہدی کی) کھالوں کا اور جھولوں کا۔

باب ۴۲ فصل ہشتم۔ مقامات قبولیت دعا متعین اوقات باب ۴۲

علماء و المحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ مکہ معظمہ میں ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے تاہم خاص خاص جگہ جن میں دعا قبول ہوتی اور جن اوقات میں قبول ہوتی ہے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اولاً ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو خواجہ حسن بصریؒ سے روایت کئے گئے ہیں پھر جس وقت کعبہ شریف پر نگاہ پڑتی ہے تو دعا قبول ہوتی ہے۔ اسکے متعلق کسی نے حضرت امام اعظم سے دریافت کیا کہ حضرت اس وقت کیا دعا مانگوں آپ نے فرمایا کہ اپنے مستجاب الدعوات ہونیکی تاکہ جو تو دعا مانگے وہ قبول ہو ؛ یاد رہے کہ جس وقت کوئی بندہ خدا تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو وہ اُن ہاتھوں کو خالی پھیرنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رب تمہارا بڑا حیا اور کرم والا ہے جب بندہ اسکی طرف اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے کہ اسکے ہاتھ خالی پھیر دے۔ بندہ کو لازم ہے کہ حضور قلب اور آداب دعا ملحوظ رکھے۔ اور اگر اس دعا کا دنیا میں ظہور نہ ہو تو عاقبت میں ضرور ہوگا۔ کیونکہ اگر یہ بندہ پھیلے واسطے جو کچھ طلب کرتا ہے اچھا خیال کرتا ہے۔ مگر محب اللہ عزوجل کے نزدیک وہ اس کے واسطے مضر تر ہے۔ م۔

۱۶۶ - مقامات قبولیت و مواقع وقت قبولیت

(اوقات کی ترتیب صبح سے نصف لیل تک ہے)

نمبر شمار	نام مقام	ترتیب	نمبر شمار	نام مقام	ترتیب	نمبر شمار	نام مقام	ترتیب
۱	فوق کعبہ شریف پر نگاہ پڑنے پر ...	صبح	۱۴	مولد النبی ... (روز دوشنبہ)	وقت زوال	۲۷	ملتزم کے قریب	نصف اللیل
۲	درمیان رکن یمانی اور حجر اسود کے ...	"	۱۵	غار جبل ثور	ظہر	۲۸	منا میں ... (روز دوشنبہ غروب سے چھ رات	چودھویں رات
۳	حطیم کے اندر	"	۱۶	مسجد بیعت میں (واقع منا)	"	۲۹	جمرۃ العقبہ کے پاس	یکشنبہ
۴	میزاب کے نیچے	"	۱۷	جبل ابو قبیس پر	"	۳۰	مسجد خیف ... (مقابلہ مسجد بیعت) ...	چہارشنبہ
۵	مقام ابراہیم کے قریب	"	۱۸	غار مرسلات[۵۲] میں (نزد مسجد خیف) ...	"	۳۱	دار خدیجۃ الکبریٰ (یعنی قبۃ الوحی) ...	شب جمعہ
۶	مستجار پر۔[۵۱]	"	۱۹	مغار شعب کے قریب	"	۳۲	بالائے جبل ابی قبیس (نزدیک بصعد صفا)	جمعہ
۷	مسجد الحرام	قبل طلوع	۲۰	صفا و مروہ پر	بعد عصر	۳۳	قبر شیخ ابو الحسن الشبوی	جمعہ
۸	بین المیلین	"	۲۱	چاہ زمزم کے پاس	غروب	۳۴	نزد قبر حضرت خدیجۃ الکبریٰ	جمعہ
۹	مزدلفہ پر	"	۲۲	عرفات میں (جبل رحمت کے بائیں جانب)	"	۳۵	نزد قبر سفیان ابن عیینہ	
۱۰	مشعر الحرام میں	"	۲۳	غار ثیران (قریب بہ مغا) ...	یمن الغائط	۳۶	نزد قبر شیخ فضیل بن عیاض ...	جمعہ
۱۱	مسجد کشف میں (کہ مذہب حضرت یعقوبی ہے)	قبل طلوع	۲۴	مسعی پر وقت سعی کے	ہر وقت	۳۷	نزد قبر امام عبد الکریم ابن ہوازن القشیری	-
۱۲	حجر اسود کے پاس	نصف اللیل	۲۵	مطاف پر وقت طواف	"	۳۸	وقت داخل ہونے باب السلام ...	ہر وقت
۱۳	منارہ رفیع کہ بعد چار دکانوں کے رستہ کے درمیان	وقتاں فوقتاں	۲۶	مطاف میں مقابل باب الکعبہ ...	نصف اللیل	۳۹	قبر عبد اللہ الحسن بن ابی جمیل	جمعہ

باب ۴ فصل نہم بعض امور حج سے متعلق نہیں ہیں باب ۴

لیکن حاج کو ان کی احتیاج ہوتی ہے

بعض باتیں ایسی ہیں کہ مسائل حج سے متعلق نہیں ہیں اور اسی وجہ سے حج کی کتابوں میں نہیں پائی جاتیں مگر حاج کو ان کے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اکثر لوگ وہاں سے مٹی لے آتے ہیں۔ اکثر آب زمزم لاتے ہیں۔ اس فصل میں ہم یہ کہیں گے کہ شرعاً انکا فعل کہاں تک درست ہے۔

۱۶۷ - بعض امور جنکا جاننا حاج کو ضروری ہے

۱- کعبہ کی خوشبو بغرض تبرک یا اور کسی طرح لینا جائز نہیں۔ اگر لے تو واپس کردے۔ عالمگیری۔

۱- اگر تبرکاً خوشبو لینی چاہے تو چاہیے کہ اپنے پاس سے خوشبو لائے اور کعبہ کو لگا کر لے لے۔ عالمگیری۔

۲- زمزم کا پانی اگر کوئی شخص کہیں لیجانا چاہے تو جائز ہے۔ عالمگیری۔

۳- کعبہ کے پردوں میں سے کچھ نہ لے۔ فتاویٰ عالمگیری

---

[۵۱] یہ مقام ہے رکن یمانی۔ اور خانہ کعبہ کے مغربی دروازے کے بیچ میں۔ المحقق والفرائض۔

[۵۲] یہاں سورہ مرسلات نازل ہوئی تھی۔

کِتَابُ الحَجِّ وَالزِّیَارَت

باب پنجم

حج کے جنایات وکفارات

باب ۵

فصل اوّل - جزا اور کفّارے

حج کے متعلق جس قدر جنایات ہیں ان کا ارتکاب کسی طرح بھی کیا جائے۔ علی ۱۶ و فی ۱۷۔ جزا یا کفارہ دینا پڑیگا۔ جزا اور کفارہ میں یہ فرق ہے کہ جزا تو ایسے موقع پر دیجاتی ہے جب کوئی فعل بلا عذر شرعی کے کیا جائے۔ اور جب عذر شرعی سے کیا جائے تو کفارہ دیا جاتا ہے بصورت اوّل میں جزا مقررہ ہیں۔ یعنی قربانی یا صدقہ۔ صورت دوم میں اُن مقررہ جزا کے علاوہ روزے بھی ہیں جو انسان کی سہولت کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں کہ در صورتیکہ کوئی فعل ممنوعات کے بعد واقع ہو تو اس شخص کو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے مقررہ قربانی یا صدقہ دے یا روزے رکھ کر کفارہ ادا کردے۔

۱۶۸ - جزا و کفّارے جو عام طور پر ممنوعات حج سے متعلق ہیں

قاعدہ — ۱ - ممنوعات احرام یا ممنوعات افعال حج میں سے کوئی بھی اگر بلا عذر کیا جائے تو جزا لازم ہوگی اور اگر بعذر شرعی کیا جائے تو کفارہ لازم ہوگا۔

چنانچہ شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ اگر ممنوعات میں سے کوئی بلا عذر کرے تو مقررہ قربانی یا صدقہ لازم ہوگا۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ قربانی یا صدقہ یا روزہ جو چاہے اختیار کرے ؛

ا - جو جزائیں جنایات و کفارات کے باب میں لکھی ہوئی ہیں وہ سب بلا عذر کی صورتیں ہیں۔

ب - عذر اور بلا عذر کی صورتیں۔ حسب ذیل ممنوعات پر قائم ہو سکتی ہیں (۱) بال مونڈنے و کترنے (۲) ناخن کترنے (۳) لباس کپڑے پہننے (۴) خوشبو وغیرہ کا استعمال۔ کفایہ

قاعدہ — ۲ - جزا میں مقررہ قربانی یا صدقہ دیا جائیگا - اور کفارہ میں مقررہ قربانی یا صدقہ یا روزہ جو چاہے اختیار کرے۔

تشریح - چنانچہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ؛ اور لفظ اَوْ سے بھی مطلب ہے کہ انمیں سے جو چاہے اختیار کرے۔ اور یہ آیت مذور کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

تشریح ۲ - قربانی اور صدقہ اور روزہ کے متعلق ذیل کے مسائل یاد رکھنے چاہئیں۔

ا - **قربانی** - ا - حرم میں ذبح کیجائیگی۔ اگر حرم سے باہر ذبح کرے گا تو قربانی ادا نہیں ہوگی کیونکہ قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ ؛ لیکن اگر اس گوشت کو حرم کے مساکین کو اس طرح بھیج دے کہ ہر مسکین کو قیمتاً نصف صاع کے برابر حصے وگیا تو ادا ہو جائیگا (شرح حمادی)

ب - قربانی کا جس جگہ ذکر ہے وہاں بکرے کی قربانی دینی ہوگی سوائے دو جگہ کے کہ وہاں اونٹ کی قربانی ذبح کی جائیگی اور اسکا ذکر صراحتہ کیا گیا ہے چنانچہ جسجگہ لفظ بدنہ لکھا ہے وہاں اونٹ یا گائے کی قربانی سے مطلب ہے۔ (دیکھو نمبر ۱۵۶)

۲ - **صدقہ** (فقیر یا طعام) ا - طعام دینے کی صورتیں صبح و شام کسی مسکین کو کھانا کھلانا چاہیئے (دو وقتوں) لیکن امام محمد کے نزدیک کھانا کھلانا کافی نہ ہوگا بلکہ اسکو کھانیکا مالک بنا دینا چاہیئے۔ دینے اسکو کھانا دینا چاہیئے اسمیں سے چاہے وہ جتنی مرتبہ کرکے کھائے

یا اہل وعیال کو بھی کھلائے) کیونکہ صدقہ ایک عبادت ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ ادا کیا جا سکتی ہے۔ صدقہ کا دوسرے کو مالک کر دینا یا اسکو مباح کر دینا امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک مالک کر دینے کے سوا اور کچھ جائز نہیں۔ شرح طحاوی

ب۔ صدقہ دینے کی صورت میں امام شافعیؒ کے نزدیک حرم کے فقراء کو دینا ضروری ہے کیونکہ حرم کی فقراء کو صدقہ کی زیادہ پہنچنا ضرورت ہے

ج۔ تین صاع گیہوں چھ مساکین کو دے اور افضل ہے کہ مساکین کو صدقہ دے اور اگر دوسری جگہ کے فقراء کو دیا جب بھی جائز ہے۔ عالمگیری

۳۔ روزہ۔ تین دن کے روزہ جہاں چاہے رکھے اور چاہے برابر برابر رکھے اور چاہے متفرق طور پر۔ شرح طحاوی

قاعدہ ۳۔ قارن پر دوہری جزا ہے۔ جس جنایت کے بدلہ مفرد بالحج کو ایک قربانی جزا میں دینی ہوگی قارن کو دو دینی ہوں گی۔ مگر یہ جنایت ممنوعات احرام کی ہو نہ ممنوعات افعال حج کی یا اور طریق کی۔ درمختار۔ دیکھو نقرہ ۱۷۶۔ قاعدہ

تشریح۔ مثلاً اگر کوئی واجب واجبات حج میں سے ترک کرے یا حرم کی گھاس کاٹے تو اس کی جزا قارن اور متمتع دگنی نہیں دیں گے۔ کیونکہ یہ جنایت احرام کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ افعال حج کی وجہ سے ہے۔ درمختار۔

قاعدہ ۴۔ عذر شرعی یہ ہیں۔ ۱۔ بخار کو کسی قسم کا ہو۔ ۲۔ سردی جو شدت سے ہو۔ ۳۔ گرمی جو شدت سے ہو۔ ۴۔ زخم تلوار کا ہو یا پھنسی کا۔ ۵۔ درد تمام سر کا یا آدھے سر کا۔ ۶۔ سر میں کثرت سے جوں پڑنا۔

۱۶۹۔ شکار کی جزا یا کفارہ

۱۔ شکار کی جزا دینے کے دو طریق ہیں

۱۔ جو جانور شکار کیا ہے اُسکے بدلہ ہدی خرید کر (اگر اس کی قیمت میں ہدی مل سکے) خیرات کرے (نزد شیخین) یا اُس مشابہت کا جانور (اگر اس مشابہت کا جانور ہوتا ہو) ذبح کرے (نزد امام محمد و امام شافعی) ورنہ اس کی قیمت یا اُس قیمت کا کھانا خیرات کرے۔ ہدایہ۔

۲۔ یا جو جانور شکار کیا ہے اُس کی جزا میں روزہ رکھے۔ ہدایہ

تشریح طریق اول۔ قیمت کی تشخیص دو عادل شخص کریں (۱) قیمت کا اندازہ مقامی حالت کے لحاظ سے ہوگا۔ چنانچہ اگر ہرن یا نیل شکار کیا گیا ہے تو قریب کی آبادی کے لحاظ سے قیمت مقرر کرنی چاہئے۔ ہدایہ (۲) قیمت کی تشخیص موقع اور زمانہ کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اگر موقع بدل جائے یا زمانہ بدل جائے تو قیمت بھی بدل جاتی ہے۔ عالمگیری۔ (۳) فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ قیمت کی تشخیص کرنے میں ایک عادل شخص کافی ہو سکتا ہے لیکن اگر دو شخص ہوں تو بہتر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص سے تشخیص میں غلطی واقع ہو۔ اور حقوق العباد کے معاملات میں اکثر دو شخص ہی معین کئے جاتے ہیں۔ ہدایہ (۴) اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں شکار فروخت نہیں ہو سکتا۔ تو ایسی قریب کی آبادی میں قیمت تشخیص کی جائے۔ جہاں وہ بک سکتا ہے۔ ہدایہ

جانور کے مثل اگر اس مشابہت کا جانور ہوتا ہو تو اس شکار کے بدلہ اسکو ذبح کر کے خیرات کرے (نزد محمدؒ و شافعیؒ) کیونکہ

قرآن شریف میں آیا ہے فجزاء مثل ما قتل من النعم گویا جو چوپایہ جزا میں دیا جائے وہ مقتول کے مشابہ ہونا چاہئے شکل میں نہ قیمت میں ۱۲ اسی لئے اکثر جانوروں کو بیدائش وصورت کے لحاظ سے بدلہ میں مقرر کیا ہے۔ چنانچہ موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس طرح فیصلہ کیا ہے

ہرن وکھتار کے بدلہ بکری	موش وشنی ۔ بدلہ بزغالہ (بکری کا بچہ چار مہینے کا)
" " عناق (یعنی بکری کا بچہ)	شتر مرغ " بدنہ
	گورخر " گائے

اگر اس قیمت میں بڑی ہو اسکے اور اس مشابہت کا جانور نہ ہوتا ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک اسکی قیمت خیرات کرنی واجب ہوگی۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک اور طریق پر مشابہت قائم کیجائیگی۔ مثلاً کبوتر کے بدلے بکری دیجائے اسلئے کہ کبوتر اور بکری میں مشابہت ہے ایک تو آدمیوں دونوں کی غذا ہیں اور ایک کہ جس طرح کبوتر پانی پیتا ہے اسی طرح بکری۔ قیاس مشابہت کہتا ہے کہ جو شکار کیا جائے تو اسکی جزا بکری ہونی چاہئے شیخین کی دلیل ہے کہ مثل ما قتل من النعم میں مثل سے مثل صوری یا مثل معنی ہو۔ اور اگر مطلق مشابہت کے معنی لئے جائیں تو ایک جانور دوسرے جانور کی مشابہ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ایک ہی جنس کا ہو۔ لہٰذا ضرور ہے کہ مثل معنوی مراد ہو جس سے مطلب تمہتے اور مثل معنوی کا لحاظ مسائل شرعیہ میں کیا ہی جاتا ہے جیسا کہ حقوق عباد میں۔ ہدایہ

اگر کھانا دیا جائے تو اس شکار کی قیمت کا کھانا ہے نزد علماء حنیفہ۔

ا۔ وجہ یہ ہے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک جس شخص پر اس شکار کی جزا دینی لازم ہے تو کسی طرح دے چاہے قیمت میں دے۔ ہدایہ

ب۔ مساکین کو کھانا تقسیم کرے تو اس طور پر کہ یا تو فی کس نصف صاع گیہوں یا ایک صاع خرما یا ایک صاع جو دے اس مقدار سے کم نہ ہو۔ کیونکہ یہ شرعی اندازہ ہے۔ ہدایہ

ج۔ اگر شکار کی قیمت اتنی کم ہے کہ اس قیمت میں ایک مسکین کو کھانا نہیں دیا جا سکتا تو اسکے بدلے روزہ رکھنا چاہئے۔ عالمگیری

تشریح طریق دوم۔ اگر روزہ رکھا جائے۔ قیاس کا یہ طریق ہے۔ کہ شکار کی جو قیمت تشخیص کیجائے اس کے جتنے صاع[۹۲] کھجوریں یا جو یا گیہوں آسکیں۔ تو فی صاع کھجور یا جو کے بدلہ یا فی نصف صاع گیہوں کے بدلہ ایک روزہ رکھے۔ ہدایہ

ا۔ اوپر کے اندازہ میں اگر صاع کا کوئی حصہ باقی بچے تو اس کو یا تو خیرات کرے یا اسکے بدلہ پورا روزہ رکھے۔ ہدایہ

ب۔ چونکہ شکار کے مقابلہ میں روزہ کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ لہٰذا قیمت تشخیص کر کے کھجور وغیرہ کا اندازہ لگایا۔ اور شیخ خانی کے متعلق کتاب الصوم میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے (دیکھو کتاب الصوم اسی مصنف کی) کہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جو بقابلہ ایک روزہ کے دیا جانا کافی ہے۔ لہٰذا اسی طریق پر یہاں بھی شمار کر لیا۔ ہدایہ

ج اگر شکار کی قیمت اسقدر کم ہو کہ اس قیمت میں ایک مسکین کو کھانا نہیں دیا جا سکتا تو روزہ رکھنا چاہئے۔ فتاویٰ عالمگیری

اختیار۔ شیخین کے نزدیک شکار کرنے والوں کو اختیار ہے کہ مذکورہ طریق سے جو آسان سمجھے اختیار کرے کیونکہ شرع میں جب کوئی چیز واجب ہوتی ہے تو آسان کا اختیار کرنا اسی پر چھوڑا جاتا ہے جیسے کفارہ یمین میں لیکن امام محمدؒ امام شافعی کے نزدیک ان دو طاقتوں کو اختیار ہے جن کے روبرو قیمت تشخیص ہوگی۔ (دیکھو تشریح طریق اول) کہ قاتل کے واسطے جو جزا وہ مقرر کریں وہ اسکو دینی چاہئے۔ ہدایہ

۱۷۰۔ جوں مارنے اور ٹڈی مارنیکی جزا۔

۱۔ جو صدقہ جنایت احرام میں دیا جاتا ہے وہ نصف صاع گیہوں سے مطلب ہے۔ بخلاف صدقہ جوں کے مارنیکے کہ جسقدر بھی چاہے دے۔ (نزد امام ابو یوسف) ہدایہ۔

۲۔ جنے جوں یا ٹڈی ماری اسکو چاہئے کہ صدقہ دے۔ چاہے تھوڑا ہی ہو۔ مثلاً ایک کف طعام۔ شرح وقایہ دیکھو فقرہ ۱۷۷

---

۹۱ یہاں امام شیخین کے طریق پر ہیں جو ہم یہاں بیان کر چکے ہیں۔

۹۲ صاع عرب کا ایک پیمانہ ہے جس کا تقریباً ڈھائی سیر ۷ چھٹانک ۱ ماشہ آتا ہے۔ انگریزی قول کے حساب سے۔ الحقوق والفرائض حصہ اول

باب ۵

فصل دوم - ممنوعات احرام اور اُن کی جزا

ہم فقرہ ۹۳ میں لکھ آئے ہیں کہ احرام باندھنے کے بعد کن چیزوں سے اجتناب لازم ہے تو اگر کوئی محرم ان ممنوعات کا مرتکب ہو تو اس کو جرمانہ دینا پڑتا ہے جس کا ذکر اپنے فقرہ ۱۶۸ تا ۱۷۱ میں کیا ہے۔ اگر جرم خفیف ہے تو جرمانہ بھی خفیف ہوگا اور اگر جرم ہمارے تجربہ میں بھی تمنایاً اُسیقدر بڑا ہی ہوگا۔ چنانچہ کبھی کبری کی قربانی دینی پڑتی ہے اور کبھی مساکین کو کھانا کھلانا پڑتا ہے۔ اور کبھی صرف ایک مُدّ کا ٹکڑا یا ایک کھجور ہی جریمہ میں دیجاتی ہے۔ اس فصل میں آٹھ قسم کے جرم میں جنکے ارتکاب میں جزا دینا پڑتی ہے (۱) بال کترنا و مونڈنا (۲) ناخن کاٹنا (۳) لباس و کپڑے کا استعمال (۴) خوشبو قبل کا استعمال (۵) جماع و متعلقات جماع (۶) شکاری جانور کو ایذا دینا اور شکار کرنا (۷) جوں مارنا مونڈی مارنا (۸) مٹی و پتھر و نباتات حدود حرم سے لیجانا۔

۱۷۱- بال کترنا اور مونڈنا

۱- بال کترنے اور مونڈنے کے متعلق قواعد۔

قاعدہ - ۱- صاحب احرام یا بے احرام کسی محرم کا سر مونڈے تو مونڈنے والے کو صدقہ دینا ہوگا۔ اور مونڈوانے والے کو قربانی (چاہے زبردستی مونڈوایا ہو یا خوشی سے یا کسی کے حکم سے) نزد امام اعظم۔ ہدایہ

امام شافعی کے نزدیک مونڈوانے والے کو قربانی نہیں دینی ہوگی اگر اسکی بلا اجازت سر مونڈا گیا خلافاً وہ متعلقہ کیونکہ امام شافعی کے مذہب میں اگر کسی شخص کی زبردستی کیجائے تو وہ معاملہ زبردستی سے بری ہے اور غنیمہ زبردستی سے بھی زیادہ ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک جس شخص پر زبردستی کی گئی یا حالت نوم میں اس کا سر مونڈا گیا تو اس کے ذمہ گناہ تو نہیں لیکن جو فعل اُس پر واقع ہوا اسکے ذمہ اس کا شرعی معاوضہ ضرور ہے۔ مثلاً اُس کا سونے تین سر مونڈا تو سر مونڈنے سے اس کو جو بالوں کی وجہ سے چیچک تھی وہ تو جاتی رہی اور سر کی صفائی اور زینت ہوگئی (گو وہ ایسا ہونا نہیں چاہتا تھا) تو شرعاً اسکو جزا دینی چاہیے جو قربانی ہے اور یہ قربانی اس پر واجب ہے بخلاف ایسے شخص کے جو ضرورتاً مونڈوا لیتا ہے وہ چاہے قربانی نہ دے یا چھ مسکینوں کو کھانا دے (تین صاع گیہوں ہر ایک کو) اور چاہے نہ دے نہ دلائے یہ وجہ کہ ضرورتمند نے تو آفت سماوی کی وجہ سے ایسا کیا ہے برخلاف اس کے جس کا سر مونڈا ہے اس کا یہ حق نہیں ہے کہ اس قربانی کی قیمت مونڈنے والے سے لے کیونکہ یہ قربانی اس وجہ سے لازم ہوئی ہے کہ اس کے بالوں کی بے چینی رفع ہوئی اور سر کی صفائی اور زینت ہوئی[1] ۔ ہدایہ

ب اگر مونڈنے والا بے احرام ہے تو امام شافعی کے نزدیک مونڈنے والے کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی وجہ یہ کہ مونڈنے والے نے جو دوسرے کا سر مونڈا تو کچھ اپنا تو فائدہ اس سے اٹھایا ہی نہیں۔ اور جب یہ بات نہیں ہے تو کفارہ اُس کے ذمہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن امام اعظم یہ کہتے ہیں کہ چیز بدن انسان پر موجود ہے اور تشو و نما پاتی ہے اُسکو دور کرنا احرام کے ممنوعات میں سے ہے بایں طور کہ چاہے کہ اسی چیز کو کسی طرح سے دے اب جو مونڈنے والے نے صاحب احرام کے اس چیز کو دور کر کھا تو وہ اسکا مرتکب ہوا چونکہ جنایت کچھ بہت بڑی نہیں ہوئی کیونکہ اسنے ذاتی فائدہ کچھ نہیں اٹھایا تو اسپر صدقہ لازم ہوا بقدر قربانی کے۔ ہدایہ

قاعدہ - ۲- بال اُکھاڑنے یا کاٹنے یا نورہ سے صاف کرنیکا حکم مثل مونڈنے کے ہے۔ سراج الوہاج

۱- اگر بال جل جائیں تب بھی مونڈنے کے حکم میں ہیں۔ م

قاعدہ - ۳- اگر ایک جنایت کے بدلہ جزا دیچکا ہے تو دوسری جنایت کے بدلہ دوسری جزا دینی ہوگی ہاں اگر جزا نہیں دے چکا ہے تو متعدد جنایت کے بدلہ ایک بڑی جزا کافی ہوگی۔ انفع المقدیر

---

[1] یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی شخص لونڈی خریدے اور اس سے صحبت کرے اور پھر عیب جنایت کرنیوالی ملکیت تھی تو جو عقر جاریہ کا ذمہ ہوگا وہ فروخت نہ کرنے کی وجہ سے ہوگا اور فروخت نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسکی ملکیت سے بالکل بے خبر تھا۔ منہ

قاعدہ - ۴ - اگر محرم کسی بے احرام کی مونچھیں کترے تو کترنے والے کو صدقہ دینا ہوگا۔ ہدایہ

دلیل - انسان کو پہلے آدمی کو دیکھ کر یاس کی حاجت کچھ تو تخلیف ہوتی ہے - اور جب اس شخص کو حاجت ہو تھا کیا مثلاً اس کی مونچھیں کترے یا ناخن کاٹے تو کاٹنے والے کی کچھ ذاتی غرض بھی پوری ہوئی - لہٰذا بنابت پوری ہونے کی صورت میں اسکو صدقہ دینا ہوگا۔ ہدایہ

قاعدہ - ۵ - ایک موقع پر بال مونڈے تو ایک جزا دینی ہوگی اور کئی موقعوں پر مونڈنے کی کئی جزائیں علیحدہ

۲ - بال کترنے یا مونڈنے کی جزا۔

	جزا	سند
۱- سر منڈوائے (چوتھائی اور اس سے زیادہ) ایک موقع پر (حرم میں یا غیر حرم میں)	قربانی	شرح طحاوی
یا داڑھی منڈوائے (چوتھائی سے کم)	صدقہ	〃

ا - امام ابو یوسف کے نزدیک غیر حرم میں منڈانے سے کچھ جزا نہیں دینی ہوگی — فتاویٰ قاضیخان

ب - امام اعظم کے نزدیک چوتھائی سر کے منڈوانے پوری جزا یعنی قربانی اسوجہ سے دینی چاہیئے کہ اکثر لوگ سر کا چوتھائی حصہ عادتاً منڈایا کرتے ہیں جیسے اکثر ترک اور ہندی باشندے ایسا کرتے ہیں - اور اسی طرح چوتھائی داڑھی بھی اکثر ملکوں میں منڈایا کرتے ہیں - مثلاً عراق ہی میں ایسا کرتے ہیں اور عرب میں بھی اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں تو گویا اسقدر منڈوانے سے بھی پورا مطلب حاصل ہو جاتا ہے - لہٰذا چوتھائی سر یا داڑھی منڈوانا جنایت کامل ہوئی اور اس سے کم جنایت قاصر ہوئی - جس کی جزا صدقہ ہونی چاہیئے - امام مالک کے نزدیک کل سر منڈوانے سے قربانی لازم ہوگی — ہدایہ یاد رہے کہ اصلع کے سر پر بقدر بال موجود ہوں انہی کو پورا سر شمار کرے

ج - امام شافعی کے نزدیک داڑھی یا سر کا تھوڑا سا حصہ منڈوانے سے بھی اگر چہ چوتھائی کم ہو قربانی لازم ہوگی - کیونکہ ان کے نزدیک بعض کل ایسا ہی ہے جیسے حرم کی گھاس کاٹی تو تھوڑی کاٹنے سے بھی قربانی دینی ہوتی ہے — ہدایہ

۲- مونچھیں کترے - جیسا کہ چوتھائی داڑھی مونڈنے پر قربانی دینی ہوتی ہے تو یہاں پہ دیکھا جائے گا کہ کترے ہوئے بال داڑھی کا کونسا حصہ ہے تو کل قربانی کی قیمت کا اس قدر حصہ خیرات کرنا ہوگا - مثلاً کترے ہوئے بال چوتھائی داڑھی کا چوتھائی حصہ ہیں تو ایک بکری کی قیمت کی چوتھائی خیرات کرنی ہوگی - از ہدایہ	صدقہ	ہدایہ

ا - یاد رہے کہ مچھ رولک جو بال ہنٹر لک آئین ان کا مونڈنا بدعت ہے اور اکھاڑنا سنت ہے - ہدایہ

۳- کسی عضو کو مونڈے - ... ... (پورا عضو) گردن یا بغل (دونوں یا ایک) یا زیر ناف - سینہ یا پنڈلی - (یا چوتھائی عضو سے کم)	قربانی	ہدایہ
〃 〃	صدقہ	〃

ا - گردن مونڈنے سے امام اعظم کے نزدیک قربانی دینی ہوگی - جامع صغیر میں لکھا ہے کہ اگر دونوں بغل یا ایک کو مونڈے تو قربانی دینی ہوگی کیونکہ بغلوں کے مونڈنے سے بالوں کی تکلیف سے بچنے کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے لیکن مبسوط میں بجائے مونڈنے کے بغل کے بال اکھاڑنے لکھے ہیں اور یہ سنت ہے - ہدایہ - ب - امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک سینہ یا پنڈلی کے مونڈنے سے قربانی دینی ہوگی یعنی ان اعضا کے مونڈنے سے جنکو عادتاً مونڈا کرتے ہیں یا نوشے صاف کرتے ہیں - ہدایہ

ج - شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ اگر بغل کے بال نصف یا اس سے کم مونڈے تو صدقہ دینا ہوگا - یعنی شرح کنز میں بھی یہی لکھا ہے -

۴- کل بدن کے بال مونڈے (ایک موقع پر)	قربانی	فتاویٰ عالمگیری
۵- چند بال اکھاڑے سر یا ناک یا داڑھی وغیرہ کے (سے اہال کم) تو ہر بال کی عوض	صدقہ	فتاویٰ قاضیخاں

ا - ہر بال کے بدلہ جو صدقہ دیا جائے وہ ایک کف کھانا ہے - فتاویٰ قاضی خاں

۶- پچنے لگانے کے مقام سے مونڈے -	قربانی	فتاویٰ قاضیخاں ہدایہ
〃 〃 〃 〃 〃	صدقہ	

نزد امام اعظم و صاحبین

ف اصلع اسکو کہتے ہیں جسکے سر کے بال اکھڑے ہوئے ہوں۔

۵/۲

دلیل۔ صاحبین کہتے ہیں کہ اس مقام کو پچھنے لگانے کی غرض سے مونڈا ہے اور پچھنے لگانا محرم کے واسطے منع نہیں ہے لہٰذا وہ فعل بھی منع نہ ہونا چاہئے جو پچھنے لگانے کے واسطے کیا جائے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جب اس جگہ کے بال مونڈے تو وہاں کی میل وغیرہ بدن کے اُس حصہ میں سے دور کی گئی اس کے بدلہ صدقہ دینا چاہئے۔ امام ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں ہیں کہ اُس جگہ کو قصداً مونڈا جاتا ہے کیونکہ پچھنے لگانے ہی نہیں جاسکتے جبتک وہ جگہ مونڈ کر صاف نہ کیجائے اور جو ایسا کیا گیا تو بعضو کامل پر سے میل وغیرہ دور کیگئی اور قصداً۔ تو ضرور قربانی لازم ہوگی۔ ہدایہ۔ ۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے حالانکہ آپ احرام میں تھے۔ رواہ البخاری

۱۷۲۔ ناخن کاٹنا

۱۔ ناخن کاٹنے کے متعلق قواعد۔

ناخن کاٹنے کے تعلق اس واسطے جزا مقرر ہوئی کہ ناخن کاٹنے سے ایک تو ہاتھ کی بے رونقی دور ہو جاتی ہے۔ دوسرے محرم کو آرام ملتا ہے کہ ناخن کے بڑھ جانے سے جو ہاتھ کو کام میں لانے میں تکلیف ہوتی تھی وہ دور ہوگئی اور حالت احرام میں زیب و زینت درست نہیں۔ اور نہ ایسے طور پر آرام اٹھانا درست ہے جو

قاعدہ۔ ۱۔ ایک موقع پر ناخن کاٹنے کی ایک جزا اور کئی موقع پر کاٹنے کی کئی جزائیں دیجائینگی ۔ ہدایہ

قاعدہ۔ ۲۔ اگر محرم کسی بے احرام کے ناخن کترے تو کترنے والے کو صدقہ دینا ہوگا ۔ ہدایہ

۲۔ ناخن کاٹنے کی جزا۔

	جزا	سند
۱۔ چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹے ۔ ۔ ۔	قربانی	ہدایہ

(ایک موقع پر۔ نزد امام ابوحنیفہؒ / متعدد موقعوں پر۔ نزد امام محمدؒ)

دلیل۔ (امام اعظم) چونکہ ایک ہی وقت میں سب ناخن کترے ہیں لہٰذا وہ ایک ہی گناہ شمار ہوگا اور ایک قربانی دینی کافی ہوگی۔ اگر کئی موقعوں پر کاٹے جائیں تو کئی گناہ شمار ہونگے اور ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ قربانی لازم ہوگی۔ امام محمدؒ کے نزدیک چاہے ایک موقع پر سب ناخن کاٹے جائیں یا متعدد موقعوں پر ایک قربانی سے زیادہ نہیں دینی ہوگی کیونکہ متعدد جنایات شامل کے شمار کیجائینگی۔ مگر یہ جب ہے جب کہ کسی موقع پر ناخن کاٹنے کی جنا ادا نہ کی گئی ہو۔ ہاں اگر ادا کر دی جائے تو پھر آیندہ نئی جنایت شمار کرنی ہوگی کیونکہ جب کفارہ دیا جا چکا تو پھر اگلی جنایت کے واسطے وہ کسی طرح شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ امام ابو یوسف اور امام اعظم کے نزدیک اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن چار موقعوں پر کاٹے جائیں تو چار قربانیاں دینی ہونگی کیونکہ ایک موقع پر کاٹنے سے تو ایسا ہو سکیگا کہ کل جنایت کی ایک قربانی دیدی مگر متعدد موقعوں پر ایسا کہنے سے ایک قربانی کافی نہیں ہوگی۔ اگر ایک قصر پر کئی دفعہ جنایت پڑ پڑ ہی جائیں تو ایک پڑ کفایت کر سکتا ہے۔

۲۔ ایک ہاتھ ایک پاؤں کے ناخن کاٹے	قربانی	ہدایہ
	(پانچوں ناخن / تین سے پانچ تک (قول اقل امام اعظم) نزد امام زفر / پانچ سے کم ۔ (ہدایہ بحوالہ قدوری) ۔)	
	صدقہ ہر ناخن کا کم (بحوالہ قدوری)	ہدایہ

۱۔ چونکہ ایک تہائی یا ایک پاؤں کل ہاتھ پاؤں کا چوتھائی ہے ضرور ہوا کہ قربانی دے کیونکہ چوتھائی منڈایا جائے تو قربانی دینی پڑتی ہے۔ امام زفر کے نزدیک جب ایک ہاتھ کے پانچ ناخن کاٹنے سے قربانی لازم ہوتی ہے تو تین ناخن کے کاٹنے سے بھی دینی چاہئے۔ کیونکہ پانچ میں سے تین نصف سے زیادہ ہیں تو کل ہی متصور ہونگے۔ پانچ سے کم ناخن کاٹنے پر صدقہ دینے کی یہ دلیل پیش کیجاتی ہے کہ جس طرح تین چوتھائی سر کے مونڈنے میں کل سر کے مونڈنے کے موافق جزا دیجاتی ہے تو گویا چوتھائی کل کے قائم مقام ہوا۔ اور کل سو کم پر صدقہ ہوتا ہے۔ اور چار ناخن کل یعنی پانچ سے کم ہیں۔ ہدایہ۔ ب۔ صدقہ دینے کی صورت میں ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں دے۔ ہدایہ۔ ج۔ قدوری میں جو وجہ بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کے ناخن کم سے کم تین کے کاٹنے سے قربانی دینی ہوتی ہے۔ اور یہ چاروں

۵/۲

ہاتھ پاؤں کے ناخن کے مقابلہ میں مقرر کئے گئے ہیں تو تین ناخن کہ ایک ہاتھ کے زیادہ سے زیادہ ہیں اب پھر کل کے قائم مقام کس طرح مقرر کر سکتے ہیں۔ ہدایہ

۳- چاروں ہاتھ پاؤں میں سے پانچ ناخن متفرق جگہ سے کاٹے ... ... { نزد امام ابو یوسف و امام اعظم } صدقہ ہدایہ

ا- صدقہ دینے کی صورت میں سر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں دینے ہونگے اگر صدقہ کی قیمت قربانی کی قیمت نزد امام محمد کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دینا چاہئے — ہدایہ قربانی

ب- امام محمد کے نزدیک ۵ ناخن متفرق جگہ سے کاٹنے ایسے ہی ہیں جیسا ایک جگہ سے کاٹے جس کی جزا قربانی ہوتی ہے لیکن ہمیں کی یہ دلیل ہے کہ پورا گناہ اسوقت خیال کیا جاتا ہے جب ناخن کاٹنے سے ہاتھ کی بے رونقی دور ہو جائے لیکن متفرق جگہ کے ناخن کاٹنے سے تو اور ہاتھ بے رونق ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس طرح ناخن کاٹنے سے پورا مطلب حاصل نہیں ہوتا ہاں چوتھائی سر متفرق جگہ سے مونڈنے کی اور بات ہے وہ قابل خاص طریقہ ہے اور اکثر لوگوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے لہٰذا ناخن متفرق جگہ سے کاٹنے سے صدقہ بھی واجب ہوگا۔ ہدایہ

۴- ٹوٹے ہوئے ناخن کو علیحدہ کیا ... ... کچھ نہیں کفایہ

دلیل- کیونکہ ناخن جب ٹوٹ جاتا ہے تو اس میں نشو و نما کی قوت نہیں رہتی۔ (اسواسطے اسکے علیحدہ کرنیکا مضائقہ نہیں۔ وہ قلامہ ہے جیسے جرم کی سوکھی گھاس جسکے کاٹنے سے کچھ جزا نہیں بنی ہوتی۔ کفایہ (فقرہ ۴۸۵، ۱ قاعدہ ۷)

۵- پانچ ناخن کاٹے۔ چوتھائی سر مونڈا۔ کسی عضو پر خوشبو لگائی (ایک موقع پر یا کئی پر)۔ ... فدیہ قربانی عالمگیری

ا- سر منڈنے کے بدلے ایک قربانی علیحدہ دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۷۳- لباس و کپڑے کا استعمال

{ محرم اگر سلے ہوئے کپڑے پہننے کے طریق کے خلاف پہنے تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی[1] ان اگر سلے ہوئے کپڑے پہننے کے طریق پر پہنے } { تب جزا دینی ہوتی ہے۔ یہ سلے ہوئے کپڑے کسی عذر سے پہنے جائیں تو انکی جزا کا طریق اور ہی ہے جیسا کہ قواعد ذیل سے معلوم ہوگا۔

ا- سلے ہوئے کپڑے اگر بلا عذر پہنے (جس جزا وقت کے لحاظ سے دیجائیگی) تو ذیل کے قواعد کے مطابق عمل درآمد ہوگا

قاعدہ- ۱- ایک دن یا اس سے کم پہننا { پورے ایک[2] دن پہنے رہے۔ (کم از کم) نزد امام اعظم ... ... قربانی
نصف دن سے زیادہ پہنے۔ " نزد امام ابو یوسف رح ... " ہدایہ و عالمگیری
ذرا سی دیر پہنے۔ — — " نزد امام شافعی ... — "
ان وقتوں سے کم پہنے۔ — — " نزد امام اعظم رح و نزد امام ابو یوسف رح صدقہ }

تشریح امام شافعی کے نزدیک جبوقت کسی نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہنا۔ بس اس سے فائدہ اٹھالیا۔ لہٰذا اسکی جزا میں ایک دم ایک قربانی لازم ہوئی۔ لیکن امام اعظم رح کہتے ہیں کہ پہننے سے فائدہ تو اٹھایا ہی جاتا ہے مگر پورے فائدہ کے واسطے کوئی مدت مقرر ہونی چاہئے کہ اس

---

[1] فتاویٰ قاضیخاں میں لکھا ہے کہ اگر قبا کو اس طرح پہنے کہ آستینوں میں سر نہ ڈالے یا قمیص بطور تہبند باندھ لے تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔

[2] درمختار میں لکھا ہے کہ (لَوْ يَوْمًا كَامِلًا أَوْ لَيْلَةً كَامِلَةً) یعنی ایک دن کا کامل پہن لے یا ایک رات کامل پہن لے تو قربانی لازم ہوگی۔ اور ہدایہ میں لکھا ہے (وَإِنْ لَبِسَ ثَوْبًا مُخِيطًا يَوْمًا كَامِلًا فَعَلَيْهِ دَمٌ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ) یعنی ایک دن کامل پہن لے اور اس میں رات کا ذکر نہیں۔ کفایہ میں لکھا ہے کہ پورے دن پہن لے تب قربانی لازم ہوگی۔ کفایہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر رات کو اتار لے اور ارادہ ہو کہ کل صبح پھر اس کپڑے کو پہن لونگا اور پھر صبح دوسرے روز بھی پہنے تو ایک ہی قربانی لازم ہوگی۔ ہاں درحالیکہ ارادہ یہ ہے کہ کل اس کپڑے کو نہ پہنونگا اور پھر کل وہ کپڑا پہننا پڑا۔ تب دوسری قربانی بالاتفاق لازم ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری نے ایک دن کا ذکر کیا ہے یعنی رات آنے تک۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک دن کم سے کم وقت ہے [3] امام ابو حنیفہ کا بھی پہلے یہی قول تھا۔ ہدایہ

پر قربانی کی جزا کا وارد ہوا ہو۔ تو اصحاب نے مدت ایک دن مقرر کی کیونکہ انسان اگر کوئی کپڑا پہنتا ہے تو کم سے کم ایک روز تو پہنے ہی رہتا ہے اس واسطے ایک روز پہننے پر قربانی لازم کی اور ایک دن سے کم پر حد نہ کیا لیکن امام ابو یوسف نے اکثر کو کل کے محض تین کے کر نصف روز سے زیادہ پر بھی قربانی لازم کی۔ ہدایہ ۱۲ منہ

۱- اگر کئی دفعہ رات بھر پہنے رہے[1] بغیر اتارنے کے جمیع علماء متفق ہیں کہ ایک ہی قربانی کافی ہے

قاعدہ۔ ۲- اگر ایک کپڑے کی بجائے دو کپڑے پہنے (مگر بدن کے ایک ہی حصہ پر) **تو ایک قربانی لازم ہوگی۔** عالمگیری

تشریح ۱- یہ اسی بات ہے کہ ٹوپی پہنی اور پھر اوپر سے عمامہ بھی باندھ لیا تو صرف ایک ہی قربانی دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح ۲- بان اگر موضع ضرورت کے علاوہ دوسری جگہ پر کوئی کپڑا پہن لیا تو ظاہر ہے کہ دوسری قربانی لازم ہوگی۔

قاعدہ۔ ۳- اگر ایک دن پہننے کی قربانی دے چکا اور پھر اسی کپڑے کو برابر پہنے رہا تو دوسری قربانی دینی ہوگی

قاعدہ۔ ۴- اگر سلا ہوا اور خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا مرد پہنے تو دو قربانی دینی ہوگی۔ اور عورت پہنے تو ایک۔ کیونکہ سلا ہوا تو وہ پہن سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

دلیل۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پہنو اس کپڑے کو جس میں زعفران اور ورس ہو حالت احرام میں۔ امام طحاوی نے بروایت ابن عمر اس کا ذکر کیا ہے۔

قاعدہ۔ ۵- اگر ایک محرم دوسرے محرم کو کپڑے پہنائے تو پہنانے والے پر کچھ جزا نہیں۔ لیکن پہننے والے پر جزا ہے۔

۲- سلے ہوئے کپڑے کسی عذر سے پہنے (اس میں جزا بلحاظ عذر دیجائیگی نہ بلحاظ وقت) تو ذیل کے قواعد کے مطابق عمل درآمد ہوگا

قاعدہ۔ ۶- عذر کے متعلق مسائل میں جتنے عذر ہوں اتنی مرتبہ جزا دیجاتی ہے چاہے لباس متعدد ہوں۔ فتاویٰ عالمگیری۔

مثلاً اگر دس ہتیار باندھے تو دس نہوں گی بلکہ ایک جزا ہوگی کہ ایک عذر یعنی دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے باندھے گئے۔ عالمگیری

قاعدہ۔ ۷- اگر کپڑا کسی عذر سے پہنا تھا تو عذر جاتا رہے تو اتار دے۔ ورنہ دوسرا کفارہ لازم ہوگا۔ عالمگیری

تشریح ۱- عذر جاتا رہنے سے یہ مطلب ہے کہ وہ عذر پورا جاتا رہے۔ اگر بیچ میں تھوڑا جاتا رہے اور پھر ہو گیا تو وہ عذر کا پورا اختتام نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف کے نزدیک جیسا کہ شرح طحاوی میں لکھا ہے ایک ہی کفارہ دینا کافی ہے۔

تشریح ۲- ایک عذر کے معنوں میں یہ بھی ہے کہ اگر دشمن مقابلہ پر آئے اور اس کے واسطے ہتیار باندھنے پڑیں اور بار بار ایسا کرنا پڑے تو جبتک دشمن چلا جائے۔ تب تک ایک ہی عذر ہے۔ ہر دفعہ ہتیار باندھنے اور کھولنے کی جزا علیحدہ علیحدہ دینی پڑیگی۔ عالمگیری

۳- کپڑے کے استعمال کے بعض طریق اور ان کی جزا۔

۱- کپڑا سر یا منہ پر ڈھانکا (یا عورت نے صرف منہ پر ڈھانکا)۔ تو قاعدہ ۱ کے تابع ہے۔

---

[1] بغیر اتارے سے یہ مطلب ہے کہ اگر بیچ میں وہ کپڑا اتار لیا اور پھر اسی کو پہن لیا تو وہ بھی برابر پہنے رہنے کے معنوں میں ہے۔ ہاں اگر دوسرا کپڑا اس کی بجائے پہنا تو برابر پہنے رہنے کے معنی میں نہیں ہوگا اور قربانی دوسری دینی ہوگی۔ عالمگیری۔

۵۲

ا۔ چوتھائی سر یا چوتھائی منہ پر ڈھانکنا امام اعظم کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے پورے سر یا منہ پر ڈھانکنا۔ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک چوتھائی سے زیادہ ڈھکے جب جزا لازم ہوتی ہے۔ کفایہ و عالمگیری ب۔ اگر علاوہ کپڑے کے اور کسی چیز سے سر ڈھانکے مثلاً طشت یا برتن گیہوں کے نانپنے کا برتن وغیرہ سر پر رکھ لے کچھ جزا لازم نہیں ہوگی۔ فتاوی عالمگیری۔ (فقرہ ۳۹ و ۴۳ مسئلہ ۱-۳۰)		
۲۔ پٹی باندھنا سر یا منہ پر (پورے دن)	صدقہ	شرح طحاوی
بغیر بیماری یا عذر کے سر یا منہ پر پٹی باندھنا مکروہ ہے۔ شرح طحاوی		
۳۔ پٹی باندھنا بدن پر (علاوہ سر اور منہ کے کسی اور جگہ پر چاہے وہ پٹی بڑی جگہ گھیرے)	کچھ نہیں	فتح القدیر
ا۔ یہ پٹی کسی عذر سے باندھی جائے۔ بلا عذر باندھنی مکروہ ہے ــ عالمگیری		
۴۔ چادر یا تہمد کو رسی سے باندھنا (دن بھر) ... ... (مگر ایسا کرنا مکروہ ہے)	،،	،،
۵۔ قبا مونڈھوں پر پہن لی (ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے) اور طیلسان[1] پہنی اور گھنڈیاں نہ لگائیں	،،	عالمگیری
ا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک (برخلاف امام زفر کے) قبا کو اس طرح پہننے میں کچھ جزا لازم نہیں آتی۔ عالمگیری۔ ہدایہ ب۔ اگر طیلسان یا قبا کی گھنڈیاں لگائیں تو ایسا ہی ہے جیسے سلا ہوا کپڑا پہننے کے طریق پر پہنا۔		
۶۔ موزے پہننا	مضائقہ نہیں	ہدایہ
ا۔ اگر کسی کے پاس جوتی نہ ہو تو موزہ بجائے جوتی کے پہن سکتا ہے مگر اس طرح پر کہ موزہ کے نیچے کا حصہ ٹخنوں[2] کے نیچے نیچے تک پہن لے۔ باقی اوپر کا حصہ کاٹ ڈالے۔ (بقول امام محمدؒ بروایت ہشام) ۔ ہدایہ ب۔ بعض کے نزدیک موزہ بغیر کاٹے پہن لینے کا مضائقہ نہیں جبکہ بجائے جوتی کے پہنا جائے۔ دلائل۔ موزہ کو کاٹ کر پہننے کے متعلق دلیل حدیث ابن عمر کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اور نہ پہنے موزہ مگر جبکہ نہ پاوے جوتیاں تو کاٹ لے موزے کو اور ٹخنوں سے نیچا کرے پہنے موزے کو بغیر کاٹے پہننے کے متعلق دلیل حدیث ابن عباس کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو نہ پاوے تہمد پہنے سراویل اور جو نہ پاوے نعلین پہن لے موزہ۔ اسکو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔		
۷۔ خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا پہننا۔ دیکھو فقرہ ۴۷ مسئلہ ۲۔ فقرہ ۳۹	...	...
۸۔ ہمیانی کمر میں باندھنی اگر اس میں روپیہ پیسہ بھی ہو۔	مضائقہ نہیں	ہدایہ
تشریح۔ امام مالک کے نزدیک اگر ایسی ہمیانی میں کسی دوسرے شخص کا خرچہ رکھا ہو تو مکروہ ہے کیونکہ اس صورت میں اسکو ضرورت ہے کہ دوسرے شخص کے خرچہ کو اٹھائے پھرے۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ہمیانی سلے ہوئے کپڑے میں شامل نہیں ہے۔ لہذا اسکے باندھنے کا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ		

[1] ایک کپڑا ہوتا ہے کہ قاضی اپنے کندھے پر ڈالتے ہیں۔

[2] ٹخنوں سے مطلب پاؤں کا وہ جوڑ ہے جہاں جوتی کا تسمہ باندھتے ہیں۔ ہدایہ

۱۷۴ ۔ خوشبو و تیل کا استعمال

۱۔ خوشبو کے متعلق قواعد۔

قاعدہ ۔۱۔ خوشبو کی تعریف اور قسمیں ۔ خوشبو سے مراد وہ چیزیں ہیں جن میں اچھی بو آتی ہو اور سمجھدار لوگ اس کو خوشبو کہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری

خوشبو کی تین قسمیں ہیں ۔ ۱۔ نری خوشبو یعنی وہ چیز جو محض خوشبو ہی جاتی ہے اور خوشبو کے طور پر استعمال بھی کیجاتی ہے۔ ۲۔ وہ چیز جو بذات خود خوشبو نہیں ہے لیکن خوشبو کی اصل ہے ۔ اور خوشبو کے طور پر بھی کام میں آتی ہیں ۔ اور دوا کے طور پر بھی ۔ جیسے زیتون کا تیل ۔ ۳۔ وہ چیز جس کی ذات میں خوشبو نہیں اور نہ خوشبو کہلاتی ہے ۔ جیسے چربی وغیرہ ۔ عالمگیری

قاعدہ ۔۲۔ کس خوشبو میں جزا و کفارہ ہے ۔ قسم اول کے استعمال میں کفارہ لازم ہوگا ۔ اگر دوا کے طور پر بھی کام میں لایا تب بھی ۔ قسم دوم اگر تیل کے طور پر استعمال کیجائے تو خوشبو کے حکم میں ہے ۔ اگر دوا کے طور پر کام میں لائی جائے تو ایسا نہیں ہے ۔ قسم سوم کے استعمال میں چاہے ملے چاہے کھائے کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے ۔ عالمگیری

قاعدہ ۔۳۔ پھول خوشبو نہیں ہے ۔ پھول وغیرہ خوشبو کی چیزیں سونگنے سے کچھ جزا نہیں دینی پڑتی لیکن ان کا سونگنا مکروہ ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۔۴۔ خوشبو کا استعمال بدن پر پہننے کے کپڑوں اور بچھونے پر ایک ہی قواعد کے تابع ہے ۔ عالمگیری

۱۔ اگر کپڑے اور بچھونے پر خوشبو لگائے تو اس میں جزا کا اندازہ مقدار خوشبو پر ہوگا ۔ اور کم خوشبو اسکو کہینگے جسکو لوگ کم سمجھتے ہیں زیادہ اسکو جسکو لوگ زیادہ سمجھتے ہوں ۔ اگر ایسی صورت ہو تو جسکو خوشبو لگایا لازم ہے وہ کم ہے اور جسکو وہ زیادہ سمجھے وہ زیادہ ہے ۔ عالمگیری

قاعدہ ۔۵۔ خوشبو لگانے سے جو جزا لازم ہوئی ہے اگر وہ دیدی گئی تو اس خوشبو کی چیز کو علیحدہ کر دینا چاہئے ورنہ اظہر روایت کے بموجب دوسری قربانی دینی واجب ہوگی ۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۔۶۔ تمام قسم کی خوشبوئیں ایک ہی قواعد کے تابع ہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۔۷۔ خوشبو کا استعمال چاہے عمداً ہو چاہے سہواً چاہے زبردستی چاہے خوشی سے اور مرد استعمال کرے یا عورت سب ایک ہی قواعد کے تابع ہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۔۸۔ تھوڑی یا بہت خوشبو کی جزا ۔ بہت سی خوشبو استعمال کرنیکی جزا قربانی ہے اور کم کی صدقہ ۔ عالمگیری

۱۔ بعض علماء نے کثیر کا اندازہ بڑے عضو پر لگایا ہے جیسے ران یا پنڈلی ۔ اور بعض نے بڑے مقطوں کی چوتھائی سے کیا ہے ۔ لیکن امام ابو جعفرؒ نے قلیل اور کثیر کا اندازہ اصل خوشبو سے کیا ہے ۔ مثلاً دو پیلو گلاب اور ایک پیلو غالیہ تو یہ کثیر ہے ۔ اور جسکو

لوگ کثیر نہیں سمجھتے وہ قلیل ہے ۔ فتاوی عالمگیری۔

۳- اوپر کے دونوں قولوں کا یہ نتیجہ ہے ۔

ا- تھوڑی خوشبو (دیکھو قاعدہ - ۲) کا اندازہ عضو سے کیا جائے - اگر پورے عضو پر لگایا تو کثیر ہے اور قربانی لازم ہوگی اور اگر عضو کے حصہ پر لگایا تو صدقہ ۔ فتاوی عالمگیری

ب - بہت خوشبو (دیکھو قاعدہ - ۲) کا اندازہ مقدار خوشبو سے کیا جائے یعنی تری خوشبو اگر بدن کے چوتھائی حصہ پر بھی لگائی جائے تو قربانی دینی ہوگی ۔ فتاوی عالمگیری

قاعدہ ۹- اگر ایک محرم دوسرے محرم کے خوشبو لگائے تو لگانے والے پر کچھ جزا نہیں ہاں لگوانے والے پر جزا ہے۔

قاعدہ ۱۰- احرام سے پہلے خوشبو لگانا یا خوشبودار اشیاء سے مہانیکے متعلق دیکھو فقرہ- ۳۲

۲- خوشبو کے استعمال کے طریق اور جزا ۔

۱- خوشبو لگائی یا خوشبودار تیل ملا یا زیتون کا تیل ملے - ایک عضو پر (دیا کئی پر یا سب پر) -	(ایک موقع پر) (کئی موقع پر)	قربانی قربانی ہر موقع پر	فتاوی عالمگیری "

ا- نزد امام اعظم و امام ابو یوسف ہر موقع پر علیحدہ قربانی دینی ہوگی ۔

دلیل - چونکہ پورے عضو پر خوشبو لگائی تو پورا فائدہ حاصل ہوا اور اس طرح پوری جنایت ہوئی اور پوری جزاء قربانی ہے لہٰذا وہی لازم ہوئی ۔ ہدایہ

تشریح - صاحبین کے نزدیک اگر یہ دھن زیتوں نے تو بجائے قربانی کے صدقہ دینا چاہیئے - کیونکہ دھن زیتون اشیائے خوردنی میں ہے اور اس کا استعمال بالوں میں جوں کے مارنے کے واسطے یا بالوں کی نرمی کے واسطے ہوتا ہے ۔ ہدایہ

۲- خوشبو لگائی یا خوشبودار تیل ملے یا زیتون کا تیل ملے ایک عضو کی کسی حصہ پر	(ایک موقع پر) (کئی موقع پر)	صدقہ صدقہ ہر موقع پر	" "

تشریح - چونکہ جنایت تھوڑی ہے لہٰذا صدقہ لازم ہوا نزد امام ابو حنیفہ لیکن امام محمد کے نزدیک اس صورتمیں بھی قربانی لازم ہے تناسبا لیے اگر چوتھائی عضو پر خوشبو لگائی تو قربانی کا چوتھائی حصہ خیرات کرنا ہوگا علی ہذا القیاس ۔

ا- متفق ہیں لکھا ہے کہ اگر چوتھائی عضو پر خوشبو لگائے تو دم لازم ہوگا اور یہ اندازہ سر کے بالوں کے مونڈنے پر کیا گیا ہے ۔ ہدایہ ۔ ب - اگر مختلف جگہ پر خوشبو لگائے یا تیل ملا کر سب مل کر ایک عضو برابر ہو جائیں ایک عضو کے حکم کی شمار ہونگے اور اگر کم ہونگے تو عضو سے کم حصہ بھی شمار ہونگے ۔ فتاوی عالمگیری۔

۳- مہندی گاڑھی تمام سر یا ڈاڑھی یا ہتیلی پر ملے - (کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہندی خوشبو ہے - ہدایہ	دو قربانی	درمختار

ا- ایک قربانی سر ڈھانکنے کی اور دوسری خوشبو ملنے کی ۔ ہدایہ ۔

ب - اگر عورت سر پر لگائے تو صرف ایک قربانی دینی ہوگی - کیونکہ سر ڈھانکنے کی اسکی اجازت ہے ۔ ہدایہ

۴- مہندی پتلی تمام سر یا ڈاڑھی کو یا ہتیلی پر ملے -	قربانی	درمختار
۵- وسمہ سے خضاب کیا	کچھ نہیں	ہدایہ

دلیل - کیونکہ وسمہ خوشبو نہیں ہے اسواسطے کچھ جزا نہیں دینی ہوتی - لیکن امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص

		دوسرے کے واسطے خضاب کرے تو جزا لازم ہے کیونکہ اسطرح وہ اپنے سر کو خلاف کے طور پر ڈانکنا کہلاوے گا اور یہ صحیح ہے کہ کہ ایسی صورت میں جزا دینی چاہیے — ہدایہ
		تنبیہ: جامع صغیر میں صرف سر کا ذکر ہے کہ سر پر خضاب کرنا جنایت ہے۔ لیکن مبسوط میں سر اور ڈاڑھی دونوں کا ذکر ہے لہٰذا سر پر خضاب کرنے کی جزا علیحدہ ہے اور ڈاڑھی پر خضاب کرنے کی علیحدہ — ہدایہ
درختار	قربانی	۶- خوشبو کپڑے پر لگائی ... ... { زیادہ حصہ پر اور وہ ایک دن یا ایک رات بدن پر رہا ... — تھوڑے " " " " " " سے کم بدن پر رہا ...
"	صدقہ	
عالمگیری	قربانی	۷- خوشبو لباس کے کونہ میں یا چادر میں باندھے ایک دن یا ایک رات ... ... { اگر خوشبو زیادہ ہے ... — اگر خوشبو کم ہے ...
"	صدقہ	
"	قربانی	۸- خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا پہنا یا کسم میں رنگا ہوا پہنا (دیکھو نقرہ ۳، مسئلہ ۳ و نقرہ ۳۹) ... ... { ایک روز پہنا — ایک روز سے کم پہنا
"	صدقہ	
"	"	۹- خوشبو زخم پر لگائے (خالص خوشبو یا کسی چیز میں ملا کر بغیر پکائے) ... ... { ایک مرتبہ لگائے ... — برابر لگاتار زخم کے اچھا ہونے تک
"	قربانی	
		۱- اگر ایک زخم کے اچھا ہونے سے پہلے دوسرا اور ہو گیا تو دونوں زخموں کے اچھا ہونے تک ایک قربانی دینی ہوگی — بحر الرائق
کچھ نہیں	"	۱۰- خوشبو زخم پر لگائے یا پاؤں کے شقوں میں بھرے یا کان یا ناک میں ضرورتاً ڈالے یا کھائے
"	"	۱۱- خوشبو کو چھوا اور وہ لگی نہیں ... ...
کچھ نہیں	"	۱۲- خوشبو سے مہکی ہوئی جگہ گیا ... ... { اور کپڑے خوشبو سے مہک گئے ... ... — اور اپنے کپڑوں کو اس خوشبو میں بسایا اور بہت خوشبو آنے لگی
قربانی	"	
صدقہ	"	" " " " " " کم " "
کچھ نہیں	"	" " " " " " اور کچھ خوشبو نہیں ...
		دلیل - صورت اولیٰ میں اس نے دانستہ کوئی نفع حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لیکن صورت دوم میں چونکہ خوشبو سے فائدہ اٹھایا۔ لہٰذا قربانی لازم ہوگی — عالمگیری۔
کچھ نہیں	عالمگیری	۱۳- خوشبو کی دھونی دی ہوئی جگہ یا عطار کی دکان میں بیٹھا لیکن خوشبو کی غرض سے نہیں ... ...
"	قربانی	۱۴- خوشبو کھائے (یعنی خالص خوشبو) منہ بھر کر ... ... { اگر بہت ہے — اگر کم ہے
"	صدقہ	
درمختار	کچھ نہیں	۱۵- خوشبو کھائے (پکا کر) اس طرح کہ کھانے میں پکائے اور اس میں وہ خوشبو خوب ملجائے ... ...
		صاحب احرام کو جلیس (جو ایک قسم کا خوشبودار حلوا ہے) کھانے میں کوئی جزا نہیں دینی پڑی۔ سراج الوہاج۔
عالمگیری	جزا	۱۶- " " (بغیر پکائے) " " ملائے بغیر پکائے ... ... { اگر خوشبو غالب ہے ....
"	کچھ نہیں	اگر خوشبو غالب نہیں ہے
"	قربانی	۱۷- خوشبو پینے کی چیز میں ملائی ... ... { اگر خوشبو غالب ہے — اگر خوشبو کم ہے
"	صدقہ	
		۱- اگر بہت بار پئے گا تو قربانی دینی ہوگی - عالمگیری

۱۸- سرمہ لگایا ... ... { (بغیر خوشبو کا) (لیکن تر کرنے والی ہے) | کچھ نہیں | "
(خوشبودار) ایک یا دو مرتبہ | صدقہ | ۰
(") دو مرتبہ سے زیادہ | قربانی | "

۱۹- خطمی سے سر یا داڑھی دھوئی ... ... نزد امام اعظم | " | ہدایہ
دلیل - خطمی اول تو خوشبو ہے۔ دوسرے جوں اس سے مرجاتی ہیں۔ ہدایہ

۲۰- اشنان کے پانی سے نہایا ... ... { اگر اشنان کی مقدار زیادہ ہو (تو خوشبو کا حکم ہے) | " | فتاوی قاضیخان
اگر اشنان کی مقدار کم ہے (" " بیان ہے) | صدقہ | "

۱۷۵- جماع و متعلقات

۱- عمرہ و حج جماع سے کب فاسد ہو جاتا ہے۔

قاعدہ - ۱- اگر احرام کے باندھنے کے بعد وقوف عرفات تک کسی وقت جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا۔ اگر اسکے بعد کیا تو فاسد نہیں ہوا۔

قاعدہ - ۲- اگر احرام باندھنے کے بعد طواف عمرہ تک کسی وقت جماع کیا تو عمرہ فاسد ہو گیا اگر اسکے بعد کیا تو فاسد نہیں ہوا۔

۲- جماع و متعلقات اور افعال حج پر انکا اثر۔

۱- اگر کسی کو حالت احرام میں احتلام ہو جائے تو غسل کرے۔ سراج الوہاج

۲- اگر عورت کی طرف شہوت سے دیکھا اور انزال ہوا تو کچھ جزا نہ دینی ہوگی جیسا کہ جماع کے تصور سے انزال ہونے سے جزا نہیں دینی ہوتی۔ ہدایہ

۳- اگر عورت کا بوسہ لیا یا اس کو شہوت سے ہاتھ لگایا (یا جماع بے محل کیا) تو انزال ہوا یا نہیں قربانی لازم آئیگی۔ ہدایہ
امام صدیر نے لکھا ہے کہ اگر عورت کو شہوت سے ہاتھ لگائے اور انزال ہو تو قربانی دینی ہوگی لیکن مبسوط میں لکھا ہے کہ انزال ہو یا نہ ہو حالت میں قربانی دینی ہوگی اور صحیح مسئلہ جامع صغیر کا ہے کیونکہ یہ سن وجہ جماع ہے۔ مگر

{ ۱- انزال ہوا تو حج فاسد ہو جائے گا نزد علماء حنفیہ
۲- انزال ہو جب " " " شافعی }

دلیل - (حنفی) حج جب فاسد ہوتا ہے جب جماع واقع ہو اور ان افعال سے جماع متوقع نہیں ہوتا۔ اسلئے عورت کی وجہ سے حظ نفس حاصل ہوا اور یہ حالت احرام میں منع ہے اور اسی وجہ سے قربانی لازم ہوئی۔ مذکورہ کی اور بات ہے اسمیں تمتع نے شہوت حرام رکھی گئی ہے جو صرف انزال ہی کی صورت میں ہو سکتی ہے (شافعی) جب انزال نہ ہو تو کچھ جزا نہیں ہوگی۔ کیونکہ روزہ میں بھی ایسی حالت میں کچھ لازم نہیں ہوتا۔ ہدایہ۔

۴۔ اگر مرد و عورت جماع کریں تو اگر دونوں عاقل و بالغ ہوں تو دونوں پر قربانی لازم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

اگر مرد لڑکا ہے تو اس پر کچھ جزا نہیں عورت پر جزا ہے۔ عالمگیری۔
اگر عورت لڑکی ہے " " " مرد " "
اگر مرد و عورت دونوں نابالغ ہیں تو دونوں پر کچھ جزا نہیں "
اگر مرد یا عورت یا دونوں مجنون ہوں تو جو کہ مجنون ہے وہ نابالغ کے حکم میں ہے"

تشریح ۱۔ جماع سے مطلب عموماً جماع فی احد السبیلین ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک دوسرے طریق پر جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا کیونکہ وہ حقیقۃً جماع نہیں ہوتا۔ ہدایہ و کفایہ۔

{ ۳۔ اسی جماع سے حج و عمرہ فاسد ہوتا ہے۔ بالاجماع۔ }

تشریح ۲۔ جماع بھول کر یا سوتے میں یا زبردستی کرنا ایسا ہی ہے جیسے دانستہ کیا۔ نزد امام اعظم برخلاف امام شافعی۔ ہدایہ

دلیل (امام شافعی) ایسی صورت میں شریعت نے اپنے اپنے موقع پر بھولنے کی اجازت دی ہے اور نسیان بھی ایسی ہی صورت ہے جس میں کوئی فعل دانستہ کے مضمون میں نہیں ہو سکتا۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ دانستہ جماع سے حظ نفس حاصل ہوتا ہے اور ایسا ہی ان طریق پر جماع سے لہٰذا دانستہ یا بھول کر یا سوتے میں جماع کرنا برابر ہے اور بھول کا دخل اگر صوم و حج کی حالت میں احرام کے ممانع رہتا ہے جیسا کہ مجامعت کرتے ہوئے نماز اسکی مانع رہتی ہے اگر سوتے میں یہ فعل کرنا اور دانستہ کرنا برابر نہ ہوتا تو فضول بچہ غسل کیوں لازم آتا۔ ہدایہ

{ ۴۔ اس جماع سے حج و عمرہ فاسد ہو جاتا ہے۔ نزد امام اعظم
۵۔ " " نہیں ہوتا نزد امام شافعی }

۵۔ اگر ایک موقع پر جماع کیجائے تو ایک قربانی دینی ہوگی۔ اور اگر مختلف موقعوں پر کیجائے تو مختلف قربانیاں دینی ہونگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔ دیکھو نقرہ ۔ ۱۸۲ مسئلہ ۷

۱۔ ایسا واقعہ اگر وقوف عرفات کے بعد ہو تو پہلے موقع پر بدنہ کی قربانی اور دوسرے پر بکری کی قربانی دینی ہوگی۔ بقول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و امام ابو یوسف۔ شرح طحاوی

۶۔ حالت احرام میں جماع حج کے جس فعل سے پہلے یا بعد واقع ہوا اسکے متعلق دیکھو باب پنجم فصل سوم خصوصاً نقرہ ۔ ۱۸۰ و ۱۸۶۔

۷۔ مرد و عورت جو سال گذشتہ میں ارتکاب جماع کی وجہ سے اس سال حج کی قضا دینے جائیں تو نزد علماء حنفیہ ان کو لازم نہیں کہ اس سال ملکر رہیں لیکن امام مالک کے نزدیک گھر سے دونوں علیحدہ علیحدہ حج کو جائیں۔ اور امام زفر کے نزدیک جب سے علیحدہ ہو جائیں جب احرام باندھیں۔ امام شافعی کے نزدیک اس وقت جدا ہوں جب وہ موقع آئے جہاں سال گذشتہ میں مرتکب جماع ہوئے تھے۔ ہدایہ

۔ دلیل یہ ہے کہ ہر سال میں وہ دونوں اس موقع کو یاد کرینگے اور ممکن ہے کہ پھر اسی امر کے مرتکب ہوں بلکہ علماء کی ہوتی چاہئے۔ لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ وہ دونوں خاوند بیوی ہیں تو احرام سے پہلے علیحدگی کرا دینا کے جائز تعلق میں دخل اندازی کرنا ہے اور احرام باندھ لینے کے بعد انہیں مفارقت اس وعدہ سے نہ کیجائے کہ باہم ہنسی میں انکو اس موقع پر یاد آئے گا کہ کونسی بات کی وجہ سے ہم کو کس قدر مشقت اٹھانی پڑی ناقہ اس سے دلیل اور زیادہ نادم ہونگے۔ ہدایہ

۵/۲

۱۷۶- جانور کو ایذا دینا اور شکار کرنا

۱- شکار کے ممنوعات کے متعلق قواعد

قاعدہ ۱- حرم وغیر حرم- محرم حدود حرم وغیر حرم میں شکار کرے تو جزا دینی ہوگی- اور بے احرام صرف حدود حرم میں شکار کرے تو تاوان لازم ہے- ہدایہ - فتاوی عالمگیری

تشریح ۱- اگر محرم حرم میں شکار مارے تو اسپر اسی قدر جزا لازم ہوگی جس قدر کہ جب وہ شکار کو حرم سے باہر مارتا- حرم کی وجہ سے کچھ اور جزا لازم نہ ہوگی- فتاوی عالمگیری

تشریح ۲- اگر بے احرام نے جانور پر تیر چلایا اور وہ تیر حدود حرم سے نہ گذرا تو کچھ جزا دینی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر حرم کے باہر باز یا کتے کے ذریعہ سے شکار کیا- اور کتے نے شکار کو پکڑے پکڑتے حرم میں جا پکڑا تب بھی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی- اور چاہے وہ شکار ذبح ہونے کے بعد حرم میں داخل ہو کر مرجائے تب بھی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی- ہاں اگر تیر مارا اور جانور کے اس وقت لگا جبکہ وہ حرم میں داخل ہو رہا تھا تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے بموجب جزا دینی ہوگی- یا جزا جب ہے جبکہ یا تو شکاری حرم میں ہو اور جانور حرم سے باہر یا برعکس- فتاوی عالمگیری

جانور کا حدود حرم میں یا باہر ہونا (۱) اگر شکار کھڑا ہے تو پاؤں حرم میں ہوں تو شکار حرم میں خیال کیا جائیگا- اگر سر حرم سے باہر ہے تو مضائقہ نہیں- اور اس کے خلاف ہونے سے حرم سے باہر خیال کیا جائے گا اور اگر کچھ پاؤں حرم کے اندر ہیں اور کچھ باہر تو احتیاطاً حرم کے اندر شمار ہوگا- (۲) اگر شکار لیٹا ہوا ہے تو سر حرم میں ہو تو شکار حرم میں خیال کیا جائیگا اگر ٹانگیں حرم سے باہر ہیں تو مضائقہ نہیں- اور اس کے خلاف ہونے سے حرم سے باہر خیال کیا جائیگا- (۳) اگر جانور کسی درخت کی شاخ پر ہے تو اگر اس کی سیدھ عموداً حرم کے اندر پڑتی ہے تو جانور حرم کے اندر ہے اور اگر عموداً حرم کے باہر پڑتی ہے تو جانور حرم کے باہر ہے- عالمگیری

قاعدہ ۲- جانور خشکی کے جانوروں کا شکار حرام ہے- دریائی جانوروں کا حلال ہے- فتاوی عالمگیری

ا- کلام مجید میں آیا ہے- اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ (تمہارے واسطے سمندر کا شکار حلال کیا گیا ہے) تو اس آیت کے حکم پر بحری شکار جائز ہے- ہدایہ

ب- خشکی کے جانور سے مطلب وہ جانور ہے جس کی پیدائش اور پرورش خشکی میں ہو اور جس کی پیدائش اور پرورش پانی میں ہو وہ بحری ہے- اگر بحری جانور بعد میں خشکی میں رہنے لگے یا بحری جانور پانی میں- تو اس سے اس کی اصلیت نہیں بدلتی- ہدایہ- فتاوی عالمگیری-

ج- شکاری جانور وہ جانور ہے جو انسان سے بھاگتا ہو اور یہ عادت اس میں خلقی ہو- ہدایہ

د- صاحب احرام کو بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور پلی ہوئی بطخ کا ذبح کرنا جائز ہے- کیونکہ یہ جانور شکاری نہیں ہیں- کیونکہ انسان سے نہ ڈرتے اور نہ بھاگتے ہیں- اور بطخ سے مراد وہ بطخ ہے جو گھروں میں حوض میں تیرتی ہے- اور وہی انسان سے مانوس ہوتی ہے- ہدایہ- وکنز

ہ- فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ جانور ہیں کہ قتل کئے جائیں- حل و حرم میں کوا- چیل- بچھو (سانپ) اور کتا کاٹنے والا- رواہ البخاری- ومسلم-

تشریح- کوّے سے مراد وہ کوّا ہے جو مردار وحلال سب کھائے (زندابی یوسف رح) عقعق یعنی مکہ ایک قسم کا کوّا ہے جو آواز عقعق نکالتا ہے اور زاغ وکشتی کہلاتا ہے وہ اس میں شامل نہیں ہے اور وہ کوّا کہلاتا بھی نہیں اور انسان کو ایذا بھی نہیں پہنچاتا کاٹنے والا کتا (امام اعظم رح کے نزدیک) ہر درندے کے کتے سے مراد ہے۔ کاٹنے والا ہو۔ یا نہ ہو۔ پالتو ہو۔ یا نہ ہو۔ ہدایہ۔

س- ان جانوروں کے مارنے سے کچھ جزا نہیں دینی پڑتی۔ کاٹنے والا کتا۔ بھیڑیا۔ چیل۔ کوّا۔ نجاست کھانے والے جانور بھیڑیا سانپ بچھو۔ چوہا۔ بھڑ۔ چونٹی۔ گھونگچہ۔ مکھی۔ جھنگا۔ مچھر۔ پسو۔ چیچڑی۔ کھٹمل۔ زمین کے کیڑے جیسے سیہ۔ اور گوبر کا کیڑا۔ گوہ۔ گرگٹ۔ جھینگر۔ کھٹار۔ لومڑی (اگرچہ یہ دونوں انسان کو ایذا دینے میں ابتدا نہیں کرتے) غایۃ السروجی۔ عالمگیری۔

قاعدہ-۳- شکار کی جزا یا کفارہ- دیکھو فقرہ ۱۶۹

قاعدہ-۴- شکار کرنیوالا جزا دیگا- اگر محرم خود شکار کرے دانستہ یا بھولکر تو اسکو جزا دینی ہوگی۔ ہدایہ

دلیل- قرآن شریف میں آیا ہے- لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ - اور نہ قتل کرو تم شکار کو جب کہ تم محرم ہو۔

قاعدہ-۵- اعانت کرنے والا جزا دیگا- اگر محرم دوسرے شخص سے شکار کرائے (یعنی دوسرے شخص کو اشارے سے بتا کر شکار کرائے) تو اس محرم کو جزا دینی ہوگی- (زندہ علما حنفیہ بخلاف علماء شافعی) - ہدایہ - فتاوی عالمگیری

دلیل- علماء شافعی کے نزدیک صورت مذکرہ میں جزا لازم نہیں ہوگی کیونکہ جزا جب ہوتی جب قتل وقوع میں آتا۔ اور شکار کو بتانا دینا معنے نہیں رکھتا کہ اس نے شکار کو قتل کیا۔ بس محرم کا بتانا ایسا ہی سمجھو جیسے غیر محرم کا بتانا۔ ہدایہ + علماء حنفیہ متعدد دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ (۱) حدیث ابی قتادہ (جو پہلے لکھی گئی ہے دیکھو فقرہ ۱۶۵) (۲) عطاء جو علماء تابعین میں سے ایک ہیں ان کا یہ قول ہے کہ بتانے والے پر جزا واجب ہونے میں سب کا اتفاق ہے (۳) بتانا ممنوعات احرام سے ہے کیونکہ شکار کا جانور جب ہی تک امن میں ہے جبکہ وہ انسان کی نظروں سے غائب ہے اور اس سے بالکل پوشیدہ ہے اور یہ امن بوجہ بتانے یا اشارہ کرنے کے اُس سے جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا شکاری جانور کو بتا دینا اس کو شکار کرا دینا ہے۔ (۴) محرم نے احرام باندھا تو اسکے ممنوعات میں سے ایک شکار کرنا بھی تھا۔ گویا جب اُس نے احرام باندھا تو اس بات کا عہد کر لیا کہ شکار سے امن میں رہے گا تو جس حالت میں کہ اُس نے شکار کو بتا دیا تو اس کو امن سے لمس کر ڈالا۔ اور جب وہ جانور اس طرح پر شکار کیا گیا تو یہی شخص اُسکے شکار کرانے کا باعث ہوا اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک امانت دار اُس امانت کو جو اسکے سپرد ہے خود تو نہیں چراتا مگر چور کو اشارہ کر دیتا ہے۔ تو اس امانت دار کا چور کو اشارہ کرنا اور ایک اجنبی شخص کا چور کو اشارہ کرنا برابر تو نہ ہوا۔ اسی طرح اگر محرم کسی کو شکار کو بتائے اور اسکے مقابلہ میں غیر محرم بتائے تو دونوں برابر تو نہ ہوئے۔ ہدایہ

دلیل ۲- اکثر علماء اشارہ کرنے کے متعلق یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ (دلالت کرنے والا بہتری پر مثل کرنے والے کے ہے) تو اس کے خلاف بدی پر دلالت کرنے والا مثل بدی کرنے والے کے ہے۔

۱- شکار کے بتانے والے پر ان صورتوں میں جزا لازم ہوگی۔ (۱) جس شخص کو بتایا ہے وہ پہلے سے شکار سے واقف نہ ہو (یعنی یہ اس کو خبر بھی نہ ہو کہ یہاں شکار ہے۔ ہاں اگر وہ پہلے ہی سے جانتا تھا کہ یہاں شکار ہے تب بتانے والے پر کچھ جزا نہیں مگر ایسا کرنا مکروہ ہے) (۲) اس کی بات کو سچ جانے اور اسپر یقین کرے (اگر اسکو جھوٹ جانا اور دوسرے شخص نے اسی جگہ پر بتایا اور اُس کو یقین کیا تو پہلا بری الذمہ ہے) (۳) بتانے والا حالت احرام سے باہر نہ ہوا ہو (اگر باہر ہو جائے اور اس کے بعد جانور اس کے بتانے کے بموجب قتل ہو تو بتانے والے پر کچھ جزا نہیں۔ ہاں گنہگار ہوگا) (۴) جہاں بتلانے والا بتائے وہاں ہی وہ شکار پکڑا جائے اگر دوسری جگہ پکڑا گیا تو اسپر کوئی جزا نہ ہوگی۔ عالمگیری وہدایہ۔

لہ کیونکہ یہ کیڑوں میں شمار ہوتا ہے یعنی مثل گوبر کے کیڑے یا مینڈک (اور مچھلی) کے کہ اگر اس کا پکڑنا بغیر حیلہ کے ممکن ہے اور اس کے پکڑنے سے کچھ انسان کا فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ اس واسطے شکار میں شمار نہ ہوگا۔ ہدایہ

۱- ایک احرام والے نے دوسرے احرام والے کو شکار بتایا اور اس طرح شکار قتل ہوا تو دونوں پر پوری پوری جزا لازم ہوگی - عالمگیری
" " " بے احرام کو " " " بتانے والے پر " " " " - عالمگیری
بے احرام نے " بے احرام کو " " " قاتل[1] پر " " " " - عالمگیری

۲ ایک احرام والا دوسرے کو بتائے اور دوسرا تیسرے کو اور اس طرح شکار قتل ہو تو ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی - عالمگیری

۳- اگر بے احرام کسی کو اشارہ سے شکار بتائے تو اس بے احرام پر جزا لازم نہیں ہوگی - ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ اُس نے اس امر کا التزام نہیں کیا تھا کہ میں شکار نہ بتاؤں گا - حالانکہ محرم نے ایسا کیا تھا - عالمگیری

۴- اگر محرم نے بتایا تو وہ پہلے سے اس شکار کو جانتا یاد رکھتا تھا تو اشارہ کرنے والے پر کچھ جزا واجب نہ ہوگی - عالمگیری

۴ ایک احرام والے نے دوسرے محرم کو تیسرے محرم کے پاس بھیجکر خبر کروائی کہ فلاں شخص نے شکار کا پتہ بتا دیا ہے اور اُس پر سے جاکر اس کو قتل کیا - تو تمیت قاتل اور قاصد اور بھیجنے والے تینوں پر واجب ہوگی - عالمگیری -

۱- اگر یہ شخص پہلے سے اس شکار کو دیکھتا جانتا تھا تو قاتل کے سوا کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا - عالمگیری

۵ اگر ایک محرم نے کسی شخص کو ایک شکار کی طرف اشارہ کیا اور اسکو ایک ہی شکار نظر آیا تھا اور اسی شخص کو پھر اسی طرف دو شکار[1] اگر دو شکار ہیں تو اشارہ کرنے والے پر پہلا ہی شکار کی جزا واجب ہوگی - عالمگیری

۶ اگر ایک محرم کو شکار مارنے کیلئے تیر کی ضرورت ہے اور شکار اور کسی طرح نہیں مارا جا سکتا تھا تو دوسرے محرم نے اس کو تیر کمان بتائی اور اسکو دی - اور اُس نے اسکو تیر سے قتل کیا تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی - محیط

۷ اگر کسی نے ایک محرم سے چھری مانگ کر ایک شکار کو قتل کیا تو محرم پر جزا لازم نہ ہوگی - لیکن مکروہ ہے (یہ حکم اُس وقت ہے کہ جب وہ شخص بغیر اسکے چھری دینے کے بھی ذبح پر قادر ہو ورنہ محرم قیمت کا ضامن ہوگا) - محیط سرخسی -

۸ کئی محرم مکہ میں کسی گھر میں اترے اور اُس گھر میں بٹیریاں اور کبوتر تھے اور اسمیں سے تین شخصوں نے جو تھے شخص کو دروازہ بند کرنے کا حکم کیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا اور وہ سب منا کو چلے گئے اور جب وہ لوٹ کر آئے تو انھوں نے دیکھا کہ کچھ جانور پیاس کی وجہ سے مر گئے تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی - غایۃ السروجی -

۹ اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو شکار کی خبر کی لیکن وہ شکار اُس کو نظر نہ آیا پھر دوسرے احرام والے نے اُسی شکار کی خبر دی اور اس نے پہلے شخص کی بات کو سچ جانا حالانکہ جھوٹ - پھر شکار کو تلاش کر کے اسکو قتل کیا - تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی عالمگیری

قاعدہ ۶- جتنی شکار اُتنی جزا - ایک جانور کے شکار کرنے کی ایک جزا اور کئی جانوروں کے مارنے کی کئی جزائیں دینی ہوں گی - فتاویٰ عالمگیری -

ا- اگر کئی جانور شکار کرے تو ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ جزا لازم ہوگی - عالمگیری -

ب- اگر کئی شکار احرام سے باہر ہونے کے ارادہ سے کرے تو ان سب کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی اس لئے کہ وہ احرام سے باہر ہونیکا ارادہ کرتا ہے - اور احرام کی حالت میں گناہ کا ارادہ نہیں کرتا ہے - اور جلد احرام سے باہر ہونے کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوتی ہے - فتاویٰ عالمگیری -

قاعدہ ۷- محرم ہو کا شکار کرنے پر مجبور - اگر محرم بوجہ بھوک کے شکار کرنے پر مجبور ہو جائے اور شکار کرے تب بھی اُس کو جزا دینی ہوگی - ہدایہ

ا- اس صورت میں اگر یہ اس کو شکار کی اجازت دے دے تو اجازت اسی شرط پر ہے کہ کفارہ دے جانچہ قرآن شریف کی آیت سے ظاہر ہے - ہدایہ -

---

[1] ضرور ہے کہ محرم میں اس شکار کو بتائیگا ورنہ جزا کیسی ؟ + اور جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے - اس صورت میں بتانے والے پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی -

قاعدہ ۸۔ شکار پکڑے تو چھوڑ دے اگر محرم نے شکار پکڑا (احاطہ میں ہو یا پنجرہ میں یا گھر میں) واجب ہے کہ اسکو چھوڑ دے عالمگیری

۵/۲

ا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ایسے شکار کا چھوڑنا واجب نہیں ۔ عالمگیری

ب۔ " " " " " " چاہے احرام بھی باندھے۔ اور اسکو محرم بیچ لیوے شرح طحاوی

ج۔ اگر دوسرے محرم نے یہ شکار چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر کچھ جزا لازم نہیں۔ کیونکہ شکار کرنے والا شکار کا مالک نہیں سمجھا جائے گا جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا۔ حرام کر دیا گیا تم پر شکار جنگلی جبتک تم احرام میں ہو۔ عالمگیری

د اگر محرم نے شکار پکڑا اور دوسرے محرم نے اسکے ہاتھ میں قتل کر دیا تو دونوں پر جزا لازم ہوگی۔ ہاں امام ابو حنیفہ کے نزدیک پکڑنے والے کو اختیار ہے کہ قاتل سے وہ قیمت واپس لے جو اس نے جزا میں دی ہے۔ لیکن امام زفر کے نزدیک پکڑنے والا قاتل کے وہ قیمت جو اُس نے جزا میں دی ہے واپس نہیں لے سکتا۔ از ہدایہ

ر۔ اگر غیر محرم نے شکار کو پکڑا پھر احرام باندھا، پھر اس کے ہاتھ سے کسی نے چھڑا دیا۔ تو چھوڑنے والا اس شکار کا ضامن ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صاحبین کے نزدیک ضامن نہ ہوگا۔ دلیل (امام اعظم) یہ کہ پکڑنے والا شکار کا مالک ہو گیا تھا۔ لہٰذا احرام باندھنے سے اس کی ملک نہیں جاتی رہیگی۔ بلکہ ملوک کی حفاظت ضروری ہے اور چھڑانے والے نے اس کے جائز مال پر دست اندازی کی۔ لہٰذا اسپر ضمان واجب ہوا۔ دلیل (صاحبین) چونکہ چھڑانے والے نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مطابق کارروائی کی لہٰذا اسپر ضمان نہیں ہے۔ ہدایہ

قاعدہ ۹۔ درندہ کا شکار۔ درندہ جانور (جسکا گوشت نہیں کھاتے) کے شکار میں ایک بکری جزا دیجاتی ہے۔ عالمگیری

ا۔ جس جانور کا گوشت نہیں کھایا جاتا مثلاً شیر وغیرہ اگر اسکو شکار کیا جائے تو علماء حنفیہ کے نزدیک اس کی بھی جزا دینی لازم ہوگی۔ لیکن اُن جانوروں کی جزا لازم نہیں ہوگی جن کے مارنے کی اجازت شرع نے دی ہے (لیکن امام شافعی کے نزدیک شیر وغیرہ کے مارڈالنے میں جزا نہیں دینی ہوگی۔ کیونکہ یہ بھی موذی جانور ہے جیسا کہ وہ پانچ موذی جانور ہیں جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان کی جزا نہیں دی جاتی اور جس میں کلب گزندہ بھی شامل ہے اور کلب گزندہ کے معنوں میں بلحاظ لغت یہ موذی جانور بھی شامل ہیں۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ درندہ جانور مثل شیر وغیرہ کے شکار میں اس واسطے کہ وہ وحشی ہیں کہ بغیر حیلہ کے اُن کا پکڑنا ممکن نہیں۔ اور پکڑنے والے کی غرض اگر چہ اس سے گوشت حاصل کرنے کی نہیں ہوتی تاہم پوست حاصل کرنے کی تو ہوتی ہے یعنی اس کی کھال سے فائدہ اُٹھانے کی یا ایذا رفع کرنے کی۔ یا محض تفریحاً شکار کرنے کی۔ دوسرے یہ امر بھی ہے کہ اگر پانچ جانوروں کے سوا جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے غیر درندہ یعنی جو آدمی پر حملہ نہیں کرتے جیسے شامل کر دیں تو حدیث میں جانوروں کی تعداد کی زیادتی ہو جائے گی اور لفظ کلب بلحاظ عُرف کے شیر وغیرہ جانوروں کو شامل نہیں کر سکتا۔ اور حرف لغت پر غالب ہے۔ لہٰذا جزا دینی چاہیئے جزا جو ایک بکری معین مقرر کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ کفار (جو اسی قسم کا درندہ ہی) کے قتل کرنے میں ایک

..... دوم یہ کہ شکار پکڑنے والا اس کی کھال سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور کھال کی قیمت کے لحاظ سے ایک بکری کافی ہے جزا اس واسطے نہیں دیجاتی کہ وہ موذی جانور ہے اور انسان پر حملہ کرتا ہے۔ امام زفر کے نزدیک جو کول اللحم شکار کی جزا ہے وہی اس میں بھی دینی چاہیئے۔ ہدایہ۔

قاعدہ ۱۰۔ شکار قبضہ میں ہے اور احرام باندھا۔ اگر شکار قبضہ میں ہے اور احرام باندھا تو شکار کو چھوڑ دینا واجب ہے اگر نہ چھوڑا اور شکار ہاتھ میں مر گیا تو قیمت کا ضامن ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح۔ یہ شکار جو چھوڑا گیا ہے اس کی ملکیت ہی رہیگا اگر وہ چاہے تو احرام اتارنے کے بعد پھر پکڑے یا اگر دوسرے نے پکڑ لیا ہے تو اس سے واپس لے سکتا ہے۔ ہاں اگر یہ شکار دوسرے شخص نے اسکے ہاتھ سے چھڑا دیا تھا تب چھوڑانے والے کو لازم ہے کہ مالک کو اس کی قیمت دے نزد امام ابو حنیفہ بر خلاف امام ابو یوسفؒ۔ ہدایہ۔

ا۔ اگر کسی محرم نے دوسرے غیر محرم کا شکار غصب کر لیا پھر غصب کرنے والے نے احرام باندھا اور شکار اس کے ہاتھ میں تھا تو

چھوڑ دینا لازم ہے۔ اور اس کی قیمت مالک کو دینی چاہئے۔ اگر مالک کے حوالہ کر دیا تو بری الذمہ ہو گیا مگر مُرتکب ہوا اور اس کی جزا دینی ہوگی۔ محیط سرخسی فصل ازالۃ الامن من الصید۔

قاعدہ۔ ۱۱۔ شکار قبضہ میں ہے اور حرم میں داخل ہوا۔ اگر شکار ہاتھ میں ہے اور حرم میں داخل ہوا تو واجب ہے کہ شکار کو چھوڑ دے لیکن اگر پنجرہ یا کجاوہ میں ہے تو چھوڑنا لازم نہیں۔ کفایہ

دلیل۔ (علماء حنفیہ) جبکہ حرم میں داخل ہوا تو اگر شکار ہاتھ میں ہے تو بسبب تعظیم حرم اسکو چھوڑ دینا واجب ہے۔ ہاں اگر کجاوے میں ہے یا دیگر تو چھوڑنا واجب نہیں۔ جیسا کہ مروی ہے صحابۂ کرام سے کہ انہوں نے احرام باندھا حالانکہ اُن کے گھروں میں شکار اور کبوتر ذخیرہ تھے۔ کیونکہ اس صورت میں احرام والے سے قبض نہیں پایا جاتا ہے بلکہ وہ شکاری جانور بحالت خود پنجرے میں محفوظ ہے نہ کہ محرم کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں البتہ محرم کے ملک میں ہے اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔

قاعدہ۔ ۱۲۔ مفرد ایک اور قارن دو جزا دیگا۔ مفرد حج کرنے والے یا مسافر وغیرہ کہ نیوالے کو شکار کی ایک دینی ہوگی اور قارن کو ایک کے بدلہ دو جزا دینی ہوگی۔ شرح طحاوی۔

قاعدہ۔ ۱۳۔ سدھے ہوئے[1] جانور کا قتل۔ اگر کسی سدھے ہوئے شکاری جانور کو مار ڈالے تو قیمت سدھے ہوئے جانور کی مالک کو دینی ہوگی اور غیر سدھے ہوئے جانور کی قیمت حق اللہ اسپر واجب ہے۔ شرح طحاوی محیط سرخسی فصل دلیل۔ اگر ہرن انسان سے مانوس ہو جائے اور اس کو کوئی قتل کرے تو جزا ضرور لازم آئے گی۔ کیونکہ غالب طور پر وہ شکاری جانور ہے۔ یہ ایسی بات ہے مگر اگر کوئی اونٹ انسان سے بھاگ کر جنگل میں چلا جائے اور اس سے ڈر کر بھاگے تو وہ شکاری جانور متصور نہ ہوگا۔ ہدایہ

۱۔ اگر بے احرام کسی کے سدھے ہوئے شکار کو نرم میں قتل کرے تب بھی یہی حکم ہے۔ عالمگیری۔

قاعدہ۔ ۱۴۔ دو ضرب ایک کفارہ۔ اگر کسی شکاری جانور کو زخمی کیا اور اُس کا کفارہ دیچکا پھر اسکو قتل کیا تو دوسری جزا علیحدہ دینی ہوگی۔ ہاں اگر پہلا کفارہ ابھی نہیں دیا تو ایک کفارہ دونوں کے واسطے کافی ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

قاعدہ۔ ۱۵۔ جانور کے قتل کے بعد اُس کی قیمت گھٹ بڑھ جانا۔ اگر شکار کو زخمی کرنے کے بعد اس کی قیمت بڑھ گئی۔ (مثلاً جب زخمی کیا تھا تو اس کی قیمت کم تھی مگر کچھ دنوں بعد اس کی پشم بڑھ جانے سے اس کی قیمت میں زیادتی ہو گئی اور اب جانور مر گیا) تو مرنے کے دن جو جانور کی قیمت تھی وہ دینی ہوگی اور اصلی قیمت اور ضرب لگانے کے وقت کی قیمت کا فرق بھی دینا ہوگا۔ اور اگر اس کی قیمت گھٹ گئی تو جو قیمت زخمی ہونے کے دن تھی وہ واجب ہوگی۔ فتاوی عالمگیری۔

---

[1] فتاوی عالمگیری میں یہ مسئلہ سدھے ہوئے باز کے متعلق لکھا ہے۔ م

قاعدہ ۱۶- اگر شکار کو زخمی کیا اور وہ مر گیا تو جزا لازم ہوگی ورنہ اگر اچھا ہو گیا اور زخم کا کچھ اثر باقی نہیں رہا تو جزا نہیں دینی ہوگی۔ ہاں اگر کچھ اثر باقی رہا تو بس قدر قیمت میں نقصان واقع ہوا ہے وہ دینا ہوگا۔ عالمگیری

ا- اگر یہ نہیں معلوم کہ جانور مر گیا یا اچھا ہو گیا تو استحساناً جزا دینی ہوگی۔ محیط سرخسی۔

ب- اگر زخمی کرنے کے بعد جانور کو مردہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور وجہ سے مرا ہے تو زخمی کرنے کی وجہ سے جو کچھ جزا واجب ہوئی تھی اُسی قدر دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ ۱۷- زخمی شدہ پہلے قتل۔ اگر شکار کو پہلے ایسا زخمی کیا کہ وہ بچنے کے قابل نہ رہا اور پھر اُس کو قتل کیا تو دو جزا اُس دو مرتبہ کی دینی ہونگی۔ عالمگیری

ا- اگر قتل بھی کر چکا جب پہلی جزا دیگا تو وہ بھی ایک جزا دونوں فعلوں کے واسطے کافی ہوگی۔ سراج وہاج

قاعدہ ۱۸- مدافعت میں جزا نہیں ہے۔ اگر کوئی درندہ جانور (یا شکاری جانور) محرم پر حملہ کرے اور مدافعت میں محرم اسکو مار ڈالے تو کچھ جزا لازم نہیں۔ عالمگیری و ہدایہ۔

ا- اگر کوئی درندہ جانور یا شکاری جانور (یا شخص) صاحب احرام پر حملہ کرے اور وہ اُسکو قتل کرے تو کچھ جزا لازم نہیں۔ ہدایہ

ب- امام کے آخر نزدیک اس صورت میں بھی جزا لازم ہے۔ جیسا کہ اگر ابتدا محرم پر حملہ کرے اور وہ مدافعت میں اس کو مار ڈالے تو قیمت اس کی دینی پڑتی ہے + دلیل علماء حنفیہ۔ چونکہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک درندہ کو مار ڈالا اور اُس کے بدلہ میں بکری کا بچہ خیرات میں دیا۔ اور یہ فرمایا کہ میں نے اس کے مار ڈالنے میں ابتداء کی ہے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر ابتداءً درندہ حملہ کرے اور وہ اس کو قتل کر دے تو اس کے بدلہ کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ محرم کو ابتداءً درندہ پر حملہ کرنا منع ہے۔ لیکن رافعت شرعاً منع نہیں ہے چنانچہ موذی جانور کے صدمہ سے بچنے کے واسطے شرعاً اُس کو ایسے جانور کا مارنا لازم ہے اگرچہ وہ ایذا ابھی نہ پہنچائے جیسا کہ آیا ہے) قُتِلَ الْمُؤْذِیْ قَبْلَ اَنْ یُّؤْذِیَ۔ تو جب موذی جانور کا مارنا صرف اس خیال سے کہ وہ ایذا پہنچائیگا ضرور ہوا۔ تو جب وہ ایذا پہنچائے تو بطریق اولیٰ مارنا ضرور ہوا۔ بخلاف اونٹ کے کہ اسکے بدلہ میں قیمت دینی پڑتی ہے۔ نہ جزا۔ کفایہ

قاعدہ ۱۹- کئی محرم۔ اگر دو صاحب احرام یا زیادہ ایک شکار کو قتل کریں تو ہر ایک پوری پوری جزا دیگا۔ فتاویٰ

قاعدہ ۲۰- کئی بے احرام۔ اگر دو بے احرام ایک ضرب سے قتل کریں یا ایک جماعت ایک ضرب سے قتل کرے تو جزا کے اُسی قدر حصہ ہو کر ہر ایک شخص پر ایک ایک حصہ لازم ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۲۱- محرم و کافر۔ اگر محرم کے ساتھ کوئی لڑکا یا کافر شریک ہو کر قتل کریں تو پوری جزا محرم ہی کو دینی ہوگی کافر یا لڑکے پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ ۲۲- دو شخص یکے بعد دیگرے ماریں۔ اگر ایک شخص نے ایک ضرب لگائی اور اس کے بعد دوسرے شخص نے دوسری تو ہر شخص پر وہ جزا واجب ہوگی۔ جو اس کی ضرب کی وجہ سے جانور کی قیمت میں کمی ہوئی اور ساتھ ہی دونوں جزاؤں کے بعد جو اس کی قیمت رہ گئی اس کا نصف نصف بھی

ہر ایک کے ذمہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ۔۲۳۔شکار حرم سے باہر نکالنا۔ اگر کوئی شخص حرم سے ہرنی کو نکال لائے اور اس کے ہاں بچے ہوں اور پھر ہرنی اور بچے مر جائیں تو ہرنی اور بچوں کی قیمت جزا میں دینی ہوگی۔ ہدایہ۔

دلیل۔ حرم کا شکار کی جانور حرم سے باہر نکالنے پر بھی امن کا مستحق ہے۔ شرعاً۔ لہٰذا اسکا واپس حرم میں پہنچا دینا ضرور ہے۔ ہدایہ

قاعدہ۔۲۴۔جانور کو ڈرا کر مار ڈالنا۔ اگر بھگا نیسے کوئی جانور کنوئیں میں گر گیا تو جزا لازم ہوگی۔ عالمگیری

قاعدہ۔۲۵۔دودھ نکالنا۔ اگر حرم کے جانور کا دودھ نکالے تو اس کی قیمت کے موافق جزا دینی ہوگی۔ ہدایہ

وجہ:۔ یہ ہے کہ دودھ بھی شکار کا ایک حصہ ہے تو بطرح شکار کی جزا دینی ہوتی ہے اسکی بھی دینی چاہیئے۔۔۔ ہدایہ

قاعدہ۔۲۶۔شکار بذریعہ سواری۔ اگر کوئی شخص جانور پر سوار تھا یا اسکو کھینچتا تھا یا ہانکتا تھا اور اس جانور نے ہاتھ یا پاؤں یا منہ سے شکار کیا تو سوار پر جزا لازم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ۔۲۷۔انڈا توڑنا۔ اگر کسی شکاری جانور کے انڈے کو توڑے (یا بہوئے) تو اس کی قیمت ہی دینی لازم ہوگی (یہی حضرت علی و ابن عباس سے مروی ہے)۔ ہدایہ فتاویٰ عالمگیری۔

ا۔ چاہے انڈے میں سے بچہ برآمد نکلا اور چاہے انڈا میں بچہ بننا ہو قیاس یہی چاہتا ہو کہ انڈے ہی کی قیمت دینی چاہیئے لیکن ایک خیال یہ ہے کہ چونکہ انڈا وہ چیز ہے کہ ایک طرف یہ خود ایک شکاری جانور بنا جائیگا تو دوسرا طرف گندہ نکلے تو بیکار ہے اور شکاری جانور متصور ہوگا۔ گویا بجائے انڈے کے ایک پورے جانور کی قیمت حیرات کرنی ہوگی) ۲۔ اگر انڈے میں بچہ بن گیا ہو۔ اور انڈا توڑنے سے بچہ مرا ہوا نکلے تو اسکی مانا جانور کی قیمت اسکے بدلہ میں خیرات کرنی ہوگی۔ اگرچہ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ (جبکہ بچہ مرا ہوا نکلا) انڈے کی قیمت خیرات کرے۔ ہدایہ

قاعدہ۔۲۸۔شکار کی خرید و فروخت حدود حرم میں۔ اگر محرم شکار خریدے یا فروخت کرے (حرم یا غیر حرم میں) تو یہ بیع باطل ہے اور اگر خریدا اور وہ شکار مر گیا تو اس کی قیمت کی جزا دے[۵]۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ا۔ اگر وہ بے احرام شکار کی خرید و فروخت کریں۔ خود حرم کے مذبوحہ۔ اور شکار باہر تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ برخلاف امام محمد۔ عالمگیری

قاعدہ۔۲۹۔اگر محرم شکار ذبح کرے حرم یا غیر حرم میں تو وہ شکار اسکے لئے مردار ہے اور اسپر جزا لازم ہوگی۔ اگر بے احرام ذبح کرے (حرم میں) تو اسکا کھانا جائز نہیں = اور ذابح پر تاوان ہے ہدایہ۔ عالمگیری

تشریح۔ اگر غیر محرم شکار کو بازیا کتے کے ذریعہ مارے تب بھی ذبح ہی کے حکم میں ہے اور اسپر جزا واجب ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح۔ اگر خود ذبح کیا اور کھایا۔ تو ذبح کی جزا اگر ابھی نہیں دی کھانے کے بعد ایک ہی جزا ذبح اور کھانیکے واسطے کافی ہے۔ اگر ذبح کی جزا دیچکا۔ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جو کچھ کھایا اسکی قیمت واجب ہوگی۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک تو بہ اور استغفار کے سوا اور کچھ واجب نہیں۔ اور اگر اس گوشت میں سے کسی دوسرے بے احرام یا محرم نے کھایا تو بالاتفاق توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ واجب نہیں۔ شرح طحاوی

دلیل (صاحبین) یہ ذبح مردار ہے تو اسلئے استغفار کے اور کوئی جزا نہیں دینی ہوگی جیسا کہ دوسرے محرم کے کھانے سے سوائے استغفار کے اور کوئی جزا لازم نہیں آتی۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ جزا اسوجہ سے دینی ہوگی کہ جو گوشت اسنے کھایا ہے وہ مردار ہے اور مدار وجوب ممنوعات احرام کے ہے لہٰذا اس گوشت کا کھانا ممنوعات احرام کا مرتکب ہونا ہوا۔ اور جب ممنوعات احرام کا مرتکب ہوا۔ تو جزا لازم ہوئے چنانچہ اگر وہ محرم اس گوشت کو کھاتے تو چونکہ اسکو خود ذبح نہیں کیا تھا۔ لہٰذا یہ دلیل یا جاتی نہیں ہوتی۔ الہدایہ

[۵] یعنی اگر خریدا ہی اور مر گیا تو اسکو واپس تو نہیں کر سکتا لہٰذا اس کی قیمت دے۔

دلیل یہ ہے کہ تاوان اسوجہ سے لازم آتا ہے کہ شکار حرم میں کیا گیا۔ اور حرم کے مال کی قیمت دینی لازم ہے اور محرم پر جزا اسواسطے ہوتی ہے کہ وہ بطریق کفارہ کے ہوتی ہے اور اس کے فعل کی بدلہ ہوتی ہے کیونکہ اسپر شکار اسوجہ سے حرام کیا گیا ہے کہ وہ احرام میں ہے اور روزہ کفارہ کے طور پر تو دیا جاسکتا ہے مگر جہاں تو مال کے بدلہ مال دینا ہے پھر روزہ کس طرح ہوسکتا ہے ۔ ہدایہ

ا:- اگر کسی نے حدود حرم کے باہر شکار پر کتا چھوڑا جس نے آخر کار حدود حرم میں اسکو جا پکڑا تو ایسے شکار کا بھی گوشت کھانا جائز نہیں ۔ ہدایہ

(ب) امام شافعی کے نزدیک اگر غیر محرم کسی غیر محرم کے واسطے ذبح کرے تب ذبیحہ حلال ہے ۔ "ہدایہ"

دلیل :- کیونکہ حرم کسی غیر محرم کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اسکا فعل ایسا خیال کیا جائیگا جیسا کہ غیر محرم نے ذبح کیا ہے امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ اگرچہ ذبح تو فعل مشروع ہے مگر محرم کے واسطے احرام اس امر کا مانع ہے تو اگر وہ ایسا کرے تو گویا شرعی ممنوعات کا مرتکب ہوا۔ تو یہ جیسا مردار ہوا۔ اگر سلطان نے حالت احرام میں ذبح کیا تو ایسا ہی ہے جیسے مجوسی نے ذبح کیا ۔ ہدایہ

قاعدہ ۳۰ ۔ اگر غیر محرم شکار ذبح کرے اور شکار اس نے خود ہی کیا بھی ہو (حرم کے باہر) تو وہ شکار محرم کے لئے حلال ہے بشرطیکہ محرم نے اسکو نہ تو اشارہ سے بتایا ہو اور نہ اسکے مارنیکے واسطے حکم کیا ہو ۔ ہدایہ

تشریح ۔ امام مالک کے نزدیک محرم کو اس کا کھانا حلال نہیں ہے ۔ جبکہ غیر محرم نے اس کو محرم کے واسطے شکار کیا ہو ۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ محرم کو گوشت شکار کھانے کا کچھ ڈر نہیں ہے بشرطیکہ محرم نے خود شکار نہ کیا ہو اور نہ اسکے واسطے کسی اور نے کیا ہو ۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے شکار کے گوشت کے متعلق ذکرہ کیا کہ محرم کو اسکے کھانے کا حق حاصل ہے یا نہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں ۔ تو جو حدیث امام مالک نے پیش کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی محرم کو شکار (پورا کا پورا) بطور ہدیہ بھیجدے ۔ یا وہ شکار ہو جو محرم کی اجازت سے کیا گیا ہو + حدیث ابی قتادہ جس کا ذکر احرام کے بیان میں ہے اس کی صراحت کردے گی ۔ از ہدایہ ۔

قاعدہ ۳۱ ۔ شکار کسی کی ملک ہو یا نہ ہو جزا ضرور دینی ہوگی ۔ محیط

قاعدہ ۳۲ ۔ حج پہلی مرتبہ کرے یا اس کی قضا ادا کرے جزا ضرور دینی ہوگی ۔ فتاوی عالمگیری

۳ ۔ کئی آدمی ملکر مختلف حالتوں میں شکار کریں[۱]

مثالیں[۲]

- محرم نے ... و ... ... **غیر محرم** نے شریک ہو کر مارا (پوری) — (دو ضرب کی نصف قیمت) — ۹۰ + ۳۵
- **غیر محرم** نے شکار زندہ پکڑا ... ... پھر دوسرے **غیر محرم** نے اسکو قتل کر ڈالا (پوری) — (حرم میں[۵] اور پہلے شخص کے ہاتھ سے قتل کیا) — ۹۰ + ۹۰
- **غیر محرم** نے ... ... اور ... ... **قارن** نے شریک ہو کر قتل کیا۔ (نصف قیمت) — (دگنی قیمت) — ۱۸۰ + ۴۵
- **غیر محرم** نے ... و ... ... **محرم** (مفرد) نے ... و ... **قارن** نے شریک ہو کر حرم میں قتل کیا (پوری قیمت) — (دگنی قیمت) — ۱۸۰ + ۹۰ + ۳۰
- **غیر محرم** نے پہلی ضرب ماری ... ... پھر **محرم** (مفرد) نے ضرب ماری ... ... پھر **قارن** نے ۔ (پھر جانور مر گیا) (پہلی ضرب تہائی ضرب کی ہے) — (پہلے اور دوسرے زخم کا فرق تیسرے زخم کی قیمت) — (دوسرے زخم اور تیسرے زخم کا فرق یا تیسرے زخم کا دو چند) — ۱۲۰ + ۷۰ + ۱۰۰
- **غیر محرم** نے شکار کا بازو توڑا یا ہاتھ یا پاؤں کاٹا پھر **محرم** نے دونوں آنکھیں پھوڑیں ... پھر **قارن** نے مارا (پہلے زخم کی قیمت) — (دو زخم کی قیمت کا دو چند) — ۱۴۰ + ۸۰ + ۹۰

[۱] اس نمونے کے نوٹ صفحہ ۱۷۵ پر ملاحظہ ہوں

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور جانور زندہ رہا ... پھر احرام حج کا باندھا اور زخمی کیا ... ... پھر مرگیا
اصلی قیمت — پہلے زخم کی قیمت — ۹۰ + ۸۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور جانور زندہ رہا ... پھر احرام حج باندھا جبکہ پہلا احرام اتار چکا تھا اور زخمی کیا ... پھر مرگیا
دوسرے زخم کی قیمت — پہلے زخم کی قیمت — ۷۰ + ۸۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور جانور زندہ رہا ... پھر احرام حج وعمرہ باندھا جبکہ پہلا احرام اتار چکا تھا اور زخمی کیا ... پھر مرگیا
دوسرے زخم کی قیمت — پہلے زخم کی قیمت کا دوچند — ۷۰ + ۱۶۰

محرم عمرہ نے زخم شدید پہنچایا مثلاً اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر احرام حج وعمرہ باندھا جبکہ پہلا احرام اتار چکا تھا اور زخمی کیا "
اصلی قیمت — پہلے زخم کی قیمت کا دوچند — ۹۰ + ۱۶۰

محرم عمرہ نے زخم شدید پہنچایا مثلاً اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر احرام حج وعمرہ باندھا جبکہ پہلا احرام اتار چکا تھا پھر زخم شدید پہنچایا اور دوسرا ہاتھ کاٹ ڈالا
پہلے زخم کی قیمت — پہلے زخم کی قیمت — ۸۰ + ۸۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا ... ... پھر کسی بے احرام نے زخمی کیا ... ... پھر احرام حج کا باندھا (محرم عمرہ) مرگیا
پہلے زخم کی قیمت — پہلے اور دوسرے زخم کا فرق + تیسرے زخم کی نصف قیمت — تیسرے زخم کی قیمت — ۸۰ + ۴۰ + ۶۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور احرام اتارا ... پھر بے احرام نے زخمی کیا ... ... پھر احرام قران باندھا (محرم عمرہ نے)
تیسرے ضرب کی قیمت — دوسرے زخم کی قیمت — پہلے زخمی قیمت کا دوچند — ۶۰ + ۷۰ + ۱۶۰

محرم عمرہ[۵۴] نے زخمی کیا اور احرام اتارا ... ... پھر بے احرام نے زخمی کیا ... ... پھر احرام قران باندھا (دوسرے نے)
پوری قیمت — پہلے زخم اور دوسرے زخم کا فرق + تیسرے زخم کا نصف — دوسرے زخمی کی قیمت کا دوچند — اور زخمی کیا مرگیا — ۹۰ + ۴۰ + ۱۴۰

بے احرام نے زخمی کیا کہ محرم کے قابل نہ رہا پھر کسی اور محرم نے زخمی کیا کہ وہ مرگیا
اصلی قیمت اور پہلی ضرب کا فرق + کل باقی کا نصف — پہلی ضرب اور دوسری ضرب کا فرق + کل باقی کا نصف — ۴۵ + ۵۰

بے احرام نے ہاتھ یا پاؤں کاٹا کہ محرم کے قابل نہ رہا پھر کسی نے محرم نے ہاتھ پاؤں کاٹا۔ پھر وہ مرگیا
پوری قیمت چاہے جانور مرجائے یا نہ مرے۔ — پہلی اور دوسری ضرب کا فرق (اگر یہ جانور اب مرگیا تو یہ اس قیمت کا نصف ہے جو دو ضرب کے بعد تھی۔ — ۹۰ + ۱۰

۱۷۷- جوں مارنا اور ٹڈی مارنا۔

جزا مسئلہ

۱- ایک جوں ماری اپنے سر یا بدن یا کپڑے پر سے پکڑ کر ... ... صدقہ | ہدایہ

۱- جتنا چاہے صدقہ دے۔ ایک مٹھی گیہوں دے۔ کیونکہ جوں بدن کی میل سے پیدا ہوتی ہے اس واسطے صدقہ دینا ضروری ہے۔ ہدایہ۔ جامع صغیر میں لکھا ہے کہ کسی مسکین کو کچھ کھلائے جس سے مطلب یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ خیرات ضرور ہی کرے

---

۵۴ یہاں جو اشارات استعمال کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔ پوری یا اصلی قیمت سے مطلب جانور کی پوری قیمت سمجھو۔ پہلی ضرب سے مطلب جانور کی وہ قیمت جو پہلی ضرب لگنے کے بعد رہی۔ یعنی اگر کسی جانور کو جسکی قیمت ۹۰ روپے تھی کسی نے ضرب ماری اور اب اسکو فروخت کریں تو ضرور ہے کہ ۸۰ روپیہ سے کم کو فروخت ہوگا وہ قیمت جو پہلی ضرب کے بعد اسکی رہ گئی۔ وہ ہمنے ۸۰ روپیہ فرض کی ہے یعنی ہر ضرب پر دس روپیہ کم کئے ہیں اسی طرح دوسری اور تیسری ضرب وغیرہ کی قیمت یا پہلے زخم دوسرے زخم وغیرہ کی قیمت سے مطلب یہی لیا گیا ہے کہ جانور کی قیمت پہلے اور دوسری ضرب کے بعد کم ہو کر جو رہ گئی ہے وہ قیمت ہے۔ اور دوسرے زخم سے مطلب جانور کی جو قیمت پہلے زخم لگنے پر تھی اور جو قیمت اس کی دوسرے زخم لگنے پر ہوئی اب ان دونوں قیمتوں میں جو فرق ہو۔ ۵۵ لیکن پکڑنے والا یہ اتفاق سے واپس لیگا۔ ۵۳ ان سب نے برابر زخم شدید پہنچایا ہے۔

اگر پیٹ سکین کا پیٹ نہ بھرے۔ مثلاً ردی کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ دے — ہدایہ

ب جون کا مارنا اور زمین پر ڈالدینا برابر ہے (یعنی اسکی بھی وہی جزا ہے جو جوں مار ڈالنے کی ہے — فتاوی عالمگیری

ج۔ اگر جون کسی اور شخص کو مارنے کو دیدی تب بھی جزا دینی ہوگی۔ فتاوی عالمگیری

د۔ اگر سر اتنا دور سے کھجائے کہ جون مرجائے تب بھی جزا دینی ہوگی —

س۔ جون کو اشارہ سے بتانا بھی جائز نہیں اگر اشارہ سے بتایا اور جون ماری گئی۔ جب بتانیوالے پر جزا لازم ہے۔ عالمگیری

۲۔ دو یا تین جوئیں ماریں اپنے سر یا بدن یا کپڑے پر سے پکڑ کر	ایک مٹھی گیہوں	عالمگیری
۳۔ تین سے زیادہ " " " " " " " " " "	صاع گیہوں	"
۴۔ جوئیں ماریں زمین پر سے پکڑ کر	پکہ نہیں	"
۵۔ کپڑے کو دھوپ میں ڈالا کہ جوئیں مرجائیں۔ (اور بہت جوئیں مریں)	ایک صاع گیہوں	"

ا اگر کپڑے کو دھوپ میں خشک ہونے ڈالا کہ جوئیں مرجائیں۔ یا جوئیں غیر کے ہاتھ سے مروائیں سب کے واسطے ایک ہی حکم ہے عالمگیری

ب اگر صاحب احرام نے کسی بے احرام کو اپنے کپڑے دے کر اسکی جوئیں چنکر مارنے تو حکم کرنے والے پر جزا لازم ہے۔ عالمگیری

۶۔ کپڑے کو دھوپ میں ڈالا مگر نیت یہ نہ تھی کہ جوئیں مرجائیں (مگر جوئیں مرگئیں)	پکہ نہیں	"
۷۔ اگر ایک ٹڈی ماری	صدقہ	ہدایہ

ا۔ جس نے جون یا ٹڈی مار دی چاہے کہ صدقہ دے چاہے تھوڑا ہی ہو مثلاً ایک کف طعام — شرح وقایہ

ب جسقدر چاہے صدقہ دے کیونکہ ٹڈی بھی شکار بحری ہے۔ اور شکار وہی ہے جسکو حیلہ سے پکڑیں اور پکڑنے والا اپنے مطلب کے واسطے اس کو پکڑے اور واقعتہ پکڑے + مگر ٹڈی کی قیمت بہت تھوڑی ہوتی ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہو کہ تمرۃ خیر من جرادۃ ایک کھجور ایک ٹڈی سے بہتر ہے۔ جسسے کہا جاتا ہے کہ تھوڑا صدقہ بھی بہت تو کافی ہے۔ ہدایہ

۱۷۸۔ نباتات اور مٹی اور پتھر حرم میں سے لیجانا

(حرم کے درخت وغیرہ کاٹنے صاحب احرام و بے احرام دونوں کو جائز نہیں)

۱۔ حدود حرم میں سے نباتات کاٹنے کے متعلق قواعد۔

قاعدہ — ۱۔ بلحاظ جنایت قائم کرنیکے حرم کے نباتات چار قسم پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ (از فتاوی عالمگیری)

(۱) وہ نباتات جنکو انسان عموماً کاشت کرتے ہیں یا بوتے ہیں۔ اور انسان نے حدود حرم میں ان کو لگایا ہو۔

(۲) " " " " " " " " " "

۱۵۲

دلیل - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یختلی خلاھا ولا یعضد شوکھا یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کہاس حرم کی اور کانٹے حرم کے نہ کاٹے جائیں۔ ہدایہ

ا۔ یہ درخت اگر کسی کی ملکیت بھی ہوں تب بھی انکے کاٹنے پر جزا لازم آئیگی۔ فتاوی عالمگیری

ب اگر کسی زمین میں جو کسی خاص شخص کی ملکیت ہو اور حرم میں ہو بول کا درخت پیدا ہوا اور کوئی اسکو کاٹے تو کاٹنے والے کو چاہیے کہ ملک اسکی قیمت دے اور اسقدر قیمت خیرات کرے۔ فتاوی عالمگیری۔ ہدایہ

قاعدہ۔ ۳۔ اگر کسی درخت کی جڑ حرم میں ہو اور ٹہنیاں حدود سے باہر ہوں تو وہ حرم میں شمار ہوگا۔ اور اگر کچھ جڑ حرم میں ہو اور کچھ باہر تب بھی حرم میں شمار کرنا چاہیئے۔ عالمگیری

قاعدہ ۔ ۴ درخت کاٹنے والا محرم ہو یا بے احرام بسبب برابر جزا دینگے لیکن قارن پر گنی جزا ہے ہدایہ

دلیل۔ امام شافعی کے نزدیک قارن پر بھی ایک ہی جزا لازم ہے۔ علماء حنیفہ کے نزدیک قارن دو احرام سے محرم ہوتا ہے لہٰذا وہ قربانیاں دینی ہونگی لیکن امام شافعی کے نزدیک قارن بھی ایک ہی احرام سے محرم ہوتا ہے اور اسوجہ سے ایک قربانی جزا میں دینی ہوتی ہے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قارن میقات سے تجاوز کرے تو علماء حنیفہ کے نزدیک ایک قربانی کیوں دینی ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ میقات پر صرف ایک ہی احرام باندھنا ضروری ہے اور حق میقات ایک ہی احرام ہے تو اسکی تاخیر سے ایک ہی جزا لازم ہوتی ہے لیکن امام زفر اس مسئلہ کے خلاف ہیں۔ ہدایہ

قاعدہ ۔ ۵۔ درخت کی قیمت سے کھانا خرید کر خیرات کرے اور ہر غریب کو نصف صاع گیہوں جہاں چاہے خیرات کرے جزا کے طور پر روزے رکھنے جائز نہیں۔ فتاوی عالمگیری

دلیل روزہ اس واسطے جائز نہیں رکھا گیا کہ روزہ کسی فعل کی خلاف ورزی کی جزا میں رکھا جاتا ہے۔ حرم تو ایک زمین ہے جسکی عظمت قائم رکھنی ضروری ہے تو گھاس یا اس چیز کی قیمت جو اس میں سے کاٹی جائے بطور جرمانہ دی جائے۔ از ہدایہ

قاعدہ ۔ ۶۔ جب جزا کی قیمت خیرات کردی تب بھی درخت کو کام میں لانا مکروہ ہے۔ ہاں یہ چاہیئے کہ اُسکو فروخت کرکے وہ قیمت بھی خیرات کردے۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ گھاس یا درخت حرم کا بعد کاٹنے کے فروخت کرنا بکراہت جائز کہا گیا ہے اسلئے کہ اگر بلا کراہت جائز رکھا جاتا تو لوگ حرم کے درخت کاٹنے میں جرات کیا کرتے ہاں خشکا کی بیچ کسیطرح بھی جائز نہیں۔ ہدایہ

قاعدہ ۔ ۷ ان نباتات کا حرم میں کاٹنا جائز ہے اور طبہ جزا نہیں دینی ہوگی۔ عالمگیری۔ شرح طحاوی

سنو کی گھاس۔ اذخر۔[۱] کمأت۔[۲] پتے داگران کے توڑنے سے درخت کو نقصان نہو خشک درخت اور جو خشو یا کی حد سے کٹ گئے ہوں۔ عالمگیری۔ شرح طحاوی

قاعدہ ۔ حرم کی درخت کی مسواک نازل چاہے وہ درخت پیلو کا ہو یا اور کسی قسم کا جائز نہیں۔ عالمگیری

---

[۱] اذخر ایک قسم کی گھاس ہے خوشبودار کہ مکہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اسکا کاٹنا سو لحذا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسواسطے جائز رکھا ہے کہ وہ استعمال کیجاتی ہے۔ وہاں کی قبروں اور لوگوں کے گھروں میں۔ حاشیہ شرح وقایہ۔

[۲] کمأت برساتی پودا یعنی وہ چھوٹا سا پودا جو برسات میں چھتری کی طرح پیدا ہو جاتا ہے۔

۲- مٹی و پتھر و نباتات کے متعلق جنایات و کفارات -

	جزا	سند
۱- درخت اکھاڑا اور اس کی قیمت اوا کری پھر اسکو وہیں بو دیا اور وہ جم گیا اور پھر اکھاڑا	کچھ نہیں	عالمگیری

وجہ یہ کہ جب جزا دے چکا تو وہ اس کا مالک بن گیا - فتاوی عالمگیری

۲- دو صاحب احرام یا دو بے احرام یہ ایک صاحب احرام دوسرا بے احرام نے درخت اکھاڑا اور قیمت		عالمگیری
عالمگیری گھاس کاٹی - یا جانوروں کو چرادی -	قیمت	شرح طحاوی

تشریح - امام ابو یوسف کے نزدیک جانوروں کو حرم میں چرانا جائز ہے کیونکہ اس بات کی اکثر ضرورت پڑتی ہے اور جانوروں کو حرم میں جانے سے روکنا مشکل ہوتا ہے - لیکن طرفین کی یہ دلیل ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ گھاس کاٹنا چاہے اونٹ منسے کھائے یا کسی سے کاٹی جائے ایک ہی بات ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس حالت میں کہ گھاس جانوروں کے کھلانے کی واسطے حل سے لے جاسکتی ہے جانوروں کو حرم میں چرانا ضروری نہیں - ہدایہ -

۱- نہ چرا وے حرم کی گھاس اور نہ کاٹے مگر اذخر کو - شرح وقایہ -

۴- مٹی پتھر کو حرم سے باہر لیجائے یا حرم میں لائے تو مضائقہ نہیں	کچھ نہیں	عالمگیری

باب ۵ فصل سوم - ممنوعات افعال حج اور اُن کی جزا باب ۵

جو باتیں حالت احرام میں منع ہیں وہ دوران افعال حج میں بھی منع ہیں - چنانچہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں جوں مارے تو اسکو وہی جزا دینی ہوگی جو اسکو دوران طواف میں جوں مارنیسے دینی پڑتی ہے اور جتنے ممنوعات حج ہیں سب کے ارتکاب میں جزا دینی ہوتی ہے اور حج صحیح رہتا ہے - مگر صرف جماع کے ارتکاب سے حج فاسد ہو جاتا ہے - چاہے حالت احرام میں ہو یا دوران افعال حج میں بشرطیکہ حج کرنیسے پہلے (یعنی وقوف عرفات سے پہلے) ایسا کیا جائے - اگر وقوف عرفات کے بعد جماع کیا تو امام اعظم کے نزدیک حج فاسد نہیں ہوتا - لیکن امام شافعی کے نزدیک حج فاسد ہو جائیگا کیونکہ ابھی رمی جمار اس کے ذمہ باقی ہے - یعنی امام اعظم کے نزدیک اگر ارتکاب جماع وقوف عرفات کے بعد ہوا اور امام شافعی کے نزدیک اگر رمی جمار کو بعد ہو تب حج فاسد نہیں ہوتا - ارکان حج اپنے اپنے موقع پر ادا کئے جائیں - اور ان کی تقدیم و تاخیر سے جزا دینی ہوتی ہے -

۱۷۹ - ادائے مناسک میں تقدیم و تاخیر

	جزا	سند
۱- ایک نسک کو دوسرے سے پہلے کرے (مثلاً رمی یا ذبح سے پہلے سر منڈوایا یا رمی سے پہلے قارن نے قربانی کی)	دم (نزد امام اعظم) کچھ نہیں (نزد صاحبین)	ہدایہ

دلیل - صاحبین یہ ہے کہ جب قضاء ادا کردی تو جزا کی ضرورت نہ رہی - لیکن امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے کہا ہے کہ جس نے کسی نسک کو اس کے وقت سے پہلے کیا اسپر قربانی لازم ہے - دوسرے یہ کہ جس حالت میں کسی نسک کو بے محل کرنے سے قربانی لازم ہوتی ہے (مثلاً اگر احرام میقات سے آگے جا کر باندھا تو قربانی لازم ہے) تو اس صورت میں تو ہونی چاہئے - ہدایہ -

۱۸۰ - طواف عمرہ -

	جبرا	سندا
۱- طواف عمرہ بے وضو کرے۔	قربانی	عینی شرح کنز

چاہئے کہ اس طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی نہیں دینی ہوگی۔ عالمگیری

۲- طواف عمرہ بے وضو کرے اور سعی بھی بے وضو کرے (اور احرام کھولدے)	قربانی	عالمگیری وہدایہ

جبتک کہ میں ہو چاہے کہ اس کو دوبارہ ادا کرے۔ تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہے گی مگر دوبارہ کرنے سے پہلے اہل عیال میں چلا گیا تو طہارت کے ترک کی وجہ سے اس کو ایک قربانی دینی ہوگی۔ پھر واپس مکہ جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ رکن وہ ادا کر چکا ہے اگرچہ بے وضو اور خفیف خرابی ہے) اور احرام سے باہر بھی ہو گیا ہے اور سعی بے طہارت کرنیکی وجہ اسکے ذمہ کوئی جزا نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس نے سعی اسے طواف کے بعد کی ہے جو شرعاً درست ہے۔ چنانچہ اگر طواف دوبارہ طہارت سے کرے اور سعی نہ کرے تب بھی اس کے ذمہ کوئی جزا نہیں رہتی۔ اور یہ صحیح روایت کے بموجب ہے۔ ہدایہ

۳- طواف عمرہ حالت جنابت میں کرے۔	قربانی	عالمگیری

ا چاہے کہ طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی نہیں دینی ہوگی۔ عالمگیری

ب اگر گھر واپس چلا آیا اور طواف دوبارہ نہ کیا تو قربانی بھیجدے۔ پھر کہ جانکی ضرورت نہیں۔ عالمگیری

۴- طواف عمرہ کے تین چکر کرے (قارن) اور پھر سعی کرے اور پھر طواف قدوم کے تین چکر کرے پھر عرفات میں وقوف کرے تو	؍	عالمگیری

چاہے کہ ایک چکر اور کرے تو سب عمرہ کا طواف ہو جائیں گے۔ اور سعی دوبارہ کرے تو عمرہ کی سعی کا دوبارہ کرنا واجب ہے۔ اور حج کی سعی کا دوبارہ کرنا واجب ہے۔ اور یہ شخص قارن ہے۔ عالمگیری۔

۵- طواف عمرہ سے پہلے جماع کرے (جبکہ احرام قران کا ہو) تو عمرہ اور حج فاسد ہو جائیگا ...	دو قربانی	محیط سرخسی

ا چاہے کہ باقی افعال ادا کرے اور سال آئندہ میں اس پر حج اور عمرہ واجب ہوگا۔ اور قران کی قربانی اس کے ذمہ نہیں رہے گی اور جزا کی دو قربانیاں اس کو دینی ہوں گی۔ عالمگیری۔

۶- طواف عمرہ میں جماع کرے (چار چکر کے بعد) تو عمرہ فاسد نہیں ہوگا۔ نزد امام اعظم بخلاف امام شافعی	قربانی بدنہ	ہدایہ ہدایہ

ا- امام شافعی کے نزدیک عمرہ فاسد ہو جائیگا کیونکہ ان کے نزدیک عمرہ حج کی طرح فرض ہے۔ لہذا بدنہ بھی واجب ہوا۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ چونکہ عمرہ سنت ہے اور اسکا مرتبہ حج سے کم ہے لہذا کم درجہ کی قربانی دینی چاہئے۔ ہدایہ

۷- طواف عمرہ میں جماع کرے (تین چکر کے بعد یا طواف سے پہلے) تو عمرہ فاسد ہو جائیگا۔ نزد امام اعظم و امام شافعی	قربانی	ہدایہ

ا- اس عمرہ کے افعال پورے کرے مگر اس کی قضا دینی ہوگی۔ نزد امام اعظم و امام شافعی۔ ہدایہ

ب امام شافعی کے نزدیک بدنہ کی قربانی وقوف عرفات سے قبل جماع کے بطریق ہدیہ دینی ہوگی۔ کیونکہ ان کے نزدیک عمرہ بھی فرض ہے۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ چونکہ عمرہ سنت ہے اس کا مرتبہ حج سے کم ہے لہذا کم درجہ کی قربانی دینی چاہئے۔ ہدایہ۔

۸- طواف عمرہ اور سعی کرے (قارن) بعد طواف قدوم اور سعی کرنیکے تو پہلا طواف اور سعی عمرہ کی محسوب ہوگی اور دوسرا طواف اور سعی حج کا رہیگا۔	... ...	عالمگیری
۹- طواف عمرہ و طواف حج ساتھ کئے اور پھر حج کی سعی کی۔ تو سعی عمرہ کی محسوب ہوگی۔	... ...	عالمگیری

۱۸۱- طواف قدوم

۱- طواف قدوم بے وضو کرے۔ (کل یا چار چکر)	صدقہ	ہدایہ

دلیل (شافعیؒ) یہ طواف درست نہیں ہے کیونکہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلطَّوَافُ صَلٰوۃٌ اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَبَاحَ فِیْہِ الْمَنْطِقَ (طواف مثل نماز کے ہے صرف فرق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں کلام کرنا جائز کر دیا ہے) تو جب یہ مثل نماز کے ہے تو وضو اسکے واسطے ضروری ہوا۔ ہدایہ۔

۱- طواف قدوم اگرچہ سنت ہے لیکن جب طواف شروع کیا گیا تو واجب ہو گیا (یعنی واجب ہوا کہ اسکو بھی فرائض کی طرح پورا کرے) پھر اگر بے طہارت کیا گیا تو اسکی شرائط میں نقصان واقع ہوا اور اس نقصان کی وجہ سے اس کی جزا صدقہ دیگی۔ دم اسوجہ سے نہیں دیا گیا کہ دم طواف زیارت میں دیا جاتا ہے جو طواف واجب ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اسکو واجب کیا ہے تو اس طواف کے اس مرتبہ کے ہونے کی وجہ سے اس میں جزا صدقہ ہونی چاہئے۔ ہدایہ

ب- طبرانی کی روایت میں یہ حدیث اس طرح ہے۔ اَلصَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ فَاَقِلُّوْا مِنَ الْکَلَامِ یعنی طواف خانہ کعبہ کا نماز ہے سو کم کرو اس میں کلام کا حاکم اور بیہقی نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ فِیْہِ الْمَنْطِقَ فَمَنْ نَطَقَ فَلَا یَنْطِقَنَّ اِلَّا بِخَیْرٍ (طواف خانہ کعبہ کا طواف مثل نماز کے ہے فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں بات چیت کرنی حلال کر دی ہے پس جو کوئی بات چیت کرے تو نہ کلام کرے مگر بہتر) اور یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح آئی ہے۔

دلیل (حنفی) خدا تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے۔ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ اور اس میں کوئی قید وضو کی نہیں ہے لہٰذا وضو فرض نہیں ہے

دلائل دیگر۔ بعضوں کے نزدیک وضو کرنا فرض تو نہیں ہے لیکن سنت سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ واجب ہے وجہ یہ ہے کہ اس کے ترک کرنے سے صدقہ لازم ہوتا ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حدیث احاد جب صحیح ہو تو اسپر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے بھی وضو کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ہدایہ

۱- غایۃ البیان میں لکھا ہے کہ اگر بے وضو طواف قدوم کیا مثلاً اور اس کے بعد سعی کی تو جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس کو دوبارہ اس طرح کرے کہ طواف زیارت میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے۔

۲- طواف قدوم۔ حالت جنابت میں کرے۔ (کل یا چار چکر)	قربانی	عالمگیری

۱- اگر اس طواف میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے تو درست نہیں۔ عالمگیری

۳- طواف قدوم ترک کرے (یعنی اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ کہ کہیں نہ گیا ہو بھی باہر وقوف عرفات میں شامل ہو جائے۔ ہدایہ) ...	کچھ نہیں	ہدایہ

۱۸۲- طواف زیارت

۱- طواف زیارت بے وضو کرے (کل طواف یا چار چکر)	قربانی	عالمگیری

۱- کیونکہ یہ رکن حج ہے جو طہارت کے ترک کی وجہ سے ناقص ہو جاتا ہے لہٰذا طواف زیارت میں ترک طہارت سے زیادہ نقصان ہے بمقابلہ طواف قدوم کے اور اسیوجہ سے اس میں دم لازم ہے اور اسمیں صدقہ ہے۔ ہدایہ

ب- اگر اس طواف کو دوبارہ باوضو کرے اگرچہ ایام نحر کے بعد ہی ہو تو اس کے ذمہ سے دم جاتا رہیگا۔ عالمگیری

ج- اگر بے وضو طواف کر کے کہ شہر میں سے چلا گیا تو اگر واپس آکر اس طواف کو دوبارہ کرے تو اچھا ہے۔ ورنہ قربانی بھیجدے۔ عالمگیری

د- ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر قربانی بھیجدے تو افضل ہے نیابت کرے کہ واپس آکر اس طواف کو دوبارہ کرے۔ کیونکہ نقصان خفیف ہو اور قربانی سے فقراء کو فائدہ پہنچ جائے۔

۲- طواف زیارت بے وضو کرے (تین چکر یا کم) ... ... صدقہ — عالمگیری

ا- صدقہ کی مقدار ہر چکر کے بدلہ نصف صاع گندم یا اسکی قیمت قربانی کی قیمت سے کم نہ ہونی چاہئے۔ اگر برابر آجائے تو قیمت کم کرے۔ عالمگیری

ب اگر اس طواف کو دوبارہ طہارت سے کرے تو صدقہ نہیں دینا ہوگا۔ عالمگیری

۳- طواف زیارت حالت جنابت میں کرے (کل طواف حالت جنابت میں کرے یا تین چکر تو طہارت سے کرے باقی حالت جنابت میں) ... ... بدنہ — ہدایہ

ا- اسوجہ سے کہ ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے (دوم) اسوجہ سے کہ حدث کی نسبت جنابت زیادہ غلیظ ہے تو غور کیا کہ اسکی جزا اس سے زیادہ ہو۔ لہٰذا بدنہ جزا دیجائے۔ ہدایہ

ب- جبتک مکہ معظمہ میں ہے تو اس طواف کو دوبارہ کرے تو ایک تو صورت یہ ہے کہ ایام نحر گزرنے سے پہلے کرے تو وقت کے اندر ہو جائیگا۔ تو اس صورت میں بدنہ دینے سے بچ جائیگا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ بعد ایام نحر کے کرے۔ تو امام اعظم کے نزدیک بوجہ اس تاخیر کے قربانی لازم ہوگی۔ مگر صاحبین کے نزدیک کچھ جزا لازم نہیں ہوگا۔ بعض نسخوں جو طوس میں ہیں کہ اس طواف کو دوبارہ کرنا اسکے ذمہ واجب ہے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ جنابت کی صورت میں واجب اور حدث کی صورت میں مستحب ہے۔ کیونکہ جنابت کی ہیئت زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے بمقابلہ حدث کے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر مکہ شریف سے گھر چلا جائے تو چاہئے کہ پھر واپس آئے۔ (اور احرام دوبارہ باندھے) اور اس طواف کو دوبارہ کرے۔ اور یہی افضل ہے مگر رصورتیکہ بدنہ بھیجدے تب بھی کافی ہے کہ جزا کو پورا کر دیتا ہے۔ ہدایہ

ج ا- اگر اسکے بعد طواف صدر طہارت کی حالت میں کرے تو دیکھو فقرہ ۱۸۴

۴- طواف زیارت حالت جنابت میں کیا (تین چکر یا کم) ... ... قربانی — عالمگیری

ا- اگر اسکو دوبارہ طہارت سے کرلی۔ تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ لیکن امام اعظم کے نزدیک اگر ایام نحر میں اس طواف کو دوبارہ کیا تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ ورنہ ہر چکر کے بدلہ نصف صاع گیہوں صدقہ دے ... شرح طحاوی باب الحج والعمرہ

۵- طواف زیارت ترک کیا (کل یا چار چکر) ... ... کچھ نہیں — ہدایہ

جس صورت میں نصف سے زیادہ طواف اسکے ذمہ باقی ہے تو گویا کل ہی باقی ہے گویا وہ ایسا ہے کہ اس نے طواف زیارت کیا ہی نہیں اگر شخص گھر چلا جائے تو اس کو چاہئے کہ اسی احرام سے واپس آئے اور طواف زیارت کرے کیونکہ وہ جماع کے حق میں ابھی احرام سے باہر نہیں ہوا ہے۔ اور جب تک احرام سے باہر نہیں ہو سکتا۔ جبتک طواف زیارت نہ کرلے۔ ہدایہ

۶- طواف زیارت سے تین چکر ترک کئے ... ... قربانی — عالمگیری

ا- چونکہ کم چیز کے ترک کرنے سے تو بڑا نقصان ہے۔ تو ایسا سمجھنا چاہئے جیسے طواف بے وضو کیا۔ اسوجہ سے ایک بکری ذبح کرنی لازم ہوگی۔ ہدایہ

ب- اگر یہی جا کر گھر چلا جائے تو واپس آنیکی ضرورت نہیں چاہے وہ وہاں سے ہی ذبح کر دیگا سے بھیجدے۔ کہ اسکی جزا کیلئے کافی ہے۔ ہدایہ

۷- طواف زیارت میں تاخیر کرے۔ (یعنی ایام نحر کے بعد کرے) کو کتنی ہی مدت بعد کرے ... ... { نزد امام اعظم — قربانی ہدایہ / نزد صاحبین — کچھ نہیں ہدایہ

۸ طواف زیارت میں ستر کھلا رہگیا - (اتنا ستر جس سے نماز جائز نہیں ہوتی) ... ... قربانی — ہدایہ

۹ طواف زیارت نجس کپڑوں سے کرے۔ (اگر کپڑوں پر درہم سے کچھ زیادہ نجاست لگی تھی۔ تو بکراہت یہ طواف جائز ہے) ... ... پکچھ نہیں — محیط

۱۰- طواف زیارت کیا مگر حطیم کو چھوڑ دیا (اگر موقع پر موجود ہو تو چاہئے کہ اس طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی اسکی ذمہ نہیں رہیگی) ... ... قربانی — ہدایہ

دلیل۔ حطیم کے گرد سے طواف کرنا واجب ہے (دیکھو باب سوم) اور اسطرح طواف کرنے میں طواف کے چکر میں کمی رہ جاتی ہے تو اگر اس طواف کو دوبارہ کرے تو بہتر ہے ورنہ سات مرتبہ حطیم کے گرد علیحدہ چکر کرے۔ تب بھی کافی ہے۔ حطیم کے گرد اس طرح طواف

ل حنیفہ و نخاس کی تحقیق میں یہ طواف کیلئے تب بھی یہی حکم ہے

کرے کہ پہلا حطیم کے باہر چکر کرے اور پھر راستہ کے بیچ میں سے گذر کر باہر نکلے اور اس طرح سات مرتبہ کرے اگر گھر کر چلا جائے اور ایسا نہ کرے تو ایک قربانی اسکے ذمہ ہوگی۔ کیونکہ حطیم خانہ کعبہ کے چوتھائی حصہ کے برابر ہے اور اس کمی کو صدقہ پورا نہیں کر سکتا۔ ہدایہ		
۱۱۔ طواف زیارت کے اُلٹے چکر کئے ... ... (یہ طواف شمار ہوگا۔ اور احرام کھول سکتا ہے)	بکرہ پہنین	عالمگیری
۱۲۔ طواف زیارت سے پہلے جماع کرے۔ (یا تین چکر کے بعد کرے) ... ... (دیکھو نمبر ۱۹۰)	قربانی	عالمگیری
۱۳۔ طواف زیارت کے بعد جماع کرے۔ ... (کل طواف یا چار چکر کے بعد) ... (اگر قارن ہو تب بھی یہی حکم ہے)	بکرہ پہنین	عالمگیری
۱۴۔ طواف زیارت کے بعد سر منڈوایا۔ (قارن نے) ... ... (دیکھو نمبر ۱۹۰) ...	دو قربانیاں	عالمگیری

وجہ یہ کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ابھی باقی ہے۔ اس وجہ سے قربانیاں لازم ہوئیں۔ عالمگیری

۱۸۳۔ طواف صدر

۱۔ طواف صدر بے وضو کرے ... ...

۱۸۴ - طواف زیارت اور طواف صدر

۱- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (حالت جنابت میں کیا) ... ... بالاتفاق	دو قربانی	عالمگیری	
۱- ایک قربانی اس وجہ سے کہ طواف صدر جنابت کی حالت میں کیا دوسری اس وجہ سے طواف زیارت بے وضو کیا۔ عالمگیری			
۲- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (با وضو کیا)	قربانی	عالمگیری	
۳- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (طہارت سے بعد ایام تشریق کے کیا)	قربانی	ہدایہ	
۱- اس صورت میں طواف صدر بجائے طواف زیارت کے نہیں ہو سکتا کیونکہ طواف صدر واجب ہے اور طواف زیارت کا ادا کرنا جبکہ بے وضو کیا جا چکا ہے۔ واجب نہیں۔ ہاں مستحب ہے۔ لہٰذا طواف صدر طواف زیارت کے قائم مقام ہوگا۔ ہدایہ۔			
۴- طواف زیارت (حالت جنابت میں کیا) پھر طواف صدر (طہارت کے کیا) ... ... { نزد امام اعظم / نزد صاحبین }	دو قربانی / قربانی	ہدایہ	
۱- یہ طواف صدر اگر ایام تشریق کے آخر دن باطہارت کیا تو قائم مقام طواف زیارت کے شمار ہو جائیگا۔ تو گویا طواف صدر ترک ہوا۔ اور طواف زیارت وقت مقررہ کے بعد ہوا۔ تو طواف صدر کے ترک سے قربانی واجب ہوئی بالاتفاق۔ اور طواف زیارت میں تاخیر کی وجہ سے امام اعظم کے نزدیک ایک قربانی واجب ہوگی۔ مگر صاحبین کے نزدیک کچھ واجب نہ ہوگا۔ ہدایہ۔			
۵- طواف زیارت (کے تین چکر سعی رمل کئے اور سعی کی) پھر طواف صدر کیا	قربانی	ہدایہ	
تشریح: تو چار چکر طواف صدر میں محسوب ہونگے اور چونکہ طواف زیارت میں تاخیر ہوئی اسواسطے امام ابوحنیفہ کے قول کے بموجب ایک قربانی لازم ہوگی۔ اور فقہاء کے قول کے بموجب طواف الصدر کے ۴ چار چکر، چھوڑنے کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی۔ ہدایہ			
۶- طواف زیارت (کے تین چکر کئے) پھر طواف صدر (کے تین چکر کئے)	دو قربانی	ہدایہ	
تشریح: تو کل ۶ چکر طواف الزیارت کے شمار ہونگے اور ایک چکر کے کم ہو جانیکی وجہ سے ایک قربانی اور دوسری طواف الصدر چھوڑنے کی وجہ سے لازم ہوگی۔ ہدایہ			
۷- طواف زیارت (کے چار چکر کئے) پھر طواف صدر (کے چار چکر کئے)	دو صدقہ	عالمگیری	
تو طواف زیارت کی کمی طواف الصدر میں سے پوری کیجائیگی۔ اور ایک صدقہ طواف الزیارت کی تاخیر کی وجہ سے اور ایک صدقہ طواف الصدر کی کمی کی وجہ سے۔ ہدایہ			
۸- طواف زیارت (کے چار چکر کئے) پھر طواف صدر (ترک کیا)	دو قربانی	فتاوی قاضیخان	
تو نزد امام اعظم اس کا حج صحیح ہے لیکن اسکے ذمہ دو قربانیاں ہوں گی۔ ایک قربانی طواف زیارت کی کمی کی وجہ سے۔ اور دوسری قربانی طواف صدر چھوڑ دینے کی وجہ سے۔ اور چاہئے کہ یہ قربانی سال آیندہ میں بھیج کر منا میں ذبح کیجائے۔ قاضیخاں			

۱۸۵ - سعی صفا و مروہ

۱- سعی صفا و مروہ۔ اگر مروہ سے شروع کرے تو پہلا چکر شمار نہ ہوگا۔ اور صدقہ دینا ہوگا۔ ...	صدقہ	—	
۱- پہلے پھیرے کے بدلہ نصف صاع گیہوں خیرات کرے۔			
۲- سعی صفا و مروہ کی ترک کرے (چار پھیرے یا زیادہ) تو حج صحیح رہیگا اور دم لازم ہوگا۔	قربانی	جواہر اخلاطی	
دلیل۔ سعی طواف کے نزدیک واجبات سے ہے جسکے ترک سے دم لازم ہوگا۔ درمختار و شارح۔ ہدایہ			

۳۔ سعی صفا و مروہ ترک کرے (صرف تین پھیرے ترک کرے۔ باقی سعی ادا کرے) حج صحیح رہیگا ... ... صدقہ —

ا۔ ہر پھیرے کے بدلہ نصف صاع گیہوں خیرات کرے

۴۔ سعی صفا و مروہ کرے حج کے مہینہ کے بعد یا جماع کے بعد **توحج صحیح رہیگا** ... ... قربانی عالمگیری

۵۔ سعی صفا و مروہ کرے سواری پر یا کسی کے کندھے پر (بلا عذر کرے) ... ...

حدیث میں ہے کہ تم سے عن من واقع امرأتہ وھما محرمان بالحج سأل یزیقان دما ویمضیان فی حجھما فعلیھما الحج من قابل (رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا۔ حالانکہ وہ دونوں محرم تھے آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں قربانی کریں اور اپنا حج کو دونوں پورا کریں اور اگلے دونوں پر سال آئندہ میں اس حج کی قضا لازم ہے۔

دلیل ۲۔ اصحاب ثلثہ ایک جماعت سے اسی طرح روایت آئی ہے اور جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس لفظ وارد کا ہے جسکے منے مطلق قربانی کے ہیں جسمیں بکری کی قربانی بھی شامل ہے اور ایک دلیل یہ ہے کہ ان دونوں پر قضا واجب کیگئی ہے اور قضا اسی صورت میں واجب ہے جب کوئی چیز ضایع ہو جائے جب قضا دی گئی تو جزا کی قربانی بھی ہونی چاہئے لیکن بکری کافی ہے برخلاف اس جزا کے جو وقوف عرفات کے بعد یہ فعل واقع ہونے سے دیجاتی ہے کیونکہ اسمیں حج کی قضا نہیں دینی ہوتی، اسواسطے اونٹ یا گائے کی قربانی دینی چاہئے۔

۱۔ مرد و عورت دونوں پر جو صاحب احرام تھے۔ علیحدہ علیحدہ قربانی لازم ہوگی اور سال آئندہ میں دونوں پر اس حج کی قضا لازم ہوگی

فائدہ: حج کو ایک حج اور ایک عمرہ کرنا ہوتا ہے مگر انکو قضا میں صرف ایک حج ہی کرنا ہوگا۔ شرح طحاوی دیکھو نقرہ ۱۷۵

۴۔ وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے (قارن[1]) اسکا حج فاسد ہو جائیگا اور عمرہ فاسد نہیں ہوگا

دو قربانی — عالمگیری

۱۔ اسکا حج فاسد ہو جائیگا تو سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے اور قرآن کی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ عالمگیری۔ دیکھو نقرہ ۱۷۵

۵۔ وقوفِ عرفات سے پہلے جماع کرے (متمتع سائق الہدی) اسکا حج فاسد ہو جائیگا عمرہ فاسد نہیں ہوگا

دو قربانی — عالمگیری

۱۔ اگر وقوف عرفات سے پہلے جماع کیا تو متمتع کی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ اور صرف حج فاسد ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ اگر عمرہ کے طواف ؛ ؛ تب سی ؛ ؛ لیکن عمرہ اور حج دونوں فاسد ہو جائینگے۔ دیکھو نقرہ ۱۷۵

۶۔ وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے (متمتع غیر سائق الہدی) تو حج فاسد ہو جائیگا ... ...

قربانی — عالمگیری

۱۔ اسکے واسطے وہی حکم ہے جو صرف حج کرنے والے اور صرف عمرہ کرنے والے کے متعلق ہے (چاہے وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے یا بعد) عالمگیری

۷۔ وقوف عرفات کے بعد جماع کرے تو (نزد امام ابوحنیفہؒ) حج فاسد نہیں ہوگا - - ... ... -

بدنہ — عالمگیری

تشریح۔ لیکن علامہ شافعی کے نزدیک اگر وی سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو جائیگا ہاں رمی کے بعد کیا تب نہیں ہوگا۔ ہدایہ

دلیل۔ (عقلی) حدیث میں آیا ہے۔ من وقف بعرفۃ فقد تم حجہ۔ لہذا حج تو اس کا پورا ہو چکا ہے اور قربانی اس جماع کی وجہ سے اسپر واجب ہونی چاہئے۔ لیکن یہ قربانی اسوجہ سے دیجاتی ہے کہ ابن عباسؓ کا مقولہ ہے کہ اگر محرم وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے تو حج اس کا فاسد ہو جاتا ہے۔ اور اسپر قربانی لازم ہوتی ہے۔ اور اگر وقوف عرفات کے بعد جماع کرے تو حج اسکا تام ہو جاتا ہے اور اسپر ایک بدنہ کی قربانی لازم ہوتی ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ چونکہ جماع ایک بڑا محظور نفس ہے۔ لہذا جزا بھی بڑی ہونی چاہئے۔ اور اسوجہ سے اونٹ یا گائے کی قربانی دی جاتی ہے۔

۱۔ اگر وقوف عرفات کے بعد کچھ افعال حج کے رہ جائینگے یا انکی ادائیگی میں غلطی ہو جائیگی تو اسکی دمی جزاے ہو جائیگی لیکن حج اس شخص کا صحیح رہیگا۔ ہدایہ وغیرہ

ب اگر محرم نے ایک موقع پر جماع کیا تو ایک بدنہ کی قربانی دینی ہوگی۔ اور اگر کئی موقع پر کیا تو امام ابو یوسف اور امام اعظم کے نزدیک پہلی مرتبہ کے بدلہ بدنہ کی اور دوسری مرتبہ کے بدلہ بکری کی قربانی دینی چاہئے۔ اور اگر دوسرا جماع احرام توڑنے کے طور پر کیا تو اس دوسری مرتبہ کے جماع کی جزا نہیں دینی ہوگی۔ - - محیط و شرح طحاوی

ج اگرچہ وقوف عرفات سے پہلے بھی جماع کرنا بڑی جنایت ہے لیکن اسوقت کے جماع اور اسوقت کے جماع میں فرق یہ ہے کہ اسکے ارتکاب سے حج فاسد ہو جاتا ہے اور جزا اسکی تضحیح نہیں کر سکتی۔ لہذا وہاں جرانہ کی بکی جزا دیتے ہیں کیونکہ پھر اس حج کی قضا

[1] یعنی یہ قارن یا تو عمرہ پورا کر چکا ہے یا عمرہ کے طواف کے چار پھیرے کئے تھے۔ تب بھی اس نے گویا پورا عمرہ کیا۔

		بھی تو دینی ہوتی ہے اور وقوف عرفات کے بعد جماع اگرچہ ولیسی ہی جنایت ہے لیکن یہاں جزا اسکی تمتع کر چکا ہے اور چونکہ جزا ہی سے دم لیا جاتا ہے اسوجہ سے بڑی جزا یعنی اونٹ کی جزا دیجاتی ہے کیونکہ اس صورت میں طواف زیارت حج کا ایک رکن ہے۔ باقی رہا بدنہ ہونا ہو۔ محیط
۸۔ وقوف عرفات کے بعد جماع کرے (قارن) تو حج وعمرہ فاسد نہ ہونگے	دو قربانی بدنہ	عالمگیری

نتیجہ۔ حج کی جزا میں ایک بدنہ دینا ہوگا۔ اور عمرہ کی جزا میں ایک قربانی اور دوسری قربانی وہی دم قرآن ہے جو اسکو ذمہ ہے۔ محیط

۹۔ وقوف عرفات کے بعد جماع کرے (متمتع سائق الہدی) تو حج فاسد نہ ہوگا	دو قربانی	عالمگیری

۱۸۷۔ وقوف مزدلفہ۔

۱۔ وقوف مزدلفہ ترک کرے (یا صبح طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ کی حد سے نکلجائے۔ سراج الوہاج)	قربانی	ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ وقوف مزدلفہ واجبات سے ہے اور واجب ترک کیا تو قربانی لازم ہوئی۔ ہدایہ

۲۔ وقوف مزدلفہ ترک کرے:۔ بوجہ کسی عذر کے جیسے ضعف یا بیماری یا خوف اژدہام	کچھ نہیں	ہدایہ

وجہ یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعفاء اہل بیت کو بوجہ ضعف کے وقوف سے پہلے روانہ کر دیا تھا (دیکھو نقرہ ۹۰)

۱۸۸۔ رمی جمار۔

۱۔ رمی جمرہ عقبہ یکے روز کی ترک کرے	قربانی	ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ اس روز ایک ہی جمرہ کی رمی ہو۔ لہذا پوری نسک ترک کی۔ ہدایہ

رمی جمرہ عقبہ واجب ہے۔ اور واجب کے ترک ہونے سے دم لازم ہے۔ عینی شرح کنز

اگر وقت کے بعد یعنی ۱۱ یا ۱۲ تاریخ تک اس کی قضا بھی دی تب بھی دم لازم ہوگا۔

۲ رمی جمار ایک روز کی ترک کرے	قربانی	ہدایہ

ایک دم اسواسطے لازم ہے کہ ایک روز کی رمی ایک نسک خیال کیجاتی ہے۔ ہدایہ

۳۔ رمی جمار سب ایام کی ترک کرے (یعنی ۱۳۔ ذی الحجہ غروب آفتاب تک بھی کوئی رمی نہ کرے) ہایہ	قربانی	ہدایہ

چونکہ واجب کو ترک کیا لہذا دم لازم ہے۔ مگر صرف ایک ہی دم کافی ہے۔ تینوں روز کی ترک کا علیحدہ علیحدہ دم لازم نہیں جیسا کہ ہے جیسے مختلف مرتبوں پر حلق کیا جائے تو کل حلق ملاکر ایک خیال کیا جاتا ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۷۱)

۴۔ رمی جمار میں سے ایک جمرہ کی رمی ترک کرے	صدقہ	ہدایہ

صدقہ اسوجہ سے لازم ہوا کہ چھوٹی چیز ترک کی گئی کیونکہ تینوں جمروں کی رمی کے ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے تو اس سے کم ضرور دم سے کم ہونا چاہیئے۔ ہدایہ

۵۔ رمی جمار میں سے دو جمروں کی رمی ترک کرے۔ ہدایہ	قربانی	ہدایہ

چونکہ نصف سے زیادہ رمی ترک کی۔ لہذا دم لازم ہوا۔ ہدایہ۔ کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہے۔ م

۶۔ رمی جمار میں بے ترتیبی کرے۔ (یعنی پہلے رمی جمرہ وسطی کی کرے پھر جمرہ عقبہ کی اور پھر جمرہ اولیٰ کی۔ اس طرح کرنے سے اگرچہ ترتیب رمی ترک ہوئی۔ مگر سب جمروں کی رمی ہوگئی۔ اور سنت ترک ہوئی۔ جس سے کچھ چیز لازم نہ ہوگی۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک کل جمروں کی علی الترتیب دوبارہ رمی کرے۔ ہدایہ	کچھ نہیں	ہدایہ

دلیل۔ (شافعی) رمی جمار کی ترتیب مشروع ہے۔ اگر بے ترتیبی کرے تو ایسا ہی ہے۔ جیسے سعی صفا و مروہ طواف سے پہلے کرلی یا بجائے

صفا سے سعی شروع کرنے کے مروہ سے شروع کرلی۔ علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ ہر جمرہ کی رمی کرنی علیحدہ علیحدہ عبادت ہے۔ تو سعی کی اس ترتیب سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ اور سعی طواف کے تابع ہوتی ہے۔ اور طواف اس کا درجہ بھی کم ہے۔ اور مروہ سے سعی شروع کرنے کا یہ جواب ہے کہ مروہ پر ہمیشہ سعی ختم کی جاتی ہے تو وہاں سے شروع کرنی صحیح کس طرح ہوسکتی ہے۔ ہدایہ

۱؎ اسی طرح اگر پہلے رمی جمرہ عقبہ کرے اور پھر جمرہ وسطیٰ اور پھر جمرہ اولیٰ تب بھی یہی حکم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۷۔ رمی جمار میں تاخیر کرے۔ یہاں تک کہ آخر روز غروب آفتاب تک تاخیر ہو۔ ..... { نزد امام اعظم / نزد صاحبین } قربانی / قربانی — ہدایہ

یعنی تینوں دن کی رمی ترک کرے۔ اور آخر روز جو کہ ۱۲ ذی الحجہ ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے تین دن کی رمی کرے۔ ہدایہ

۸۔ رمی جمار۔ ایام نحر کے بعد کرے۔ ... ... نزد صاحبین کچھ نہیں

۹۔ رمی جمار سے پہلے جماع کرے۔ ... (نزد علماء شافعی حج فاسد ہوجائے گا۔ ... ... — ہدایہ

۱۰۔ رمی کے کنکروں میں سے ایک یا دو یا تین ترک کرے۔ ... ... (ہر کنکر کے بدلے نصف صاع گیہوں خیرات کرے۔ صدقہ عالمگیری

اس میں شرط یہ ہے کہ کل قیمت ایک بکری کی قیمت سے کم رہے۔ اگر بڑھ جائے تو صدقہ میں دی کردے کیونکہ جو کچھ ترک ہوا ہے وہ ایک دم سے کم حیثیت رکھتا ہے۔ ہدایہ

۱۱۔ رمی کے کنکروں میں سے چار یا پانچ یا چھ ترک کرے۔ ... ... قربانی ہدایہ عالمگیری

تشریح۔ اگر جمروں پر تین تین کنکریاں ماریں۔ تو پہلے جمرہ پر چار کنکریاں اور مار کر پھینکے اور باقی دونوں جمروں پر ہر ایک سات سات کنکریاں مارے

" چار چار " " تو اسکے بعد ہر جمرہ پر تین تین کنکریاں اور مارے۔ اگر اس رمی کو دوبارہ کرے تو افضل ہے۔ عالمگیری

اگر تین جمروں کی رمی کرچکا اور ہاتھ میں چار کنکریاں باقی رہیں۔ نہ معلوم کونسے جمرہ کی ہیں تو اُن کو پہلے جمرہ پر پھینکے اور باقی دو جمروں پر از سر نو کنکریاں پھینکے عالمگیری

" " " " تین " " " " تو ہر جمرہ پر ایک ایک کنکری پھینکے۔ عالمگیری

" " " " ایک یا دو " " " " تو سب جمروں پر ایک ایک کنکری مارے۔

۱۸۹۔ قربانی

۱۔ قربانی کرے مگر اس سے پہلے سر مُنڈوالے۔ (قارن یا متمتع) ... ... دو قربانی ہدایہ عالمگیری

۱؎ دو قربانیاں جزا میں دینے کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اسوجہ سے کہ وقت سے پہلے سر منڈوایا۔ دوسری اس وجہ سے کہ ذبح دیر سے کی گئی۔ لیکن صاحبین کے نزدیک صرف ایک قربانی دینی ہوگی۔ کیونکہ انکے نزدیک ذبح میں ترتیب لازم نہ ہوگی۔ ہدایہ

۱۹۰۔ سر منڈوانا۔ یا بال کتروانا

۱۔ سر مُنڈوانے میں تاخیر کرے۔ (کہ ایام نحر گذر جائیں) ... ... { نزد امام اعظم / نزد صاحبین } قربانی / کچھ نہیں عالمگیری / عالمگیری

۱؎ قارن اور متمتع کے واسطے بھی یہی حکم ہے۔ محیط

۲۔ سر مُنڈوائے حدود حرم کے باہر۔ (احرام عمرہ اتارنے کے واسطے) ... ... { نزد طرفین / نزد ابو یوسف } قربانی / کچھ نہیں ہدایہ ہدایہ

تشریح۔ امام ابو یوسف کا یہ قول جامع صغیر عمرہ کرنیوالے کے متعلق لکھا ہے، لہٰذا بعض علماء کے نزدیک اگر حج کرنیوالا ایسا کرے تو بالاتفاق (یعنی نزد ابو یوسف بھی) دم لازم ہے۔ کیونکہ طرق مسنون کی رو سے حج کرنے والے کیلئے منا میں کہ حدود حرم میں ہے

حلق یا قصر کرنا ضرور ہے۔ ہدایہ

سر منڈوانے کے متعلق شرائط یہ ہیں۔

(۱) حج کا احرام اتارنیکو
۱- امام ابو حنیفہ کے نزدیک سر منڈانیکے واسطے دو شرطیں ہیں ایک زمان[۱] دوسری مکان
۲- امام محمد " " " ایک شرط ہی نہ زمان بلکہ مکان
۳- امام زفر " " " " صرف زمان نہ مکان
۴- امام ابو یوسف " " " ایک بھی شرط نہیں ہے نہ زمان نہ مکان

(۲) عمرہ کا احرام اتارنیکو
۱- جمیع علماء " " " صرف ایک شرط ہے نہ زمان بلکہ مکان
(برخلاف امام ابو یوسف)

دلائل - امام ابو یوسف یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اصحاب کو ایک مرتبہ جب کہ وہ حالتِ احرام میں تھے حدیبیہ میں کفار نے گھیر لیا تھا اور سب نے وہاں ہی (حرم کے سوا دوسری جگہ میں) حلق کیا تھا۔ طرفین کی یہ دلیل ہے کہ احرام کا حج سے وہی تعلق ہے جو سلام کا نماز سے ہے۔ لہٰذا حلق حج کے واجبات سے ہوا۔ جیسے سلام نماز کے واجبات سے ہے۔ جب یہ بات ہے تو حدود حرم میں حلق کرنا ضروری ہوا کیونکہ حج و عمرہ کے ارکان حدود حرم ہی میں ادا کئے جاتے ہیں) جیسے قربانی ذبح کیجاتی ہے حدود حرم میں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت اور اصحاب نے حدیبیہ میں حدود حرم ہی میں حلق کیا ہو۔ کیونکہ حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم میں بھی شامل ہے۔ ہدایہ۔

۱- عمرہ کرنے والا اگر بلا حلق یا قصر حالتِ احرام میں حدود حرم سے باہر جاکر پھر واپس آجائے اور اس کے بعد حلق یا قصر کرلے تو اس صورت میں اس پر کچھ واجب نہیں۔ زُرقانی ملبار۔ کیونکہ عمرہ کا ادا کرنا کسی خاص زمانہ سے متعلق نہیں۔ ہاں خاص مکان سے متعلق ضرور ہے۔ یعنی عمرہ سال میں کسی وقت ادا کر لیا جائے (دیکھو فقرہ ۳۰ صفحہ ۲) (مگر یہ ضرور ہے کہ عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی ان کے خاص موقعوں پر ہوں)۔ ہدایہ

۳۔ سر منڈوائے حدود حرم کے باہر (احرام حج اُتارنیکے واسطے اگرچہ ایام نحر میں ہو)	قربانی	ہدایہ
۴۔ سر منڈوائے بعد طواف زیارت کے (قارن) ... ... (دیکھو فقرہ ۱۸۲)	دو قربانی	عالمگیری
۵۔ سر منڈوائے رمی سے پہلے	قربانی	عالمگیری
۶ سر منڈوائے اس سے پہلے کہ قربانی کرے۔ (قارن یا متمتع)	دو قربانی	ہدایہ
۷ سر منڈوانیسے پہلے جماع کرے	قربانی	عالمگیری

۱- اگر قارن ہے تب بھی ایک ہی قربانی لازم ہوگی۔ اور یہ علاوہ دم قران کے ہے۔ کفایہ۔

۸ سر منڈانے کے بعد جماع کرے (یعنی طواف زیارت سے پہلے جماع کرے) دیکھو فقرہ ۱۸۲	قربانی	ہدایہ

دلیل۔ کیونکہ وہ ابھی احرام ہی میں ہے جماع کے متعلق۔ اگرچہ سلے ہوئے کپڑے پہنتے وغیرہ کی اس کو اجازت ہو گئی اور چونکہ بعد حلق کے جماع کرنا جنایت خفیف ہے۔ لہٰذا قربانی کے واسطے ایک بکری مقرر ہوئی۔ ہدایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۰

۹ سر مونڈے ایک محرم دوسرے محرم کا وقت احرام کھولنے کے۔	کچھ نہیں	عالمگیری

---

[۱] حلق کرے یا قصر ایک ہی بات ہے۔ [۲] خاص وقت میں ہو اور خاص جگہ پر ہو۔ زمان ایام نحر ہے۔ ہدایہ

باب ۵ فصل چہارم۔ ممنوعات احرام بر احرام اور اُنکی جزا باب ۵

احرام پر احرام باندھنے کی چار صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ حج کا احرام بندھا ہوا تھا اور پہلا حج ختم نہیں ہوا تھا کہ دوسرے حج کے واسطے پھر احرام باندھ لیا یعنی ابھی اسی سال آئندہ میں حج کرنیکے واسطے احرام باندھا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک عمرہ کر رہا تھا کہ دوسرے عمرہ کیواسطے احرام باندھ لیا تیسری صورت یہ ہے کہ اثنائے حج میں ایک عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ دوران عمرہ میں حج کا احرام باندھ لیا۔ فقرہ ۳۸۰ میں اس کا مجملاً ذکر ہے یہاں تفصیل بیان کیا ہے۔

	جزا	سند
۱۹۱۔ احرام حج + احرام حج		
۱۔ احرام حج کا باندھا (گرحج فوت ہوگیا) پھر احرام دوسرے حج کا باندھا تو اس دوسرے احرام کو بھی توڑ دینا چاہئے اور حج اور عمرہ کی قضا ادا کرنا ہے	قربانی	عالمگیری
۲۔ احرام حج کا باندھا (اور حج ادا کیا اور حلق کیا) پھر دوسرا احرام دوسرے حج کیواسطے باندھا تو اُسپر دوسرا حج کرنا لازم ہوا۔	کچھ نہیں	ہدایہ
۳۔ احرام حج کا باندھا (اور حج ادا کیا مگر حلق نہ کیا) پھر دوسرا احرام دوسرے حج کیواسطے باندھا تو اسپر دوسرا حج کرنا لازم ہوا۔ ...	قربانی	ہدایہ
۱۹۲۔ احرام عمرہ + احرام عمرہ		
۱۔ احرام عمرہ کا باندھا (عمرہ کیا اور ابھی حلق نہ کیا) پھر احرام دوسرے عمرہ کا باندھا دوسرا عمرہ ادا کرنا بھی اسپر واجب ہے۔	قربانی	ہدایہ عینی شرح کنز
۱۹۳۔ احرام حج + احرام عمرہ		
۱۔ احرام حج کا باندھا (طواف ایک چکر کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا۔ عمرہ کا احرام توڑ دے۔ ... ... ۱۔ عمرہ کی قضا دینی لازم ہوگی۔ عالمگیری۔	قربانی	عالمگیری
۲۔ احرام حج کا باندھا (گرحج کا کوئی فعل نہیں کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا دونوں کا ادا کرنا اسکو لازم ہے۔	کچھ نہیں	ہدایہ
ا۔ حج اور عمرہ کا جمع کرنا افاقی کیواسطے شروع ہی (فقرہ ۱۹۳) تو ایسی صورتمیں یہ تداخل ہوگا۔ لیکن حج یا عمرہ کا احرام باندھنا طریق سنت کے خلاف ہے۔ ہدایہ ب۔ اگر وقوف عرفات کرلیا اور عمرے کا کوئی فعل بھی نہ کیا تو گویا اُسنے عمرہ ترک کیا کیونکہ اب کوئی سنت نہیں کہ وہ عمرہ حج سے پہلے ادا کرے۔ ہدایہ۔ ج۔ یہی حکم اہل کوفہ کے واسطے ہے۔ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۱۳۔ مسئلہ ۲۔		
۳۔ احرام حج کا باندھا (اور طواف قدوم کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا دونوں کا ادا کرنا اسکو لازم ہے۔ ... ... ا۔ اسنے حج اور عمرہ کو جمع کیا جو شروع ہی اور دونوں احرام درست ہیں۔ وجہ یہ کہ طواف قدوم سنت ہے اور حج کا رکن ہے اور اگر کوئی اسکو ترک کرے تو کچھ لازم نہیں آتا اور یہ ممکن ہے کہ وہ شخص رکن حج کے ادا کرنے سے پہلے عمرہ کرلے اور پھر حج بھی کرے۔ مگر اس طریق پر حج اور عمرہ جمع کرنیسے دم بطور تاوان لازم ہوگا۔ ہدایہ۔ ب۔ اگر چاہے تو عمرہ کو ترک کرسکتا ہے کیونکہ وہ طواف قدوم کرچکا اور اس سے احرام حج پکا ہوگیا یا اور اس صورت میں عمرہ کو ترک کرنا مستحب ہے۔ مگر ایسی صورت میں بھی دم لازم ہوگا اور اس عمرہ کی قضا دینی ہوگی۔	قربانی	ہدایہ
۴۔ احرام حج کا باندھا (حج ادا کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا (عید کے روز یا ایام تشریق میں کسی روز) تو یہ عمرہ کرنا اس پر لازم ہے۔ ... ... ا۔ افاقی کے واسطے حج اور عمرہ کو ملا کر کرنا جائز ہے۔ لیکن اسکو لازم ہے کہ اس عمرے کو ترک کرے۔ کیونکہ اول تو وہ بھی حج کا رکن ادا کرچکا ہے اور بھی عمرہ کے افعال کرنیگا۔ اس طرح حج کے افعال پر عمرے کے افعال جمع ہوجائیں گے۔ جو درست نہیں (دیکھو فقرہ ۳۸۰ دوسرے	قربانی	ہدایہ

یہ بات بھی ہے کہ ان ایام میں عمرہ کرنا مکروہ بھی ہے (دیکھو فقرہ ۳) لہٰذا ترک لازم ہے۔ ہدایہ۔ ب۔ یہ عمرہ جو ترک کیا ہے اسکے بدلے دم دینا چاہئے اور اسکی قضا بھی دینی چاہئے کیونکہ اداء کے حق میں حج اور عمرہ کا ملا کر کرنا مشروع اور جائز ہے اور اس لئے جائز میں سے ترک کی لہٰذا دم واجب ہوا۔ اگر حج اور عمرے کو ادا کرے تو ادا بھی ہو جائیں گے۔ کیونکہ کراہیت اس میں اس وجہ سے کیجاتی ہے کہ حج کے افعال ادا کرنے کو خالص وقت نہیں بچتا اور یہ حج کی تعظیم کے خلاف ہے۔ لیکن دونوں کو جمع کرنے سے دم ضرور لازم آئیگا۔ ہدایہ۔

۵۔ احرام حج کا باندھا (اور حج فوت ہو گیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا (عمرہ کا احرام توڑ دینا چاہئے اور عمرہ کی قضا لازم ہے۔ ... ... قربانی عالمگیریہ

۱۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کسی سے حج فوت ہو جاتا ہے تو افعال عمرہ کرکے احرام اتار لیتا ہے (دیکھو فقرہ ۱۵۵) تو اس صورت میں گویا اسکو عمرہ کے افعال کرنے پڑینگے اور اگر کوئی شخص عمرہ پر عمرہ کا احرام باندھ لے تب بھی اسکو یہی لازم آتا ہے کہ ایک عمرہ کرے۔ لہٰذا اس بار بھی ایک عمرہ ترک کرے۔ ہدایہ۔

۱۹۴۔ احرام عمرہ + احرام حج

۱۔ احرام عمرہ کا باندھا (اور طواف کا ایک چکر کیا) پھر احرام حج کا باندھا - اہل مکہ نے ایسا کیا۔ ... ... قربانی ہدایہ

۱۔ اسکو لازم ہے کہ حج کو ترک کرے (نزد امام ابوحنیفہؒ) اور اسکے بعد ایک حج اور ایک عمرہ پھر کرے۔ ہدایہ

ب۔ اسکو لازم ہے کہ عمرہ کو ترک کرے (نزد امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) اور اس کے بدلے ایک عمرہ پھر کرے۔

دلیل۔ اسکے متعلق یہ دونوں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چونکہ کئی کو حج و عمرہ جمع کرنا غیر مشروع ہے۔ لہٰذا اسکو چاہئے کہ عمرہ ترک کرے کیونکہ اس کا درجہ بھی کم ہے اور اسکے افعال بھی بمقابلہ حج کے افعال کے کم ہیں۔ اور اس کی قضا دینی بھی آسان ہے۔ کیونکہ اس کی ادائیگی کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ جب چاہے کرلے۔ ہدایہ

۲۔ احرام عمرہ کا باندھا (کچھ عمرہ کے افعال نہ کئے) پھر احرام حج کا باندھا (اہل مکہ نے ایسا کیا) ... ... قربانی ہدایہ

۱۔ اس کے واسطے وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ ہدایہ

ب۔ درمختار۔ کافی اور کفایہ میں لکھا ہے کہ اس صورت میں عمرہ ترک کرے بالاتفاق

۳۔ احرام عمرہ کا باندھا (اور طواف کے چار چکر کئے) پھر احرام حج کا باندھا (اہل مکہ نے ایسا کیا) اسکو چاہئے کہ حج ترک کرے اور عمرہ ادا کرے۔ ... قربانی ہدایہ

وجہ یہ کہ عمرے کے متعلق چار چکر طواف کے کر چکا ہے تو گویا کل طواف کے قریب کیا اور اکثر بمنزلہ کل کے ہوتا ہے۔ لہٰذا لاً چاری ہے۔ عمرہ تو کرنا پڑا۔ اسپر امام ابو یوسف، امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ کا اتفاق ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ امام ابوحنیفہؒ۔ (۱) عمرہ کا احرام طواف کا بہت سا حصہ ہو جانے سے پکا ہو گیا۔ بمقابلہ حج کے احرام کے جس کا کوئی فعل ابھی نہیں کیا گیا اور اس کو ترک کرنا آسان ہے۔ (۲) اگر عمرے کو ترک کرے تو اس کے افعال میں سے طواف جو کیا جا چکا ہے باطل ہوتا ہے۔ اور اگر حج کو ترک کرے تو اسکا کوئی فعل باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ سمجھنا چاہئے کہ حج کے افعال رد کئے جاتے ہیں۔ ہدایہ

دم۔ عمرہ ترک کیا یا حج تو دم لازم ہو گا کیونکہ وہ وقت سے پہلے احرام سے باہر ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ وہ مجبور ہو گیا کہ ایک کو دونوں میں سے نہ کرے۔ تو گویا وہ مثل محصر کے ہو گیا (دیکھو فقرہ ۱۵۰)۔

قضا۔ عمرہ ترک کرنے میں تو صرف اسکو عمرہ دوبارہ کرنا ہو گا۔ اور حج ترک کرنے سے حج اور عمرہ دونوں لازم ہوں گے۔ کیونکہ وہ ایسا ہے جیسے کسی کا حج فوت ہوا۔ (فقرہ ۱۵۵)

۴۔ احرام عمرہ و احرام حج باندھا (زکورہ بالا طریق پر) **اور عمرہ اور حج ادا کیا** (اہل مکہ نے ایسا کیا) ... ... قربانی ہدایہ

۱۔ دونوں ادا ہو جائیں گے۔ اگرچہ دونوں کا جمع کرنا کئی کے واسطے منع ہے۔ مگر منع سے یہ مطلب نہیں کہ حج و عمرہ کے افعال کی ادائیگی بھی صحیح نہ ہو۔ ہدایہ

دم۔ اسوجہ سے لازم ہوا کہ جو فعل منع کیا گیا ہے اسپر اس نے ارتکاب کیا اور یہ دم کئی پر تاوان کے طور پر ہے۔ ہدایہ

کتاب الحج والزیارت

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي

باب ششم

زیارت مزار مقدّس

مُقدّمہ

۱- حج سے فارغ ہو کر قصد زیارت مرقد اطہر و قبر انور حضرت سید البشر علیہ صلوات اللہ الملک العلی الاکبر کا کرے۔ اور راستہ میں جتنی مسجدیں ملیں چاہئے کہ سب میں نماز پڑھے۔ اور جتنے کنوئیں ملیں ان میں سے پانی پئے۔ اور راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے۔ اور جب پہنچے قریب شہر کے تو شہر کی عظمت دل میں قائم کرے کہ یہ وہ شہر ہے جسکو حبیب کبریا نے دل سے پسند فرمایا ہے۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے دین اسلام پھیلا ہے۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سید الکونین آرام فرما ہیں۔ اور آپکے محبان قلبی اور مہاجرین و انصار و تابعین و آل اطہار سب یہیں آرام فرما ہیں۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں رحمۃ اللعلمین چلے اور پھرے ہیں۔ چنانچہ المحدث لکھتے ہیں کہ چلنا اوس حصہ زمین پر جسپر سرور عالم چلے ہیں موجب کفارہ گناہ ہے۔ اور باعث پیدا ہونے نور ایمان و عرفان کا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام مالک اپنی تمام عمر مدینہ طیبہ میں سواری پر نہ چڑھے جب کسی نے دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جس قطعہ زمین کے اندر حبیب رب العلمین رونق افروز ہوں اس کے اوپر میں سوار ہو کر چلوں۔

۲- جس وقت مسجد نبوی میں داخل ہو تو یہ خیال دل میں لائے کہ میں اس وقت ایسی جگہ ہوں کہ دنیا و مافیہا میں کوئی جگہ اس مرتبہ کی نہیں۔ اور اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر کرے کہ مجکو آج یہ دن نصیب ہوا کہ جائے قیام صاحب قاب قوسین و سید الکونین میں موجود ہوں۔ اور خاتم النبی۔ رحمۃ اللعلمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں جہاں جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے بھی کمال ادب و تواضع سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور آج مجکو یہ عزت بخشی گئی ہے کہ اس دنیائے ناپائدار میں جنت کی زمین دیکھنی اور اسپر پھرنے کی اجازت ملی۔ اب کمال ادب کے مسجد میں جائے اور پکار کر وہاں ہتھ بولے کہ بے ادبی میں داخل ہے۔ یاد کرے کہ کلام مجید میں آپکے ادب ہی نسبت یہ آیا ہے۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ۔

۳- مشکوٰۃ المصابیح کے کتاب المناسک کے باب حرم المدینہ میں جابر بن سمرہؓ سے یہ روایت آئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَمَّی الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃَ (مسلم) ؛ بعض عارفوں نے لکھا ہے کہ مدینہ کی خاک اور در و دیوار سے خوشبوئیں آتی ہیں مگر اس شخص کو جس کا دماغ کفر و نفاق اور بداعتقادی سے صاف ہو ؛ ابو عبداللہ عطار نے کیا اچھا کہا ہے

بِطَیْبِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ طَابَ تَسْمِیْهَا ؛ فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُوْرُ وَالنَّدُّ لِلرُّطَبِ

۴- مدینہ شریف کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہاں کے لوگوں کو کوئی شخص تکلیف نہیں دیسکتا۔ اور اگر ایسا کرے تو اس کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ یزید کا ہوا کہ وہ فسق اور رسل کے مرض میں بڑی تکلیف سے مرا ؛ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لَا یُرِیْدُ اَهْلَ الْمَدِیْنَۃِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ کَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ (رواہ البخاری و مسلم) ؛ اگر مدینہ شریف کی رہائش میں انسان کو تکلیف پہنچے تو صبر کرنا چاہئے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں اس طرح آیا ہے۔ لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَاءِ الْمَدِیْنَۃِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ اِلَّا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور یہ بھی آیا ہے۔

---

۱ اللہ تعالیٰ نے نام فرمایا مدینہ کا طابہ یعنی پاک اور اچھا۔ کیونکہ مدینہ شرک کی نجاستوں سے پاک ہے ۲ یعنی خوشبو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی ہوا خوشبودار ہو گئی۔ پس مشک اور کافور اور صندل تازہ کی خوشبو کیا حقیقت رکھتی ہے۔ ۳ کوئی شخص اہل مدینہ سے دھوکہ بازی نہیں کر سکتا اور اگر کرے تو وہ گھل جاتا ہے اور مٹ جاتا ہے جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

۴ صبر کرے کوئی مدینہ کی سختی اور محنت پر کوئی شخص مگر اس امید پر کہ میں ہونگا اسکے واسطے شفاعت کرنیوالا قیامت کے دن

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ - وَمَنْ سَکَنَ الْمَدِیْنَۃَ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِھَا کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا وَّشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔

۵۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ جو شریف کی زیارت علماء حنفیہ کے نزدیک سب مستحبات سے افضل ہے ✤ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب میں محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ زیارت آنحضرت کی افضل ہے اور بڑے تاکید سے مستحب ہے کہ قریب واجب کے ہے (نزد امام ابوحنیفہ) اور مناسک فارسی اور شرح المختار میں لکھا ہے کہ قبر شریف کی زیارت اس شخص کے واسطے جسکو وہاں تک پہنچنے کا مقدور ہے قریب واجب کے ہے۔ اگر کسی شخص پر حج فرض ہو تو بہتر ہے کہ پہلے حج کرے اسکے بعد زیارت اور اگر کوئی شخص نفل حج کرتا ہے تو چاہیے پہلے حج کرے اور بعد میں زیارت یا اس کے برعکس ✤ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کا ذکر کیا ہے) ✤ اہل اسلام خود سمجھ سکتے ہیں کہ جو شخص زیارت قبر شریف کرے وہ اسی شخص کے مانند ہے جسنے آپ کی زیارت حیات میں کی۔ تو گویا اگر زیارت سے محروم رہا تو کیسا بدنصیب شخص ہے ✤ آپنے یہ بھی فرمایا ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ کہ جس نے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اس کے لئے میری شفاعت۔ تو اس درجہ کو پہنچیا اہل اسلام کے واسطے معراج ہے۔

۶۔ جو شخص قبر شریف کی زیارت کرے اسکے گناہ بلاشک معاف ہوجاتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا

جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب اور دیگر کتب میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ اُمت کو رب العالمین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اور ان کے پاس آکر استغفار کرنے کی خواہش دلائی ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ ۔ تواب الرحیم ہے۔ مگر یہ امر تین ہی باتوں پر متعلق ہے۔ (۱) آنحضرت کے پاس آنے پر (۲) ان کے پاس آکر استغفار کرنے پر (۳) ان کے واسطے آنحضرت کے استغفار کرنے پر جیسا کہ سورہ محمد میں آیا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ✤ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے متعلق علماء متفق ہیں کہ حالت حیات و ممات میں آپکی امت میں آنا برابر ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص قبر شریف پر آکر استغفار کرے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے آپکے روبرو آکر آپ کی حیات میں استغفار کی۔ چنانچہ ایک اعرابی کے استغفار کرنے کا ذکر ہر چہار مذہب کی مناسک حج میں آیا ہے۔ قصہ اس طرح ہے کہ محمد بن حرب ہلالی نے کہا کہ میں قبر شریف کی زیارت کے بعد روضہ پر بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اس نے بھی قبر شریف کی زیارت کی اور کہنے لگا کہ اے سب رسولوں سے بہتر۔ خدا تعالیٰ نے آپکے پاس سچی کتاب بھیجی اور اس میں یہ فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا تو میں آپکے پاس حاضر ہوا ہوں اور اپنے گناہ سے استغفار کرتا ہوں اور آپسے شفاعت کراتا ہوں۔ پھر خوب رویا اور یہ اشعار پڑھے

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی الْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ✤ فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ✤ فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

اس کے بعد وہ زیارت سے مشرف ہوکر چلا گیا۔ تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جا اس اعرابی سے مل اور اس کو خوشخبری دے کہ خدا تعالیٰ نے میری شفاعت کی سبب سے اس کی مغفرت کی اور اس کے سارے گناہ بخشے۔ اسی طرح حافظ ابو عبداللہ مصباح الظلام میں حضرت علیؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ آنحضرت کے دفن کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف کے قریب اپنے تئیں گرایا اور خاک پاک قبر شریف اپنے سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ جو آپنے اللہ تعالیٰ سے سنا وہ ہمنے آپسے سنا اور جو آپنے اللہ تعالیٰ سے یاد کیا وہ ہمنے آپسے یاد کیا۔ اور جو آیتیں آپ پر نازل ہوئیں ان میں سے یہ آیت ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ الخ اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اسی واسطے

لہ جو قصد میری زیارت کرے تو قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔ اور جسنے مدینہ میں قیام کیا اور اسکی تکالیف پر صبر کیا تو میں اسکے واسطے شہادت دینے والا اور شفیع ہونگا قیامت کے دن اور جو شخص

۵۲ اور معافی مانگ اپنے گناہوں کی اور مسلمان مرد اور عورتوں کے گناہوں کی ۵۳ اور ان لوگوں نے جس وقت اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اگر آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشوانا ان کو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان ۵۴ اے بہتر ان سب کے جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن ہیں۔ پھر ان ہڈیوں کی خوشبو سے ہموار و ناہموار زمین معطر ہوگئی۔ میری جان فدا ہو آپ قبر پر جس میں آپ سکونت رکھتے ہیں۔ اور اس میں پاکدامنی اور بخشش اور کرم ہے۔

آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں تو قبر شریف سے آواز آئی کہ قَدْ غُفِرَ اللّٰهُ لَكَ (اللہ تعالیٰ نے تجھکو بخشا) ۶ اسی طرح جو اہل المعظم فی زیارت القبر المکرم میں لکھا ہے کہ عتبی سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ قبر شریف کے پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ یا خدا یہ تو تیرا حبیب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے۔ تو اگر مجکو بخشدے تو تیرا حبیب تو خوش ہو جائے اور تیرا بندہ اپنا مقصد حاصل کرلے اور تیرا دشمن ناراض ہو جائے اور اگر تو مجکو نہ بخشے تو تیرا حبیب ناخوش ہو جائے تیرا بندہ خراب ہو اور تیرا دشمن خوش ہو۔ اور عرب کے بزرگوں کا یہ دستور ہے کہ جب ان میں کوئی سردار مر جاتا ہے تو اس کی قبر پر کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کرتے ہیں۔ تو چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے سردار ہیں ان کی قبر پر مجکو آزاد کر۔ تو اصمعی فرماتے ہیں کہ میں نے اس اعرابی سے کہا کہ اے اعرابی جس طرز پر تو نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا وہ طرز پسند بارگاہ رب العزت ہوئی اور تو بخشا گیا۔

۷ ۔ کوئی مسجد ایسی نہیں جس کی زیارت کے واسطے انسان سفر کرکے جائے۔ سوائے تین مساجد کے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ۔ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ هٰذَا وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى (نہ باندھے جاویں کجاوہ مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔ یعنی بیت المقدس کی طرف)۔

۸ ۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ پیدائش ہر نفس کی اس خاک سے ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے۔ تو ضرور ہے کہ پیدائش نفس اطہر معطر معنبر حبیب کبریا سید الانبیاء کی مدینہ منورہ کی خاک پاک سے ہے۔ اور اکثر نفوس آل اصحاب تابعین عارفین اس سرزمین عنبر شمیم میں آرام فرما رہے ہیں۔ تو کیوں نہ ہو کہ اس شہر اور خاک پاک میں انواع واقسام کی خوبیاں ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تحقیق خاک مدینہ طیبہ کی شفا ہے ہر بیماری کے لئے۔ ابن عجوہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک گڑھا ہے بہت مشہور جس کا تجربہ علماء دین نے بارہا کیا ہے کہ اسکی خاک پانی میں گھولکر پینے سے بخار کو فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم فرمایا کہ بخار کا علاج اس خاک پاک سے کریں۔ شیخ مجد الدین فیروز آبادی بہت ہی سخت بیمار تھے حتی کہ ان کے پاؤں پر ورم بھی ہو گیا تھا۔ یہ خاک پاک گھولکر چند دن پلائی بالکل آرام ہو گیا۔ مدینہ شریف کی خاک پاک کو اگر کوئی شخص برا کہے تو امام مالک کے نزدیک قابل سزا ہے۔ اسکو قید کرنا چاہئے اور اس سے توبہ کرانی چاہئے۔ عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے جس کو اول ہی اول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بویا تھا۔ اسکی نسبت آپنے فرمایا کہ اگر کوئی بات کھجور بن کھاوے تو کوئی زہر یا سحر اس پر اثر نہیں کرتا۔

۹ ۔ روضہ اقدس مسجد نبوی کے بائیں کونے میں واقع ہے۔ اس میں قبلہ کیطرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے۔ ذرا آگے قبر شریف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ ان کا سر آپ کے سینہ کے قریب ہے اس کے بعد قبر شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ ان کا سر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینہ کے قریب ہے۔

۱۰ ۔ علمائے دین لکھتے ہیں۔ کہ جس مقام عالی شان میں صاحب لولاک اور شہنشاہ عالم پناہ رونق افروز اور جلوہ گر ہیں۔ کوئی جگہ دنیا و مافیہا میں اس رتبے کو نہیں پہنچتی۔ صاحب درمختار لکھتے ہیں۔ کہ جو حصہ زمین اعضائے عنبر دعنبر کو سنبھالے ہوئے ہے۔ وہ مرتبے میں افضل ہے۔ خانہ کعبہ اور عرش کرسی سے۔ یہی خیال جوہر منظوم اور جذب القلوب الی دیار المحبوب میں پایا جاتا ہے۔

۱۱ ۔ زائرین مرقد اطہر کو یاد رہے کہ قبر شریف کے بہت قریب نہ کھڑے ہوں اور نہ اپنے ہاتھ دیوار یا جالیوں کو لگاویں کہ ادب سے بعید ہے۔ اور زیارت کے وقت بڑے ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں بعینہ اس طرح جس طرح نماز کے واسطے ہاتھ باندھتے ہیں۔ اور جیسا کہ جذب القلوب الی دیار المحبوب اور اختیار شرح مختار سے معلوم ہوتا ہے۔ زائر کو چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کا خیال دل میں لائے اور یہ تصور کرے کہ آپ آرام فرما رہے ہیں اور میں دست بستہ آپ کے روبرو کھڑا ہوں۔ شرع کے خلاف کوئی امر نہ کرے خلاف قبر شریف کو سجدہ نہ کرے۔ جالی کو ہاتھ یا منہ سے بوسہ نہ دے۔ چنانچہ مولانا حالی نے اس خیال کو اس طرح ظاہر کیا ہے ؎ بنا نا نہ تربت کو میری صنم تم ۔ نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم ۔ نہیں بندہ ہوتے میں کچھ مجھ سے کم تم ۔ کہ سمجھا گی میں برابر ہیں ہم تم مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی ۔ کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور اپنی بھی۔

(رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنا)

۱۲ ہجرت۔ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو مدینہ طیبہ کیطرف ہجرت کرنیکی اجازت دی تو اصحاب نے خفیہ طور پر روانگی شروع کی۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوشی

---

۶ حاصل اس حدیث کے یہ ہیں کہ سوائے تین مسجدوں کے اور کی زیارت کے واسطے سفر کرکے جانا درست نہیں بعض علما جو یہ معنی لیتے ہیں کہ ذ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کے واسطے مگر ان مسجدوں کی طرف۔ سچی نہیں کیونکہ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد میں ضعف ہے جسکو بعض علما ضعیف بتاتے ہیں۔ لیکن اسکی روایت کو ضعیف خیال کرنا غلط ہے۔ علماء کو معلوم ہے کہ ترمذی کی چوتھی فہرست کی نسبت اتمام ہے۔ باقی صحیحی کی پوری بیت العال سے فقد حکاہ العلماء علی ھذا ہے۔ ہم اسکی روایت کو جس حال میں کہ بڑے بڑے محدثین مثل امام احمد۔ بخاری۔ ترمذی۔ یعقوب۔ صالح بن احمد۔ عثمان بن سعید۔ ذہبی وغیرہ توثیق کریں تو کس طرح ضعیف کہہ سکتے ہیں۔ کیا صرف اسوا ۔ مسلم اور ابن عون کے قول کی تضعیف کرتے ہیں۔

ہو کر خانہ کعبہ میں آئے اور طواف کیا اور باواز بلند پکارا کہ تھپروں کے پوجنے والے تباہ اور ہلاک ہوں۔ اگر ان میں کوئی مقابلہ کی تاب رکھتا ہے کہ اب میرے سامنے آئے۔ بعد ہیبت شجاعت فاروقی کا کون مقابلہ کر سکتا تھا۔ آپ کھلم کھلا خوب زرہ بکتر لگائے ہوئے روانہ مدینہ طیبہ ہوئے۔ اب رہ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو گے۔ تو اس بات کے سننے سے آپ کمال خوش ہوئے۔ چنانچہ اس کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ہجرت کا خیال ظاہر کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے کہ میں نے حضور کے واسطے دو اونٹنیاں اسی غرض سے خرید رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک اونٹنی مجھے قیمتاً دیدو آپ نے عرض کیا کہ حضور کی مرضی ہے قیمت میں نہیں لونگا۔ مگر آپ نے قیمت دینے میں اصرار کیا۔ غرضکہ آٹھ سو درم کو قصواء اونٹنی آپ نے خرید لی۔ غرض پیر کے دن آپ روانہ ہوئے (اس جزوی لکھنے میں کہ پیر کے دن کو کسی وجہ سے شرف حاصل ہے۔ آپ مدینہ طیبہ میں بھی پیر کو پہنچے۔ ولادت شریف پیر کو ہوئی) آپ کا گذر راہ میں خیمہ ام معبد پر ہوا۔ تو اسکی ایک بکری تھی جو بہت ضعیف اور جفی بھی نہ تھی۔ اس نے اتنا دودھ دیا کہ سب خوب دودھ پیتے تھے۔ چنانچہ ابو معبد اور ام معبد بشرف باسلام ہوئے (مواہب لدنیہ میں ہے کہ وہ بکری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہی اور خوب دودھ دیا کی) غرض جب آپ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو حضرت بریدہ اسلمی ستر سوار دین کے ساتھ شہر سے باہر آئے۔ آپنے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ سر انام بریدہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا بردامرنا (یعنی ٹھنڈا ہوا کام ہمارا۔ یہ بطور نیک فالی کے فرمایا)۔ پھر آپنے ان کے قبیلہ کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اسلم۔ آپنے فرمایا سَلِمْنَا (یعنی سلامت رہے ہم)۔ پھر آپنے انکی قوم بنی سہم سنکر فرمایا کہ خَرَجَ سَهْمُكَ (یعنی حاصل ہوا حصہ تیرا سلامتی کا) بریدہ پر حضور سرور کائنات کا بڑا اثر ہوا اور وہ سب ہمراہیوں کے اسلام لے آئے۔ پھر آپ نے عرض کیا کہ جب حضور مدینہ شریف میں داخل ہوں تو چاہیئے کہ جھنڈا آگے آگے چلے تو ذوق و شوق میں حضرت بریدہ نے اپنے عمامہ کو لکڑی پر باندھ کر جھنڈا بنایا اور آگے آگے چلے۔ اہل مدینہ کا یہ حال تھا کہ آپکی زیارت کے سخت منتظر تھے۔ یہانتک کہ روزانہ لوگ مکہ شریف کے راستہ پر آ بیٹھتے اور واپس دوپہر کو چلے جایا کرتے تھے۔ ایک روز کیا ہوا کہ ایک یہودی دور سے آیا اور کہا کہ اے گروہ عرب آج تمہارا مطلب پورا ہوا۔ انصار غلبہ شوق میں دوڑے اور آپکے قدم لئے۔ پھر آپ نے محلہ قبا میں نزول فرمایا اور جمعہ کو وہاں سے روانہ ہوئے۔ انصار کے گروہ کے گروہ پیادہ و سوار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ بنی قا کو نزدیک مصطفیٰ بہت شاق گذرا عرض کیا کہ تشریف لیجانے کا کیا سبب ہے۔ آپنے فرمایا کہ مجکو حکم الٰہی ہے کہ ایسی بستی میں جاؤں جس کا نام اکالہ قری ہے (یعنی مدینہ طیبہ جب آپ وہاں پہنچے تو لوگ منتظر تھے کوئی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اپنی طرف لیجاتا تھا اور کوئی عاجزی سے اپنے غریب خانہ پر فروکش ہونیکی درخواست کرتا تھا۔ آپنے فرمایا کہ میری اونٹنی مامور بحکم آلہی ہے۔ جہاں یہ بیٹھیگی وہاں مجھکو اترنا چاہیئے۔ تو جس جگہ اب منبر شریف ہے اسکے قریب اونٹنی بیٹھی تھی۔ اور وہاں ہی قرب ابو ایوب انصاری کا گھر تھا۔ تو آپنے انکے ہاں قیام فرمایا۔ یہ دیکھتے ہی بنی نجار کی لڑکیاں جیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے آنیکی خوشی میں دف بجاتی ہوئی اور یہ اشعار عربی پڑھتی ہوئی آئیں ۔ نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي نَجَّارٍ ۔ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپنے فرمایا کہ اے قبائل انصار کیا تم مجھکو دوست رکھتے ہو۔ تو سب ایک زبان ہو کر بولے ہاں یا رسول اللہ۔ تو آپنے فرمایا قسم اللہ کی میں بھی تم کو دوست رکھتا ہوں۔ غرضکہ بروایت صحیح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب انصاری کے گھر میں سات مہینے قیام فرما رہے تھے۔ اس عرصہ میں حضرت عبد اللہ بن سلام جو یہودیوں میں بڑے عالم تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کی بابت توریت میں پڑھ چکے تھے۔ ایمان لائے۔ اور اسید بطرح سلمان فارسی دین مجوسی چھوڑ کر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت ابو ایوب انصاری شامول کی اولاد سے تھے جو خود چار سو عالموں کا سردار تھا اور وہ سب کے سب بادشاہ تبع اشاہ یمن کے مصاحب تھے۔ ایسا اتفاق ہوگیا بادشاہ تبع کا گذر اس مقام پر ہوا جہاں مدینہ شریف واقع ہے تو سب مصاحبوں نے بادشاہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ یہ مقام ہجرتگاہ نبی آخر الزمان ہے ہم تو یہاں ہی رہینگے۔ تو بادشاہ نے انکو وہاں ہی مکان بنوا دئے۔ اور خود بادشاہ نے بھی بہت رہنا چاہا مگر انتظام سلطنت کے سبب ایسا نہ کر سکا اور ایک عریضہ حضور سرور کائنات لکھا اور شامول کو دیا کہ تمہاری اولاد میں جو ہو اسکو وصیت کر دینا کہ حضور کے روبرو یہ درخواست پیش کر دے اور میرا سلام عرض کر دے۔ تو اکیس پشت سے وہ عریضہ چلا آتا تھا کہ ابو ایوب انصاری نے حضور کے روبرو پیش کیا۔ اور جس گھر میں آپ قیام فرما تھے وہ بھی وہ بادشاہ آپکے واسطے بنوایا گیا تھا۔

۱۳ ۔ اخبار الاخیار میں مولانا عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ایک دن حاجی عبد الوہاب بخاری جو حضرت سید جلال بخاری کی اولاد سے تھے اپنے پیر سید صدر الدین کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپنے فرمایا کہ دو نعمتیں تو دنیا میں اسوقت ایسی موجود ہیں کہ دنیا و مافیہا کی نعمتیں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتیں مگر افسوس کہ لوگ اُن سے غافل ہیں۔ ایک تو وجود مبارک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بصفت حیات اور ایک کلام مجید کہ جسکے ذریعہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ پس یہ سننا تھا کہ حاجی صاحب نے پیر سے اجازت رخصت کی مانگی اور اسیوقت مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلامی سچا عقیدہ اسی کو کہتے ہیں۔

۱۴ ۔ اگر کسیکو مدینہ شریف میں رہنا نصیب ہو تو اس کو نہیں چاہیئے کہ بغیر حجت شرعی وہاں سے باہر جائے۔ اکثر صحابہ کرام بعد ادائے حج جلد واپس آجاتے تھے۔ ہمارے خاصان حق پوشیدہ و علانیہ اسی امید پر وہاں قیام پذیر ہیں کہ سرزمین اقدس ہمسایہ حبیب کبریا میں مدفن ہیں۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ آمِين۔

۱۹۵ - نقشہ طریق سفر و زیارت

طریق زیارت حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام

منقول از صحابہ کرام

(نقشہ)

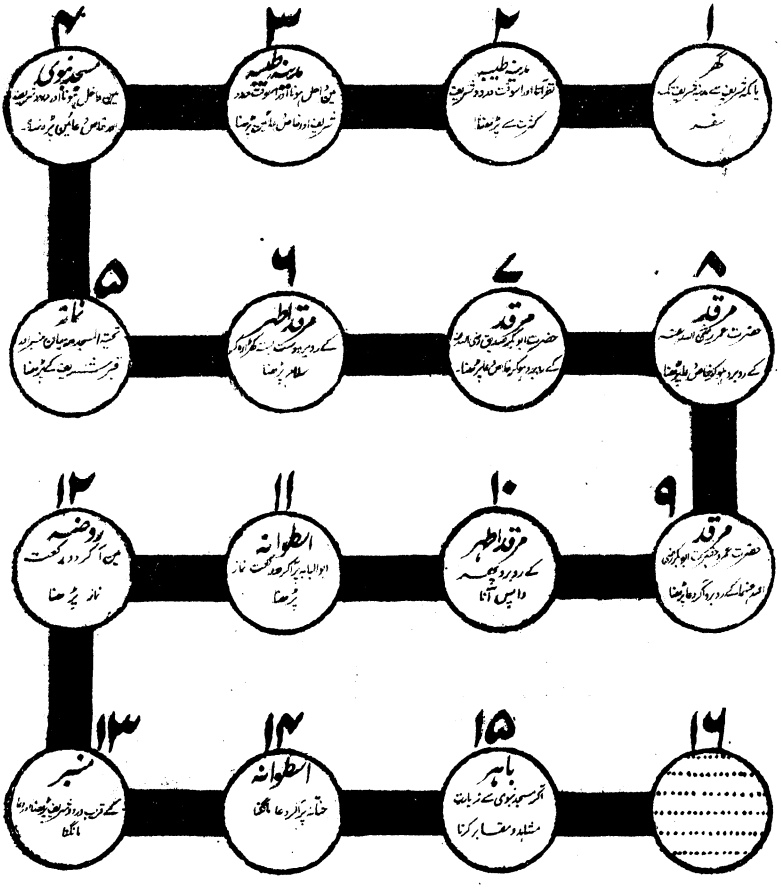

۱۹۶ - نقشہ ترتیب زیارت

طریق زیارت جناب سید الانام - علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام - منقول از صحابہ کرام

طریق زیارت کے واسطے ہندسہ ہے جلو

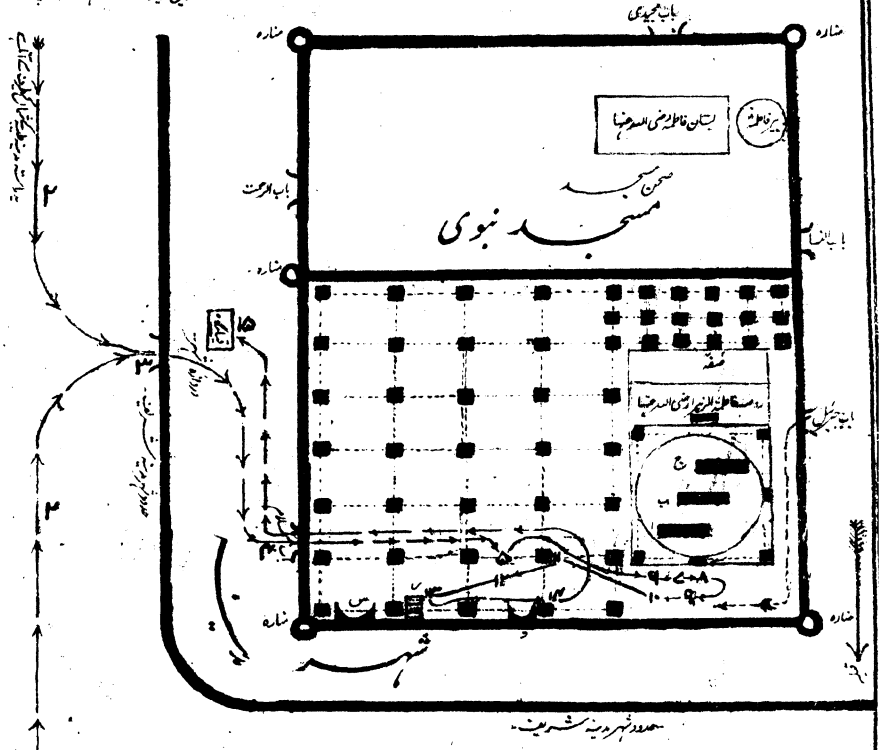

موقع ۱ — روانگی از مکہ۔
موقع ۲ — مدینہ شریف کا قریب۔
موقع ۳ — روانہ شہر۔
موقع ۴ — باب السلام
موقع ۵ — روضہ
موقع ۶ — روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
موقع ۷ — روبرو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
موقع ۸ — روبرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔
موقع ۹ — روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
موقع ۱۰ — روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
موقع ۱۱ — ستون ابوالبابہ۔
موقع ۱۲ — روضہ۔
موقع ۱۳ — منبر۔
موقع ۱۴ — ستون عائشہ یا ستون حنانہ
موقع ۱۵ - قیام گاہ

مقام ا - قبر شریف جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔
مقام ب - قبر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
مقام ج - قبر شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔
مقام د - محراب نبوی
مقام ہ - منبر اقدس
مقام ص - محمد اسماعیل

باب ۶

طریق زیارت علی الترتیب

مع جملہ احکام بالتفصیل

جو شخص حج کو جائے اسکو چاہیئے کہ پہلے حج کرے اور پھر زیارت روضہ شریف ۔ اگر حج فرض نہو تو پہلے زیارت روضہ شریف کرے اور پھر حج کرے تو مضائقہ نہیں۔ (دیکھو نقرہ ۱۴۴) ۔ جب مدینہ شریف کا قصد کرے تو نیت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرے ہاں مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر نیت زیارت مسجد نبوی بھی کرے۔ شروع ہی سے زیارت مسجد نبوی کی نیت نہ کرے[1] مگر فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ جب قصد زیارت مرقد اطہر کی کرے تو ساتھ ہی نیت زیارت مسجد نبوی کی بھی کرے کیونکہ یہ مسجد ان تین مساجد سے ہے جسکی طرف قصداً سفر کیا جاتا ہے (دیکھو مقدمہ طریق زیارت جو ذیل میں لکھا گیا ہے۔ وہ صحابہ کرام سے منقول ہے۔

موقع ۱ **مکہ شریف سے روانہ ہو کر مدینہ طیبہ کے قریب پہنچنا** ۱ موقع

۱۹۷۔ مکہ و مدینہ کے راستہ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کرے

۱۔ مکہ سے مدینہ تک راستہ میں جو مسجدیں آئیں اُنمیں نماز پڑھے۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ کرمانی نے اپنے مناسک میں لکھا ہے کہ مکہ و مدینہ کے راستہ میں بیس[2] مساجد ہیں وہ علی الترتیب یہ ہیں (دیکھو نقشہ کلان یا نقشہ فقرہ ۳۱۵) ۔ ۱۔ مسجد ذی طوی ۔ ۲۔ مسجد تنعیم ۔ ۳۔ مسجد سرف ۔ ۴۔ مسجد مرالظہران ۔ ۵۔ مسجد بست ۶۔ مسجد خلیص ۔ ۷۔ مسجد عذیر حم ۔ ۸۔ مسجد حمضہ اول ۔ ۹۔ مسجد حمضہ دوم ۔ ۱۰۔ مسجد بدر ۱۱۔ مسجد صفرا ۔ ۱۲۔ مسجد غزالہ ۱۳۔ مسجد شرف الروحا ۱۴۔ مسجد عرق الظبیہ ۱۵۔ مسجد معرس ۱۶۔ مسجد ذوالحلیفہ ۔ (مسجدوں کی علامات کیلئے نقشہ ملاحظہ ہو)

۲۔ مکہ سے مدینہ تک راستہ میں جتنے کنوئیں آئیں اگر ہو سکے تو اُن میں سے پانی پیئے۔

۱۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ تعظیم و تکریم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اشیاء و اجزاء کی کرنا اور اُن چیزوں کی جن کو دست مبارک یا قدم شریف یا بدن مطہر لگا یا جن مقامات پر آپنے نزول فرمایا انکی تعظیم کرنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم سے ہے۔ خواہ اُن کا ثبوت صحت کو پہنچا ہو۔ یا نہ پہنچا ہو۔ اسیواسطے جو مساجد اور آبار اور آثار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اُنکی زیارت کرنا مستحب ہے ۔ یہ بھی یاد رہے کہ جن مقامات پر آپنے نزول فرمایا ہے اور جن کنوں سے آپنے

[1] سفائی راستہ پر بالفعل سوا سات مساجد موجود ہیں ۔ [2] امام عماوی نے بلیکھا دی بتایا ہے کیونکہ امین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

پانی پیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آبِ زمزم پیروی مین ویسا ہی کیا ہے۔

۳۔ تمام راستہ درود اور سلام پڑھتا چلے۔ فتاوی عالمگیری

موقع ۲ **مدینہ شریف نظر پڑنا** موقع ۲

۱۹۸ — مدینہ شریف نظر پڑے تو کیا کرنا چاہیے

۱۔ ادب کے خیال سے اگر ممکن ہو تو سواری سے اتر لے۔ اور ننگے پاؤن ہولے اور روتا ہوا اور عاجزی سے چلے اور شوق مین جلدی جلدی چلے۔

۱۔ جو امر ادب کے واسطے کیا جائے وہ اچھا ہی ہے چنانچہ شیخ ابن الہمام لکھتے ہین کہ وَكُلُّ مَا كَانَ أَدْخَلَ فِي الْأَدَبِ وَالْإِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا۔

۲۔ اگر سواری پر ہے تو شوق کیوجہ سے سواری کو تیز چلائے۔

۳۔ درود شریف کثرت سے پڑھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام زیادہ پڑھے۔ اسطرح کہے۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ فتح القدیر۔

۴۔ بطحاء ذوالحلیفہ (یعنی معرس) مین دو رکعت نماز پڑھے کہ پیروی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

موقع ۳ **فصیل مدینہ شریف مین داخل ہونا** موقع ۳

۱۹۹ — شہر مین داخل ہوتے وقت دعا پڑھے

۱۔ جب فصیل مدینہ شریف دیکھے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ۔ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ۔ فتاوی عالمگیری۔

۲۔ فصیل شہر مین داخل ہونے سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کرے ورنہ صرف وضو کرکے کپڑے عمدہ پہن لے اور خوشبو لگائے۔ عالمگیری۔

۱۔ اگر فصیل مین داخل ہونے کے بعد غسل کرے تب بھی مضائقہ نہین لیکن مسجد مین داخل ہونے سے پہلے غسل کرلے۔

لہ اے اللہ یہ حرم ہے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ پس (میرا داخل ہونا اسمین ایسا مبارک کر کہ) کر اسکو میرے واسطے دوزخ سے بچاؤ اور عذاب سے اور آخرت کے حساب سے امن دینے والا۔

ب اگر پہلے سواری سے نہین اترا تھا تو اب فصیل شہر مین داخل ہوتے وقت ضرور اترے۔ (دیکھو مقدمہ)

۳۔ اب ادب سے اندر داخل ہو اور یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِیْ وِقَایَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْٓءِ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَآءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ۔ وَاخْلُصْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ۔

مین داخل ہوتا ہون اللہ کا نام لے کر اور جو چاہا اللہ نے ہوا اور نہین ہے قوت عبادت پر مگر جب توفیق دے اللہ تعالیٰ۔ اے رب داخل کر مجھکو صدق کے ساتھ اور نکال مجھکو صدق کے ساتھ۔ اے اللہ کھول واسطے میرے اپنی رحمت کے دروازے اور نصیب کر مجھکو زیارت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ نصیب کی تو نے اپنے اولیاؤ کو اور اچھے عبادت کرنیوالون کو۔ اور بچا مجھکو دوزخ کی آگ سے اور مغفرت کر میری اور رحم کر میرے سوا بہتر سوال کئے گئے۔

۴۔ یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَّنَا فِیْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔ اور یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اَسْئَلُكَ خَیْرَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ وَخَیْرَ اَهْلِهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا۔ وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْ دُخُوْلِیْ فِیْهِ وِقَایَةً لِّیْ مِنَ النَّارِ۔ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ۔ وَسُوْٓءِ الْحِسَابِ ط — (قنیہ فاضیخان) — اے اللہ مجکو اس شہر مین ضرر نا نصیب ہو۔ اور نیکی کمانی منی نصیب ہو۔ اے اللہ پروردگار آسمانون کے اور اس چیز کے کہ جس پر سایہ ڈالا ہے آسمانون نے۔ اور اے پروردگار زمینون کے۔ اور اس چیز کے کہ جس کو اٹھا رکھا ہے زمینون نے۔ اور اے پروردگار ہواؤن کے اور اس چیز کے کہ جس کو کہ پراگندہ کرتی ہین ہوائین۔ مین مانگتا ہون تجھ سے اس شہر کے واسطے بھلائی۔ اور اس شہر کے رہنے والون کے واسطے بھلائی۔ اور اس شہر کے واسطے بھلائی جو اس شہر مین ہے۔ اور پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے اس شہر کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس مین ہے۔ اور اس شہر کے لوگون کی برائی سے۔ اے اللہ یہ حرم ہے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پس بنا اس مین داخل ہونا واسطے میرے واسطے دوزخ کی آگ سے بچاؤ ہو اور عذاب سے امن ہو اور آخرت کے حساب کے

موقع ۴ **اب مسجد نبوی مین داخل ہو** ۴ موقع

۲۰۰ — مسجد نبوی مین داخلہ

۱۔ مسجد نبوی مین داخلہ سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کرے اور خوشبو لگائے ورنہ وضو کرلے۔

۲۔ آداب مسجد نبوی سے یہ ہے کہ مسجد مین داخل ہونے سے پہلے کچھ صدقہ دے۔

۱۔ شروع اسلام مین جو شخص قصد مناجات بارگاہ حبیب کبریا مین کرتا تھا اسپر واجب تھا کہ کچھ صدقہ کرتا تھا اور پھر ملازمت اقدس مین حاضر ہوتا تھا۔ چنانچہ اس آیت شریف سے ظاہر ہے۔ اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً۔ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسپر عمل کیا۔ اسکے بعد اسکا وجوب منسوخ ہوگیا اور استحباب باقی رہا۔

۳۔ باب جبرئیل یا باب السلام کی طرف سے داخل ہو۔ مگر بہتر ہے کہ باب جبرئیل کی طرف سے داخل ہو۔ شرح وقایہ

تشریح۔ آج کل زائرین باب السلام کی طرف سے داخل ہوتے ہین اگر کوئی شخص باب جبرئیل سے آوے تو اسکو لازم ہے کہ روضہ شریف کے پیچھے سے آوے جیسا کہ فقرہ ۱۹۶ کے نقشہ مین نقطہ دار لکیر سے ظاہر ہوگا۔ اگر ایسا اتفاق ہو کہ روضہ

٢٠١ نقشه مسجد نبوی
مسجد نبوی واقع مدینه منوره
مئذنه سلیمان
مئذنه قایتباي

شریف کے سامنے کیطرف سے آوے تو لازم ہے کہ سامنے اگر یعنی موقع ۴ پر پہنچکر ذرا ٹھیر کر سلام عرض کرے۔ اور پھر نماز تحیۃ المسجد موقع ۵ پر پڑھے اور پھر پورے طور پر زیارت کرے ۔

۱۰- داخلہ کے وقت پہلے داہنا پاؤں مسجد مین رکھے ۔ (شرح وقایہ)

ب ۱- ادب یہ ہے کہ مسجد مین داخل ہوتے وقت ایک لمحہ ٹھہر جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ اجازت مانگتا ہے کہ اجازت ہو تو اندر آوون ۔

۴ - اندر داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ ۔ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی الْیَوْمَ مِنْ اَوْجَہِ مَنْ تَوَجَّہَ اِلَیْكَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْكَ ۔ وَاَرْجَحِ مَنْ دَعَاكَ ۔ وَاَبْتَغٰی مَرْضَاتَكَ ۔ شرح وقایہ ۔ (اے اللہ درود بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ۔ اے اللہ بخش میرے گناہ ۔ اور کھول میرے لئے دروازے رحمت اپنی کے اے اللہ کر مجھکو آج بہتر اُن سے جو متوجہ ہوئے ہین طرف تیری اور قریب تر اُن کا جو قریب ہوئے ہین طرف تیری اور مطلب کو پہنچنے والا بہت زیادہ اُن سے جنہون نے دعا مانگی تجھسے اور چاہا مرضی تیری کو ۔)

۵- ادب یہ ہے کہ مسجد مین داخلہ کے وقت نیت اعتکاف کی کرے ۔

۶- جب مسجد مین داخل ہو جائے تو یہ باتین یاد رکھے ۔

۱- عظمت اور شان اور شرف و عزت حضرت رسول رب العالمین کا پیش چشم و دل رکھے اور یاد رکھے کہ یہ وہی مقام ہے جہان وحی اترا کرتی تھی ۔ اور یہ وہی مقام ہے جہان حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے تھے ۔ اور یہ وہی مقام ہے جہان ہر وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے ۔ اور یہ مسجد خاتم المرسلین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔ اور اسکا ادب خاص ہے ۔

موقع ۵ **اب نماز تحیۃ المسجد پڑھے** ۵ موقع

۲۰۲ - نماز تحیۃ المسجد کہان اور کیونکر پڑھے

۱- درمیان منبر اور قبر شریف کے (یعنی روضہ[1]) کھڑا ہو کر یہ نماز پڑھے ۔ شرح وقایہ (دیکھو نقشہ نمبر ۲ - ۱۹۶)

۱- یہ مقام[2] موقف ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور روضہ مبارک کا ایک حصہ ہے ۔ اس کی شان مین یہ حدیث ہے مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ۔ (بخاری و مسلم) یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے ۔ ب ۔ اگر روضہ مین جگہ نہ ملے تو نماز تحیۃ المسجد مسجد کے اندر کسی اور جگہ پڑھ لے ۔

۲- دو رکعت نماز اس طرح پڑھے ۔ نماز تحیۃ المسجد کی نیت کرے ۔ اور رکعت اول مین بعد سورۂ فاتحہ کے قلیا اور رکعت دوم مین قل ہو اللہ احد پڑھے ۔

۱- نماز کے بعد سجدۂ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پہنچا ۔ شرح وقایہ ۔

ب - جو دعا چاہے مانگے ۔ ہمارے خیال مین درود شریف بکثرت پڑھے اور یہ دعا پڑھے ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ

---

[1] روضہ اس جگہ کو کہتے ہین جو منبر اور قبر شریف کے درمیان واقع ہے [2] محراب نبوی کے سامنے نماز تحیۃ المسجد پڑھے ۔ اور اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا کندھا مقابل منبر کے ستون کے ہو ۔

حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اگر نماز جماعت یا نماز سنت فوت ہونیکا خوف ہو تو نماز تحیۃ المسجد نہ پڑھی جائے کیونکہ یہ نماز نفل سنت کے ضمن میں ادا ہو جاتی ہے

موقع ۶ اب آئیے روبرو مرقد طہر و قبر انور حضرت سید البشر علیہ صلوٰۃ اللہ الملک العلی الاکبر ۶ موقع

۲۰۲ - طریق زیارت حضرت سید البشر

۱- نماز تحیۃ المسجد کے بعد مرقد اطہر کے پاس آکر اس طرح کھڑا ہو کہ حضرت سید البشر کی طرف منہ ہو۔ اور قبلہ کی طرف پیٹھ ہو۔ فتاوی عالمگیری۔

ا- فقہ کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ پہلے مرقد اطہر کے سرہانے آکر کھڑا ہو اور اسکے بعد روبرو۔ مگر چاہئے کہ نماز تحیۃ المسجد کے بعد مرقد اطہر کے روبرو ہی آکر کھڑا ہو۔ فَعَلَیْہِ الْعَمَلُ۔

ب۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجہ شریف کے عین مقابل کھڑا ہونیکے واسطے زائر کو چاہئے کہ اس سوراخ کے مقابل کھڑا ہو جو جحرہ شریف کی دیوار میں بنا ہوا ہے اور اس سے چاند کا نشان ہے۔ داہنی طرف جو دو سوراخ ہیں ان میں سے پہلا عین مقابل مواجہ شریف حضرت ابوبکرؓ کے ہے اور دوسرا مقابل مواجہ شریف حضرت عمر فاروقؓ کے ہے۔ حجرہ شریف کی دیوار کے قریب جائے مگر ہیبت سے پیچھے کھڑا ہو۔ کیونکہ کشف قبول الی واجب کے نزدیک حضرت اقدس اطہر کے قریب نہ ہونا چاہیے۔

ج۔ خدا تعالیٰ کا نہایت شکر کرے کہ حصول زیارت نبوی کی نعمت اسکو عطا ہوئی۔ اور مواجہ مصطفوی میں کھڑا ہونیکی عزت اسکو بخشی گئی۔ کہ یہ اجل عطایا سے ہے۔

۲- کمال ادب اور دلی توجہ کے ساتھ زیارت کیواسطے ہاتھ باندھکر کھڑا ہو۔ جیسے نماز کیواسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ عالمگیری۔

۲- رسول رب العلمین کے روبرو کمال ادب سے بے حس و حرکت ہاتھ باندھے کھڑا رہے۔ اور آواز نہ ہلکی کرے نہ اونچی (دیکھو مقدمہ)

۳- بڑے ادب سے یہ دعا پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ۔ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ۔ وَجَاهَدْتَ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ حَتّٰی قُبِضَ رُوْحُكَ حَمِیْدًا مَحْمُوْدًا۔ فَجَزَاكَ اللّٰہُ عَنْ صَغِیْرٍ نَاكَبِیْرًا خَیْرَ الْجَزَاءِ وَصَلّٰی عَلَیْكَ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ وَاَذْكَاهَا۔ وَاَتَمَّ التَّحِیَّۃِ وَاَنْمَاهَا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِیَّنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَقْرَبَ النَّبِیِّیْنَ۔ وَاَسْقِنَا مِنْ كَاْسِہٖ۔ وَاَوْرِدْنَا مِنْ شَفَاعَتِہٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ زُمْرَۃِ فُقَرَائِہٖ۔ اَللّٰهُمَّ یَا مَنْ اَجْرَی الْعُهُوْدَ بِقُرْبِ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ وَاَوْرَدَنَا الْعَوْدَ اِلَیْہِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ سلام ہو تجھ پر اے نبی اللہ کے اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے پیغام یا رسالت کے ساتھ حکم اور ارادہ کردہ آپ نے اللہ کی امانت اور خیر خواہی کی آپ نے امت کی اور محنت کرتے رہے آپ اللہ کے حکم جاری کرنے میں یہانتک کہ آپکی روح قبض کی گئی سراہی ہوئی۔ سو جزا دے آپکو اللہ ہم مسلمانوں کے چھوٹے اور بڑے کی ہدایت اور خیر خواہی کے سبب سے خوب نیک جزا اور درود بھیجے اللہ آپ پر سب درودوں میں سے افضل اور پاکیزہ درود اور درود سب دعاؤں میں سے پوری اور روز بروز بڑھنے والی دعا یا اللہ کر تو ہمارے نبی کو قیامت کے دن سب نبیوں سے زیادہ قریب اور پلا ہم کو انکے پیالے سے۔ اور نصیب کر ہمارے انکی شفاعت اور کر ہم کو انکے رفیقوں میں قیامت کے دن یا اللہ مت کر اس زیارت کے وقت کو ہمارے نبی علیہ السلام کی قبر کی آخری زیارت کلوت اور نصیب کر ہم کو پھر آنا اس قبر کے پاس اے بزرگی والے اور بزرگ کر دینے والے۔

۴- پھر بڑے ادب سے خدا تعالیٰ سے بوسیلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی حاجت اور حسن خاتمہ اور مغفرت کے واسطے دعا کرے اور یہ کہے۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔ اور اسقدر قلب کو حاضر کرے کہ یہ خیال خوب دلمیں جمالے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ موجود ہیں اور میرے حاضر ہونے سے واقف ہیں۔ اور میرے کلام کو سنتے ہیں + جذب القلوب الی دیار المحبوب میں لکھا ہے کہ کرامی (جو ایک حنفی عالم گذرے ہیں) اس بات کو بڑی تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ زیارت کرنیوالے کو چاہئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت شکل کا خیال دل میں لاوے اور یہ خیال کہ آپ قبر شریف میں آرام کرتے ہیں اور نفس نفیس میری حاضری کو جانتے ہیں اور میرے سلام کا کلام

کوسنتے ہیں اور جواب سے یا دفرماتے ہیں۔ زیارت کیوقت کھڑا ہونا چاہیے اور اگر کھڑا نہ رہ سکے تو پیٹھ جائے مگر نگاہ اونچی نہ کرے۔

ا۔ لکھا ہے کہ جب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیارت روضہ عنبر شریف کے واسطے آتے اور اسطرح سلام عرض کرتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ تو قبر شریف میں سے آواز آتی وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ ط۔

ب۔ بعض کتابوں میں آیا ہے کہ جو شخص مرقد اطہر کے پاس وقوف کرے اور اسطرح ستر بار پڑھے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ اسطرح کہیگا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ۔ فلاں کیجگہ اس شخص کا نام لیگا اس امر کے متعلق شیخ ابن الہمام نے بھی ذکر کیا ہے۔ حج حجر شریف کے گرد و طواف کرے۔ اسکی دیوار کو بوسہ دے کر یہ خصوصیت کعبہ کیواسطے ہے۔

۲۰۴۔ دوسرے شخص کا سلام کسطرح عرض کرے

ا۔ اسطرح عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَسَلِّمْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ ط۔ سلام ہے تم پر اے اللہ کے رسول فلاں شخص فلاں کے بیٹے کی طرف سے کہ وہ آپ سے شفاعت کرنیکی درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے رب کے پاس اسکی شفاعت کریں۔ پس آپ شفاعت کریں اسکی اور سب مسلمانوں کی۔

ا۔ فلاں بن فلاں کیجگہ اس شخص کا اور اسکے والد کا نام لیوے۔

ب۔ اگر کئی آدمیوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہو اور نام یاد نہ رہے ہوں تو اسطرح کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ اَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ۔

۲۔ یا اسطرح عرض کرے۔ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (فلاں ابن فلاں سلام عرض کرتا ہے آپکی خدمت میں اے رسول اللہ)

ب۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اکثر مدینہ شریف جانیوالوں سے کہدیا کرتے تھے کہ میرا سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دینا بلکہ اس غرض کے واسطے اکثر قاصد دوڑایا کرتے تھے۔

موقع ۷ **اب ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر کھڑا ہو** ۷ موقع

۲۰۵۔ زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کا مقابل ہے۔ چاہئے کہ یہ دعا پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزَى اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِيِّهٖ وَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ خَلْفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَيْرَ مَسْلَكٍ وَقُمْتَ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَدَوَّخْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزُلْ قَائِلًا لِلْحَقِّ نَاصِرًا لِاَهْلِهٖ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلٰى حُبِّهٖ وَلَا تَخْيِبْ سَعْيَنَا فِيْ زِيَارَتِهٖ بِرَحْمَتِكَ يَا كَرِيْمُ ط۔ سلام ہے تم پر اے خلیفہ رسول اللہ کے۔ سلام ہے تم پر اے غار میں رسول اللہ کے ساتھی۔ سلام ہے تم پر اے رفیق انکے سفروں میں۔ سلام ہے تم پر اے امین انکے بھیدوں پر جزاک اللہ تم کو اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنیکے سبب سے۔ اس جزا سے افضل جو اپنے نبی کی امت میں سے کسی امام کو جزا دی ہے۔ اور نیک دین کے کام میں انکے قائم مقام ہوئے تم انکے پیچھے نیک طریقہ کے ساتھ۔ اور چلے تم انکے طریق انکی راہ پر خوب چلنا۔ اور لڑائی کی تم نے دین سے پھر جانیوالوں اور بدعتیوں کے ساتھ۔ اور نیک اور درست کیا تم نے اسلام کے کام کو۔ اور صلہ رحم کیا تم نے۔ یعنی غربا سے موافقت اور سلوک کیا تم نے۔ اور تم ہمیشہ برحق کہنے والے رہے۔ اور مددگار رہے اہل حق کے۔ یہانتک کہ آیا تم کو یقین۔ یعنی تمہاری وفات ہوئی۔ اور سلام ہے تم پر

اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ یا اللہ تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت پر ملا۔ اور مخالفہ اور نالائیدست کر ہماری کوشش کو انکی زیارت میں اپنی رحمت کے سبب سے اگے بخشش کرنیوالے۔ بعد اسکے ہٹے یہاں تک کہ برابر ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے

موقع ۸ اب ایک ہاتھ داہنیں طرف اور ہٹ کر کھڑا ہو ۸ موقع

۲۰۶ - زیارت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱- یہ موقع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کے مقابل ہے۔ چاہیئے کہ یہ دعا پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُکَسِّرَ الْاَصْنَامِ۔ جَزَاکَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَرَضِیَ عَنْ اَسْخَلَفَ۔ فَقَدْ نَظَرْتَ لِلْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ حَیًّا وَّمَیِّتًا۔ فَلَفَّلْتَ الْاَیْتَامَ۔ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ۔ وَقَوَّیْتَ بِکَ الْاِسْلَامُ۔ وَکُنْتَ لِلْمُسْلِمِیْنَ اِمَامًا مَرْضِیًّا وَّهَادِیًا مَهْدِیًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ۔ وَاَغْنَیْتَ فَقِیْرَهُمْ۔ وَجَبَرْتَ کَسِیْرَهُمْ فَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔ سلام ہے تم پر اے امیر المومنین۔ سلام ہے تم پر اے غالب کرنیوالے اسلام کے۔ سلام ہے تم پر اے توڑنے والے بتوں کے۔ جزا دے تم کو اللہ ہم لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے سبب سے افضل جزا۔ اور راضی ہو اس شخص سے جس نے تم کو خلیفہ کیا یعنی ابوبکر نے بیشک تم نے احاطہ کیا اس سے اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ پر زندگی کی حالت اور موت کی حالت میں اور غم خواری اور سرپرستی کی تم نے یتیموں کی اور صلہ رحم کیا تم نے یعنی اقربا سے موافقت اور سلوک کیا تم نے۔ اور قوت پکڑی تم سے اسلام نے۔ اور تھے تم مسلمانوں کے امام پسندیدہ۔ ہدایت کرنیوالے۔ اور ہدایت پائے ہوئے۔ جمع کیا تم نے مسلمانوں کی جماعت کو۔ اور غنی کیا تم نے انکے فقیر کو۔ اور درست کر دیا تم نے انکے شکست حالوں کے حال کو۔ پھر سلام ہے تم پر اللہ کی رحمت۔ اور اسکی برکتیں۔ پھر خسلاف سے ہٹ آیا تھا اُسی طرف آدھا تھا پھر جاوے

موقع ۹ اب واپس بائیں طرف تھوڑا ہٹ کر کھڑا ہو ۹ موقع

۲۰۷ - طریق فاتحہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما

۱- اس مقام پر دونوں حضرات کے چہرے کا مقابل ہے۔ چاہیئے کہ اس طرح پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ وَرَفِیْقَیْهِ وَوَزِیْرَیْهِ۔ وَمُشِیْرَیْهِ۔ وَالْمُعَاوِنَیْنِ لَهٗ عَلَی الْقِیَامِ فِی الدِّیْنِ۔ وَالْقَائِمَیْنِ بَعْدَهٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ جَزَاکُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ جَزَاءِ جِئْنَاکُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ لِیَشْفَعَ لَنَا۔ وَیَسْاَلَ رَبَّنَا۔ اَنْ یَّتَقَبَّلَ سَعْیَنَا۔ وَیُحْیِیَنَا عَلٰی مِلَّتِهٖ۔ وَیُمِیْتَنَا عَلَیْهَا۔ وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ۔ سلام تم دونوں پر۔ اے دونوں ساتھ سونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور دونوں رفیق انکے اور دونوں وزیر انکے۔ اور دونوں مشیر انکے۔ اور دونوں مددگار انکے دین کے اوپر انکے بعد مسلمانوں کے کام کے۔ بہتری میں دونوں قائم رہنے والے۔ تم دونوں کو اللہ جزا دے نیک جزا۔ ہم۔ تم دونوں کے پاس آئے ہیں۔ تم دونوں کے ساتھ ہم وسیلہ پکڑتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تاکہ وہ شفاعت کریں ہماری۔ اور سوال کریں ہمارے رب سے کہ قبول کرے ہماری کوشش۔ اور زندہ رکھے ہم کو انکے دین پر۔ اور مارے ہم کو اوپر اسکے اور اٹھاوے ہم کو انکے گروہ میں۔ بعد اسکے عاکر سے اپنے واسطے۔ اور اپنے باپ کے واسطے۔ اور جس نے اسکو عاکر نیکے واسطے وصیت کیا ہو اسکے واسطے۔ اور سب مسلمانوں کے واسطے۔ بعد اسکے کھڑا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کے پاس جس طرح پہلے کھڑا ہوا تھا۔

۱- اب اس موقع پر مسلمانوں کے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے دعا کرے۔

موقع ۱۰ **اب پھر رو برو سید الانس والجان کے آئے** موقع ۱۰

(یعنی موقع ۹ پر واپس آئے)

۲۰۸- اب دوبارہ پہلے ہی موقع پر آکر زیارت کرے۔

۱- پھر چہرۂ مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے اور یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ - وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ - فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ - وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِيْنَ قَوْلَكَ طَآئِعِيْنَ اَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِنَبِيِّكَ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا - وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ - وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ یا اللہ شیک تو نے کہا اور کہنا تیرا حق ہے۔ اور ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا۔ اگر آتے تیرے پاس۔ پھر اللہ سے بخشواتے۔ اور بخشوا تا انکو رسول۔ تو اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان۔ اور شیک ہم آئے تیرے پاس یا اللہ رب ہمارے بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو۔ جو آگے پہنچے ہم سے ایمان میں۔ اور نہ رکھ ہمارے دل میں بیر ایمان والوں کا۔ اے رب ہمارے تو ہی ہے نرمی والا مہربان۔ اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی۔ اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ پاک ذات ہے تیرے رب کی۔ وہ عزت کا صاحب پاک ہے ان باتوں سے جو کرتے ہیں۔ اور سلام ہے رسولوں پر۔ اور سب خوبی اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

۱- اس دعا کے بعد اگر چاہے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مِنَّةَ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طٰهٰ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا يٰسِيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ وَذُرِّيَّتِكَ الطَّيِّبِيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ الْمُجَاهِدِيْنَ - وَعَلَى التَّابِعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ - اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ نِهَايَةَ مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّسْئَلَ السَّائِلُوْنَ - وَغَايَةَ مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّأْمَلَ الْاٰمِلُوْنَ - اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَاَنْتَ اَصْدَقُ الْقَائِلِيْنَ - وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا - يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ - يَا شَفِيْعَ اللّٰهِ - يَا نَبِيَّ اللّٰهِ - يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَدْ اَتَيْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا - مُسْتَغْفِرِيْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا فَاسْتَغْفِرْ اَنْتَ - وَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا - وَاَسْئَلُهُ اَنْ يَّمُنَّ عَلَيْنَا بِمَا نَرْجُوْ مِنْ مَّظْلُوْبَاتِنَا - وَيَجْتَرِنَا فِيْ زُمْرَةِ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ - اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ لَكَ وَاَشْهَدُ رَسُوْلَكَ - وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ صَاحِبَيْ رَسُوْلِكَ - وَاُشْهِدُ الْمَلٰٓئِكَةَ النَّازِلِيْنَ عَلٰى هٰذِهِ الرَّوْضَةِ الْاُنْسِ بِهَا الْعَاكِفِيْنَ عَلَيْهَا - وَالْقَائِمِيْنَ عَلٰى هٰذِهِ الْبُقْعَةِ الْعَظِيْمَةِ - بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ - وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ - وَاَشْهَدُ اَنَّ مُلَّا مِنْ هِنْدِكَ اِلٰى رَسُوْلِكَ مِنْ اَمْرٍ وَّنَهْيٍ فَهُوَ حَقٌّ - كَمَا كَذَبَ فِيْهِ - وَاِنِّيْ مُقِرٌّ لَكَ بِمَا تَبَنِّيْ - وَمُعْتَرِفٌ بِخَطِيْئَتِيْ وَمَعْصِيَتِيْ مِنَ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ فَاغْفِرْ لِيْ جَمِيْعَهَا - وَلِوَالِدَيَّ وَالْمُؤْمِنِيْنَ - وَاَمْنُنْ عَلَيَّ بِالَّذِيْ مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَآئِكَ بِتَوْفِيْقِ الطَّاعَةِ - فَاِنَّكَ الْمَنَّانُ - ذُو الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ يَا اَهْلَ الْاِمْتِنَانِ - رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ سلام ہو آپ پر اے خاتم النبیین۔ اے بخشوانے والے گناہگاروں کے۔ سلام ہو آپ پر اے پیشوا پرہیزگاروں کے۔ سلام ہو آپ پر اے رسول رب العالمین کے۔ سلام ہو آپ پر اے احسان اللہ کے اوپر مسلمانوں کے۔ سلام ہو آپ پر اے طٰہٰ۔ سلام ہو آپ پر اے یٰسین۔ سلام ہو آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر اور اولاد پاک پر آپ کی۔ سلام ہو آپ پر اور آپ کی ازواج طاہرات پر جو مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ سلام ہو آپ پر اور آپ کے جملہ اصحاب پر اور تابعین پر قیامت تک۔ اے اللہ عطا کر محمد کو نہایت درجہ کی بہتری جو مانگے والوں کو چاہئے۔ اور نہایت درجہ کی آرزو جو آرزو کرنے والوں کو چاہئے۔ اے اللہ تو نے فرمایا ہے حالانکہ تو سب کہنے والوں سے سچا ہے۔ اور اگر ظلم کر نیوالے اپنی جانوں پر تیرے پاس آویں اور گناہ بخشوا

تے تیرے (نا تا) قبول کرے تیرا حکم شفاعت کرائے تو میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے

چاہیں اللہ سے۔ اور استغفار کرے ان کی طرف سے رسول۔ تو بیشک پاویگے اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا رحیم۔ اے حبیب اللہ کے۔ اے شفیع اللہ کے اے نبی اللہ کے۔ اے رسول اللہ کے۔ ہم آپ کے پاس آئے ظلم کرنیوالے اپنی جانوں پر۔ مغفرت مانگنے والے اپنے گناہوں سے۔ پس بخشوائیں آپ گناہ ہمارے اپنے رب سے۔ اور شفاعت کریں آپ ہماری پس پائینگے آپ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحیم۔ آپ دعا کریں اللہ سے کہ وہ عنایت کریں ہم کو سب مطالب ہمارے۔ اور اٹھائے ہم کو سعادت بندوں کے زمرہ سے۔ اے اللہ گواہ کرتا ہوں میں تجھ کو۔ گواہ کرتا ہوں میں تیرے رسول کو۔ اور گواہ کرتا ہوں میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہر دو یار دن رسول تیرے کو۔ اور گواہ کرتا ہوں میں فرشتوں اور تیرے وعون کو اس روضہ بزرگ پر۔ اور مکلفین کو اور قیام کرنے والوں کو اس روضہ بزرگ میں۔ یہ کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر تو اکیلا۔ نہیں کوئی ساتھی تیرا۔ اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ تیرے اور رسول تیرے ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں میں جو کچھ تیرے پاس سے آیا ہے تیرے رسول پاس امر ہی سے وہ حق ہے اور اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں ہے۔ اور میں ہوں اقرار کرنے والا اپنے گناہوں کا اور پشیمانی ظاہر کرنے والا۔ اپنی خطاؤں اور گناہوں پر وہ کیسے ہوں یا صفیہ۔ پس اے اللہ بخشدے وہ کل گناہ میرے۔ اور میرے ماں باپوں کو اور مسلمانوں کو۔ اور احسان کر مجھ پر۔ ایسا احسان جو تو نے اپنے دلیوں پر کیا۔ کیونکہ تو ہے بہت احسان کرنے والا۔ صاحب فضل اور احسان کا اور بہت رحم کرنے والا مسلمانوں پر اے اللہ دے تو دنیا اور آخرت میں نیکی۔ اور بچا تو ہم کو عذاب دوزخ سے۔ پاک ہے اللہ عزت والا اس چیز سے کہ جس چیز کی وہ تہمت لگاتے ہیں اور سلام ہو پہنچے ہمارا اوپر رسولوں کے اور حمد اللہ کے ہے۔ جو رب العالمین ہے۔

ب۔ بعض علماء لکھتے ہیں کہ اب دوبارہ قبر شریف کے روبرو آنا صحابہ سے منقول نہیں ہے۔

۲۰۹۔ زیارت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

ا۔ **بعد ازاں فاطمۃ الزہراء کی زیارت کے واسطے حجرہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر کہے۔** اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِضْعَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ اَلْكُفْءُ هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ النِّسَاءِ اَهْلَ الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا حَبِيْبَ حَبِيْبِ اللّٰهِ جَزَاكِ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَرَضِيَ عَنْكِ اَحْسَنَ الرِّضَاءِ جِئْنَاكِ زَائِرِيْنَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِكِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْفَعِيْ لَنَا عِنْدَهٗ لِيَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا الْعَظِيْمِ فَيُثَبِّتَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَيَجْعَلَنَا مِنْ اُمَّتِهٖ وَيُسْقِيَنَا مِنْ حَوْضِهِ الْكَرِيْمِ مَشْرَبًا رَوِيًّا سَائِغًا هَنِيْئًا لَا نَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَدًا اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ

سلام ہے اور تجھ پر اے صاحبزادی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سلام اور تجھ پر اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جزو۔ سلام اور تجھ پر اے فاطمہ الزہراء سلام اور تجھ پر اے سردار عورتوں کی سردار سلام اور تجھ پر اے اللہ کی حبیب کی حبیب۔ اللہ تعالیٰ بدلہ دیوے تجھ کو اسلام اور اہل کو اسلام میں بہتر بدلہ جو دیوے۔ اور راضی ہو تجھ سے بہت راضی ہونا۔ ہم آئے ہیں پس غرض زیارت حاضر ہوئے تھے اور طلب شفاعت کرتے ہیں تجھ سے آپ کے ذریعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس شفاعت کرے ہمارے واسطے اللہ کے پاس کہ وہ ثابت رکھے ہم کو دین پر اور جمع کرے ہم کو زمرہ میں اور بنائے ہم کو امت میں اور پلائے ہم کو حوض کریم سے پلانا سیراب کرنیوالا خوشگوار ہو نہ پیاسے ہوں ہم بعد اس کے ہمیشہ۔ آمین آمین آمین

ا۔ صرف چند ہی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی زیارت اس موقع پر وہاں ہی کے کیجائے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں بھی اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔

ب۔ حضرت فاطمۃ الزہراء کی قبر اطہر کے متعلق تین روایتیں ہیں۔ ایک کے بموجب قبر شریف مسجد نبوی میں واقع ہے جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے دوسری روایت کے بموجب آپکی قبر مطہر حضرت عباس بن عبدالمطلب عم نبی العرب والعجم کے مشہد میں واقع ہے۔ تیسری روایت کے بموجب بیت الحزن میں واقع ہے یعنی اس مسجد میں جو دروازہ بقیع کے قریب ہے۔

موقع ۱۱ **اس کے بعد اسطوانہ ابی البابہ پر آئے** ۱۱ موقع

۲۱۰۔ اسطوانہ ابی البابہ پر کیا کرے۔

ا۔ **اسطوانہ ابی البابہ پر آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ اور توبہ استغفار پڑھے۔**

۱۔ یہ اسطوانہ اس نام سے اسوجہ سے مشہور ہے۔ کہ ابولبابہ ایک بڑے درجہ کے صحابی انصاری تھے جس زمانہ میں کہ آپ یہود کے قبیلہ بنی قریظہ

سے متعلق تھے تو آپ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بے ادبی ہوئی تھی کہ جس کی پاداش میں آپ نے اپنے تئیں بڑی بھاری لوہے کی زنجیر کیساتھ اس ستون سے باندھ دیا تھا۔ اور قسم کھائی تھی۔ کہ اپنے تئیں کبھی نہ کھولونگا جبتک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے۔ اور کچھ نہ کھاؤنگا نہ پیونگا۔ چاہے مرجاؤں۔ دس روز تک اسی طرح بندھے رہے۔ ہاں انکی لڑکی ان کو قضاء حاجت یا نماز کے واسطے کھول دیتی تھی۔ آخر کار یہ ہوا کہ بھوک اور پیاس کی شدت سے سماعت میں فرق آگیا۔ اور قریب تھا کہ آنکھیں بھی جاتی رہیں۔ تو یہ آیت کریمہ انکی قبول توبہ کے متعلق حضرت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔ الخ۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیوقت آپکو آکر کھول دیا۔

ب۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز نفل اسی ستون کے پاس پڑھتے تھے۔ اور بعد نماز صبح کے اسی جگہ رونق افروز ہوتے تھے۔ اور آپ کے روبرو ضعفاء اور مساکین اور اصحاب صفہ وغیرہ بھی بیٹھتے تھے۔ اور جو کچھ رات کو قرآن شریف نازل ہوتا تھا آپ ان کے روبرو پڑھتے تھے اور لوگ یہ پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى هٰذَا النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ اِرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ رَاحِمَ الْفُقَرَاءِ مُعِیْنَ الضُّعَفَاءِ وَالْمَسَاكِیْنِ۔

موقع ۱۲ اب روضہ میں آئے موقع ۱۲

۲۱۱۔ روضہ میں آکر دو رکعت نماز پڑھے

ا۔ روضہ میں آکر دو رکعت نماز پڑھے اور دعا مانگے اور تسبیح اور ثنا اور استغفار پڑھے۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ روضہ کا حال فقرہ ۲۰۲ میں دیکھو یہ وہ ایک مربع جگہ ہے جہاں پنجوقتہ نماز جماعت کے وقت امام کھڑا ہوکر نماز پڑھاتا ہے۔

ب۔ روضہ ایک مستطیل جگہ ہے جو ایک طرف تو حجرہ شریف سے منبر اطہر تک ہے اور دوسری طرف مسجد شریف کی دیوار سے ستون علی تک ہے

ج۔ بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے روضہ اطہر پر اترتے ہیں اور شام تک درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد واپس چلے جاتے ہیں اور نئے ستر ہزار اور آجاتے ہیں اور اسی طرح صبح تک درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔

موقع ۱۳ اب منبر کے پاس آئے موقع ۱۳

۲۱۲۔ منبر کے پاس آکر درود شریف اور دعا پڑھے

ا۔ جب منبر کے پاس آئے تو اپنا ہاتھ منبر کے ستون پر رکھے اور درود شریف پڑھے اور دعا مانگے۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ چاہیئے کہ اپنا ہاتھ منبر کے لٹو پر رکھے جس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک خطبہ پڑھتے ہوئے رکھا کرتے تھے تاکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل ہو۔ عالمگیری

ب۔ اس موقع پر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرَحْمَتِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَغَضَبِكَ۔ (اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری رحمت کے ذریعہ تیری ناخوشی اور تیرے غصہ سے)

ج۔ صحیح مسلم اور سنن نسائی میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہوکر یہ آیت پڑھی۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ یعنی اللہ کی قدر کافروں نے نہیں جانی جتنی قدر کہ ہونی چاہیئے اس کے بعد آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنی بڑائی اس طرح بیان کرتا ہے کہ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالُ۔ یعنی میں جبار ہوں میں جبار ہوں۔ میں بڑا ہوں بہت بلندی والا۔ اس کلام کو سنکر منبر بہت تھرتھرایا اور لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ کہیں منبر سے

گرنہ پڑیں - ۵ - یہ خیال دل میں لانا چاہئے کہ آپ منبر اطہر پر وفق افزود ہیں اور خطبہ پڑھکر مہاجرین انصار کو احکام الٰہی بیان فرما رہے ہیں -
۵ - حدیث میں آیا ہے منبری علی ترعۃ من ترع الجنۃ - منبر میرا ایک سیڑھی ہے جنت کی سیڑھیوں میں سے - (نزعہ بمعنی روضہ یا باغ کے ہیں مترجم)

موقع ۱۴ اب ستون حنانہ کے پاس آئے موقع ۱۴

۲۱۳ - ستون حنانہ کے پاس آکر دعا مانگے

۱ - اس کے بعد جب ستون حنانہ یا مخلق کے قریب آئے تو وہاں دعا مانگے - (اس جگہ کیواسطے کوئی دعا مخصوص نہیں ہے)

ا - جس مقام پر اب ستون مخلق ہے وہاں پہلے ستون حنانہ تھا - اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے قریب خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر تیار ہوا اور آپ منبر پر خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو ستون حنانہ فراق مصطفوی میں رو پڑا - تو آپ نے منبر سے اتر کر اسکی تشفی کی غرضکہ پھر وہ اسی جگہ دفن کر دیا گیا - اور بعض کے نزدیک اسکی کنگھیاں بنوائی گئیں اور بطور تبرک تقسیم کی گئیں -
ب - ستون مخلق اسواسطے نام رکھا گیا کہ خلوق جو ایک قسم کی خوشبو ہے ایک مرتبہ اسکو ملی گئی تھی - پس ستون محراب نبوی کے قریب ہے - اور دائمن طرف ہے -

موقع ۱۵ اب مسجد نبوی سے باہر اپنی قیام گاہ پر آئے موقع ۱۵

۲۱۴ - اقامت مدینہ طیبہ و رجوع بوطن

(اقامت مدینہ طیبہ بید الانام و رجوع بوطن با لخیر والسلام)

۱ - ایام قیام مدینہ شریف میں امور ذیل مد نظر رکھے -

(۱) درود شریف کثرت سے پڑھا کرے - عالمگیری - (۲) سب نمازیں روضہ مقدسہ مسجد شریف میں پڑھے - (افضل جگہ نوافل پڑھنے کے واسطے محراب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے) (۳) اکثر شب بیداری بھی کرے - اور کلام مجید بھی مسجد نبوی میں اکثر اختتام کرے (۵) ہر ستون کے پیچھے اگر ممکن ہو تو دو رکعت نماز پڑھے - (۶) جو الحلوۃ مزور مطہرہ و مسجد پر اکثر نگاہ کرے کیونکہ اہل حدیث کے نزدیک روضہ حبیب کبریا پر نظر ڈالنا استحباباً حکم نظر کرنے کعبہ شریف کا ہے - (۷) دنیوی بات مسجد شریف میں ہرگز نہ کرے (۸) ہفتہ کے روز مسجد قبا میں آئے - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح وارد ہے - اور وہاں فاتحہ پڑھے اور دعا مانگے - (۹) شہداء احد کی زیارت چنانچہ کو کرے کہ مستحب ہے - عالمگیری

۲ - مدینہ شریف سے رخصت ہو تو دو رکعت مسجد نبوی میں پڑھکر رخصت ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آئے اور سلام کا اعادہ کرے - عالمگیری
(۱) اپنے والدین اور اقربا اور دوستوں کے واسطے دعا مانگے اور خدا تعالیٰ سے ملاقاتی سے واپس لوٹنا چاہنے کے واسطے دعا کرے (۲) دروازہ سے باہر آتے پاؤں مت کرائے اور وہاں سے جدائی پر اشک نہ کرے - (۳) مسجد کے نگہبانوں کو اور فقراء کو کچھ دے - (۴) شہر سے کھجور وغیرہ تبرکاً لے لے -

۳ - اگر اب مدینہ شریف سے مکہ شریف واپس آئے اور وہاں سے رخصت ہو تو اسطرح عمل کرے جسطرح ہمنے فقرہ ۱۲۶ میں لکھا ہے اور چاہئے کہ رخصت ہونے سے پہلے ایک نفل عوان کرے - (۱) وطن میں واپس آئے تو پہلے کسی مسجد میں دو رکعت نفل پڑھے - پھر گھر میں جائے -

دعاء ختام - اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ لَنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ وَزِیَارَۃَ قَبْرِ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ - سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ - قُدْوَۃِ الْعَابِدِیْنَ - مَوْلَی الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَحْفَادِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ - وَفُقَھَاءِ اُمَّتِہٖ - وَشُھَدَاءِ اُمَّتِہٖ - وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ - وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا -

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حَجَّ بَیْتِکَ الْمُنِیْفِ وَزِیَارَۃَ قَبْرِ نَبِیِّکَ الشَّرِیْفِ - وَاخْتِمْ لَنَا بِالْاِیْمَانِ بِجَاہِ نَبِیِّکَ - وَرَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ وَالْجَانِّ - اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ -

کتاب الحج والزیارت

باب ہفتم

اماکن محترمہ مکہ ومدینہ ونواح

۲۱۵ نقشہ مقامات مقدسہ مکہ و مدینہ و نواح

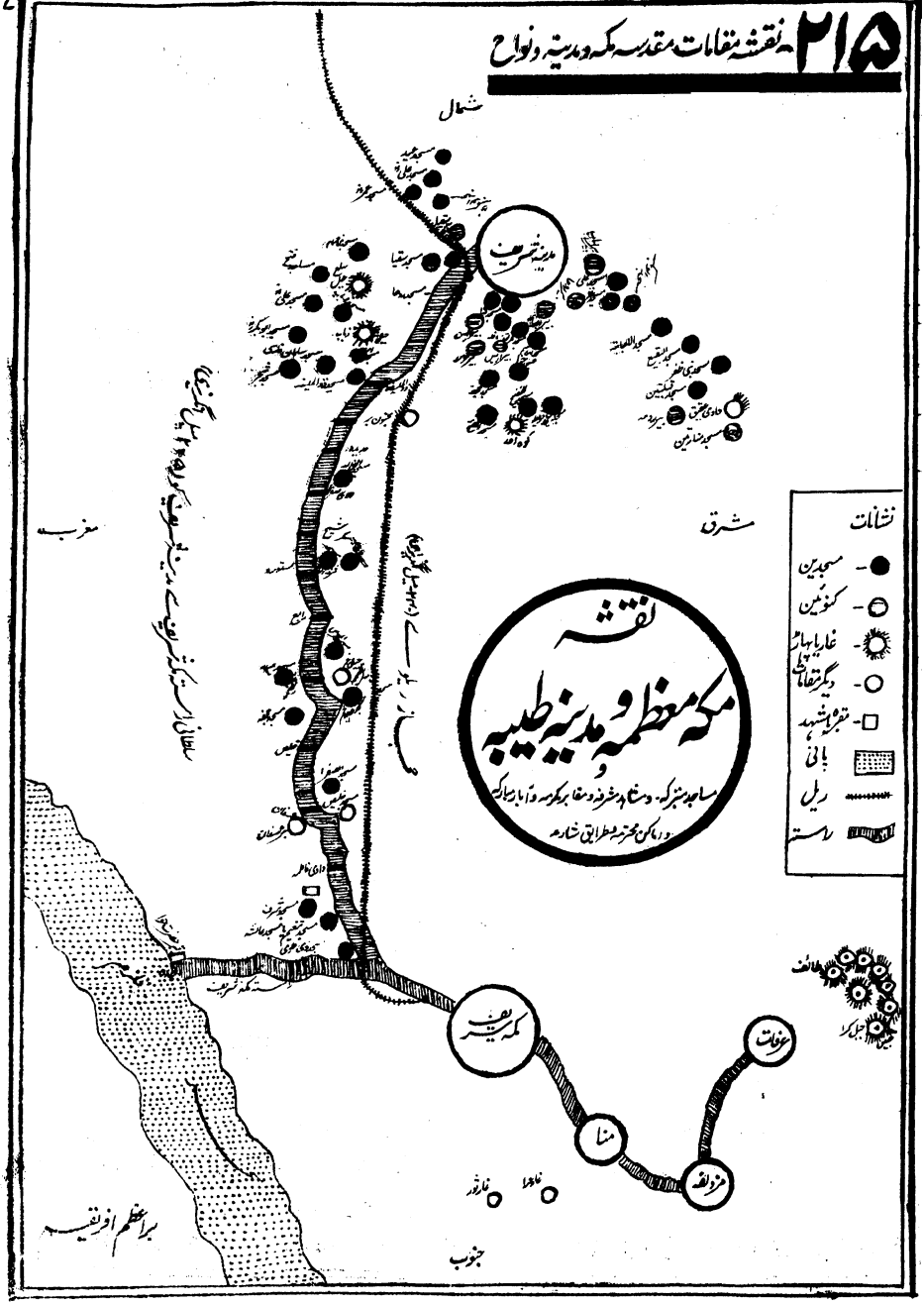

باب ۷

فصل اوّل - راستہ کے پڑاؤ اور کنوئیں اور مسجدیں عیدہ

(راستوں کا نقشہ نمبر ۲ - صفحہ ۲۱۲ کے مقابل ہے یا نقشہ کارڈ میں)

جو سڑک جدہ سے مکہ کو جاتی ہے خوب فراخ ہے اور اکثر سرکاری موٹریں اس پر چلتی ہیں - سڑک کے گرد چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ہیں - سایہ دار درخت شاذ و نادر ہی ملتا ہے - پانی راستہ میں بالکل نہیں ملتا - ہاں پڑاؤ پر ملتا ہے -

۲۱۶ - جدہ سے مکہ تک

خاص جدہ میں اور جدہ سے مکہ تک جتنے پڑاؤ قہوہ خانہ آئینگے ہم اُنکا مختصر بیان لکھدیتے ہیں - جدہ سے مکہ معظمہ دو منزل ہے یعنی بقاعدہ ۴۸ کوس - پہلی منزل اکثر بحیرہ یا حدہ پر ہوتی ہے - دوسری خاص مکہ معظمہ -

۱- **جدہ** - ایک مختصر سا شہر ہے - اسکے چاروں طرف فصیل ہے - بازار بہت بصورت ہیں - اور نہایت صاف ہیں - قبر حضرت حوا رضی اللہ عنہا شہر کے شمال میں قبرستان ہے جو چار دیواری سے گھرا ہوا ہے اسکے بیچ میں حضرت حوا کی قبر ہے جس کے چاروں طرف ایک دیوار بنی ہوئی ہے اور سر ہانے یہ کتبہ لگا ہوا ہے -

هُوَ الْخَلَّاقُ الْبَاقِي

هٰذَا الْقَبْرُ لِأُمِّ الْجَمِيعِ حَضْرَتِ سَيِّدَتِنَا حَوَّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

سنہ اَلف وثلثمائة عبد الحمید خان

قبر کے پائنتی ایک سبز رنگ کا پتھر گڑا ہوا ہے جس پر کسی ایسی طرز پر عبارت گندہ ہے کہ پڑھی نہیں جاتی -

سلطانی قلعہ - قبرستان کے مغرب میں ایک قلعہ ہے جس کو سلطانی قلعہ کہتے ہیں -

۲- **بحیرہ یا حدہ** - جدہ کے بعد یہی بڑا پڑاؤ ہے جہاں عام طور پر لوگ قیام کرتے ہیں - اب اسکے بعد دوسرا پڑاؤ مکہ ہے - یہاں تقریباً میں گھروں کی آبادی ہے - کنوئیں بھی ہیں مگر اُنمیں سے اکثر کا پانی کھاری ہے - یہاں کچھ دوکانیں بھی ہیں - اشیاء خوردنی ملتی ہے -

۳- **قہوہ خانہ و کنوئیں** - راستہ میں بارہ قہوہ خانہ اور متعدد کنوئیں آتے ہیں - اور مدت سے اُنمیں سے برباد ہو گئے ہیں - اور بعض ایسے چھوٹے ہیں کہ وہ کسی شمار میں نہیں - اُنمیں سے چند یہ ہیں - قہوہ خانہ - مرعانہ - باجاہ - الصرین - جدہ اور بحیرہ کے درمیان ہیں - اور قہوہ خانہ بحیرہ اور مکہ کے درمیان -

۴- **نخلستان** - مکہ معظمہ کے قریب کئی نخلستان آتے ہیں جن میں سے مسافروں کو گذرنا پڑتا ہے -

۲۱۷ - مکہ سے مدینہ تک

مکہ سے مدینہ تک گیارہ پڑاؤ ہیں جنکا حال علی الترتیب ذیل میں درج ہے - یہ پڑاؤ سلطانی راستہ پر ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ راستہ نہ تھا بلکہ پہاڑوں میں سے ہوتا ہوا آتا تھا - اور اسیوجہ سے اکثر مساجد و آبار سر راہ نہیں ہیں -

۱- **وادی فاطمہ** - یہ منزل مکہ شریف سے ۱۰ کوس ہے جہاں قافلہ ٹھیرتا ہے وہ ایک میدان ہے - گانون و نخیرہ کوئی قریب نہیں - ہاں قریب ایک باغ ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں اور اس میں نہر بھی جاری ہے -

۲- **وادی عسفان** - یہ جگہ بھی ایک ریگستانی میدان ہے مگر چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے - یہاں بھی کوئی گانون قریب نہیں ہے ہاں کچھ بدوؤں کے گھر ہیں جہاں

کچھ کھانے کا سامان ملسکتا ہے پانی کی بہت تنگی ہے اگرچہ دو کنوین قریب ہین۔ گذشتہ مقام سے یہ مقام اٹھارہ کوس ہے۔

۳۔ **خلیص** — اس جگہ کچھ بدّون کے گھر ہین اور نہر بھی ہے اور کھجور کے درخت بھی۔ اور ایک مسجد کا نشان باقی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین موجود تھی۔

۴۔ **بیر قضیمہ** — یہ مقام ایک کنوین کیوجہ سے جو قریب ہے بیر قضیمہ کہلاتا ہے۔ یہ بھی ایک میدانی جگہ ہے یہان بھی وادی عسفان کی طرح کھانے کا سامان ملسکتا ہے اگرچہ کنوین متعدد ہین مگر پانی کھاری ہے اور مقدار مین بہت تھوڑا کہ قافلہ والون کو تشکل سے کافی ہوتا ہے۔

۵۔ **رابع** — ایک گانون ہے کیوقت یہ بندگاہ ہوگا۔ اس مین بازار بھی ہے جس مین ہر قسم کی چیز ملجاتی ہے۔ مگر مکانات کچے بنے ہوئے ہین۔ اور ایک بادشاہی قلعہ بھی ہے جس کی فصیل تو پتھر کی ہے مگر اندرونی عمارتین کچی ہین۔ زراعت یہان خوب ہوتی ہے۔ باغات ہین جس مین کھجورین بکثرت ہین۔ یہان ترمہ بہت بڑا ہوتا ہے کنوین بھی ہین۔ مگر پانی دہان قیمتًا دیتے ہین۔ اور اگر قافلہ مین سنگواڑ تو زیادہ قیمت لیتے ہین۔ رابع کے بیچ مین سے سڑک جاتی ہے جس کے دونون طرف کچھ فاصلہ تک باغات ہین۔ رابع کے آگے سے دو راستہ مدینہ شریف کو جاتے ہین۔

۶۔ **مستورہ** — اس کنوین کا پانی کھاری ہے یہ جگہ ایک میدان ہے جس کے شرق کی طرف تھوڑی دور پر پہاڑ نظر آتے ہین یہان پانی کی سخت قلت ہے یہان کھانے پینے کا سامان نہین ملسکتا اور پانی بہت مہنگا ملتا ہے۔

۷۔ **بیر شیخ** — یہ بھی ایک ریگستان ہے کہ دو طرف پہاڑ ہین۔ پانی کے دو کنوین یہان ہین مگر وہ قافلہ کو تو کافی نہین ہوسکتے۔

۸۔ **وادی صفرا** — یہ ایک گانون بڑا خاصہ بڑا۔ یہان نہر جاری ہے اور کھجور کے درخت بھی ہین۔ یہ منزل گذشتہ منزلون سے بہ لحاظ شادابی کے بہتر جگہ ہے۔

۹۔ **حدیث** — یہان پانی کی قلت ہے۔ ہان پانی لیجاتا ہے جو قریب کے پہاڑ سے لایا جاتا ہے۔

۱۰۔ **مجنون بیر** — یہان پانی کا نام نہین۔

۱۱۔ **ذوالحلیفہ** — اس کو بیر علی بھی کہتے ہین۔ بلکہ اس زمانہ مین تو بیر علی ہی کہلاتا ہے۔ یہان سے مدینہ طیبہ تین کوس پر ہے۔ اور یہ وہ مبارک جگہ ہے جہان رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے حج کا احرام باندھا تھا یہان ایک مسجد ہے جس مین احرام باندھا جاتا ہے۔

(رابع سے آگے چھوٹے راستہ کے پڑاؤ حسب ذیل ہین)

۶۔ **بیر حنانی** — یہ بھی وہی ریگستان پہاڑون سے گھرا ہوا ہے۔ ہان یہان کچھ مکان بدّون کے ہین جہان سے کوئی کھانی پینے کی چیز مل سکتی ہے۔

۷۔ **بیر الاشہب** — پانی یہان بھی کم ہے اور قیمت ہی سے دستیاب ہوسکتا ہے۔

۸۔ **بیر الاشہب** — یہ بھی وہی ریتیلا میدان ہے۔ یہان پانی کے واسطے صرف ایک کنوان ہے اُس مین سے بھی قیمت خرچ کرنے پر پانی ملتا ہے۔

۹۔ **نقطۃ الغائر** — ایک گھاٹی ہے جس کی زمین سنگین ہے۔ کنوان ہے مگر پانی قیمتًا ہی ملتا ہے۔

۱۰۔ **بیر ماشی** — یہ بھی ایک میدان ہے اور پہاڑون سے گھرا ہوا۔ ہان کچھ کھجورون کے درخت ہین۔

۲۱۸ راستہ کی مسجدین

(وہ مساجد جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے راستہ مین ہین)

۱۔ **مسجد ذوالحلیفہ** — اس کو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اہل مدینہ کا میقات یہی ہے (دیکھو فقرہ ۲) مدینہ سے ۳ کوس ہے۔

۲۔ **مسجد معرّس** — یہ مدینہ سے ۶ میل ہے وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہان آخر شب مین آرام فرمایا تھا اور نماز پڑھی تھی۔

۳۔ **مسجد عرق الظبیہ** — جو روحا سے دو میل آگے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان نماز پڑھی ہے۔ علاوہ آپ کے وہان ۷۰ پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے۔

۴۔ **مسجد شرف الروحا** — مدینہ شریف سے ۳۰۔ یا ۴۰ میل پر واقع ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان نماز پڑھی تھی۔ قبہ مضر بن نزار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے تھے اسکے قریب واقع ہے۔

۵۔ **مسجد الغرالہ** — کہ روحا کے وادی مین پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے یہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے یہان ایک درخت تھا کہ جب عبداللہ بن حسن وہان اترتے تھے تو آب وضو کا بقیہ اس مین ڈالا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سید الانبیاء نے ایسا ہی کیا ہے۔ مسجد الغرالہ اور اسکا فاصلہ تین میل کا ہے۔"

۶۔ مسجد الصفراء - مدینہ سے تین روز کے راستہ پر ہے۔ مدینہ سے جانیوالوں کے واسطے یہ چوتھی منزل ہے اور یہاں خاصی اچھی آبادی ہے، یہ بات مشہور ہے کہ ابوذر غفاری کی قبر اسمقام پر ہے۔ یہ غلط ہے یہاں جو قبر ہے وہ ابو عبیدہ کی ہے جیسا کہ امام نووی نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے۔

۷۔ مسجد البدر - یہ جگہ میدان کارزار ہی ہے اور بدر کی لڑائی مشہور ہے۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خرمہ کی ٹہنیوں کا ایک سائبان بنایا گیا تھا۔ شہداء بدر کی زیارت ضرور کرنی چاہیئے اور اس طریق پر کرے جیسا کہ (فقرہ ۲۲۵) میں مذکور ہے۔

۸۔ مسجد جحفہ - }
۹۔ مسجد جحفہ و دیگر - } یہ دونوں قریب قریب واقع ہیں۔

۱۰۔ مسجد غدیر خم - یہ ایک بڑی قابل تعظیم جگہ ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادائے نماز ظہر خطبہ پڑھا اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

۱۱۔ مسجد الخلیص - اسی نام کے ایک پہاڑ پر واقع ہے جو مکہ شریف سے تین روز کے راستہ پر ہے۔

۱۲۔ مسجد البیت - مسجد خلیص سے تین میل شمال کی طرف واقع ہے۔

۱۳۔ مسجد وادی الظہران - یہ وادی فاطمہ سے مشرق کیطرف واقع ہے۔

۱۴۔ مسجد السرف - وادی فاطمہ سے تین میل شمال کو ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور اس مطہرہ کا مزار بھی اسی جگہ پر واقع ہے۔

۱۵۔ مسجد تنعیم - یہاں عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اسکو مسجد عائشہ بھی کہتے ہیں (دیکھو فقرہ ۲۸) (۲۳۹)

۱۶۔ مسجد جعرانہ - یہ چاہ حوی کے قریب واقع ہے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف لاتے وقت رات کو قیام فرمایا تھا اور دوسرے روز مکہ میں داخل ہوئے۔

۲۱۹ - راستہ کے کنوئیں

(وہ کنوئیں جو مکہ اور مدینہ شریف کے راستہ میں ہیں)

(۱) بیر خلیص	(۲) بیر قیضمہ	(۳) بیر مستورہ	(۴) بیر شیخ	(۵) بیر غار
(۶) بیر روحا	(۷) بیر حسانی	(۸) بیر الاشہب	(۹) بیر الاشہب	(۱۰) بیر ماشی

باب ۷ — فصل دوم - عرفات ونواح — باب ۷

(دیکھو نقشہ عرفات فقرہ ۷۵)

۲۲۰ - اندرون حدود عرفات

موقف اعظم - (یعنی موقف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) - یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصواء پر سوار وقوف فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ اب احاطہ بطور مسجد کے بنایا گیا ہے۔ اور وہاں سیمنٹ کی لگی ہوئی ہیں۔ مگر اونٹنی خوب چرمحہ سکتی ہے۔ اور امام وہاں ہی اونٹنی پر بیٹھکر خطبہ پڑھتا ہے

۲۔ موقف - (یا میدان عرفات) یہ وہ جگہ ہے جہاں حج کا سب سے بڑا رکن ادا کیا جاتا ہے یعنی یہی میدان ہے جس میں نویں تاریخ یعنی عرفہ کے روز ظہر سے عصر تک کل حجاج جمع عجز و زاری سے دعا کرتے ہیں۔ اس دعا کا وقت عام طور پر نماز ظہر کے بعد شروع ہو کر نماز مغرب کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی محرم اسوقت کے بعد نماز صبح سے پہلے پہلے بھی کیلاہی دہانہ پہنچکر دعا مانگ لے تو اسکا حج صحیح ہے۔

۳۔ مسجد نمرہ - (یا مسجد ابراہیم) یہ مسجد عرفات میں موقف کے حدود سے باہر ہے۔ اس مسجد میں ۹۔ ذی الحجہ کو یعنی خاص حج کے دن ظہر اور عصر کی نماز

ظہر کے وقت مین ملاکر جماعت سے پڑھی جاتی ہے مگر پہلے خطبہ ہوتا ہے جیسا کہ نماز جمعہ مین دستور ہے اور امام حنفی ہوتا ہے۔ یہ مسجد ۳۰ گز لمبی اور ۵۳ گز چوڑی ہے۔ مسجد نمرہ اسوجہ سے کہلاتی ہے کہ یہ پہاڑ پر واقع ہے۔

۴۔ جبل رحمت۔ میدان عرفات مین یہ ایک بلند پہاڑ ہے اس پر سفید برجی بنی ہوئی ہے جو دور سے نظر آتی ہے۔

۵۔ نہر عرفات۔ یہ نہر نہر زوبیدہ کی ایک شاخ ہے میدان عرفات مین واقع ہے۔

۶۔ درخت بیری۔ یہ درخت موقف اعظم سے کچھ تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے درخت تو وہان نہین ہے لیکن دعا ابھی قبول ہوتی ہے۔ دیکھو نقشہ نقرہ ۵۔

۷۔ وادی عرنہ۔ یہ ایک نشیب جگہ جو مسجد نمرہ کے پہلو مین واقع ہے مگر حرم کے حدود کے اگر مسجد کے صحن کی دیوار گرے تو اس وادی مین گرے۔

باب ۷ فصل سوم۔ مزدلفہ ونواح باب ۷

(دیکھو نقشہ نقرہ ۸۴)

۲۲۱ اندرون حدود مزدلفہ

۱۔ مزدلفہ۔ مشتق ہے ازدلاف سے جس کے معنی "قریب ہونا" کے ہین۔ یہان حضرت آدم وحوا سے قریب ہونے کے واسطے اس مقام کا نام مزدلفہ پڑگیا۔ یہ عرفات سے تین کوس پر ہے اور یہان نہر جاری ہے۔

۲۔ جبل قزح۔ یہ مزدلفہ مین ایک مقام ہے جہان زمانہ جاہلیت مین آگ جلاکرتی تھی (دیکھو نقشہ نقرہ ۸۴) بعض کتابون مین جبل قزح کو مشعر الحرام کہا ہے مگر دراصل مشعر الحرام مزدلفہ کو کہتے ہین۔ (دیکھو نقرہ ۲ و ۹۰)

۲۲۲ بیرون حدود مزدلفہ

۳۔ وادی محسر۔ ایک نشیب جگہ ہے جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو دیکھا تھا کہ آہ وزاری کررہا تھا۔ کیونکہ آپکی دعا جو سنی کی تھی بارگاہ عزوجل مین مقبول ہوئی تھی اور اسکی منظوری کا حکم مزدلفہ مین پہنچ گیا تھا جبکہ آپ منا سے جمرہ کی طرف لائے تھے۔ یہ وادی مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ مین پڑتی ہے جس مین سے ہر حاج کو گذرنا پڑتا ہے۔ اسکی لمبائی حاج کو اپنی رفتار سے تیز چلنے کا حکم ہے۔ (دیکھو نقشہ نقرہ ۸۴)

باب ۷ فصل چہارم۔ منا ونواح باب ۷

(دیکھو نقشہ منا نقرہ ۹۳)

۲۲۳ اندرون حدود منا

۱۔ منا۔ مکہ شریف سے مغرب کیطرف تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو دنبا چھوڑ کر جانے لگے تو بولے تمن (یعنی تیری کیا آرزو ہے) اگر کچھ خواہش ہو تو بتا کہ پروردگار عالم کے روبرو عرض کروں)۔ حضرت آدم علیہ السلام

نے کہا اَتَمَنّٰی الْجَنَّۃَ یعنی آرزو ہے تو یہی ہے کہ مجھے جنت میں بلا لیا جائے۔ تو چونکہ یہ تمنا اس مقام پر واقع ہوئی تھی اسواسطے اس مقام کو منا منا کہنے لگے بعض کے نزدیک منا کے لغوی معنی اندازہ کرنیکے ہیں۔ تو چونکہ یہاں قربانی کرنے کا اندازہ کیا جاتا ہے تو اس مقام کو منا کہتے ہیں۔ یہاں مکانات اور دوکانیں بنی ہوئی ہیں۔ اور حج کے موسم میں بازار و عمرہ آراستہ کئے جاتے ہیں۔

۱۔ مسجد خیف۔ اجس کو بعض لوگوں نے غلطی سے مسجد منیٰ لکھا ہے، منا کے کنارے پر واقع ہے۔ اور چونکہ خیف یعنی کنارہ کے ہیں۔ لہذا یہ مسجد اس نام سے موسوم ہوئی۔ اس مسجد میں بیشمار پیمبروں نے نماز پڑھی ہے۔ انکی تعداد ستر بتائی جاتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ سب یہاں ہی مدفون ہیں۔ مسجد کا طول دو سو گز لمبی اور سو گز چوڑی ہے دروازہ پر ایک مینار ہے جس پر اذان دی جاتی ہے۔

۳۔ مسجد الکبش۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کی تھی کبش کے معنی مینڈھے کے ہیں۔ تو چونکہ آپ نے وہاں مینڈھا ذبح کیا تھا لہذا وہ جگہ مسجد الکبش کے نام سے نامزد ہوئی۔

۴۔ مسجد منحر النبی۔ یہاں اِنَّا اَعْطَیْنَا نازل ہوئی تھی۔ (دیکھو اسی باب کی فصل)

۵۔ جمرات۔ جمرہ کی جمع ہے۔ یہ تین جگہ ہیں جس میں سے پہلا جمرہ اولیٰ جو مسجد خیف کے متصل اور منا سے نزدیک اور مکہ سے دور ہے۔ دوسرا جمرہ وسطیٰ جو جمرہ اولیٰ کے متصل ہے تیسرا جمرہ عقبہ جس کو جمرہ قصوہ بھی کہتے ہیں۔ اور جمرہ دنیا بھی کہتے ہیں وہ مکہ سے قریب اور منا سے دور ہے۔ اور ان جمرات کو واسطے کنکر مارے جاتے ہیں جس کو رمی کرنا کہتے ہیں۔

۶۔ نحار مرسلات۔ قریب مسجد خیف کے ہے بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود کے سورہ مرسلات وہیں نازل ہوئی زیارت کرنا ضروری ہے اور جو کچھ بندہ وہاں مانگے قبول ہوتا ہے۔

۱۱۔ مذبح۔ یہ مذبح مسجد الکبش میں کہ جائے ذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہے۔

۲۲۴۔ بیرون حدود منا

۷۔ جبل ثبیر۔ منا سے مزدلفہ جاتے وقت بائیں ہاتھ کو پڑتا ہے۔

۸۔ مسجد عقبی۔ (قریب منا) معروف بہ مسجد البیعۃ جو قریب منا کے ہے کہ سے مناجاتے وقت دائیں ہاتھ کو آتی ہے۔

۹۔ مسجد بیت العقبیٰ۔ یہاں پر انصار نے بیعت قبول کی تھی۔

۱۰۔ وادی محصب۔ ایک گھاٹی ہے مکہ اور منا کے درمیان (دیکھو نقشہ منا و جمرات فقرہ ۹۳)۔ محصب اسوجہ سے نام رکھا گیا ہے کہ وہاں کی زمین کنکر ملی ہے اور کنکر یا ں بکثرت ہیں حصبا: بالفتح (کنکر کو کہتے ہیں۔ پس محصب کے معنی وہ جگہ جہاں کنکریاں ہوں۔ حج کے بعد مکہ واپس جاتے ہوئے محصب پر ٹھہرنا مسنون ہے۔ (دیکھو فقرہ ۱۱۹)۔ یہ جگہ دو پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہے ایک طرف کے پہاڑ کے قریب مکہ کا قبرستان ہے جو محصب سے متعلق نہیں ہے

باب ۷

فصل پنجم۔ مسجد حرام و عمارات اندرونی

(دیکھو نقشہ فقرہ ۴۶)

۲۲۵۔ مسجد حرام ازمنہ مختلفہ میں (معہ نقشہ)

۱۔ مسجد حرام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں۔ صرف اسیقدر تھی کہ خانہ کعبہ کا کمرہ تھا اور حطیم تھا اور اس کے گرد مطاف اور وہ قبہ جس کو مقام ابراہیم کہتے ہیں خانہ کعبہ کے قریب لگا ہوا تھا (دیکھو نقشہ الف)

۲۔ مسجد حرام قصیٔ بن کلاب کے زمانہ میں۔ اتنی تھی جتنی کہ نقشہ (ب) سے ظاہر ہے اور مطاف کے گرد لوگوں کے گھر بنے ہوئے تھے اور گھروں کے دروازہ مطاف کی طرف تھے۔

نقشہ (ب)

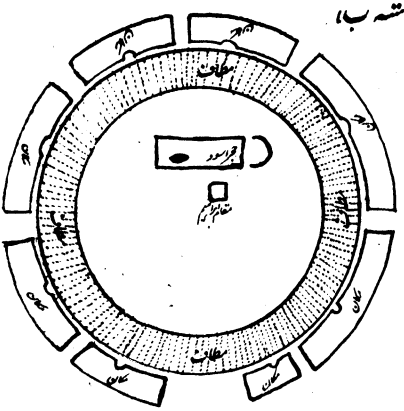

نقشہ (الف)

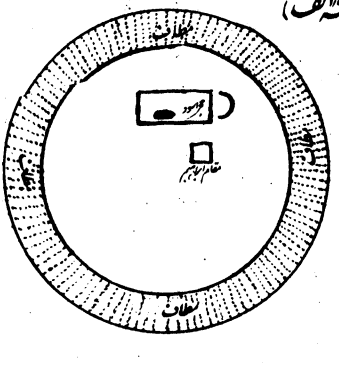

۳۔ مسجد حرام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول کے زمانہ میں۔ بالکل ایسی تھی جیسا کہ نقشہ (ج) سے ظاہر ہے۔

۴۔ مسجد حرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں۔ آپ نے مطاف کے گرد مکانات خرید کر مسجد حرام کو بڑھایا اور گرد ایک چار دیواری بنوادی جو آدمی کے قد کے برابر اونچی تھی اور اس میں بیشمار طاق تھے جن میں چراغ رکھے جاتے تھے۔ (جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے) اور مقام ابراہیم کو موجودہ جگہ پر قائم کیا۔ یہ واقعہ ۱۷ھ میں ہوا۔

۵۔ مسجد حرام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں۔ ان کے زمانہ میں جو تبدیلی واقع ہوئی وہ صرف یہ تھی کہ گرد کے اور مکانات توڑ کر مسجد حرام وسیع کی گئی۔

۶۔ مسجد حرام ابوجعفر منصور وغیرہ کے زمانہ میں۔ ابوجعفر منصور نے ایک مرتبہ ۱۴۶ھ ہجری میں اور دوسری مرتبہ ۱۶۰ھ میں بہت روپیہ خرچ کر کے اس کی تعمیر کرائی چنانچہ بعض موقع ایک گز زمین کے پچیس دینار دئے۔

نقشہ (د)

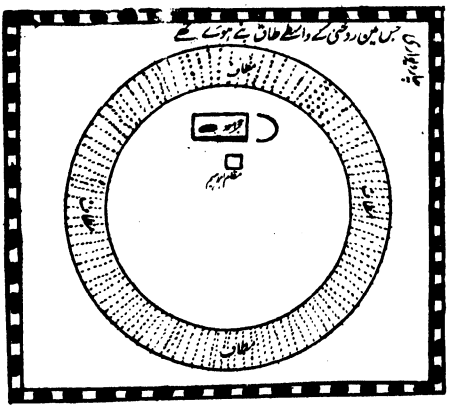

نقشہ (ج)

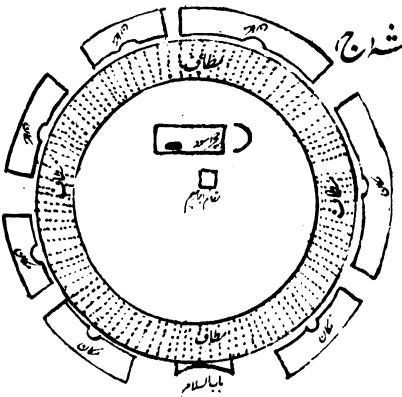

۷۔ مسجد حرام معتضد عباسی کے زمانہ سے اب تک۔ اس کے بعد معتضد عباسی نے دارالندوہ کی طرف کچھ عمارت بڑھائی اور اس زیادتی کا نام باب الزیادۃ

رکھا اور کعبہ عمارت کعبہ شریف کے پچھلی طرف بھی برحائی جس کو باب ابراہیم کہتے ہین۔ اس کے بعد سلیمان خان بادشاہ روم نے اس مسجد کی از سر نو تعمیر کی۔ جو تعمیر کہ اس کے بیٹے سلطان مراد خان کے وقت مین ۹۸۳ھ ہجری مین اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد عمارت مین کوئی بڑی تبدیلی نہین ہوئی +

۲۲۶ مسجد حرام موجودہ زمانہ مین

مسجد حرام۔ اس کا طول باب السلام سے باب العمرۃ تک ۴۰۴ گز ہے اور عرض باب الصفا سے باب الزیادت تک ۲۰۴ گز ہے۔ چاردن طرف دالان ہین۔ بعض طرف تین گہہ ہین اور بعض طرف زیادہ مگر تین گہہ سے کم نہین ہین۔ ان تمام دالانون کے ستون تعداد مین ۵۵۵ ہین جیسا کہ حیات القلوب مین لکہا ہے۔ اُن مین سے جو سنگ مرمر کے ہین وہ تعداد مین ۲۹۳ ہین اور یہ مدور ہین اور جو سنگ شمیہ کے ہین وہ ۲۴۴ ہین اور یہ ہشت پہلو ہین۔ اور باقی سنگ صفوان کے ہین جو ایک قسم کا سخت پتھر ہے + مسجد کے شمالی طرف محکمہ قاضی اور مدرسہ سلیمانی مسجد سے ملے ہوئے ہین۔ اور شرق کیطرف مدرسہ سلطانی۔ اور مغرب کیطرف مدرسہ داؤدیہ ہین۔ ان سب مین جانیکا راستہ مسجد مین ہے۔

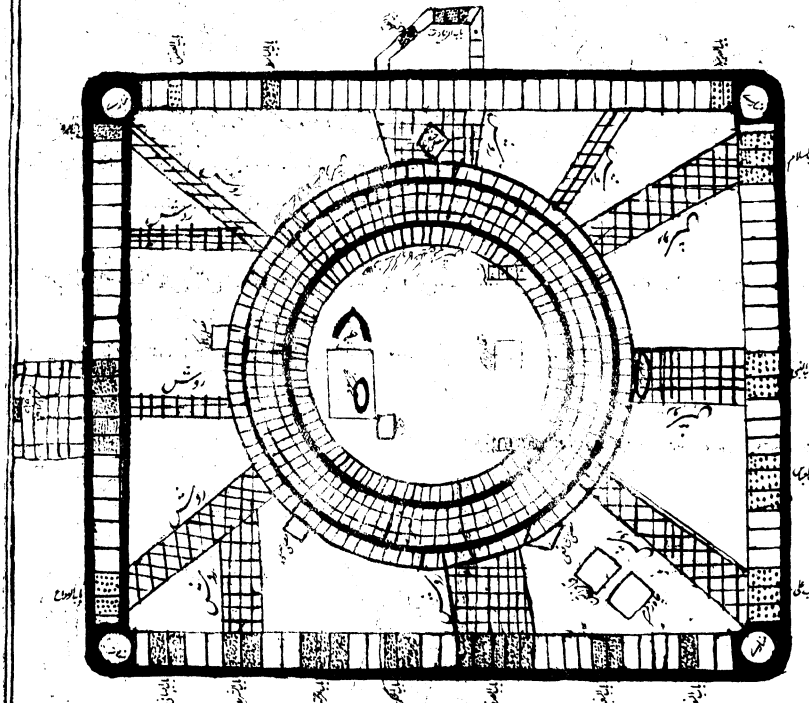

باب اہہائی کیطرف بجلی کا انجن لگا ہوا ہے جس سے تمام حرم شریف مین بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ حرم شریف مین معلات پر بیشمار بجلی کی کمپیان لگی ہوتی ہین۔ اور در دشتون پر ستون لگے ہوئے ہین جن مین بجلی کی کمپیان لگی ہوئی ہین۔ (دیکھو نقشہ فقرہ سب سنگہائے مسجد حرام کے ۵۲۳۵ ہین جن مین سے شمال کیطرف ۱۴۴ ہین (سات سنگ مرمر کے باقی سنگ شمسی کے) شرق کیطرف ۱۳۵ ہین اُن مین صرف ایک سنگ مرمر کا ہے باقی سب سنگ شمسی کے) جنوب کیطرف ۳۳۵ ہین (سترہ سنگ مرمر کے اور باقی سنگ شمسی کے) مغرب کیطرف ۴۰ ہین سب سنگ

سنگ مرمر کے ہین باقی سنگ شمسی)۔ ان کے علاوہ باب الندوہ پر ۱۹ اور باب الزیادت پر ۴۶ کنگرے لگے ہوئے ہین۔

۳۔ دروازے۔ مسجد حرام کے ۱۷۔ دروازہ ہین۔ باب السلام (یا باب بنی شیبہ)۔ باب النبی۔ (یا باب الجنائز)۔ باب العباس۔ باب علی۔ باب الحنوش۔ باب الغلہ۔ باب الصفا۔ (یا باب بنی غنام)۔ باب الحاکم۔ باب الرحمت۔ (یا باب المجلد)۔ باب الشریف۔ باب المہانی۔ باب الوداع۔ (یا باب الزیادہ) باب ابراہیم۔ باب العمرہ۔ (یا باب بنی ہمم) باب العتیق۔ (یا باب عزن العاص یا باب سدہ)۔ باب الباسطیہ۔ (یا باب العجل) باب القطبیہ۔ باب الزیادت۔ باب الدریبہ۔ (یا باب الملدیہ)

۱۔ باب السلام قدیم۔ یہ دروازہ وہ ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین مسجد حرام کا دروازہ تھا۔ یعنی مسجد حرام اس وقت صفا کے پیروانی حدود تک تھی۔

۴۔ منارے۔ چھ منارے اسوقت موجود ہین۔ منارہ باب السلام۔ یہ پینسٹھ گز اونچا ہے اسکو سلطان سلیم خان نے سنہ نو سو اکیس ہجری مین از سر نو تعمیر کرایا تھا۔ دوم منارہ باب علی۔ یہ چون گز اونچا ہے۔ سوم منارہ باب الوداع۔ یہ پچاس گز اونچا ہے۔ یہ دو منزلہ ہے۔ چہارم باب العمرہ کا منارہ۔ یہ ستر ہشت گز بلند ہے اسکے بھی دو درجہ ہین پنجم منارہ باب الزیارت۔ یہ اسی گز اونچا ہے۔ اسکے تین درجہ ہین ششم منارہ باب الدریبہ۔ یہ پینسٹھ گز اونچا ہے۔

۵۔ گنبد۔ مسجد حرام کے چارون طرف کے دالانون پر جو گنبد اور برج ہین وہ تعداد مین ایک سو باون ہین۔ چھپر ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے کشتیان الٹی ہوئی۔ (دیکھو نقشہ مسجد حرام نقرہ ۴۶)

۶۔ صحن۔ مسجد حرام کا طول شرق سے مغرب تک چار سو سات گز اور عرض شمال سے جنوب تک تین سو چار گز ہے۔ صحن چار طرف کے دالانون سے ڈیڑھ ہاشت نیچا ہے۔

۷۔ روشین۔ وہ راستہ ہین جو مسجد حرام کے دروازون سے مطاف تک پہنچتے ہین۔ یہ تعداد مین دس ہین اور ان پر پتھر کا فرش لگا ہوا ہے۔ ہر ایک کی چوڑائی دو گز بارہ انگل ہے۔

۸۔ مطاف۔ ایک گول راستہ ہے۔ جو خانہ کعبہ اور اس کے صحن کے گرد بنایا ہوا ہے۔ اس راستہ پر اس طرح چکر لگانے کو کہ خانہ کعبہ بائین ہاتھ پر رہے طواف کہتے ہین۔ یہ مطاف کا دائرہ سلطان سلیم خان نے ۹۶۱ ہجری مین تعمیر کرایا۔ اس کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ یہ دائرہ کچھ بیضوی شکل کا ہے۔ جس کی لمبائی جنوب سے شمال تک اٹھانوے گز ۲ ہاشت ۷ انگل ہے۔ اور چوڑائی کچھ کم ہے۔ یہ مطاف گرد کے فرش سے نصف ہاشت کے قریب نیچا ہے۔ مطاف کے گرد ۴۳۴ ستون لگے ہوئے ہین جن مین سے ہر ایک دس قدم کے فاصلہ سے ہے۔ ستون کے بیچ مین سات سات یکلی کی کمپیان لگی ہوئی ہین جن مین روزانہ روشنی ہوتی ہے اور مطاف خوب جگمگ کرتا ہے۔ مطاف کے دونون طرف گرداگرد تین گز کے فاصلہ تک پتھر ہی کا فرش ہے۔

۹۔ حفرہ۔ (اس کو مقام جبرئیل بھی اور معجنہ بھی کہتے ہین۔ یہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے بائین طرف واقع ہے۔ اس کو مقام جبرئیل اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ نمازین پڑھکر نمازون کے اوقات بتلائے۔ معجنہ اسوجہ سے کہلاتا ہے کہ یہان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ شریف کے وقت گارا بنایا تھا۔ یہ جگہ ایک حوض کے طرز پر ہے اس مین تین مصلے سنگ مرمر کے بچھے ہوئے ہین۔ یہ ۱۸۔ انگل نو گہرا ہے اور ۴ گز ۸۔ انگل لمبا اور ۴ گز ۱۵۔ انگل چوڑا ہے۔

۲۲۷ خانہ کعبہ و حطیم و میزاب وغیرہ

۱۔ خانہ کعبہ۔ (دیکھو نقشہ نقرہ ۴۹) اس کا طول شرق سے مغرب تک پچیس گز ہے۔ اور عرض بیس گز اور اونچائی ۲۷ گز ہے۔ اور دیوارون کا آثار ۲ گز ہے۔ اسکی چھت دوہری ہے یعنی بیچ مین دو چھتی ہے۔ اور یہ چھت تین ستونون پر قائم ہے اور یہ ساگون کی لکڑی کے ہین۔ اور ان پر چاندی منڈھی ہوئی ہے۔ اور ہر ایک کے گرد بہت سے سنہری اور روپہلی خوبصورت فانوس لگے ہوئے ہین۔ دیوارون اور چھتون پر

سرخ ڈشین پردے اور چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ شمالی جانب اوپر کی طرف ایک چھوٹی سی کھڑکی جس مین خانہ کعبہ کو غلاف اوڑھانے کے واسطے چھت پر جاتے ہین۔ خانہ کعبہ مین مصلی نبوی کے متعلق دیکھو فقرہ - ۶۵ - حجر اسود دروازہ کے قریب رکھا ہوا ہے۔ کعبہ شریف پر ہر سال سیاہ رنگ کا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ جس پر تین طرف سنہری اور روپہلی کلابتون سے آیات قرآنی بنی ہوتی ہین۔ اور ایک طرف سلطان روم کا نسب نامہ وغیرہ لکھا ہوتا ہے۔

۲ - دروازہ خانہ کعبہ - خانہ کعبہ کی عمارت مین چار گز تین انگل کی بلندی پر ہے۔ اور حجر اسود کو پورب دینے کیواسطے اس دروازہ کے آگے زینہ لگایا جاتا ہے جس کا ہم نے فقرہ ۲۹ مین ذکر کیا ہے۔ اس دروازہ کی چوکھٹ ساگون کی ہے چوکھٹ اور دروازون کے کواڑون پر چاندی کے پترے لگے ہوئے ہین۔ دروازہ چھ گز دس انگل لمبا اور چوڑا چار گز ہے۔

۳ - حجر الاسود - حجر اسود ایک پتھر ہے۔ جو کچھ بیضوی شکل کا ہے اور اس کے گرد چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہے۔ پتھر کا طول ایک بالشت چار انگل ہے اور وہ کعبہ شریف کے بائین ہاتھ کی طرف دروازہ مین ۲ گز سولہ انگل کی اونچائی پر نصب کیا ہوا ہے۔

۴ - رکن یمانی - رکن شامی - رکن عراقی - رکن حجر اسود - ان کا موقع نقشہ فقرہ ۴۹ سے معلوم ہوگا۔ بعض لوگ رکن شامی کو رکن عراقی اور رکن عراقی کو رکن شامی کہتے ہین مگر زیادہ مستند وہی ہے جو ہم نے نقشہ مین دکھایا ہے + رکن شامی یعنی ستون مین لہذا خانہ کعبہ کا جو کونہ عراق کی جانب ہے وہ ضرور رکن عراقی ہونا چاہیئے۔ اور اسی طرح رکن شامی اور رکن یمانی اور رکن حجر اسود کی وجہ تسمیہ ہے۔

۵ - ملتزم - یہ وہ چھوٹی سی جگہ ہے جو خانہ کعبہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان مین ہے۔ (دیکھو فقرہ ۱۲۵)

۶ - حطیم - یہ نصف دائرہ کی شکل کی ایک دیوار ہے جو کعبہ شریف کے شمالی طرف واقع ہے اسکو حجر یا خطیرہ بھی کہتے ہین + اسکی شکل اور پیمایش فقرہ - (۴۹) مین دی گئی ہے یہ دیوار سنگ مرمر کی ہے۔ اسکے اندر کے فرش مین رنگ برنگ کے پتھر لگے ہوئے ہین + اس مین اور خانہ کعبہ کی دیوار مین تین گز کا فاصلہ ہے یعنی اسکے اندر جانے کا راستہ تین گز چوڑا ہے + الحقوق والفرائض مین مولوی نذیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہین کہ اس دیوار کا اندرونی محیط ۲۸ - گز اور بیرونی سوا چالیس گز ہے۔ حطیم کے اندر خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ (جس کو میزاب کہتے ہین) گرتا ہے قریش نے جب خانہ کعبہ بنایا تو ان کو اسقدر مال حلال نہ ملا کہ خانہ کعبہ اسقدر بڑا بناتے کہ حطیم بھی اس مین داخل کر لیتے۔ لہذا یہ جگہ کعبہ شریف سے باہر رہی اور اسیواسطے اس جگہ کو حطیم یعنی ٹوٹا ہوا کہتے ہین + روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نذر مانی تھی کہ اگر مکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح ہوگا تو مین حطیم مین دو رکعت نماز پڑھونگی۔ تو جب فتح ہوا مکہ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور ان کو حطیم مین کر دیا اور فرمایا کہ پڑھو اس جگہ کہ حطیم خانہ کعبہ سے ہے اور تیری قوم نے جب نہ بنایا ان کو خرچ تو اسکو خانہ کعبہ سے باہر کر دیا تو اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا تو البتہ مین توڑتا خانہ کعبہ کو اور از سر نو بناتا اسکو اس اساس پر جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اور حطیم کو اس مین داخل کرتا اور اس مین دو دروازہ بناتا ایک سامنے کے رخ دوسرا پیچھے اور اگر مین زندہ رہا سال آیندہ تک تو ایسا کرونگا۔ یہی بیان ابو داؤد اور مسلم اور ترمذی مین پایا جاتا ہے۔ غرض کہ نہ زندہ رہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سال آیندہ۔ اسواسطے خانہ کعبہ اسی طریق پر رہا۔ اور خلفاء راشدین کو بھی فرصت نہ ملی کہ اسکی تعمیر کی طرف توجہ کرتے۔ ہان جب حضرت عبد اللہ بن زبیر کا زمانہ ہوا تو انہون نے اس پر عمل کیا اور خانہ کعبہ کو توڑ کر حطیم کو اس مین ملا دیا۔ اس کے بعد حجاج ظالم نے خانہ کعبہ کو حضرت عبد اللہ بن زبیر کے طریق پر رکھنا اچھا نہ خیال کیا اور توڑ تاڑ کر اسی پہلے طریق پر کر دیا جیسا کہ زمانہ جاہلیت مین تھا۔ اسیوجہ سے حطیم خانہ کعبہ کا حصہ خیال کیا جاتا ہے اور طواف کرنے مین اسکو بیچ مین لے لیتے ہین اور اسکو چھوڑ کر طواف کرنا درست نہین خیال کرتے دیکھو فقرہ - ۵۱ + مگر یاد رہے کہ اگرچہ حطیم خانہ کعبہ کا ایک ٹکڑا ہے تاہم جیسا کہ ہم نے کتاب الصلوٰۃ مین ذکر کیا ہے اگر کوئی شخص صرف حطیم کیطرف متوجہ ہو کر نماز پڑھے تو جائز نہین ہوگی کیونکہ خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اور شرح وقایہ مین اس کے متعلق پوری بحث ہے جس کا ذکر ہم نے کتاب الصلوٰۃ مین کیا ہے۔

۷ - میزاب - یہ کعبہ شریف کی چھت کا پرنالہ ہے۔ (دیکھو فقرہ ۴۹) یہ خالص سونے کا بنا ہوا ہے اس پرنالہ کا پانی حطیم مین گرتا ہے۔

۲۲۸- مصلی حنفی- مصلی شافعی- مصلی مالکی- مصلی حنبلی

۱- مصلی حنفی- یہ ایک مکان ہے دو منزلہ جو حطیم کی طرف مطاف کی حدود سے باہر روش پر واقع ہے اوپر کی منزل کبروں کے واسطے ہے اور اس پر چڑھنے کے واسطے لکڑی کی ایک سیڑھی مغرب کی طرف لگی ہوئی ہے۔

۲- مصلی شافعی- یہ مصلی باب بنی شیبہ کے پاس واقع ہے اور کعبہ شریف کی دیوار سے ۴۰ گز کے فاصلہ پر ہے اسکا نقشہ مقابل دیا گیا نقشہ ۳۶ مین مقام (ب) پر واقع ہے

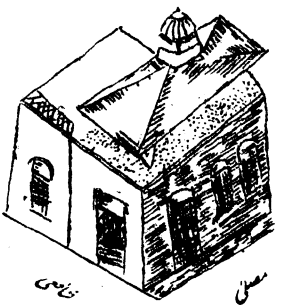

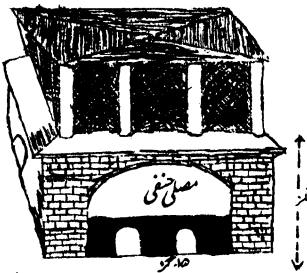

۳- مصلی مالکی- خانہ کعبہ کی دیوار سے ۶۵ گز کے فاصلہ پر پہلی جانب واقع ہے اور مطاف کی حدود سے باہر سنگین فرش کے کنارہ پر ہے۔

۴- مصلی حنبلی- مقابل حجر اسود کے دیوار کعبہ شریف سے ۴۸ گز ہے

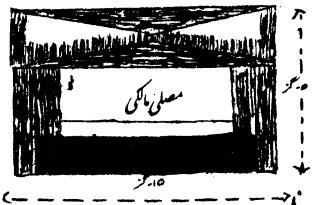

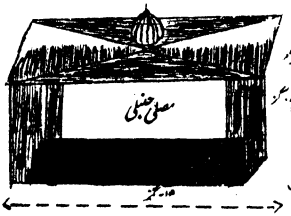

۲۲۹- مقام ابراہیم وچاہ زمزم وقبہ فراشین ومنبر زینہ

۱- مقام ابراہیم- (دیکھو نقشہ فقرہ ۵۲) ایک پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدمون کا نشان ہے۔ جس جگہ یہ پتھر رکھا گیا ہے اس جگہ کو مجازاً مقام ابراہیم کہتے ہین۔ یہ جگہ کعبہ شریف کی دیوار سے بفاصلہ ۲۲ گز واقع ہے اور اگر حجر اسود سے پیمایش کی جائے تو یہ فاصلہ ۷۰ گز ہے۔ یہ عمارت بشکل مستطیل ہے اور حدود مطاف کے اندر واقع ہے۔ یہ پتھر ۱۸ انچ لمبا اور اسیقدر چوڑا ہے مگر کمیں انچ موٹا ہے۔ اسکے اوپر غلاف چڑھا رہتا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ قتادہ سے روایت ہے کہ لوگون نے زمانہ اسلام مین پہلے اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤن کی دو ایڑیون اور انگلیون کا نشان دیکھا تھا مگر مدت سے لوگون کا ہاتھ لگتے لگتے وہ نشان مٹ گیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ کی دیوار تعمیر کرتے کرتے پاڑ لگانے کی ضرورت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُن کو یہ پتھر پہاڑ ابو قبیس سے لاکر دیا۔ چنانچہ جتنی دیوار بلند ہوتی جاتی تھی پتھر بھی اُن کو اسیقدر اونچا کرتا جاتا تھا۔ ابن ابی خیثمہ عبداللہ بن زبیر سے نقل کرتے ہین کہ آپ نے لوگون کو مقام ابراہیم کے پتھر کو چھوتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس پتھر کے چھونے کا حکم نہین دیا بلکہ حکم یہ دیا ہے کہ اس کے پاس نماز پڑھو۔ سنن بیہقی مین ہے کہ یہ پتھر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور خلیفہ اول کے زمانہ میں خانہ کعبہ کے متصل لگا ہوا تھا (دیکھو نقشہ فقرہ ۵۲) مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کرکے اس کو اس جگہ لگایا جہاں کہ وہ اب ہے۔ مقام ابراہیم (جس کو حجر اسود دونوں ہاتھوں سے چھپے ہیں جنکو حضرت ادریس علیہ السلام نے طوفان نوح علیہ السلام کے خوف سے پہاڑ ابو قبیس میں چھپا دیا تھا مگر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف تعمیر کرنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکا پتہ بتلایا؛ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں باقی رہی کوئی چیز جنت کی دنیا میں سوائے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے۔ اور جگہوں سے بہترین جگہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کعبہ اور مقام ابراہیم اور ملتزم ہے۔

۲- **قبۃ الفراشین** - یہ عمارت چاہ زمزم کے پیچھے اس مین مسجد کے متعلق جانمازین اور سامان رکھا جاتا ہے۔

۳- **چاہ زمزم** - اسکی وجہ تسمیہ اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت ہاجرہ کو معہ اپنے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ملک شام سے لاکر مکہ معظمہ مین چھوڑ کر چلے گئے اور ایک مشک پانی اور کچھ کھجورین اُن کو دے گئے تھے۔ جب یہ پانی ختم ہوگیا تو حضرت ہاجرہ اپنے بچہ کے واسطے پانی کی تلاش مین صفا و مروہ کی دو پہاڑیون پر جو قریب تھین حالت اضطراب مین دوڑتی تھین اور ان دونون پہاڑیون پر چڑھکر خدا تعالیٰ سے دعا کرتی تھین۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اسوقت پیاس کی وجہ سے بیتاب تھے اور جیسے بچون کی عادت ہوتی ہے پاؤن زمین پر رگڑ رہے تھے جب حضرت ہاجرہ ساتوین چکر کے بعد مروہ پر پہنچین اور وہان خدائے تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھین تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤن مارنے کی جگہ سے بحکم الٰہی ایک چشمہ نمودار ہوا۔ اور اس مین سے خوب پانی جاری ہوا تو بی بی ہاجرہ نے مٹی ڈالکر روکنا چاہا اور یہ کہا زم زم (زم زم کے معنی سریانی زبان مین ٹھیر ٹھیر کے ہین) لہذا اس چشمہ کا نام زمزم ہوگیا۔ (زمزم کے فضائل کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۳۰-۱۲۳۱)

چاہ زمزم بالفعل ایک کنوان ہے (دیکھو نقشہ) جو خانہ کعبہ سے بفاصلہ ۳۲ گز بائین طرف کو ہے یہ عمارت دو منزلہ ہے اس کے نیچے کی دیوارین سنگ اسود کی ہین۔ اس درجہ کے دو حصے ہین لگے حصے مین کنوان ہے۔ اور پچھلے حصے مین آبدار خانہ اور وہان ہی سے اوپر کے درجہ مین جانے کے واسطے زینہ میان پر ہتی ہین۔ اس پچھلے درجہ کا دروازہ ایک پچھلی طرف بھی ہے۔ اوپر کے درجہ مین تین طرف تو سنگ اسود کی دیواریں ہین۔ چوتھی طرف یعنی خانہ کعبہ کے مقابل کی طرف ایک چوبی برآمدہ بھی ہے اس اوپر کے درجہ مین موذن رہتا ہے اور چھت مین ایسا انتظام ہے کہ اوپر کے درجہ مین سے بھی بذریعہ ڈول پانی لے سکتے ہین۔

کنوان اندر اور باہر سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے دہنہ کا دور سوا بارہ گز کا ہے۔ یعنی منہ کی چوڑائی ۴ گز ہے۔ اور کنوین کی گہرائی ۷۰ گز ہے اور کنوین کا دہانہ زمین سے ۲½ گز اونچا ہے۔ پانی کی سطح سے دو گز نیچے ایک جالی لگا دی ہے کہ اگر کوئی چیز گرے تو وہ اوپر ہی نکال لی جاوے۔ تہ تک نہ پہنچے۔ چار گھرنیان اس کنوین کے چارون طرف پانی کھینچنے کے واسطے لگی ہوئی ہین۔

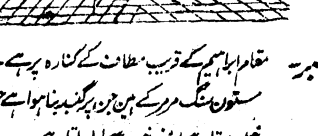

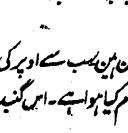

(زینہ جو خانہ کعبہ کے آگے لگایا جاتا ہے)

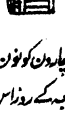

منبر

۴- **منبر** - مقام ابراہیم کے قریب مطاف کے کنارہ پر ہے۔ اسکی سترہ سیڑھیان ہین سب سے اوپر کی سیڑھی مربع ہے جس کے چارون کونون پر چار ستون سنگ مرمر کے ہین جن پر گنبد بنا ہوا ہے جس مین سنہری کام کیا ہوا ہے۔ اس گنبد پر کلس ہے۔ عیدین کو اور جمعہ کے روز اس منبر پر خطبہ ہوتا ہے اور منبر خوب سجایا جاتا ہے۔

۵- **زینہ** - یہ زینہ کبھی کسی جگہ رکھدیا جاتا ہے کبھی کسی جگہ مگر عموماً مطاف کے کنارہ پر رہتا ہے۔ جب ضرورت ہوتی ہے۔ تو خانہ کعبہ کے دروازہ کے آگے لگا دیا جاتا ہے۔ اس پر چاندی کے پترے لگے ہوئے ہین اور یہ زینہ عالیجناب نواب کلب علیخان بہادر نواب رامپور نے ہدیۃً بھیجا تھا۔

باب ۷ فصل ششم - اماکن محترمہ اندرون شہر مکہ و نواح باب ۷

۲۳۰ - اندرون شہر مکہ -

۱ - **دار خدیجۃ الکبریٰ (یا بیت الکبریٰ)** (دیکھو نقشہ) - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت تک اسی مکان مین رہتے تھے اور آپکے وضو اور عبادت کی جگہ بھی اس مین بنی ہوئی ہے + اس مکان کی فضیلت یہ ہے کہ یہ مسجد حرام سے دوسرے درجہ پر ہے سطح زمین سے یہ مکان نیچا ہے۔ کئی سیڑھیان اتر کر نیچے جانا پڑتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس مکان مین پیدا ہوئی تھین۔ آپکی پیدائش کی جگہ پر ایک لکڑی کا قبہ بنا ہوا ہے اس پر غلاف چڑھا رہتا ہے + اس مکان کو مسکن فاطمہ بھی کہتے ہین (اس جگہ وہ چکی بھی رکھی ہوئی ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جلایا کرتی تھین)

۲ - **دار ابوبکر صدیق** (یا دوکان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) - یہ کوچہ حجر یعنی زقاق صواغین مین واقع ہے۔

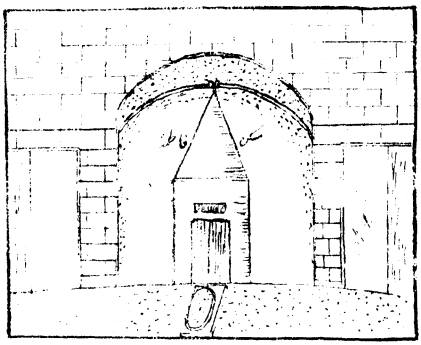

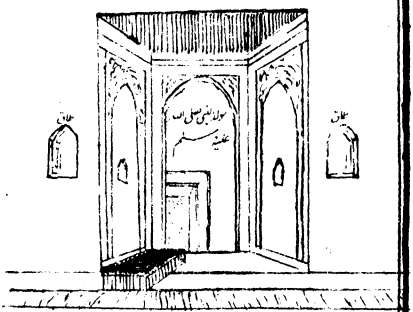

۳ - **مولد النبی** - یہ مکان مکلف پہاڑ ابوقبیس کے دامن مین ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکان مین پیدا ہوئے تھے۔

۴ - **مولد حضرت علی** کرم اللہ وجہہ - یہ مقام کوچہ شعب بنی ہاشم مین واقع ہے۔

۵ - **دار ارقم** - (یا دار خیزران یا مخفی) یہ ایک مسجد ہے صفا کے پاس + یہان حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔ اسکو مخفی اسوجہ سے کہتے ہین کہ ابتداء حال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان چھپکر رہتے تھے اور مومنین سابقین کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھتے تھے۔ اور دار خیزران اسوجہ سے کہلاتا ہے کہ اسکو خیزران ہارون رشید کی مان نے مول لے لیا تھا۔

۶ - **صفا و مروہ** - یہ دو پہاڑیان ہین مسجد حرام کے سامنے باب النبی سے داہنی باہین نقشہ صفا و مروہ کے واسطے دیکھو فقرہ ۵۹ صفا و مروہ کا کچھ حال مقدمہ مین ملیگا اور کچھ فقرہ ۲ مین ملے گا۔

۷ - **جبل ابوقبیس** - اس پہاڑ پر شق القمر واقع ہوا ہے۔ اور یہان ایک مسجد ہے جس میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اوّل ہی اوّل اذان دی تھی۔ یہ مسجد مسجد حرام کے اندر سے نظر آتی ہے۔ اسکا نقشہ صفحہ آیندہ پر ہے۔

۸ - **حجر متکلم** - یہ کوچہ حجر مین واقع ہے۔ حجر متکلم اسوجہ سے کہلاتا ہے کہ اس پتھر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ سے کلام کیا تھا۔

۹ - **حجر متکا** - یہ کوچہ حجر مین واقع ہے اس پر آپ کی کہنی مبارک کا نشان ہے۔

۱۰ - **مزار حضرت عثمان** مأذونی - یہ مزار بھی شہر مکہ مین واقع ہے۔

۲۳۱- بیرون شہر مکہ

۱- جبل ثور- مکہ شریف سے تین کوس سے زیادہ فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ پہاڑ بہت بلند ہے اسکی چوٹی کے پاس غار ہے جس کے اندر جانے کا راستہ بہت تنگ ہے۔ اندر بہت مشکل سے صرف ایک بالشت چار انگل کا سوراخ ہے جس مین سے لوگ اندر جاتے ہین۔ اس تجویز سے اندر گھستے ہین کہ پہلے دونون ہاتھ پھیلا کر اندر کر دیتے ہین پھر اُن کے ذریعہ گھسٹ کر اندر چلے جاتے ہین

۲- جبل حرا یا جبل نور- مکہ سے شرق کیطرف تین کوس پر واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے پہلے اسی غار مین عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی پہاڑ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپکا سینہ مبارک چاک کیا تھا۔ اور اسی پہاڑ پر سورہ اقرأ نازل ہوئی تھی

۳- جنت المعلیٰ- جس کو مقبرہ معلیٰ بھی کہتے ہین۔ اس کا حال (دیکھو نقشہ ۲۲۳) مین ملے گا۔

۴- مسجد الرایہ- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان نماز پڑھی ہے۔ اور فتح مکہ کے دن وہان نیزہ گاڑا ہے۔ یہ مسجد مکہ کی بلندی کیجانب جنت المعلیٰ کی راہ مین ہے۔

۵- مسجد جن- وہان جنون نے حضرت کے پاس حاضر ہوکر قرآن شریف سنا یا ہے۔

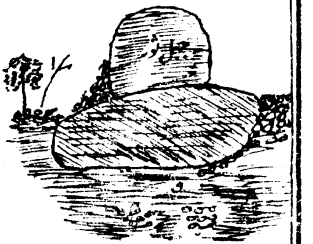

۶- مسجد تنعیم یا مسجد عائشہ- اسکو مسجد عمرہ بھی کہتے ہین تنعیم مین ہے۔ اب یہان سے عمرہ کا احرام باندھتے ہین۔ اسکو بعض دفعہ مسجد تنعیم بھی کہتے ہین۔

۷- مسجد الشجرہ- مقابل مسجد جن کے ہے اسواسطے اس نام سے مشہور ہے۔ یہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کو طلب فرمایا۔ اور وہ حاضر ہوا۔

۸- مسجد نمرہ- جس کے گرد وپیش کبریان کہتی تھین۔ ظاہر ہو یہی مسجد الاجابہ ہے۔ یہ وادی محصب کے پاس محلہ عابدہ مین وادی زرد مین واقع ہے۔

۹- مسجد الزیاد- جہان بادشاہ تبع کے گھوڑے بندھتے تھے۔ مگر اب جیاد مکہ مین ایک محلہ کا نام ہے۔

۱۰- مسجد ذی طویٰ- یہ تنعیم کی راہ مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت حج وعمرہ مین یہان اترے تھے۔

۱۱- حدود میقات- اس کا حال فقرہ- ۲۰- و ۲۸- و ۲۹ مین ملے گا۔

۱۲ حدود حرم- اس کا حال فقرہ- ۴۱- و ۴۲- مین ملیگا۔ (دیکھو نقشہ حدود حرم فقرہ- ۲۹)

باب ۱۰ فصل ہفتم ۔ مسجد نبوی و عمارات اندرونی باب ۱۰

۲۳۲ ۔ مسجد نبوی و روضہ مقدس وغیرہ

۱ ۔ مسجد نبوی ۔ مسجد نبوی ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد جو تغیر مسجد نبوی کی عمارت میں واقع ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی تغیر نہیں کیا تھا ۔ ہاں جو ستون گر پڑے تھے ان کو آپ نے پھر دوبارہ کھڑا کرا دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں چونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور مسجد نبوی ان کی نماز کے واسطے کافی نہ ہوتی تھی تو آپ نے مسجد کو فراخ کیا ۔ مگر یہ توسیع بھی پرانے زمانہ کے طریق پر کچی یعنی دیوارین کچی اینٹ کی تھیں اور چھت اور ستون کھجور کی لکڑی کے تھے ۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی توسیع میں مصروف ہوئے تو آپ نے مشرق کی طرف سے مسجد کو فراخ اس وجہ سے نہ کیا کہ آپ نے فرمایا کہ اس طرف حجرہ ازواج مطہرات کے ہیں اور میری مجال نہیں کہ ان کو منہدم کراؤں ۔ غرض دوسری طرف مسجد کو وسیع کرنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر بیچ میں آتا تھا ۔ تو انہوں نے اصرار کیا کہ میں اپنا گھر نہ قیمتاً دیتا ہوں اور نہ یوں ہی گروانا چاہتا ہوں ۔ پس اس بات میں حضرت ابی بن کعب منصف ٹھیرائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس تعمیر کرانے لگے تو جس سے زمین میں سے ایک شخص کا مکان بیچ میں آتا تھا ۔ اور داؤد علیہ السلام نے قیمت پیش کی جب بھی وہ راضی نہ ہوا غرض انہوں نے ارادہ کیا کہ اس کو کسی طرح حاصل کرنا چاہئے ۔ تو وحی آئی کہ تو آدمیوں کا گھر غصب کرتا ہے ہم نے تو تجھ کو گھر بنانے کا حکم دیا ہے لہذا اس کی جزا یہ ہے کہ تم گھر بنانے سے منع کئے گئے ۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس عمارت کو تمام کیا تھا ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کو سنکر اپنے ارادے سے باز رہے ۔ مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خود ہی اپنا مکان اس کے بعد مسلمانوں کو دیدیا ۔ اور مسجد وسیع کی گئی ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک جانب ایک برآمدہ تعمیر کرایا جس کو صفہ کہتے تھے ۔ کہ وہ مسجد سے علیحدہ رہے کہ لوگ وہاں بیٹھکر آپس میں گفتگو کر سکیں ۔ یا آواز بلند شعر وغیرہ پڑھ سکیں جو مسجد میں منع تھے ۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں بہت تغیر و تبدل کیا ۔ ستون پتھر کے لگائے اور دیوارین پتھر کی بنوا کر اُن پر نقش بنوائے ۔ اور آپ ذات خاص سے مسجد کی تعمیر میں مصروف رہتے تھے ۔ اس کے بعد سلطان ولید بن عبدالملک بن مروان نے عمر بن عبدالعزیز کو جو اُن کی طرف سے مدینہ شریف کا گورنر تھا حکم دیا کہ مسجد کو بہت وسیع کر کے دوبارہ تعمیر کراؤ اور اس قدر وسعت دو کہ ازواج مطہرات کے حجرہ بھی اس میں شامل ہو جائیں ۔ چنانچہ جس روز ازواج مطہرات کے حجرے گرائے گئے تو مدینہ شریف میں کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس میں آہ و زاری اور نوحہ نہ کیا گیا ہو ۔ غرض مسجد شریف کا طول دو سو گز اور عرض ۱۶۰ گز ہو گیا ۔ اور بڑے بڑے استاد معمار اور سنگ تراش لگائے گئے ۔ اور جو معمار اچھا نقش بناتا تھا اس کو علاوہ مزدوری کے سو اتیس درم بطور انعام ملتے تھے تعمیر تین سال میں ختم ہوئی ۸۸ھ ہجری میں شروع ہو کر ۹۱ھ ہجری میں ختم ہوئی ۔ اور چار کونوں پر چار مینار بھی اسی موقع پر بنے تھے ۔ اس کے بعد اس عمارت میں صرف خلفاء عباسیہ میں سے مہدی نے دس ستون اور بڑھائے تھے ۔ مگر نقش و نگار اسی قسم کے کرائے ۔ اس کے بعد شاید مامون رشید نے اس میں کچھ بڑھایا تھا ۔

۲ ۔ حجرۂ مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جس میں آنحضرت ۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبور مطہرہ ہیں مسجد نبوی میں بائیں طرف واقع ہے ۔ اس کی چار دیواری نگین ہے جس پر نقش و نگار ہیں ۔ اس کا کوئی دروازہ نہیں ۔ صرف ایک کھڑکی ہے جو چھت کے قریب لگی ہوئی ہے اسکی چھت پر ایک بنرقبہ بنا ہوا ہے اور اسی وجہ سے یہ گنبد خضرا کہلاتا ہے ۔ مسجد شریف کی چھت سے حجرہ شریف کی چھت بہت بلند ہے ۔ حجرہ کی پیمائش یہ ہے ۔ طول ۱۱ گز ۔ عرض ۱۰ گز ۲ انگل ہے ۔ حجرہ شریف کے گرد ایک احاطہ شکل مخمس بنا ہوا ہے ۔ اس احاطہ اور حجرہ شریف کے درمیان کچھ فاصلہ ہے اور اس احاطہ کے اوپر کے حصہ پر ۱۳۷۴ھ مندل کی لکڑی کی جالی لگی ہوئی ہے اور یہ جالی اوپر چھت سے جا ملی ہے

اس احاطہ پر غلاف چڑھا رہتا ہے اس احاطہ کے چار طرف اور احاطہ ہے جو تانبے کی جالی کا بنا ہوا ہے اس میں چار دروازہ لگے ہوئے ہیں۔

۳ ۔ اُسطوانہ۔ یوں تو مسجد کے جتنے ستون ہیں سب متبرک ہیں۔ کیونکہ جماعت ہو چکنے کے بعد صحابہ کرام ایک ایک ستون کے پیچھے باقی نماز پڑھا کرتے تھے لیکن اُنمیں سے آٹھ ستون نہایت مشہور ہیں پہلا اسطوانہ محلقہ۔ یہ اسطوانہ محراب نبوی کے متصل واقع ہے اسکا حال فقرہ ۲۱۳ میں دیکھو۔ دوسرا اسطوانہ

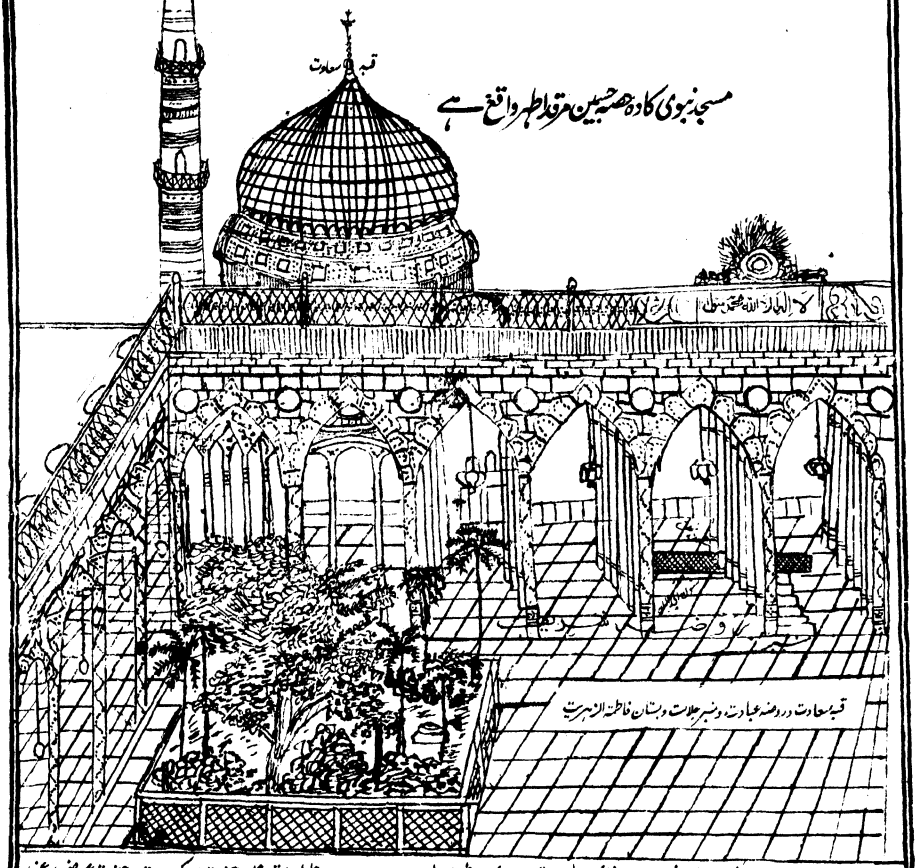

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (یا اسطوانۃ القرعہ یا اسطوانۃ المہاجرین)۔ مہاجرین جلیل القدر جیسے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس ستون کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسو اسطے اسکو اسطوانہ مہاجرین بھی کہتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے۔ کہ اگر کوئی شخص اس کا معلوم ہو۔ تو بغیر قرعہ ڈالے اس جگہ نماز میسر نہ ہو۔ اسو ہے اسکو اسطوانہ قرعہ کہتے ہیں ۴ تیسرا اسطوانہ ابی البابہ (یا اسطوانہ توبہ) یہ مجرہ اقدس سے دوسرا۔ اور قبر شریف سے چوتھا ہے۔ اسکا حال فقرہ ۲۱۰ میں دیکھو ۴ چوتھا اسطوانہ سریر کہ اسطوانہ توبہ کے قریب ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں ایک بوریہ پر بیٹھا کرتے تھے ۴ پانچوان اسطوانہ معرس (یا اسطوانہ علی ابن ابی طالب) یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کے واسطے بیٹھے رہا کرتے تھے ۴ چھٹا اسطوانہ ابولبابہ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر شریف کی تعلیم دیا کرتے تھے ساتوان اسطوانہ مربعۃ البعیر (یا مقام جبرئیل) ہے آٹھوان اسطوانہ تہجد۔ یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے

باب ۷ فصل ہشتم۔ مشاہد و مقابر مکہ و مدینہ باب ۷

۲۳۳ جنت البقیع۔

۱۔ جنت البقیع ایک قبرستان ہے جو مدینہ طیبہ کے مشرق کی طرف بیرون شہر واقع ہے۔

ا۔ حضرت مصعب بن ابی رہم سے روایت ہے کہ وہ بقیع کی راہ مدینہ آرہے تھے۔ اور ان کے ہمراہ ایک اہل کتاب تھا جب وقت بقیع کے پاس سے گذرے۔ اس نے کہا یہی ہے یہی ہے حضرت مصعب نے اسکا مطلب دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ اس مقبرے کا ذکر ہم نے توریت میں پڑھا ہے۔ کہ ایک قبرستان کھجور کے درختوں سے گھرا ہوا ہوگا۔ ستر ہزار آدمی اسمیں سے اٹھینگے۔ مانند چودھویں رات کے چاند کے۔

ب۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے جب آخر رات ہوئی تو آپ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ اور اہل بقیع پر سلام کیا اور اُن کے واسطے مغفرت کی دعا کی۔ اور فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ اَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

ج۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف سے اُٹھینگے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر اہل بقیع۔ پھر اہل مکہ۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ قبرہ ایسے ہیں جنکی روشنی آسمان میں ایسی ہے جیسے چاند سورج کی زمین پر ہے اُن میں سے ایک مقبرہ بقیع ہے اور دوسرا عسقلان۔

حضرت کعب احبار سے روایت ہے۔ کہ توریت میں وارد ہوا ہے کہ مقبرہ بقیع پر فرشتے مقرر ہیں جب قبرستان قبروں سے خوب بھر جاتا ہے تو وہ اسکو والت کر جنت میں خالی کر دیتے ہیں مقبرہ بنی سلمہ کی بابت بھی ایسی روایات آئی ہیں جو منزل بنی خزام میں مدینہ طیبہ کے مغرب کی طرف پہاڑ سلع کے نیچے واقع ہے۔ لیکن اب اسمیں دفن کرنا موقوف ہوگیا ہے۔

د۔ حضرت ابو موہبہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو آدھی رات کو جگایا اور فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں اسوقت مقبرہ بقیع پر جاؤں اور اہل بقیع کے واسطے خدا تعالیٰ سے مغفرت مانگوں۔ تو میں آپکے ساتھ ہولیا اور ہم بقیع پر آئے۔ بعد دعا فرمانے کے آپنے مجھ سے فرمایا کہ اے ابا موہبہ اسوقت میرے پاس دنیا کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئی ہیں اور ارشاد ہوا ہے کہ یا تو تو دنیا میں رہنا اختیار کر یا اشتیاق ملاقات پروردگار عالم کے واسطے تیار ہوجا۔ پھر آپنے فرمایا کہ کنجیاں میں نے واپس کر دی ہیں۔ میں ملاقات رب العلمین کی چاہتا ہوں۔ مگر ابو موہبہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے کنجیاں دنیا کے خزانوں کی لے لی ہوتیں۔ آپنے فرمایا۔ لَا وَاللّٰهِ اسکے بعد آپ وہاں سے واپس چلے۔ بس فوراً سر میں درد شروع ہوا۔ وہی درد سر تھا جس میں آپنے انتقال فرمایا۔

۲۔ دعا جنت البقیع میں پڑھنے کی۔ مستحب ہے کہ ایام قیام مدینہ شریف میں روز بعد زیارت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کی زیارت کرے اور پہلے دروازہ میں داخل ہو کر سلام کرے اور سلام کے وقت تمام اہل اصحاب اور مسلمانوں کی نیت کرے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ۔ پھر گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اب ہر قبرہ کے رو برو تھوڑی دیر ٹھہرتا جائے اور پڑھتا جائے ✽ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قبرستان میں گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور اسکا ثواب اہل مقبرہ کو بخشے تو خدا تعالیٰ اس شخص کو بعدد ہر میت کے جو اس میں مدفون ہیں ثواب دیگا۔

۲۲۴ جنت البقیع مع قبہ جات

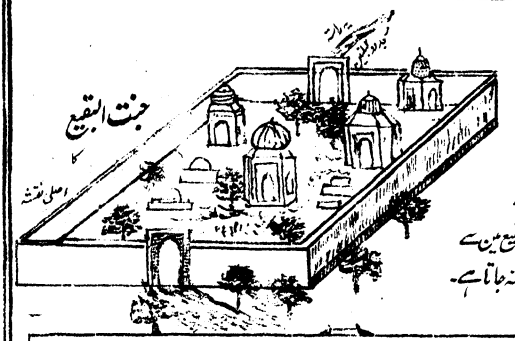

مقابل میں جنت البقیع کا اصلی نقشہ ہے اور نیچے کل قبہ جات کے تعویذ علیحدہ بنادیے ہیں۔ جنت البقیع میں سے گذر کر مسجد و قبلتین کو راستہ جاتا ہے۔

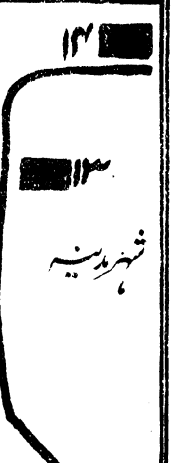

قبہ جات ۔ سیر کی جگہ کتابوں میں لکھا ہے کہ جنت البقیع میں جو صحابہ جنت آباد حضرت کے عہد مبارک میں اور بعد میں دفن ہوئے ہیں بیشمار ہیں لیکن قاضی عیاض امام مالک سے نقل کرتے ہیں کہ انکی تعداد دس ہزار ہے۔ لیکن سادات و اہل بیت و علماء و تابعین وغیرہ جو اسمیں مدفون ہیں لوگ کا پتہ نہیں کیونکہ پہلے زمانہ میں قبروں کے بنانے اور ان پر نام کندہ کرنے کا دستور نہ تھا تو وہاں میسار قبریں ہیں جنکا نام و نشان بھی نہیں بجز قبہ جات زمانہ حال میں موجود ہیں وہ یہ ہیں ۔

قبہ ۔ ۱ ۔ ۱ ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ چچا حضرت ﷺ ۔
۲ ۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما ۔
۳ ۔ حضرت امام زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما ۔
۴ ۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ۔
۵ ۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۔
۶ ۔ حضرت جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا (بیک روایت)
۷ ۔ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام [۵]
۸ ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ (بیک روایت) ۔

قبہ ۔ ۲ ۔ ۱ ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۔

قبہ ۔ ۳ ۔ ۱ ۔ حضرت ابراہیم بن نبی رحمۃ للعالمین ۔
۲ ۔ عثمان بن مظعون ۔
۳ ۔ عبد الرحمن بن عوف ۔
۴ ۔ سعد بن ابی وقاص ۔

قبہ ۔ ۴ ۔ جملہ ازواج مطہرات سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت میمونہ [۵]

قبہ ۔ ۵ ۔ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں سوائے حضرت فاطمہ کے

قبہ ۔ ۶ ۔ حضرت عقیل بن ابی طالب برادر حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔

قبہ ۔ ۷ ۔ نافع جو مولیٰ تھے عبد اللہ بن عمر کے ۔

قبہ ۔ ۸ ۔ ۱ ۔ حضرت امام مالک ۔
۲ ۔ حضرت امام سمہودی کا قریب قبہ کے نزدیک ہے ۔

قبہ ۔ ۹ ۔ حضرت حلیمہ سعدیہ ۔ رضی اللہ عنہا ۔

قبہ ۔ ۱۰ ۔ ۱ ۔ حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ۔

قبہ ۔ ۱۱ ۔ ۱ ۔ حضرت ابو سعید خدری ۔

قبہ ۔ ۱۲ ۔ ۱ ۔ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی تھیں ۔

قبہ ۔ ۱۳ ۔ ۱ ۔ حضرت اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۔

قبہ ۔ ۱۴ ۔ ۱ ۔ حضرت مالک بن سنان جو والد ماجد حضرت ابو سعید خدری کے تھے ۔

قبہ ۔ ۱۵ ۔ ۱ ۔ بنفس کیہ حضرت مہدی پوتے حسن مثنی کا جو امام منصور کے وقت میں شہید ہوئے ۔

---

[۵] علامہ السمہودی نے لکھا ہے کہ جسم مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا میں ہے اور سر یزید لعین جنت البقیع میں ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رقمطراز ہیں کہ اسی القلوب میں اسکی تائید کرتے ہیں مگر لوگ یہ سمجھے ہیں کہ سر مبارک کربلا میں ہے کہ غلط ہے ۔ [۵] حضرت خدیجہ کی قبر جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں اور حضرت میمونہ سرف میں مدفون ہیں ۔

۲۳۵ شہداء احد و بدر

۱۔ شہداء احد و بدر کے مقابر مدینہ شریف سے دو میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع ہیں۔

ا۔ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کی پاس جاکر کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ آپ کے کان اور ناک وغیرہ ملعونوں نے کاٹ لئے ہیں (معاذ اللہ منہا) اور شکم اطہر واقدس کے کئی ٹکڑے کر دئے ہیں تو آپنے وہاں چند کلمات انسوس کے فرمائے اور فرمایا کہ مجھکو ایسی مصیبت کبھی نہیں پہنچیگی۔ اور ایسی غصہ کی جگہ میں کبھی نہیں کھڑا ہونگا۔ آپنے اتنا کہا ہی تھا کہ وحی آئی مَکْتُوْبٌ فِیْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ حَمْزَۃُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ۔ آپنے شہداء احد کو بے غسل کفن خون آلودہ کپڑوں میں اسطرح دفن کیا کہ ایک ایک قبر میں دو دو شخص۔

ب۔ شہداء احد کا یہ درجہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو اپنے روبرو بلاکر ان سے کلام کیا خصوصاً عبد اللہ والد جابرؓ سے بالمشافہ کلام کیا اور پوچھا کہ اگر تم کو کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ اے رب العالمین ہمیں بہشت میں سب کچھ مل رہا ہے۔ مگر خواہش ہے تو یہ ہے کہ ہم پھر دنیا میں بھیجے جائیں اور تیرے لئے پھر شہید ہوں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں اب جانا نہیں ہو سکتا ہاں تمہارا حال تمہارے بھائیوں کو پہنچا دیا جائیگا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا۔

ج۔ شہداء احد بقول صحیح تعداد میں ستر ہیں اُن میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ بہ اخبار صحیح میں وارد ہوا کہ شہداء احد کی قبریں چھیالیس برس بعد کھولنے کا اتفاق ہوا تو اُن کو ویسا کا ویسا ہی قبروں میں لیٹا ہوا پایا۔ اور انکے ہاتھ زخموں پر رکھے ہوئے تھے۔ جب کسی کا ہاتھ زخم سے اُٹھایا تو تازہ خون اس زخم سے اس طرح جاری ہوا جیسے زندہ آدمی کے بدن سے جاری ہوتا ہے۔

د۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شب برات میں شہداء احد کے واسطے استغفار کی تھی۔ لہذا شب برات کو مردوں کے لئے اور شہداء احد اور اہل بقیع کے لئے استغفار کرنا اور انکو ثواب پہنچانا مطابق سنت کے ہے۔

س۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبروں پر آتے اور فرماتے تھے۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔

س۔ شہداء احد کی قبریں ایک احاطہ میں واقع ہیں جو حضرت حمزہ سید الشہداء کے مشہد کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ مقام مدینہ شریف سے تین کوس ہے۔

ط۔ شہداء احد کی زیارت جمعرات کو علماء مستحب بتاتے ہیں۔ اور وقت زیارت یہ پڑھنا چاہئے۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔ اور آیت الکرسی اور قل ھو اللہ احد پڑھے۔

۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اہل بدر کی بہت توقیر و اکرام کیا کرتے تھے۔

ا۔ اہل بدر تین سو تیرہ آدمی ہیں۔ جن میں سے ستر مہاجرین ہیں اور تین سو چھتیس انصار ہیں۔

ب۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف ایک خاص توجہ کی اور فرمایا۔ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ (جو تمہارے جی میں آئے کرو میں نے تم کو بخشا)

ج۔ علماء لکھتے ہیں کہ اہل بدر کی فضیلت اسوجہ سے ہے کہ انہوں نے دین متین کی تائید ایسے وقت کی کہ جس سے دین کی جڑ قائم ہوگئی گویا تائید دین متین افضل عبادات ہے۔

د۔ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ جس طرح آپکے اصحاب میں اہل بدر عالی مرتبہ ہیں بمقابلہ اور اصحاب کے اسیطرح جو فرشتے کہ جنگ بدر میں موجود تھے وہ اشرف و اعلیٰ ہیں بمقابلہ اور فرشتوں کے۔

س۔ بدر کے میدان کارزار کے موقع کے واسطے دیکھو نقشہ کلاں خانہ ۔ ۱۳

۲۳۶ قبرستان جنت المعلی

۱- قبرستان جنت المعلیٰ - مکہ شریف میں واقع ہے۔

۲- اس قبرستان میں حسب ذیل مدفونین علاوہ اُنکے ہیں جنکے قبہ جات نام بنام لکھے جاتے ہیں۔ ۱- سیدنا عبدالرحمٰن بن ابابکر۔ ۲- سیدنا عتاب بن اسید ۳- سیدنا طاؤس۔ ۴- سیدنا عبداللہ بن عمر۔ ۵- سیدنا ابو محذورہ۔ ۶- سیدنا جبیر بن عدی۔ ۷- سیدنا عبداللہ بن کریز۔ ۸- سیدنا سہل بن حنیف ۹- سیدنا عثمان والد سیدنا حضرت ابابکر صدیق۔ ۱۰- سیدنا عطاء بن رباح۔ ۱۱- سیدنا عبدالقاسم بن سلام۔ ۱۲- سیدنا سفیان بن عیینہ۔ ۱۳- سیدۃ اسماء بنت ابی بکر۔ ۱۴- سیدنا امام عبداللہ بن ابی معدیا فعی۔ ۱۵- سیدنا امام قشیری۔ وغیرہ وغیرہ۔ (۱) کے بابہ مزار حضرت علامہ قاری مفتی ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی اور خواجہ عثمان ہارونی ہیں

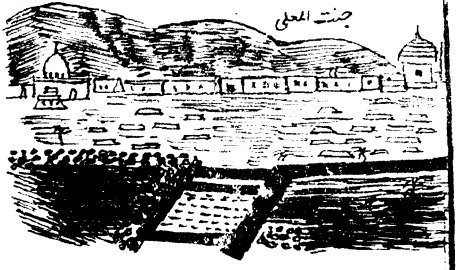

قبہ - ۱- حضرت خدیجۃ الکبریٰ - یہاں یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ ھٰذا قبر افضل النساء ستدل تاخذ بحجۃ الکبریٰ

قبہ - ۲- حضرت سیدۃ آمنۃ الزہریۃ۔ یہاں یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ ھٰذا قبر خیر البریۃ سیدتنا آمنۃ الزھریۃ۔

قبہ - ۳- اجداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ فی ھٰذا القبۃ الشریفۃ اجداد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مولنا عبدالمطلب بن ھاشم علیہ السلام۔ قبر الثانی مولنا عبد مناف بن قصی

قبہ - ۴- عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ یہاں یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ ھٰذا الضریح الشریف الجلیل الامین فی التصدیق صدیق رضی اللہ عنہما سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر

قبہ - ۵- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔

قبہ - ۶- قاسم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۳۷ - بعض دیگر مقابر

۱- درگاہ حضرت میمونہ۔ (دیکھو نقشہ کلان اخانہ ۱۷)

۲- مقبرہ ابو عبیدہ۔ جو مسجد صفرا کے قریب ہے۔ (دیکھو نقشہ خانہ ۱۳)

۳- مقبرہ مضر بن نزار۔ (دیکھو نقشہ کلان اخانہ ۱۱)

۴- مشہد حضرت عقیل۔ (دیکھو نقشہ کلان اخانہ ۱۳)

۵- مقبرہ حضرت حوا۔ یہ جدہ میں ہے (دیکھو نقشہ کلان خانہ - ۲۲ نیز دیکھو فقرہ ۲۱۶

۶- مقبرہ حضرت ہارون۔ کوہ احد پر ہے (دیکھو نقشہ کلان اخانہ ۱۰)

۷- مقبرہ حضرت حمزہ - و عبداللہ بن جحش و سعد بن عمرو شماس بن عثمان - یہ سب شہداء بھی ایک ہی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ (دیکھو نقشہ کلان (خانہ ۱۰)

۸- مزار حضرت مالک بن سنان انصاری علیہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ (دیکھو نقشہ کلان (خانہ ۹)

۹- مزار حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب والد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) ان کے علاوہ محمد بن سابط سے روایت ہے کہ مقام ابراہیم اور حجر اسود اور رکن یمانی اور جاء زمزم کے درمیان ایک کم سو نبیوں کی قبریں ہیں۔ اور کعبہ شریف کے حجر میں سو نبی کی۔

۲۳۸- بعض آیات وادعیہ قبرستان میں پڑھنے کی اور اُن کا ثواب

۱- کوئی شخص اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے شخص کو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ بخشدے تو جائز ہے۔

۱- اس کے متعلق ہم مجلد فقرہ ۱۲۷ میں ذکر کر آئے ہیں۔ یہاں تفصیلاً ذکر کیا جاتا ہے۔ نماز یا روزہ یا حج یا عمرہ یا طواف خانہ کعبہ یا ذکر یا زیارت قبور انبیاء یا شہداء یا اولیاء وغیرہ یا کفین موتیٰ وغیرہ نیک کاموں کا ثواب اگر کوئی شخص کسی زندہ یا مردہ کو بخشے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے منظور فرمالیتا ہے۔ چاہے وہ نیک کام اس شخص نے کیا ہو یا اس غیر شخص کے نام پر کرے اور چاہے وہ نیک کام خود کر چکے تو اس کے بعد اس کا ثواب غیر کو پہنچا دے۔ اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے بالاتفاق۔ از درمختار وفتاوی عالمگیری وبحر الرائق وشرح متوسط وزاد الآخرۃ۔

ب- مختصر الفتاوی میں اس طرح لکھا ہے۔ وفرقے فی میت درمیان این کہ بوقت عمل نیت ثواب این چیز را برائے نفس خود نماید وبعد ازاں ثواب آں را بدیگرے بخشد وہ باشد یا زندہ۔ ومنکر آں از اہل سنت نیست۔

ج- طحطاوی اور شرح متوسط میں اس بارے میں یہ احادیث لکھی ہیں۔

(۱) وہ حدیث جو ہم نے فقرہ ۱۲۷ میں لکھی ہے۔

(۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَرَّ عَلَى مَقَابِرَ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ إِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

(۳)۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَمُرُّ عَلَى مَوْتَانَا وَنَزُوْرُهُمْ فَهَلْ نَصِلُ ذٰلِكَ إِلَيْهِمْ قَالَ نَعَمْ نَصِلُ وَيُفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يُفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ إِذَا أُهْدِيَ إِلَيْهِ رواہ ابو حفص العکبری۔

(۴) وعن مقل بن یسار انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرءوا علی موتاکم یس رواہ ابوداود

(۵)۔ وَرُوِيَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ يَمُوْتُ الرَّجُلُ وَيُدَعُ وَلَدًا فَتَرْفَعُ لَهٗ دَرَجَةً فَيَقُوْلُ مَا هٰذَا بِأَرْتِ فَيُقَالُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اِسْتِغْفَارُ وَلَدِكَ وَلِهٰذَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

۲- صاحب معالم التنزیل- اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ھٰذا اَیْضًا فِیْ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ھٰذَا مَنْسُوْخٌ الْحُكْمُ فِیْ ھٰذِهِ الشَّرِیْعَةِ بِقَوْلِهٖ۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ فَادْخَلَ الْاَبْنَاءَ الْجَنَّةَ بِصَلَاحِ الْاٰبَاءِ۔ (دیکھو فقرہ ۱۲۷)۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ واز جملہ خصائص ایں اُمت کہ مر انسان راست چیزیکہ سعی کردند ایشان بذات خود وآنچہ سعی کردہ شود برائے ایشان۔ ونبود مر کسانے را کہ پیش از ایشان بود مگر چیزیکہ سعی کردند بذات خود۔ ایں چنیں است از عکرمہ۔ وتطبیق گفتہ کہ احادیث بسیار دلالت میکند برایں قول کہ مومن میرسد بوے ثواب اعمال صالحہ از غیر خود۔ وور صحیح آمدہ ہر کہ مرد ومانند بروزہ دے روزہ۔ روزہ دار واز وے ولی وے۔ وفرمود صلی اللہ علیہ وسلم برائے کسیکہ حج میکرد از غیر خود۔ حج بگذار نخست از خود پس از ان بگذار از وے۔ واز عائشہ صدیقہ آمدہ کہ اعتکاف کرد از برادر خود عبدالرحمن۔

۲- قبرستان میں پڑھنے کے واسطے یہ عاسب سے بہتر ہے

ابن ابی شیبہ حضرت امام حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِكَ مُؤْمِنَةٌ اُدْخِلْ عَلَيْهَا رَوْحًا مِنْكَ وَسَلَامًا مِنِّيْ۔ تو اس کا اتنا ثواب ہے کہ پڑھنے والے کے واسطے ہر مسلمان جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے مرے اسکے واسطے حق تعالیٰ سے استغفار چاہتا ہے۔ ابن ابی الدنیا کی روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے واسطے لکھی جاتی ہیں نیکیاں تا قیامت۔

لہ- اے رب ان اجسام اور مڈیوں کے جو گل گئی ہیں اور دنیا سے چلی گئی ہیں درحالیکہ وہ تیرے اوپر ایمان لانیوالی تھیں۔ اپنی مہربانی سے ان میں روح ڈال اور سراسر اسلام پہنچا۔

باب ۷

فصل نہم - جملہ مساجد و آبار

باب ۷

۲۳۹ - مکہ شریف، مدینہ شریف کی مسجدیں

۱- مسجد قبا - یہ مسجد محلہ قبا مین واقع ہے۔ پہلی مسجد ہے جو زمانۂ اسلام مین بنائی گئی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین تشریف لائے اور قبیلہ بنی عوف مین اقامت فرمائی تو آپ نے معہ صحابہ کرام اپنے دست مبارک سے اس مسجد کو بنایا۔ چنانچہ اکثر مفسرین لکھتے ہین کہ۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط الایۃ وہ مسجد جس کی بنیاد اوّل دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی۔ الایۃ حق ہے کہ تم اس مین جاکر کھڑے ہو) اسی مسجد کی شان مین آیا ہے۔ اس مسجد مین ایک مکان ہے۔ جو مسجد کے قبلے کی طرف واقع ہے۔ یہ سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ اور مسجد قبا کے غربی جانب قبلے کی طرف بھی ایک عمارت ہے جس کو مسجد علی کہتے ہین الامام محمود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ بنا بدیہ عمارت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھر مین آرام فرمایا تھا اور نماز ادا فرمائی تھی۔ مسجد قبا کی دو رکعت نماز کی فضیلت ایک عمرہ کے برابر فرمائی ہے۔ ابن ماجہ مین اس طرح آیا ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من تطهر فى بيته ثم اَتى مسجد قبا فصلّى فيه صلوة كان له كاجر عمرة اور یہ بھی حدیث شریف مین ہے کہ جس نے چاردن مسجدون مین یعنی مسجد الحرام۔ مسجد انصار۔ مسجد نبوی۔ اور مسجد قبا۔ مین نماز پڑھی۔ اس کے گناہ بخشے گئے۔ اس مسجد کا طول عرض ۶۶ گز ہے۔ کچھ تھوڑی سی ایزادی عمارت مسجد مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ یہ اس مسجد قبا کے قریب ہے ؛ یہ مسجد ۴۰ گز لمبی اور ۳۰ گز چوڑی ہے۔ اور سامنے کے رُخ ۷ محراب ہین اور پہلوون مین دو طرف چار چار محراب ہین ہر ایک پانچ گز چوڑی ہے۔ ایک بڑا منبر ہے اور ایک بڑی۔ محراب پر یہ حدیث کندہ ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تطهر فى بيته ثم اَتى مسجد القبآء فصلّى فيه ركعتين كان كاجر العمرة ؛ ایک چھوٹی سی محراب دائین ہاتھ کی طرف اور ہے جس پر لکھا ہوا ہے۔ هذا المحراب طائفة لكنف النبى عليه السلام مسجد کے صحن مین ایک جگہ ہے جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھا کرتی تھی۔ اس جگہ کو صفہ کہتے ہین۔ اور یہان یہ عبارت کندہ ہے۔ هذا محل بنبك الناقة النبى عليه السلام۔ مسجد کے باہر ذرا فاصلہ سے امام حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما بنے ہوے ہین جن پر عربی عبارت کندہ ہے ؛ یہان ایک کنوان ہے جس کو بیر خاتم کہتے ہین۔ اس مین آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری مبارک گر گئی تھی ؛ مسجد کے غربی طرف باغ فدك ہے۔ اور اسمین ایک کنوان ہے جس مین سے ایک طرف سے پانی تو دکھاری اور دوسری طرف سے لوتو میٹھا ہے ؛ اس مسجد کی مرمت جو آخر مرتبہ ہوئی وہ سلطان محمود خان نے کرائی تھی جیسا کہ ایک نقرہ سے جو مسجد کے دروازہ پر کندہ ہے ظاہر ہے۔ وہ یہ ہے امام المسلمین شاہ جہان محمود خان

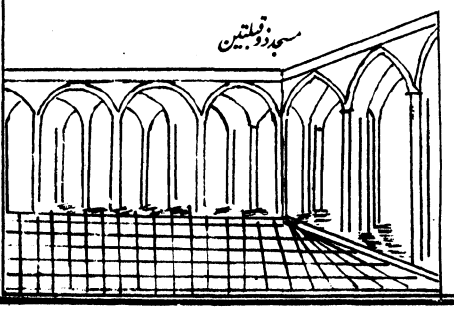

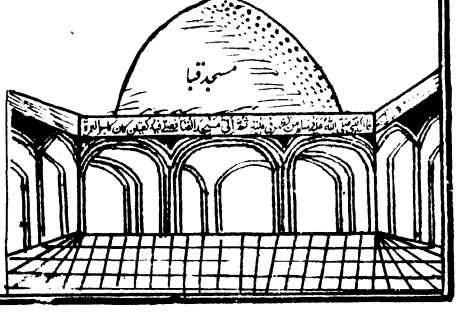

۲۔ مسجد جمعہ ۔ (یا مسجد الوادی ۔ مسجد العاتکہ) ۔ یہ قبا سے شمالی طرف کو ہے۔ مدینہ کی طرف آتے وقت بائیں طرف پڑتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر پہلے جمعہ کی نماز یہاں ہی ادا فرمائی تھی۔

۳۔ مسجد الفضیح ۔ (یا مسجد شمس) مسجد قبا سے مشرق کی طرف ایک احاطے میں واقع ہے۔ جب بنی نضیر پر چڑھائی ہوئی تھی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسجگہ نماز ادا فرمائی تھی۔ اسکی وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ نضیر ایوب اور دیگر انصار اس جگہ جمع ہوکر فضیح (جو ایک قسم کی شراب ہی) پیا کرتے تھے۔ جسوقت آیت مذمت شراب میں نازل ہوئی۔ تو انہوں نے اس ہی وقت مشکوں کے منہ کھولکر تمام فضیح اس ہی جگہ بہادیا مسجد کا یہ نام اس واقعہ کی یادگار ہے

۴۔ مسجد بنی قریظہ ۔ مسجد شمس سے مشرق کی طرف ہے۔ اسکی لمبائی چوڑائی ۴۳ گز ۔ و ۴۳ گز ہے۔

۵۔ مسجد ابراہیم ۔ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی قریظہ سے شمال کی طرف ہے۔ یہ سیدنا ابراہیم پسر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدایش ہے۔ قبلہ سے جانب شام گیارہ گز اور مشرق سے مغرب ۱۴ گز یہ مسجد بغیر چھت کی ہے۔

۶۔ مسجد بنی خطمہ ۔ بقیع سے مشرق کی طرف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں بھی نماز ادا فرمائی ہے۔ اس جگہ ایک پتھر ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری سے قرآن شریف پڑھوایا تھا۔ اور وہاں ایک پتھر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی کا نشان ہے۔ اور ایک پتھر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے سم کا نشان ہے اس ہی وجہ سے اسکو مسجد البغلہ بھی کہتے ہیں۔

۷۔ مسجد مسارتین ۔ (یا مسجد بغلہ ۔ مسجد سفرۃ النبی)

۸۔ مسجد الاجابۃ ۔ یہاں حضرت کی دو دعائیں مقبول ہوئیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ میری امت قحط سے نہ مرے اور دوسری یہ کہ امت غرق ہونے کے عذاب سے محفوظ رہے۔ یہ مسجد البقیع سے شمال کی طرف ذرا بلندی پر واقع ہے۔

۹۔ مسجد طریق الرافلہ ۔ حضرت حمزہ کے مشہد مقدس کو جاتے ہوئے جانب مشرق پڑتی ہے۔ مسجد ابوذر غفاری کے نام سے موسوم ہے بیہقی شعب الایمان میں عبدالرحمن بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد نبوی میں تھا۔ ناگاہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے دیکھا میں بھی پیچھے روانہ ہوا اب ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اور وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں گئے۔ اتنی دیر تک سجدہ میں رہے کہ میں ڈر کر رونیلگا تب آپنے سجدہ سے سر اٹھاکر فرمایا کہ کیوں روتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے اتنی دیر سجدہ کرنے سے مجھکو خوف ہوگیا۔ اسلئے رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت جبرئیل امین بارگاہ ایزدی سے یہ پیغام میرے پاس لایا تھا۔ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے حبیب جو شخص آپ پر تحفہ درود بھیجے گا۔ میں اسپر بھیجونگا۔ اور جو آپ پر سلام بھیجے گا۔ میں اسپر بھیجونگا۔ پس اسپر میں اپنے پروردگار کا شکر ادا کر رہا تھا۔ بیہقی حاکم روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت صحیح ہے۔ غرض اس مسجد کا آٹھ گز ہے

۱۰۔ مسجد الفتح ۔ (یا مسجد الاحزاب یا مسجد ابوبکر یا مسجد علی رضی اللہ عنہما) یہ مسجد جبل سلع کے ایک حصے پر واقع ہے۔ امام احمد حنبل نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں تین روز یعنی پیر منگل۔ بدھ کو دعا کی۔ اور آخر دن بارگاہ الٰہی سے قبولیت دعا کی بشارت پائی۔ اس دن اثر سرور کا آپ کے چہرے سے عیان تھا۔

۱۱۔ مسجد سلمان فارسی ۔ (یا مسجد ابوبکر یا مسجد علی رضی اللہ عنہما) یہ مسجد جبل سلع سے مغرب کی طرف مقام جنگ احزاب میں واقع ہے۔ ان مسجدوں کی بنا ابن عبدالعزیز نے کی ہے۔ اور بعد منہدم ہونے پہلی عمارات کے سیف الدین حسین اور زین الدین شیخ مصری نے انکو تعمیر کیا۔

۱۲۔ مسجد بنی حرام ۔ مدینہ سے مسجد الفتح کو جاتے ہوئے سلع کی گھاٹی میں داہنی طرف کو آتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز ادا فرمائی ہے۔ اسکے قریب ایک غار ہے۔ غزوۂ خندق کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غار میں اقامت فرمائی تھی۔ بعض اوقات آپ اس غار میں شب باش ہوا کرتے تھے۔ طبرانی ابوقتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس غار میں سر بسجدہ ہیں۔ حضرت معاذ قریب آئے لیکن آپ نے اتنے عرصہ تک سجدہ کو جاری رکھا۔ کہ حضرت معاذ گھبرا گئے۔ کہ کیا بات ہوئی ناگہان آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ اور فرمایا کہ جبرئیل امین میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہاری امت کے ساتھ کیا معاملہ کرونگا۔ میں نے جواب دیا کہ خدا خوب جانتا ہے۔ اسکے بعد دوبارہ جبرئیل آئے اور کہا۔ کہ خدائے پاک فرماتا ہے۔ کہ اے حبیب دل خوش کن

تیری امت سے ہرگز وہ سلوک نہ کرونگا جس سے تجھکو رنج ہو۔ پس مین نے سجدۂ شکر کیا۔

۱۳ - مسجد ذو قبلتین - اس مین ایک محراب بیت المقدس کی طرف ہے۔ اور دوسری کعبہ کی جانب ہے۔ مسجد فتح سے آدھے کوس مغرب کی جانب واقع ہے محمد بن انس سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ دو رکعتین پڑھی تھین کہ وحی تحویل قبلہ کے متعلق نازل ہوئی۔ پس باقی دو رکعتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف منہ کرکے ادا فرمائین۔ اس ہی وجہ سے اس کا نام مسجد القبلتین ہے۔ شیخ مجد الدین فیروزآبادی لکھتے ہین۔ کہ تحویل قبلہ کا واقعہ مسجد قبا مین ہوا تھا۔ اور صحیح مسلم اور صحیح بخاری مین ایسا ہی وارد ہوا ہے لیکن بہت علماء مسجد قبلتین ہی کو تحویل قبلہ کا مقام خیال کرتے ہین

۱۴ - مسجد سقیا - مدینہ طیبہ کی نواح مین سفر کرنیوالون کو خصوصاً جو کہ سے مدینہ کو جارہے ہون سب مین پہلے ملتی ہے۔ مسجد بہت چھوٹی ہے۔ صرف دس ہاتھ کا طول و عرض رکھتی ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد مین بھی نماز ادا فرمائی ہے۔ اور اہل مدینہ کے واسطے برکت کی دعا فرمائی ہے اسکے قریب ایک کنواں ہے۔ جو سقیا کے نام سے مشہور ہے

۱۵ - مسجد رایہ - مدینہ شریف کے باہر ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب ہے، واقع ہے۔ جو لوگ مدینہ شریف سے شام کی طرف جاتے ہین۔ انکو داہنی طرف پڑتی ہے۔ اور جبل سلع سے مشرق کی طرف ہے۔ اس مسجد پر سے قبہ شریف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھائی دیتا ہے۔

۱۶ - مسجد الفسح - احد کو جاتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار سے مشرق کی طرف پڑتی ہے۔ مطری کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر و عصر بعد فراغت جنگ احد کے وہین ادا فرمائی تھی۔ آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا الخ وہاں ہی نازل ہوئی تھی۔

۱۷ - مسجد عینین - حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے قبلہ کی جانب ہے۔ اس پہاڑ کو جبل الرمات بھی کہتے ہین۔ کیونکہ تیر اندازان احد کے دن اس پہاڑ پر کھڑے ہوئے تھے۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے زخم بھی وہین آیا تھا۔

۱۸ - مسجد وادی (یا مسجد عسکر) جبل عینین کے شامی کنارے پر واقع ہے مطری سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ یہین شہید ہوئے تھے۔

۱۹ - مسجد ابی بن کعب - یہ مسجد بقیع مین ہے۔

۲۰ - مسجد غمد - دروازہ شہر کے باہر مغرب کی طرف ہے۔ اس ہی مقام پر مسجد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی مشہور ہین۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مسجد مین نماز پڑھے

۲۱ - مسجد فاطمہ (یا بیت الحزن) یہ بقیع مین ہے۔ اسکو بیت الحزن اسوجہ سے کہتے ہین۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان رویا کرتی تھین۔ یہ جگہ قبلہ البیت سے جنوب کی طرف مشرق کو جھکا ہوا ہے۔

۲۲ - مسجد طریق السافلہ - (یا مسجد ابی ذر غفاری)۔

۲۳ - مسجد جن - اس کے حال کے واسطے دیکھو فقرہ ۲۳۱

۲۴ - مسجد تنعیم - (یا عائشہ) - دیکھو فقرہ ۳۱

۲۵ - مسجد الشجرہ - اس کے واسطے دیکھو فقرہ ۲۳۱

۲۶ - مسجد الرایہ - اس کے واسطے دیکھو فقرہ ۲۳۱

۲۴۰ - مکہ شریف و مدینہ شریف کے کنوین

۱ - بیر اریس - (بروزن جلیس) ایک یہودی کے نام پر ہے۔ جس کا نام اریس تھا۔ مسجد قبا کے پاس مغرب کی جانب ہے۔ پانی نہایت شیرین اور لطیف ہے بہت سی روایتون مین آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کا لعاب اس مین ڈالا تھا۔ اور اس ہی وجہ سے اس کا پانی اشد تبرین ہے۔ بیہقی مین آیا ہے کہ احسن بن مالک رضی اللہ عنہ جب قبا مین آئے تو اس کنوئین کو تلاش کرکے اسپر پہنچے اور یہ حدیث بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئین پر تشریف لائے۔ اور ایک ڈول پانی کا بھر وا کر اسمین سے نوش فرمایا۔ اور باقی بچا ہوا پانی واپس کنوئین مین ڈالدیا۔ اسکے بعد پھر اسی کنوئین پر

وضو کیا اور نماز پڑھی بعض اس حکایت کو بیرِ یس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جو کہ بیرِ یس کی بابت صحیحین میں آیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں ایک روز وضو کر کے گھر سے روانہ ہوا اس قصد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں اور ان ہی کی خدمت میں رہوں مسجد نبوی شریف میں پہنچکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کی طرف تشریف لیگئے ہیں۔ میں بھی وہیں گیا۔ تو معلوم ہوا کہ آپ بیرِ یس پر تشریف فرما ہیں میں حضور کی خدمت میں بیرِ یس پر حاضر ہوا۔ درکنوئیں کے گرد جو احاطہ تھا اسکو دروازہ بنا دیا گیا یہانتک کہ آپ وضو وغیرہ کر کے فارغ ہوئے۔ پھر میں احاطے کے اندر گیا۔ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اور پنڈلیاں کھولے ہوئے پاؤں مبارک پانی میں لٹکا رکھے ہیں۔ میں نے سلام کیا اور واپس دروازے پر آکر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دل میں خیال کیا کہ آج دربانی کی خدمت حاصل کرونگا۔ کچھ دیر بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دریافت کیا کہ کون ہے۔ آپ نے اپنا نام بتایا۔ میں نے کہا ذرا ٹھہریئے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہوں چنانچہ میں نے اندر جاکر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ اور حاضر خدمت ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا آنے دو۔ اور یہ بھی ان کو جنت کی بشارت دو۔ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو جنت کی بشارت دی۔ اور وہ اندر تشریف لے گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب بیٹھ گئے۔ اور بطریق مشارکت انہوں نے بھی پاؤں کنوئیں میں لٹکائے۔ میں پھر اپنی دربانی کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے ان سے بھی پوچھا کون ہے۔ آپ نے اپنا نام بتایا۔ میں نے کہا ذرا ٹھہریئے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہوں چنانچہ میں نے اندر جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور اندر آنیکی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا۔ آنے دو۔ اور انکو بھی جنت کی بشارت دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور آپکے بائیں جانب کنوئیں پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اس ہی طرح جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی واپس گیا اور اپنے بھائی کا انتظار کرنے لگا جس کو میں کچھ چھوڑ آیا تھا۔ اور دل میں خیال کیا کہ کاش وہ بھی آجائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے مشرف ہو۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ان کے آنے کی خبر بھی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی۔ آپ نے فرمایا۔ آنے دو۔ اور انکو بھی جنت کی بشارت دو۔ میں نے واپس آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ وہ اندر گئے۔ اور چونکہ جدھر آنحضرت اور دونوں صحابہ رضوان اللہ علیہم بیٹھے تھے ادھر جگہ نہ تھی۔ اسلئے انکے مقابل بیٹھگئے (صحیح بخاری میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جو بعد میں یکے بعد دیگرے خلفاء کے پاس رہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انکے ہاتھ سے اتفاقیہ گر کر اس ہی کنوئیں میں گر پڑی تھی۔ اور باوجود سخت تلاش کے نہیں ملی تھی۔ اور صحیح مسلم میں ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ مہر عقیب کے ہاتھ سے کنوئیں میں گری تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادم تھے۔ اور یہ واقعہ انکی خلافت کے چھٹے سال ہوا تھا۔ اور اس روز سے انکی خلافت میں جھگڑے فساد وغیرہ پیدا ہوئے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ وہ اور کنواں تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کنواں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نصب کردہ کنوئیں سے بنایا تھا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف نے جو چالیس ہزار دینار دئے تھے۔ اس میں سے بھی اسپر روپیہ خرچ ہوا تھا۔

۲۔ **بیرِ غرس**۔ شیخ مجدالدین فرماتے ہیں کہ بیرِ غرس (عین زبر سے) یعنی۔ درخت لگانے کے ہیں اور بئر غرس کی تحریک سے شجر کے وزن پر لکھتے ہیں۔ یہ کنواں مسجد قبا کے شمال مشرق میں تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر اور غرس نام ایک موضع ہے جو کہ اسکے قریب ہے۔ یہ بڑا سا کنواں ہے۔ اور پانی بہت سے یعنی دہ دردہ سے بھی زیادہ ہے۔ اور اس میں ایک درجہ ہے۔ جس کے راستہ سے کنوئیں میں چلے آتے ہیں ۱۳۵۳ھ میں تعمیر ہوا تھا۔

روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا۔ اور باقی پانی کو کنوئیں میں ڈالدیا۔ ابراہیم بن سعد بن عبیل بن سعد سے۔ روایت ہے کہ ابی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آجکل رات دیکھا کہ بہشت کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں پر میں گیا تھا صبح کی ہے۔ وہ آپ بیرِ غرس پر صبح کی تھی۔ پھر آپنے وضو کیا اور آپ ذہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور کچھ شہد جو آپ کے پاس کہیں سے بطور تحفہ آیا تھا۔ وہ بھی آپنے اس ہی کنوئیں میں ڈالدیا۔

۳۔ **بیرِ بضاعہ**۔ درگاہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جاتے ہوئے شامی دروازہ کے باہر داہنی طرف باغ جمل اللیل میں ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں پر تشریف لائے اور پانی مانگا اور آپ ذہن مبارک اسی کنوئیں میں ڈالدیا۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا۔ تو اسکو اس کنوئیں کے پانی سے غسل دیتے تھے۔ تو اسکی برکت سے اسکو شفا کامل حاصل ہوتی تھی حضرت اسماء بنت ابوبکر سے روایت ہے کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا تو ہم تین روز اسکو اس کنوئیں کے پانی سے غسل دیتے تھے۔ [illegible] بتاتا تھا۔

۴۔ **بیرِ بصہ**۔ مدینہ طیبہ سے قبا کو جاتے ہوئے۔ بائیں طرف جنت البقیع سے آگے ایک [illegible] حضرت ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ ایک دن رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں رونق افروز ہوئے۔ اور فرمایا کہ تیرے پاس کوئی سرکہ ہونے کی چیز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں ہے چنانچہ میں وہ چیز لیکر آپ کے ساتھ بیرضہ پر گیا۔ آپ نے سر مبارک دھویا۔ اور مسالہ کو کنوئیں میں ڈالدیا۔ اس کنوئیں کا پانی اونچا تھا۔

۵۔ **بیر حا**۔ مسجد نبوی کے سامنے دیوار شہر سے باہر ابو طلحہ کے باغ میں ہے اکثر اوقات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسمجگہ رونق افروز ہوتے تھے اور کنوئیں کے اندر میں ٹھیکر اسکا پانی پیتے تھے۔ اسکا پانی نہایت شیریں اور لطیف ہے۔ اور یہ مقام نہایت دلچسپ ہے۔

۶۔ **بیر عہن**۔ مسجد شمس سے آگے تھوڑی دور پر مسجد قبا سے مشرق کی طرف ایک باغ کے اندر ہے۔ یہ مقام نہایت پاکیزہ اور لطیف ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ اور آپنے وہاں وضو کیا۔ اور نماز پڑھی۔

۷۔ **بیر رومہ**۔ مدینہ طیبہ سے تین کوس پر مشرق کی جانب وادی عقیق میں مسجد قبلتین سے آگے ہے۔ یہ کنوان بھی بڑا ہے۔ پانی نہایت لطیف اور شیریں ہے۔ المحدیث لکھتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں اس کنوئیں کا پانی نہایت شیریں تھا اور کنوؤں کا پانی کھاری تھا۔ اسکا مالک ایک یہودی تھا۔ وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ خرید کر مسلمانوں کا وقف اسمیں جاری کردے اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کنوئیں کو اپنے خالص مال سے خرید اور وقف کر دیا جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستحق جنت ہوئے۔ رب العالمین۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نصف کنوان بارہ ہزار درہم میں خریدا تھا۔ اور وقف کردیا اسکا طریق یہ تھا کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی باری ہوتی تھی۔ اور ایک دن اس یہودی کی۔ تو یہودی پانی قیمت پر دیتا تھا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو مفت دیتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اسکی باری کے دن کوئی پانی نہیں بھرتا۔ بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باری کے دن مسلمان دو دن کی باری کا پانی بھی بھر رکھتے۔ ناچار ہو کر اس نے باقی نصف بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچدیا۔ اور آپ نے کل مسلمانوں کے واسطے وقف کر دیا۔

تمت

مضامین کتاب بہ ترتیب حروف تہجی

ا

اپنی طرف سے حج کرانیکے شرائط - - - ۷
اٹلی سے جدہ کا فاصلہ - - - - ۱۷
احرام - - - - - ۱۴
" مین رفث - - - - ۳۹
" مین فسوق - - - ۳۹
" مین جدال - - - ۳۹
" مین عنقہ یا چہرہ پر مٹھنا - ۳۹
" کرتہ پاجامہ یا عمامہ منع ہے ۳۹
" مین سر یا منہ ڈھانکنا ۳۹
" مین خوشبو وغیرہ لگانا - ۳۹
" مین بال مونڈنا - ۳۹
" کس طرح باندھتے ہین - ۱۱
" باندھنے کے مسائل ۱۱
" کس جگہ باندھنا چاہئے ۲۴
" کس جگہ کھولے - - ۲۴
" کا مطلب - - - - ۲۵
" میقات پر باندھے یا پہلے ۲۶
" کس جگہ سے باندھنا افضل ہے ۲۶
" باندھنے کا وقت - - ۳۰
" کی جگہ - - - - ۲۹
" کا لباس - - ۳۱
" مین کونسے کپڑے پہننے منع ہین - - - ۳۱
" کی تیاری - - - ۲۲
" کی تیاری مین ضروریات ۲۳
" فارغ ہونا - - ۳۲
" باندھنا اور کھولنا - - ۳۳
" کا لباس عورتون کیواسطے - ۳۴
احرام کا لباس مرد کیواسطے - ۲۳
" کیوقت تلبیہ کیا تہہ کیا ضرور ہے ۳۵
" بیہوش آدمی کے بدلہ باندھنا ۳۴
" پر احرام باندھنا - - - ۳۸
" باندھنے پر ممنوعات - - ۳۹
" مین ناخن کترنے - - ۳۹
" مین غسل کرنا - - - ۳۹
" مین پھپنے لگانا - - - ۳۹
" باندھا اور حج نہ کرسکا - - ۴۰
" کا بیان - - - - ۶۴
" حج + احرام حج - - - ۱۹۱
" عمرہ + احرام عمرہ - - - ۱۹۲
" حج + احرام عمرہ - - - ۱۹۳
" عمرہ + احرام حج - - - ۱۹۴
" پر احرام کی جزاء - - ۱۹۱
" کے فرائض - - - ۱۴
" کے واجبات - - - ۱۴
" کے سنن - - - ۱۴
" کے مستحبات - - - ۱۴
" کے مکروہات مفسدات وغیرہ - ۱۴
" کھولنا محصر کا - - ۱۵۱
" کے ممنوعات کی جزاء - - ۱۷۱
" باندھکر وقوف نہ کرسکنا - - ۸۲
احصار کے معنی - - - - ۱۵۰
" پر احصار ہونا - - - ۱۵۲
" کی مدی کہان ذبح کیجائے - ۱۵۳
" و محصر کے معنی و مطلب - ۱۵۰
" کی مدی کا ذبح کرنا - - ۱۶۲
آداب حرم - - - - ۴۲
ادعیہ مخصوصہ اذکار وقوف - کے موقع پر - - - - ۷۷
اریس (بیر) - - - ۲۴۰
آسٹریلیا سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
اشعار یعنی نشان لگانا ہدی کے کوہان مین ۱۵۹
افراد کے معنی - - - - ۱۰
افعال حج (حج کے متعلق) - - ۱۴۶
افریقہ شمالی سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
" مشرقی سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
آفاقی و مکی کے معنی - - - ۲۵
اہل و عیال کا نفقہ - - - ۵
اہل میقات احرام کہان باندھین ۲۷
اہل مکہ احرام کہان باندھین - ۲۷
اہل مکہ کیواسطے عمرہ کرنا حج کیلئے کونسا افضل ہے ۱۲
امن راہ (شرط حج) - - - ۵
امریکہ شمالی سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
" جنوبی سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
امور جسکا جاننا حاج کو ضروری ہے ۶۷
انگلینڈ سے جدہ کا فاصلہ - ۱۷
اندرون شہر و نواح ۲۳۰
آیات قرآنی متعلق حج - - ۲
ایک احرام پر دوسرا احرام باندھنا ۳۸
" شخص دوسرے شخص کے حج کرنیا عمرہ کرنیمین نیابت

ب

باب السلام - - - - ۴۷
بال کترنا اور مونڈنا - - ۱۷۱
بال کترنا مونچھون کے - - ۱۷۱
بچہ پیدا ہونا ہدی کے ہان - ۱۷۸
بچون کیواسطے احرام باندھنے کا طریقہ ۳۱
بچون کا حج - - - - ۱۴۵
بچے کا احرام - - - - ۱۴۵
بچے کے حج کے افعال کون ادا کریگا ۱۴۶
بحری جہاز کا کرایہ کتنا ہوگا ۱۴۷
بحری راستہ بیت اللہ شریف کا - ۱۰
بدعت ہے احرام پر احرام - - ۲۰
بدنہ و ہدی کے معنی و مطلب ۱۶۶
بذریعہ نائب حج کروانا - - ۷
" " حج صحیح اور فاسد دونا ۱۳۸
نقشہ ہر قسم کی حج کی ادائگی کا طریقہ ۱۲
بیہوش کیطرف سے احرام باندھنا ۲۴
بیمار ہوا احرام باندھکر - - ۴۰
" کا حج - - - - - ۱۴۲
" کا وقوف عرفات - - ۱۴۳
" کا طواف - - - - ۱۴۴
بیری کا درخت - - - - ۲۰
بیر عین - - - - - ۲۴۰
بیت العقبی - - - - ۲۲۴
بیت اللہ شریف کا بحری راستہ مختلف ممالک سے - - - ۱۶
بیر اریس - - - - - ۲۴۵
" نخرس - - - - - ۲۴۰
" بصہ - - - - - ۲۴۰
" روحا - - - - - ۲۴۰
" رومہ - - - - - ۲۴۰

پ

پاؤن کے ناخن کاٹنا - - ۱۷۲
پچھنے لگانے کے مقام کا مونڈھنا ۱۷۱
پرتگال سے جدہ کا فاصلہ - ۱۷

پیشہ ور کا حج ۔۔۔ ۵

ت

تشریح حج ۔۔۔ ۵
" حج وقران وتمتع وعمرہ ۔۔۔ ۱۳
" افعال حج ۔۔۔ ۱۵
" احرام میقات سے باندھنا ۔۔۔ ۲۷
" احرام کے لباس کی ۔۔۔ ۳۱
" تیاری احرام ۔۔۔ ۳۲
" ممنوعات احرام ۔۔۔ ۳۹
" وصیت حج ۔۔۔ ۳۵
ترتیب ادائگی حج ۔۔۔ ۲۱
تلبیہ کے خاص الفاظ کونسے ہیں ۔۔۔ ۳۶
" الفاظ تلبیہ کا طریقہ ۔۔۔ ۳۶
" میں موقعوں پر کیا اور کب
وقوف کرے ۔۔۔ ۳۷
تلبیہ کا عمرہ میں موقوف کرنا ۔۔۔ ۳۷
" کسی کے بدلہ کہنی ۔۔۔ ۳۴
تمتع سے مطلب ۔۔۔ ۹
" حج وقران عمرہ میں کونسا افضل ہے ۔۔۔ ۱۰
" " " کا ادا کرنا ۔۔۔ ۱۱
" کی تسمین ۔۔۔ ۱۱
" وقران کس کے واسطے ہے ۔۔۔ ۱۳
" میں عمرہ کے افعال ادا کرنا ۱۷
" کے مسائل ۔۔۔ ۱۵
" کا وقت ۔۔۔ ۱۵
" اور قران کی ہدی کب ذبح کیجائے ۱۶۲

ٹ

ٹڈی اور جوں مارنیکی جزاء ۔۔۔ ۱۷
ٹوٹے ہوئے ناخن کو علیحدہ کرنا ۱۷۲

ج

جائے وقوع مکہ معظمہ ۔۔۔ ۱۶
" مدینہ منورہ ۔۔۔ ۱۶
جانوروں کا ایذا دینا (احرام میں) ۔۔۔ ۱۷۶
جاپان سے جدہ کا فاصلہ ۔۔۔ ۱۷
جبل رحمت ۔۔۔ ۲۲۰
" قزح ۔۔۔ ۲۲
" ثبیر ۔۔۔ ۲۲۴
" ابوقبیس ۔۔۔ ۲۳
" نور ۔۔۔ ۲۳
" ثور ۔۔۔ ۲۳۱
جزا و کفارے ۔۔۔ ۱۶۸
" یا کفارہ شکار کا ۔۔۔ ۱۶۹
ممنوعات احرام کی ۔۔۔ ۱۷۱
جماع اور متعلقات ۔۔۔ ۱۷۵
جمع بین الصلوٰتین ۔۔۔ ۲۲۰
جمرات ۔۔۔ ۲۲۳
جنایات وکفارات بچہ کے ۔۔۔ ۱۴۷
جنت البقیع ۔۔۔ ۲۳۴
" کا قبرستان ۔۔۔ ۲۳۵
" کا نقشہ ۔۔۔ ۲۳۵
" العلی ۔۔۔ ۲۳۱
جوں اور ٹڈی مارنیکی جزاء ۔۔۔ ۱۷

ح

چاہ زمزم ۔۔۔ ۲۲۹
چاہ (دیکھو بیر) ۔۔۔ ۲۴۰
چوری ہو جانا ہدی کا ۔۔۔ ۱۶۰
چین سے جدہ کا فاصلہ ۔۔۔ ۱۷

ح

حاجیوں کو بعض امور جائز ۔۔۔ ۱۶۷
حائض وغیرہ کیواسطے رعایت ۱۳۹
حج کے معنی ۔۔۔ ۱
" کے فضائل ۔۔۔ ۱۴
" کے متعلق آیات قرآنی ۔۔۔ ۲
" فرض ہے ۔۔۔ ۳
" کی فرضیت کی [illegible] ۱۴
" [illegible] ۷
حج کی ادائگی میں دیر ۔۔۔ ۶
" دو طرح پر واجب ہوتا ہے ۔۔۔ ۴
" کے شرائط ۔۔۔ ۴
" نذر ۔۔۔ ۴
" کس پر فرض ہے ۔۔۔ ۵
" کس پر واجب نہیں ۔۔۔ ۵
" فرض ہونیکے شرائط ۔۔۔ ۵
" کس پر معاف ہے ۔۔۔ ۵
" کی تشریح ۔۔۔ ۵
" فرض کب ادا کرنا چاہیئے ۔۔۔ ۶
" کتنی مرتبہ کرنا چاہیئے ۔۔۔ ۶
" عمر بھر میں کتنی مرتبہ فرض ہے ۶
" فرض ہونے پر صورت ادائگی ۔۔۔ ۷
" کی وصیت بوقت مرگ ۔۔۔ ۷
" کی وصیت کس پر واجب ہے ۔۔۔ ۷
" کے راستہ میں موت ۔۔۔ ۸
" کرنیکے مختلف طریقہ ۔۔۔ ۹
" سے مطلب ۔۔۔ ۹
" وعمرہ وتمتع وقران میں کونسا افضل ہے ۱۰
" " " کس طرح ادا کیجاتے ہیں ۱۱
" قران کے ادا کرنیکا نقشہ ۱۲۰
" وعمرہ کس کے واسطے ہے ۱۳
" کا وقت اور جگہ ۔۔۔ ۱۵
" کے مہینے اور انکا تعلق مناسک سے ۱۵
" کے افعال حج کے مہینے میں ۱۵
" کی ادائگی کا مقام کہ معتمرین ۱۶
" کے ادا ہونیکے شرائط ۔۔۔ ۱۶
" کا ارادہ یا نیت کرنا ۔۔۔ ۲۲
" میں ممنوعات احرام باندھنے پر ۴۰
" کرنیوالیکے خلاف مرضی حج کرنا ۱۳۱
" کی نذر ماننا ۔۔۔ ۱۴۸
" سے رک جانا ۔۔۔ ۱۵۰
" سے رک جانا احرام باندھکر ۴۰
حج دوسرے کر رہا تو دعوت ہوا یا نہیں ۱۳۲
" کی وصیت اور اسکا ثواب ۱۳۵
" بذریعہ نائب کب صحیح خیال کیا جائے ۱۳۸
" فوت ہو جانا اور وقوف
عرفات میں شامل نہ ہو سکنا ۸۲
حج کا فوت ہونا ۔۔۔ ۱۵۵
" کی قربانی ۔۔۔ ۱۶۳
" کا احرام + حج کا احرام ۱۹۱
" کا احرام + عمرہ کا احرام ۱۹۳
حجۃ الاسلام ۔۔۔ ۴۰
حجر اسود ۔۔۔ ۲۲۷
" تسلم ۔۔۔ ۲۳۰
" متکا ۔۔۔ ۲۳۰
حجرہ مبارک رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم ۲۳۲
حرم کے ممنوعات ۔۔۔ ۴۱
" کی زمین ۔۔۔ ۴۱
" کے آداب ۔۔۔ ۴۲
" کے باہر مکہ میں قیام ۴۳
حرام (مسجد حرام) ۔۔۔ ۲۲۴
حدود میقات ۔۔۔ ۲۳۱
" حرم ۔۔۔ ۲۳۱
حطمہ ۔۔۔ ۲۳۶
حطیم ۔۔۔ ۲۷۷

خ

خانہ کعبہ کے آداب تعظیم داخلہ ۸۰
" کا طواف ۔۔۔ ۲۲۷
" " حجر اسود کا بوسہ ۴۹
خرچ حج دوسرے کی عرفہ سے ۱۳۳
خنثیٰ مشکل کیواسطے رعایت ۱۳۹
خوشبو میں نگوٹھا کپڑا کا استعمال
محرم کو ۱۷۳
خیف (مسجد) ۔۔۔ ۲۲۳

د

داخلہ مکہ معظمہ مین ۲۲۵
" مسجد الحرام مین ۴۷
دار خدیجۃ الکبری ۲۳۰
دار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۳۰
" ارقم ۲۳۰
درخت بیری ۲۲۰
دروازے مسجد حرام کے ۲۲۶
دروازے خانہ کعبہ کے ۲۲۷
درگاہ حضرت میمونہ ۲۳۳
دشمن نے روکا محرم کو ۴۰
دعا سواری پر سوار ہوتے وقت کی ۲۳
دعا مین گھر سے روانگی کے وقت کی ۲۳
" زمین حرم مین پڑھنے کی ۴۲
" مقام مدی پر پڑھنے کی ۴۲
" مکہ معظمہ پر نگاہ پڑنے وقت پڑھنے کی ۴۴
" میلین کے درمیان پڑھنے کی ۴۹
" قبرستان مین پڑھنے کی ۲۳۶
دفن محرم ۸
دلیل درمیان قربانی ۱۳۴
دم کے معنی و مطلب ۱۵۶
دنیا کا نقشہ ۱۸
دنیا کا نقشہ جسکے ذریعہ مختلف ممالک سے جدہ کے بحری راستے معلوم ہونگے ۱۸
دوسرے شخص کو حج کیلئے روانہ کرنا ۷
دواحرامونکو جمع کرنا ۳۸
دوسرے سے حج کرانا ۱۳۲
" کیوقت حج کرنیوالے کو کس قدر خرچ ملنا چاہیئے ۳۳
دودھ نکالنا ہدی کا ۱۵۸
دیگر مقابر ۲۳۷

ر

راستہ بحری بیت اللہ شریف کا ۱۷
راستہ مین کن امور پر نظر رکھنا چاہیئے ۲۴
" مین کن باتون پر عمل کرنا چاہیئے ۲۴
رمی جمار ۱۸۸
" کے فرائض شرائط وغیرہ ۱۴
رنگا ہوا کپڑا محرم نہ پہنے ۳۹
رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال محرم کو ۷۳
روضہ (پیر روضہ) ۲۴۰
روحا (پیر روحا) ۲۴۰
روانگی متعلق ان امور کا خیال رکھنا ۲۳
روس مشرقی سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
" یورپین سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
روم یورپین سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
روشنین مسجد حرام کی ۲۳۶
رہنے کے مکان سے مطلب ۵۰
رعایت حائض و نفسا تسکل کیواسطے ۱۲۹
رکن یمانی ۲۲۷
" شامی ۲۲۷
" عراقی ۲۲۷
" حجر اسود ۲۲۷

ز

زمین حرم اور اس کے حدود ۴۱
زمین حرم مین آداب حرم نگاہ رکھے ۴۰
زینہ ۲۲۹

س

سامان ضروری ۵
سیمین سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
سر منڈانیکے فرائض شرائط وغیرہ ۱۴
" یا منہ ڈھانکنا محرم عورت کا کپڑے سے ۱۷۳
سر منڈوانا بال کترانا ۱۹۰
سعی صفا و مروہ ۱۸۵
" " " کے شرائط و فرائض وغیرہ ۱۴
سر منڈوانے کے شرائط و فرائض ۴۹
" " کے بعد کیا کرے ۶۱
سنڈوانا رکن حج ہے یا واجب ۶۲
" کا وقت ۶۳
سنن و وقوف عرفات ۱۴
سر منڈوانا ۱۴
سنن حج ۱۴
" عمرہ ۱۴
" احرام ۱۴
" حوالف ۱۴
" سعی صفا و مروہ ۱۴
" مزدلفہ و وقوف مزدلفہ ۱۴
" منی (متعلق قیام) ۱۴
" رمی جمار ۱۴
سواری حج کیواسطے ۵
" کیوقت حاضی کیا دعا پڑھے ۲۳
سوق ہدی اور اشعار کا بیان ۱۵۹
سویز لینڈ سے جدہ کا فاصلہ ۱۷
سوار ہونا ہدی پر ۱۵۸
سلے ہوئے کپڑے کا استعمال محرم کو ۱۷۳
سیام سے جدہ کا فاصلہ ۱۷

ش

شرائط حج کے فرض ہونے کی ۵
" حج ۵
" ضروری واسطے حج کے ۵
" حج و عمرہ و قران و تمتع ۱۴
" مناسک حج ۱۴
" سعی صفا و مروہ ۱۴
" عرفات (وقوف) ۱۴
" مزدلفہ (وقوف) ۱۴
" رمی جمار ۱۴
" روانگی حج ۲۲
" وصیت حج ۱۳۶
" صحت حج ۱۴
شکار کی جزا اور کفارہ ۱۶۹
شہد ہ احد و بدر ۲۳۸

ص

صحت حج کی شرائط ۱۴
صحن مسجد حرام ۲۰۶
صفا و مروہ ۳
صفا و مروہ مین سعی کرنا ۱۱

ض

ضائع ہونا ہدی کا ۱۶۰
ضروری امور حاج کیواسطے ۶۰

ط

طریق حج ۹
طریق ادائگی عمرہ و حج یعنی قران و تمتع
طواف کی قسمین ۱۰
طواف عمرہ ۱۱
طواف کسکے واسطے ضروری ہے ۱۱
طواف کے فرائض و غیرہ ۷
طواف خانہ کعبہ ۱۰۸
طواف کے آداب ۷۶
طواف صدر ۱۹۳
طواف زیارت وصدر ۱۹۳
طواف معذور یا بیمار کا ۱۹۴

ع

عازم حج سے رخصت ہونا ۲۳
عمرہ سنت ہے ۲
عمرہ رمضان مین حج کے برابر ہے ۱۲
عمرہ کے فضائل ۱۲
عمرہ کے معنی ۱
عمرہ سے مطلب ۹
عمرہ قران تمتع حج مین کونسا افضل ہے ۱۰
" " " کسطرح ادا کی جاتی ہے ۱۰
" مین طواف صدر ۱۰
" مین تلبیہ موقوف کرنا ۱۰
" حج کسکے واسطے ہے ۱۳

" کے افعال حج کے مہینوں میں ۱۵
" کے فرائض وارکن " " ۱۴
" کے واجبات " " ۱۴
" کے سنن ومباحات " " ۱۴
عمرہ کے مکروہات ومنوعات " ۱۴
" کا احرام، عمرہ کا احرام " ۱۹۲
" کا احرام، حج کا احرام " ۱۹۳
عمل دوران طواف میں " " ۳۵
عورت بالغ پر حج " " ۶
" پر شرائط حج " " ۶
" کے واسطے احرام " " ۳۱
" کے واسطے احکام حج " ۳۱
" کے افعال حج " ۱۳۹
" کے واسطے رعایت حج " ۱۳۹
" کے حج کا فاسد ہونا " ۱۴۰
عرفات ووقوف عرفات " ۱۲
" وقوف عرفات کے فرائض شرائط وغیرہ ۱۴
عرفات کی نہر " " ۲۲۰
" کے وقوف کا اختتام " ۷۹
" کے میدان سے امام سے پہلے روانگی ۷۹
" میں مغرب آفتاب کے بعد ٹھہرنا ۷۹
" کا وقوف حج کا رکن اعظم ہے ۸۰
" کے وقوف کا عرصہ " ۸۰
" کے وقوف میں دخل ہوسکتا ۸۲

غ

غیر اہل مکہ اور احرام مبرا احرام " ۳۰
غیر اہل مکہ کا بیان حج قران وتمتع میں کہ ان کا فضل ہے ۱۳۰
غلام ومرسلات " " ۲۲۳
غرض " " " ۲۴۰

ف

فوائد مناسک حج " " ۱۴۰
فرائض سعی صفا ومروہ " " ۱۴
فرائض ووجوب عرفات " ۱۴
" وقوف مزدلفہ " " ۱۴
" رمی جمار " " ۱۴
فرض حج کب ادا کرنا چاہیے ۶
" " کتنی قریب کرنا چاہئے ۶
" " کی ادائگی میں دیر " ۶
" " کی صورت ادائگی " ۷
فضیلت عمرہ وحج، قران وتمتع " "
فرائض بارکان عمرہ " " ۱۴
فرائض احرام " " ۱۴
فرائض طواف " " ۱۴
فرض حج دوسرے سے کروانا ۱۴۲
فوت ہوجانا حج کا " " ۱۵۵

ق

قران سے مطلب ۹
" وحج وتمتع وعمرہ میں کون بہتر ہے ۹
" " کس طرح ادا کیا جاتا ہے میں ۱۱
" کسے کہتے ہیں " ۱۱
" وتمتع کس کے واسطے ہے " ۱۳
" میں عمرہ کے افعال حاجی حج میں ۱۵
قیام مکہ " " ۶۵
قربانی کا ذمہ دار کیا حج کروالا ہے ۱۳۴
قربانی " " ۱۸۹
قران کے ارکان کا وقت " ۱۵
قرعہ (جبل) " " ۲۲۱
قیام مکہ میں کیا کرے " " ۶۵
قربانی کی نذر ماننا " ۱۴۹
قلادہ باندھنا اونٹ کی گردن میں ۱۵۹
قران وتمتع کی ہدی کب ذبح کیجائے ۱۶۲
قبولیت دعا کے مقامات " ۱۶۶
قدیم باب السلام " " ۲۲۶
قبہ فراشین " " ۲۲۹
قبرستان جنت المعلی " " ۲۳۳
قبہ ۱ حضرت خدیجۃ الکبریٰ " ۲۳۳
قبہ ۲ حضرت سیدۃ آمنہ زہرہ " ۲۳۴
قبہ ۳ اجداد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳۳
قبہ ۴ عبدالرحمان بن ابی بکر صدیقؓ ۲۳۳
قبہ ۵ عبدالرحمن بن میر رضی اللہ عنہ ۲۳۳
قبہ ۶ قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳۳
قرآن شریف کی آیات متعلق حج ۲

ک

کسی شخص کے کہنے سے دوسرا احرام باندھے تو صحیح ہے " " ۳۴
کفارے اور جزاء " " ۱۹۸
کنس (مسجد) " " " ۲۲۴
کپڑے ولباس کا استعمال " ۱۷۳
کنوان - دیکھو بیر " "

گ

گنبد مسجد حرام " " ۲۲۶
گناہوں کی معافی حج کے موقع پر " ۸
گھر سے روانہ ہونا حج کو " ۲۳
گھر سے روانہ ہونے کے احکامات " ۲۳

ل

لباس کپڑے کا استعمال " " "
لباس احرام " " ۳
لڑکی بالغ پر حج ہے " ۸۵
لڑکی نہ بالغ پر حج نہیں " ۶۵
لوگوں سے مصافحہ کرتے وقت کے کلمات ۲۳

م

مال تجارت سے مطلب (حج میں) ۵
ماہائے حج " " ۱۵
مباحات حج وغیرہ " " ۱۴
" سعی صفا ومروہ " " ۱۴
" محرمات ومکروہات طواف ۱۴
محصب (وادی) " " " ۲۲۴
محرمات حج وغیرہ " " ۱۴
" سعی صفا ومروہ " " ۱۴
" وقوف عرفات " " ۱۴
" سر منڈوانا " " ۱۴
محصر کا احرام کھولنا " " ۱۵۱
" حج کا بدلہ کیونکر دے " "
محرم (وادی) " " " ۲۲۲
محرم کا ناخن کترنا " " ۱۷۱
" کو لباس یا تیر کا استعمال " ۱۷۲
" کو زعفران ہو یا خوشبو دار کپڑے کا استعمال ۱۷۳
مستحبات حج وغیرہ " " ۱۴
مستحبات " " " ۱۴
" وقوف عرفات " " ۱۴
" مزدلفہ (وقوف) " " ۱۴
" رمی جمار " " ۱۴
مسائل میقات سے احرام باندھنے " ۲۷
" تمتع قران کے واسطے احرام باندھنے کا وقت ۳۸
مسجد حرام واقع مکہ معظمہ " " ۴۶
" " میں داخلہ " " ۴۷
مستحبات ومسنونات ومکروہات احرام ۱۴
" طواف " " ۱۸
مسجد خیف " " " ۲۲۳
" الکبش " " " ۲۲۲
" منحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " ۲۲۱
" حرام " " " ۲۲۴
" حرام کے گنبد " " " ۲۲۶
" عقبیٰ " " " ۲۲۴
" بیت العقبیٰ " " " ۲۲۴
" رایہ " " " ۲۳۱
" جن " " " ۲۳۱
" تنعیم " " " ۲۳۱
" شجر " " " ۲۳۱
" غنم " " " ۲۳۱
" الزیاد " " " ۲۳۱

ذی طوی ... ۲۳۱
قبا ... ۲۳۹
بقعہ ... ۲۳۹
التنعیم ... ۲۳۹
بنی قریظہ ... ۲۳۹
ابراہیم ... ۲۳۹
بنی خطمہ ... ۲۳۹
منارتین ... ۲۳۹
الاجابتہ ... ۲۳۹
مسجد طریق السافلہ ... ۲۳۹
الفتح ... ۲۳۹
سلمان فارسی ... ۲۳۹
بنی حرام ... ۲۳۹
ذوقبلتین ... ۲۳۹
سقیا ... ۲۳۹
رایہ ... ۲۳۹
الفتح ... ۲۳۹
عیدین ... ۲۳۹
وادی ... ۲۳۹
ابی بن کعب ... ۲۳۹
عید ... ۲۳۹
فاطمہؓ ... ۲۳۹
طریق السافلہ ... ۲۳۹
تنعیم ... ۲۳۹
جن ... ۲۳۹
الشجرہ ... ۲۳۹
مکروہات ومنوعات عمرہ ... ۱۴
سر منڈوانے کے ... ۱۴
رمی جمار ... ۱۴
حج وغیرہ ... ۱۴
سعی صفاومروہ ... ۱۴
وقوف عرفات ... ۱۴
مزدلفہ درد وقوف ... ۱۴
مکروہات سعی اقیام مین ... ۱۴۴
منتہی طریق احرام کے ... ۳۸
محرمات احرام اوراسکی جزاء ... ۱۷۱
" حج کی جزاد کفارے ... ۱۶۸
" احرام ... ۱۷۱
" احرام ... ۳۹
" حرم ... ۴۱
" درومیت حج ... ۱۳۵
" وصیت حج ... ۱۳۷
" عورات مناسک کی ادائگی مین ۱۴۱
منبر ... ۲۲۹
مدینہ منورہ جانے وقوع ... ۱۶
مدح ... ۲۲۳
رسلات کی غار ... ۲۲۳
مزدلفہ کے وقوف کے شرائط فرائض وغیرہ ۱۴
" دنواح کا حال ... ۲۲۱
مزار حضرت عثمانؓ ... ۲۳۰
مشہد حضرت عقیل ... ۲۳۲
مصلی حنفی ... ۲۲۸
" شافعی ... ۲۲۸
" مالکی ... ۲۲۸
" حنبلی ... ۲۲۸
مطاف ... ۲۲۶
معذور کا حج انکی طرف نائب ... ۱۴۶
" کا وقوف عرفات ... ۱۴۳
مفسدات حج وغیرہ ... ۱۴
مقامات ادائگی حج ... ۱۶
مقامات قبولیت دعاء ... ۱۶۶
مقام ابراہیم ... ۲۲۹
مقبرہ الوعبیدہ ... ۲۲۳
" معتب بن زرارہ ... ۲۲۳
" حضرت حوا ... ۲۲۳
" حضرت ہارون ... ۲۲۳
مقامات احرام ..... ۲۸ و ۲۹
مقام مدعی اور دعا ... ۴۳
مکہ معظمہ پر نگاہ پڑنے کی دعا ... ۴۴
" کا جائے وقوع ... ۱۶
مکہ شریف مین داخلہ ... ۴۵
" کے قیام مین کیا کرے ۶۵
ملتزم ... ۲۲۷
مناسک احکام عمرہ تمتع وقران وغیرہ ۲۲
" حج ہر قسم کی اسکی شرائط فرائض وغیرہ ۱۴
منی کے وقوف کے شرائط فرائض وغیرہ ۱۴
مناسک حج کی ادائگی کا وقت ... ۱۵
منی ونواح کا حال ... ۲۲۳
منارہ مسجد حرام ... ۲۲۶
میقات اہل حل کا اور میقاتی کا ۳۰
" اہل مکہ کا (حج کا احرام) ۳۰
" " (عمرہ کا احرام) ۳۰
" بے راستہ انیوالون کا ۳۰
" ان لوگون کا جو بعد میقات یمن کے ۳۰
" اہل مدینہ اہل عراق وغیرہ وغیرہ کا ۳۰
مولد النبیؐ ... ۲۳۰
مولد حضرت علیؓ ... ۲۳
میقات کا مطلب ... ۲۵
" کس واسطے مقرر کئے گئے ... ۲۶
" سے پہلے احرام باندھنا ... ۲۶
" سے بغیر احرام باندھے مکہ شریف جانا ۲۷
" سے احرام باندھنا مناسک پر واجب ہے ۲۷
" پر احرام باندھنے کے دلائل ... ۲۷
" سے احرام باندھنے کے مسائل ... ۲۷
" وحرم کی حدود کا نقشہ ... ۲۹
" پر احرام باندھنا ... ۲۴
" میقاتی سے مطلب ... ۲۵
میزاب ... ۲۲۷

ن

نابالغ یا غلام کے بالغین ہونیکا مسئلہ ۷
نابالغ کے ورثہ کب درست ہے ... ۷
نابالغ کے ورثہ کب صحیح کب صحیح خیال کیا جائے ۱۳۸
ناخن کاٹنا ... ۱۷۲
نذر مانند حج مین ... ۱۴۸
نذر قربانی ماننا ... ۴۹
نذر کی ہدی کب ذبح کی جائے ۱۶۳
نحر یا ذبح کرنا ... ۶۱
نفل کی ہدی کب ذبح کیجائے ... ۱۶۲
نفساء وغیرہ کو بواسطے رعایت ... ۱۳۹
نقشہ مناسک حج وعمرہ وغیرہ ... ۱۲
نقشہ ترتیب ادائگی حج ... ۲۱
" حدود ومقات وحرم ... ۴۹
" طواف خانہ کعبہ ... ۴۹
" دنیا ... ۱۸
" مسجد حرام ... ۴۶
" خانہ کعبہ وحجر اسود ... ۴۶
" مسجد نبوی ... ۳۲
نماز بعد از سعی ... ۶۱
نماز سعی کے بعد ... ۶۱
نہر عرفات ... ۱۳۰

و

واجبات حج ... ۱۴
" عمرہ ... ۱۴
" سعی صفاومروہ ... ۱۴
" وقوف عرفات ... ۱۴
" مزدلفہ درد وقوف ... ۱۴
" رمی جمار ... ۱۴
" سر منڈوانا ... ۱۴
" احرام ... ۱۴
" طواف ... ۱۴
واجب یا رکن سعی صفاومروہ ... ۲

فہرست (حرف تہجی)

کب ہوتا ہے حج ۔۔ ۴
وادی عرشہ ۔۔۔ ۲۲۰
محسر ۔۔۔ ۲۲۲
محصب ۔۔۔ ۲۲۴
وجوب حج ۔۔۔ ۴
وصیت ادا سکا ثواب حج کے تعلق ۔ ۱۳۵
کے مطابق وصی کو عمل کرنا ۔ ۱۳۷
حج فوت مرگ ۔۔۔ ۷
وصیتن حج کس پر کرنی واجب ہے ۔ ۷
کے شرائط ۔۔ ۱۳۶
وقت سعی ۔۔۔ ۶۳
حج ۔۔۔ ۱۵
عمرہ ۔۔۔ ۱۵
تمتع ۔۔۔ ۱۵
قران ۔۔۔ ۱۵
احرام ۔۔۔ ۳۰
قبولیت دعا ۔۔ ۱۶۶
وقوف عرفات ۔۔ ۱۸۶
مزدلفہ ۔۔۔ ۱۸۷
عرفات معذور کا ۱۴۳
عرفات کے موقع پر اذکار اور خصوصی
مین یاد رکھنے کے قابل امور ۷۸
عرفات کا مقام ۔۔ ۷۹
حج کا رکن اعظم ہے ۔۔ ۸۰
کا عرصہ ۔۔۔ ۸۰
مین نہ شامل ہو سکنا ۔ ۸۲

مھ

ہدی بھیجنے کے بعد احصار ۔ ۱۵۲
اور بدنہ کے معنی ۔۔ ۱۵۶
کون سے جانور مین ۔۔ ۱۵۷
پر سواری نہ کرنی چاہیے ۱۵۸
کا ضائع ہونا ۔۔ ۱۶۰
کے جانور کہان ذبح ہون ۱۶۲
کے گوشت کی تقسیم ۔۔ ۱۶۴
کی کھال جھول کیا کرے ۱۶۵
احصار کی کب اور کجا ذبح کیجائے ۱۵۲
مین ایک معین آدمی خسر کیا جا سکتی
مین ۔۔۔ ۱۵۷
کا دودھ نکالنا ۔۔ ۱۵۸
کے بچہان بچہ پیدا ہونا ۔ ۱۵۸
کا خود ذبح کرنا ۔۔ ۱۶۱
ہدی کے جانور کب ذبح کئے جائین ۱۶۲
ہاتھ کے ناخن کاٹنا ۔۔ ۱۷۲
ہندوستان سے جدہ کا فاصلہ ۱۷

ی

یمن والون کا میقات ۔۔ ۳۰
یلملم (ہندوستان والون کا میقات) ۱۳۰

فتاوی عثمانی ۔ کتاب المیراث مین سے ذوی الارحام درجہ اول کا نمونہ

نقشہ ذوی الارحام درجہ اول معہ عصبات درجہ اوّل

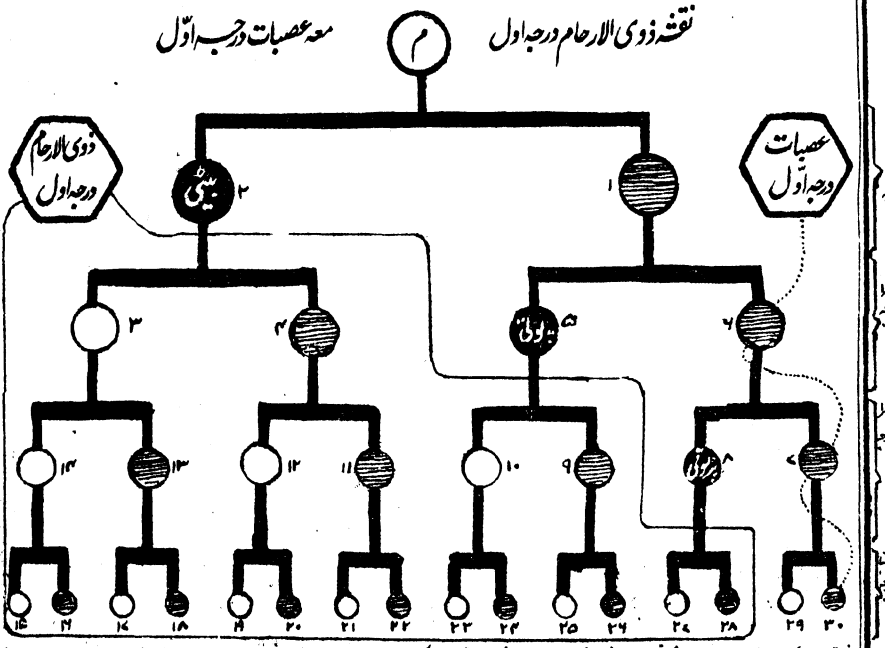

نوٹ ۔ اصل کتاب مین نقشہ عبارت اور سے صفحون پر ہین جانیکی وجہ یہ نقشہ اصل مین موجود نقشہ سے دگنا ہے ۔ لکیرون دار دائرے سے مراد ہے اور خالی دائرہ سے عورت ۔ ذوی الفروض مطلب جدہ صحیحہ مین ہین ۔ اور ذوی الارحام

باریک لکیر کے حلقہ مین بند ہین ۔ اور عصبات نقطہ دار لکیر سے گھیرے گئے ہین اور یہ تمام نقشے مکمل ہین ایک خاص پیرایہ پر بنائے گئے ہین یہ بتانے کے لئے کہ ان کا آپس مین کیا تعلق ہے ۔ عصبات و ذوی الارحام کا جدول الگ ہے ۔ عصبات کا نقشہ الگ ہے ۔ ذوی الفروض

فتاویٰ عثمانی۔ کتاب المیراث

زیر صحیح

قبل ازیں ہم نے فقہ حنفی کی مستند کتاب المیراث کا مطالعہ کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت جامع ہے۔ اس کتاب کی خوبی اس پر موقوف نہیں کہ یہ اختصار و مختصر الفاظ میں بیان کی گئی ہے بلکہ اس کی خوبی یہ ہے کہ یہ کتاب مسائل کو بہت آسان طریقہ سے بیان کرتی ہے۔ یہ کتاب سراجی کی شرح ہے۔ شرح مختصر۔ کنز۔ عینی شرح کنز۔ فتاویٰ عالمگیری۔ رد المحتار علی الدر المختار وغیرہ وغیرہ سے ماخوذ ہے۔ اس کتاب کے متعلق یہ سند معلوم کرنا ضروری معلوم ہو سکتا ہے کہ کس کتاب کا ماخذ مصنف کا ترجمہ ہے یا محاکمہ و ترجمہ ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کتاب کا ماخذ اور بنیاد سراجی ہے۔ اور جہاں سراجی سے کچھ زائد ہے وہ بھی اسی کتاب کا ماخذ ہے۔

۲۶۷۶۳۶۱
ف
آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی۔ مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔ جلد
سردار دربار